وَمَن یَہدِ اللہُ فَہُوَ المُہتَد

واضح ہو کہ فرقہ مہدویہ المذہب اگرچہ اطراف جینپور و بلاد گجرات

و دکن خصوصاً شہر فرخندہ بنیاد حیدرآباد مین بکثرت ہوئے

ہین لیکن چونکہ ان دنون انکے بعضے علما کتابی کتاب اور

رسالے پر رسالہ رد مین تمام فرقون اسلام کے لکھتے اور

چھپواتے جاتے ہین اسواسطے یہ رسالہ یعنی

ہدیہ مہدویہ

رد مین فرقہ مذکورہ کے مشتمل تمام اصول و

فروع قبایح و نقائص مذہب و پیشوایان مذہب

مسطورہ شہر فرخندہ بنیاد حیدرآباد مین تصنیف ہوا اور

حسب فرمایش اہل بلدہ مذکور کے بسعی عزیز القدر شیخ محمد یعقوب

باہتمام امیدوار غفران محمد عبدالرحمن [illegible] حاجی محمد مصطفی خان مغفور

مطبع نظامی واقع کانپور مین چھپا

قیمت فی جلد

فہرست کتاب ہدیہ مہدویہ

ماشاء الله لا قوة الا بالله
در مطبع نظامی کانپور مطبوع گردید ۱۲۸۶ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین والصلوٰة والسلام علی رسولہ محمد سید الاولین والآخرین وعلی آلہ الطیبین الطاہرین واصحابہ الہادین المہدیین لیکن بعد اسکے امیدوار درگاہ صمد ابو رجا محمد گذارش کرتا ہی کہ یہ کتاب بیچ رد مذہب فرقۂ مہدویہ کے جنھون نے بعض بلاد ہندوستان خصوصاً اطراف دکن مین علم شر و شورش کا بلند کیا ہی اور ہرچند علماے متقدمین مانند شیخ علی متقی اور شیخ ابن حجر مکی اور محمد بن الخطاب مالکی اور ملا علی قاری اور سید محمد اسعد مکی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم نے رسائل اور فتاوے انکی رد مین ایسے لکھے ہین کہ منصف رو حق طلب کے واسطے کافی ہین لیکن چونکہ بنا ان تصنیفات کی استدلال احادیث پر ہی اور مہدویہ اپنے پیر شیخ جونپوری کے مخالف جو احادیث پاتے ہین قبول نہین کرتے ہین اور بعض منکرات امور کی نسبت کہ انکے مذہب کی طرف کیجاتی ہو اوس سے بھی انکار کرتے ہین اسواسطے اس کتاب مین یہ طریق اختیار کیا گیا کہ انھین کی کتابون سے اوسکے مہدی وغیرہ مقتدا اون کے اقوال نقل کرکے یا احادیث واقوال مسلمہ اونکے لاکر الزام دیا گیا اور یہ تمام شفقت انھین کی بہتری اور خیرخواہی کی طمع پر اوٹھائی ہی کہ شاید اللہ تعالی اسی طریق سے ہدیہ ہدایت اور حق فہمی کا انکو مرحمت فرماوے اور نام اس کتاب کا کہ ہدیۂ مہدویہ ہی اسم بامسمی ہو جاوے اور چونکہ غرض محض نصیحت اور ادائے حق اسلام ہی نہ مقابلہ و انتقام اس سبب سے کسی جاے اونکو اور اونکے پیشواؤن کو القاب قبیح اور الفاظ شنیعہ سے یاد نہ کیا گیا علاوہ یہ کہ فحش و بدزبانی دیانت اور شرافت کے بھی خلاف ہی حالانکہ ان لوگون نے ہمارے حق مین

کچھ ملاحظہ اس طریقے کا نکیا اور کوئی درجہ سب تبرا کا باقی نرکھا کہ اگر کبھی کسی عالم سنی سے کچھ اونکو
لکھا اونھون نے نہایت نخوت وتکبر سے طریقہ عدل ومساوات کا چھوڑ کر دہ چند وصد چند
اوسکا بکا اور طعنے اونکے مصنفین سے بلا مقابلہ بھی یہی پیشہ اختیار کیا چنانچہ بطور نمونہ کے چند
الفاظ انکی کتابون سے کہ گویا دشنامے ہین نقل کیے جاتے ہین کنز الدلائل ہین شہاب الدین مہدی
شیخ محمد اسعد مرحوم مصنف شہب محرقہ ردسراج الابصار کے مقابلے مین حد سے تجاوز کرکے لکھتا ہی برادران
ای انصاف کنندہ ببین بسوی عتساف این شقی ناپاک ونظر کن بعناد وعداوت این جاہل بیباک
وتامل کن در کلام دروغ بفروغ این بدکیش شقاوت اندیش کہ چگونہ تابع نفس وہوا گشتہ ومطیع فرمان
شیطان شدہ **ایضاً** این سفہا عرب بر عدم علم ووجود جہل او دلیل ست ظاہر آنکہ مقتدای این
شقی یعنی علی متقی در رسالہ خود کہ آتش در دست میگوید اعلم رحمک اللہ الخ در میان کلام این
ہر دو ناپاک مخالفت راہ یافت **ایضاً** انتہی قول شقی جواب بر مجہول این نامعقول ونامعقول
این مجہول ہمین کلام او دال ست **ایضاً** انتہی کلام محمود الدین الشار بالشقی لعن اللہ علیہ وعلی جدہ
علی المتقی الشار بالمفتری جواب ثم انظر ایہا المنصف الی جہالۃ ہذا العرب المعاند ہو
المخصوص بایۃ الاعراب اشد کفرا ونفاقا والموصوف بصفۃ فاتبعہ الشیطان فکان
من الغاوین انتہی واللہ المستعان غرض کہ اس قسم کے فحشیات اونکی تمام کتابون مین کم وبیش
موجود ہین خصوصا تکفیر تمام اہل اسلام کی کہ اوس سے بدتر کوئی دشنام نہین ہی انکی تمام کتابون کا
گویا ترجیع بند ومستزاد اور تمام خرد وبزرگ کے وظائف اوراوراد سے ہی ایکی بار جزاء ان تمام
فحشیات کی حضرت منتقم حقیقی کے سفوض کرکے کریمہ خذ العفو وامر بالعرف واعرض
عن الجاہلین پر عمل کیا بشرطیکہ آیندہ اس شیوہ شنیعہ سے توبہ کرین اور بار دیگر کوئی کلام
ناشایان زبان پر نہ لاوین وگرنہ بمنطوق آیۃ والذین اذا اصابہم البغی ہم ینتصرون
وجزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا کے جواب ترکی بترکی دیا جاویگا کہ آیندہ اگر کوئی الفاظ شنیعہ
معاشر اہل سنت کے حق مین زبان پر لاوینگے ہم وہی الفاظ اونکے پیشواؤن کے حق مین سناوینگے
کہ لا یلدغ المومن من جحر واحد مرتین اور تفصیل اسکے سبب تالیف کی آخر باب دوم مین مذکور ہی
اور فہرست اسکے ابواب کی یہ ہی **باب اول** مین بیان اون عقائد فرقہ مہدویہ کا ہی کہ مخالف

عقائد اہل سنت وجماعت کے ہین **باب دوم** احوال شیخ جونپوری مین ابتدا نشو ونما انتہاے
موت وفنا تک اور بعد اونکے سرگذشت اون کے خلفاء و توابع کی آج تک بطور اختصار واجمال
کے **باب سوم** رد دلائل اثبات مہدیت شیخ جونپوری مین **باب چہارم** مین بیان اون گستاخیونکا
کہ فرقہ مہدویہ نے نسبت حضرات مشائخ اسلام اور ائمہ اعلام کے کی ہین **باب پنجم** مین بیان
اون بے ادبیون کا کہ مہدویون نے خدمت مین خلفاے راشدین اور دوسرے اصحاب
حضرت خاتم المرسلین کے کی ہین **باب ششم** بیان مین اون بے ادبیون کے کہ مہدویون نے
جناب حضرات انبیاء و مرسلین اور حضرت خاتم الرسالت سید الاولین والآخرین مین کی ہین **باب
ہفتم** مین بیان اون بے ادبیون کا کہ فرقہ مہدویہ نے نسبت بجناب حضرت آفریدگار عالم جل
جلالہ کے کی ہین **باب ہشتم** رد مسئلہ التسویہ مین یعنی اپنے مہدی کو ساتھ حضرت سید الاولین والآخرین
افضل الخلائق اجمعین کے سراسر برابر جاننا چنانچہ یہ بات ارکان ایمان مہدویون سے ہی

باب اول مین بیان اون عقائد فرقہ مہدویہ کا کہ مخالف عقائد اہل سنت جماعت کے ہین

عقیدہ اول سید محمد جونپوری ولی کامل اور مکمل ہین اور اعتقاد اہل سنت کا یہ ہی کہ جو اقوال
وافعال شیخ جونپور کے کتابون مہدویہ مین مرقوم ہین اگر نسبت ان اقوال و افعال کی اونکی جانب
صحیح و برابر ہی اور قسم افترا و بہتان مریدین سے نہین ہی جیسا کہ ظاہر ہی کہ مصرع تا نباشد چیزکی مردم
نگویند چیزہا * تو ولی ہونا درکنار اونکا زمرہ اہل سنت سے ہونا مشکل ہی اور بعضے علماء اہل سنت کہ حسن
ظن ولایت کا اونکے حق مین رکھتے تھے وجہ اوسکی یہ بھی کہ شیخ موصوف کے اقوال و افعال ایسے ناشائستہ جو نہ پہنچے
تھے اگر اونکی کتابین انکے ملاحظے مین آتین ہرگز خیال ولایت کا اونکے حق مین نکرتے **عقیدہ دوم**
سید محمد جونپوری مہدی موعود ہین کہ سن نو سو پانچ ہجری مین دعوی مہدویت کا کرکے سن نو سو دس مین
انتقال کیا اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہی کہ ایک شخص آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین سے بلاشک مہدی ہونیوالا
ہی اور شناخت اوسکی موقوف ہی وجود اون علامات پر کہ احادیث صحیحہ مین حق مہدی مین مذکور ہین اور چونکہ
یہ علامات شیخ موصوف مین مفقود تھین اسواسطے یہ مہدی نہین ہین اور دعوی انکا باطل ہی چنانچہ
تفصیل اسکی آیندہ بجز دوم آویگی انشاء اللہ تعالی **عقیدہ سوم** تصدیق مہدویت سید محمد جونپوری کی

فرض ہی اور انکار اونکی مہدویت کا کفر ہی اور سن نو سو پانچ ہجری سے اسطرف جسقدر اہل اسلام شرق
سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک گذرے ہین اور گذرینگے سب بسبب اس انکار کے کافر
مطلق ہین مسلمان فقط یہی چند مہدوی دکنی و ڈھونڈاری و گجراتی ہین اور امت محمدیہ تین سو ستر
برس سے اسیقدر اختصار پر ہو گئی ہی اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہی کہ چونکہ شیخ موصوف علامات مہدیت
سے عاری ہین تصدیق اونکے مہدویت کی مستلزم تکذیب مہدی حقیقی آیندہ کی ہی حرام ہی اور
انکار انکی مہدویت کا واجب اور موجب نجات و ثواب ہی اور اہل اسلام کو کافر کہنا کفر ہی کہ ان گروہ کی
شامت اعمال نے انکو اس مین مبتلا کیا ہی **عقیدۂ چہارم** شیخ موصوف اگرچہ افضل امت محمدی کی
ہین لیکن افضل ہین امیر المومنین ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اور عثمان ذی النورین اور علی مرتضی
رضی اللہ عنہم سے اور اعتقاد تمام اہل سنت بلکہ امت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا یہ ہی کہ بعد انبیا و مرسلین کے
نہ کوئی امت محمدیہ مین افضل ان حضرات سے ہی اور نہ امم انبیاے سابقین مین **عقیدۂ پنجم** سید محمد جونپوری
سوا محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے افضل ہین ابراہیم و موسی و عیسی و نوح و آدم اور تمام انبیا اور
مرسلین سے اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہی کہ کوئی ولی اگرچہ اغواث و اقطاب و ابدال و اوتاد و اولیاے اہل بیت
و صحابہ و تابعین و مجتہد و مہدی کی قسم سے ہو درجے کسی پیغمبر کو نہین پہونچتا ہی انبیا و مرسلین تمام
خلائق سے افضل ہین اور انبیا و مرسلین بشر انبیا و رسل ملائکہ سے افضل ہین **عقیدۂ ششم** سید محمد
جونپوری اگرچہ تابع تام ہین محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے لیکن رتبے مین آنحضرت خاتم المرسلین کے برابر ہین
کہ دونون مین ایک سر مو کمی و بیشی نہین ہی اور اعتقاد اہل سنت کا یہ ہی کہ کوئی امتی کیا بلکہ کوئی پیغمبر مرسل
یا فرشتہ مقرب رتبہ حضرت سید الاولین و الآخرین خاتم الانبیاء و المرسلین کو نہین پہونچتا ہی اور عالم وجود
مین کوئی موجود حضرت کا ہم رتبہ موجود نہین ہی اور بعد خداوند عالم کے عالم مین جو مقام و منزلت کہ
حضرت کے واسطے ہی کسی دوسرے کو نصیب نہین ہی کہ ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر • **عقیدۂ ہفتم**
بلکہ جو احادیث رسول خدا کے اور تفاسیر قرآن اگرچہ کیسی ہی روایات صحیحہ سے مروی ہون لیکن شیخ
جونپور کے بیان احوال سے مقابل کرکے دیکھنا اگر مطابق انکے احوال کے ہووین صحیح جاننا ورنہ غلط
جاننا اور اہل سنت کا اعتقاد اسکے بالعکس ہی یعنی مسلمان کو چاہیے کہ اپنے احوال کو احادیث و تفاسیر
کے مقابل کرکے آزماوے کہ جو مطابق نکلے اوسپر ثابت رہے اور جو احوال کہ اپنے مخالف احادیث و تفاسیر کے

پاوس سے توبہ کرکے ترک کرے اور وہ احوال پیدا کرے کہ مطابق سنت رسول اللہ و مشرب جماعت
صحابہ اور اہل بیت کے ہووین اس سبب سے انکو اہل سنت و جماعت بولتے ہین **عقیدہ ہشتم**
یہ کہ شیخ موصوف کو بالذات مفترض الطاعت جانتے ہین یعنی جو کچھ اونھون نے کہا یا کیا اوسکی اتباع
دوسرون پر فرض ہو گئی اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہی کہ یہ مقام سوا ے حضرات انبیا علیہم السلام کے
کسی کے واسطے نہین ہی یہ اونھین کیواسطے ہی کہ جسکو وہ فرض کہین وہ فرض ہی اور جسکو حلال کہین وہ
حلال ہی اور جسکو حرام کہین وہ حرام ہی اور جو کچھ وہ بلا مواظبت کرین وہ سنت ہی اور جسپر بطور
عبادت کے مواظبت اختیار کرین وہ واجب جانا جاتا ہی اور سوا ے انبیا علیہم السلام کے دوسرونکی
اطاعت بالتبع ہی یعنی اونکا قول اگر مخالف امر حضرات انبیا کے نہوگا اطاعت کی جاویگی اور اگر
مخالف ہوگا اطاعت نکرینگے **عقیدہ نہم** یہ کہ جیسا کہ قول شیخ جونپور کا باوجود مخالفت عقل کے
واجب التصدیق ہی ایسی اگر مخالف عقل و حس کے ہووے تب بھی واجب التصدیق ہی اور کلام مہدی
مین تاویل حرام ہی چنانچہ پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز جالور مین مجمع تمام مہاجرین و خلفا مہدی کے
میان خوندمیر نے ایک خاشاک ہاتھ مین پکڑ کر پوچھا کہ دیکھو یہ کیا ہی سب نے جواب دیا کہ خاشاک ہی
کہا خوب دیکھو کہ کیا ہی بولے خاشاک ہی پھر کہا خوب دیکھو سب نے کہا کہ ہم دیکھتے ہین کہ خاشاک ہی میان
نے کہا کہ اسکو مہدی موعود نے شاہ کہا ہی سب نے کہا کہ شاہ ہی آمنا و صدقنا پھر ایک سنگریزہ ہاتھ
مین لیکر ان سب بزرگون کو دکھلا کر کہا کہ یہ کیا ہی بولے سنگریزہ ہی پھر کہا خوب دیکھو کیا ہی بولے
سنگریزہ ہی پھر کہا کہ کیا ہی سب بولے کہ دیکھتے ہین کہ سنگریزہ ہی کہا کہ اسکو مہدی موعود نے
جواہر لاقیمت کہا ہی سب مہاجرون نے جواب دیا کہ آمنا و صدقنا ہمارے دیکھنے کا کیا اعتبار ہی
جو کہ فرمان مہدی مین شک لاوے یا تاویل کرے وہ آن مہدی سے نہین ہی انتہی اور آخر عقیدہ شریفہ
مین لکھا ہی کہ جو شخص کہ بیان مہدی مین کچھ تاویل یا تحویل کرے وہ مخالف بیان اوس ذات کے ہوگا
انتہی اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہی کہ شریعت محمدیہ بلکہ تمام شرائع آسمانی مین کوئی خبر و حکم مخالف
عقل کے کہ عقل صحیح اوسکے استحالہ پر یقین کرے نہین ہوتا ہی اور اگر بالفرض بظاہر کوئی حکم مخالف
عقل کے معلوم ہو تو وہان وہ معنی ظاہری مخالف عقل مراد نہین ہین بلکہ وہ کلام مؤول ہی اور
معنی تاویلی اوسکے ہرگز مخالف عقل نہین ہین اور تاویل موافق قواعد اصول کے کلام خدا و رسول مین

عقیدہ ہشتم شیخ موصوف بالذات مفترض الطاعت ہین

عقیدہ نہم قول شیخ کا مخالف عقل ہو تو بھی حق ہی

درست ہی البتہ بعضے احکام ایسے ہین کہ عقل بشری اُسکے ادراک لم و ماہیت سے عاجز ہی نہ یہ کہ عقل اُسکے بطلان
پر دلیل یقینی رکھتی ہو یا حس و مشاہدے مین بدیہی البطلان ہون اسیواسطے متکلمین اپنی کتابون مین اجوبہ
تخیلات الاستحالہ کے ابطال استحالہ اور اثبات امکان کے دیپے رہتے ہین تاکہ وہ ہی احکام شرعیہ غبار
احتمال کذب سے پاک رہے بخلاف مہدویہ کے کہ کاہ کو شاہ اور کنکر کو جوہر بول کر کہ کذب محض ہی اور بے
سر پیچ آمنا صدقنا کا سچ کر سچ جان لیتے ہین **عقیدۂ نہم** یہ کہ سید محمد جونپوری اور محمد صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم پورے مسلمان ہین اور سوا اُنکے حضرت ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ و نوح و آدم اور تمام انبیا
و مرسلین ناقص الاسلام ہین کہ کوئی پیغمبر نیم مسلم ہی اور کوئی پاو مسلمان اور کوئی اس سے بھی کم ہی چنانچہ
پنج فضایل مین ہی کہ شاہ دلاور نے اپنے مہدی سے روایت کی کہ آدم علیہ السلام ناک کے نیچے سے
بالائے سر تک مسلمان تھے اور نوح علیہ السلام زیر حلق سے بالائے سر تک مسلمان تھے اور ابراہیم و موسیٰ زیر
سینے سے سر تک مسلمان تھے اور عیسیٰ علیہ السلام زیر ناف سے بالائے سر تک مسلمان تھے دوسری بار
جب آوینگے پورے مسلمان ہوجاوینگے اب آدھے مسلمان ہین انتہی اور انصاف نامہ کے بارھوین باب مین
لکھا ہی کہ میان خوندمیر نے کہا کہ تمام عالم مین دو مسلمان معلوم ہوتے ہین ایک محمد رسول اللہ دوسرے میران محمد
جونپوری میران موصوف نے جواب دیا کہ ہان ایسا ہی ہی بعضے پیغمبرون کا سر مسلمان ہوا تھا اور بعضونکا
ناف تک اور بعضون کا سیدھا پہلو اور بعضونکے دونو پہلو مسلمان ہوگئے تھے مگر یہی دو تن سرتاپا مسلمان
ہوئے ہین انتہی اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہی کہ درجۂ اسلام کمتر ہی درجۂ نبوت و رسالت سے انبیا و مرسلین
ہوکر اسلام مین ناقص رہنا کیا معنے بلکہ تمام حضرات انبیا پورے مسلمان کامل الاسلام والایمان ہین جہت
اسلام سے اُن مین کچھ تفاوت نہین ہی اور ایسی جہت نبوت سے بھی اُن مین کچھ تفاوت نہین ہی وصف نبوت
مین سب برابر ہین کہ إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِن بَعْدِهِ
الآیہ اور حدیث صحیحین مین ہی کہ لَا تُخَيِّرُوا بَيْنَ الْأَنْبِيَاءِ اور ایک روایت مین ہی کہ
لَا تُفَضِّلُوا بَيْنَ أَنْبِيَاءِ اللّٰهِ تعالیٰ یعنی ایک پیغمبر کو دوسرے پر اصل نبوت مین تفضیل دو کہ نبوت
مین سب برابر ہین اور تفاوت درجات کہ انبیا علیہم السلام مین ہی بسبب ان خصائص اوصاف کے ہی
کہ منصب نبوت کے سوائے فضائل زائدہ کی قسم سے ہین یعنی کوئی نبوت کے ساتھ فرمان رسالت بھی ساتھ
رکھتا ہی اور کسیکے واسطے طغرائے اولوالعزمی بھی چمکتا ہی اور کوئی روح اللہ ہی تو کوئی کلیم اللہ ہی اور کوئی

عقیدۂ نہم محمد جونپوری اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء و مرسلین ناقص الاسلام ہیں

خلیل اللہ ہی تو کوئی حبیب اللہ ہی کسیکو خلافت ہی تو کسیکو شفاعت ہی کسیکو ملک و تاج ہی تو کسیکو خاتمت و معراج ہی کہنا بجا ہی اسی طرف اشارہ ہی تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ

عقیدۂ یازدہم یہ کہ تصحیح مہدی کا اعتقاد رکھنا فرض ہی اور اوسکے انکی اصطلاح مین یہ معنی ہین کہ تمام ارواح انبیا اور رسل اولوالعزم اور اولیائے بلند مرتبہ اور تمام مومنین اور مومنات آدم سے لیکے سدم تک شیخ جونپوری کے حضور مین عرض کی جاتی ہین اور شیخ مذکور انکا اعمال موجودات دیکھتے ہین اور حق تعالی کا اون ارواح کو حکم ہوتا ہی کہ تم نے جس شخص سے نور لیا تھا پھر اُس محل سے مقابلہ کر کے تصحیح کر و اور جو شخص یہان مقبول ہوا وہ خدا کے پاس بھی مقبول ہی اور جو یہان مردود ہوا وہ عند اللہ بھی مردود رہا اور تفصیل اسکی مطلع الولایت مین موجود ہی اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ شیخ جونپوری نے اپنے داماد خوندمیر کو کہا کہ جیسا کہ بندے کے پاس تصحیح ہوتی ہی میان خوندمیر کے پاس بھی ہوگی انتہی اور اعتقاد اہل سنت کا یہ ہی کہ یہ عقیدہ سراسر باطل و ضلال ہی کیونکہ وہ ملائکہ اور بشر مین کسیکو اس قابل نہین جانتے ہین کہ حضرات انبیا و مرسلین اوس سے نور لیوین اور پھر مقابلہ اور تصحیح کے واسطے اوسکے حضور مین حاضر ہوین اور مدار مقبولی ومردودی کا یہ شخص ٹھیرے استغفر اللہ العظیم حضرات انبیا معزولی اور مردودی سے امین ہین بلکہ اولیا و مومنین بھی جبکہ بحسن خاتمہ اس عالم سے روانہ ہوئے بیفکر ہوگئے اب انکی مردودی غیر متصور ہی سبحان اللہ حضرت خاتم المرسلین باوجود اس شان و تمکین کے بھی نہین بول سکتے ہین کہ انبیا و مرسلین کی مقبولی و مردودی میرے قبول و رد پر موقوف ہی پس کجا شیخ جونپور و خوندمیر **عقیدۂ دوازدہم** یہ کہ جب تک آدمی بچشم سر یا بچشم دل یا خواب مین خدا کو نہ دیکھے مومن نہین ہی مگر طالب صادق کہ اپنے دل کو غیر حق سے پھیر کر خدا کی طرف متوجہ ہو کر ہمیشہ مشغول بخدا رہے اور دنیا اور خلق سے عزلت اختیار کرے اور خودی سے باہر آنے کی ہمت کرتا ہو وے ایسے شخص کے حق مین بھی انکے مہدی نے حکم ایمان کا کیا ہی چنانچہ عقیدۂ خوندمیر مین کو رہی غرض کہ یہ چار قسم کے لوگ یعنی بچشم سر یا بچشم دل یا بخواب خدا کے دیکھنے والے اور طالب بدار کہ تمام دنیا و خلق کو چھوڑ کر زاویۂ عزلت مین ہمیشہ مشغول بخدا ہین مومن ہین اور باقی سب انکے مہدی کے نزدیک کافر ہین پس وائے برحال ہمہ دیان حال کہ ان چارون قسم سے باہر ہین یہ بیچارے اہل سنت کے نزدیک تابع زمرۂ اہل سنت سے اور مہدی کے نزدیک خارج زمرۂ مسلمین سے ہین افسوس از ینجا راندہ وز انجا ماندہ

نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے کاش ادھر اہل سنت میں آجاتے تو صورت نجات کی ہوتی
کیونکہ اعتقاد اہل سنت میں خدا کے دیکھنے پر ایمان موقوف نہیں ہی بلکہ یہ لوگ بے دیکھے خدا
پر ایمان بالغیب لاتے ہیں اسیواسطے اللہ انکی مدح فرماتا ہی کہ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ
بِالْغَيْبِ اور اتفاق ہی اہل سنت کا بلکہ امت کا کہ رویت اللہ تعالی کی دنیا میں بچشم سر کسیکے واسطے
واقع نہیں ہی سوا حضرت رسالت کے شب معراج میں بلکہ بعضوں کا اس میں بھی اختلاف ہی تفصیل اسکی
دلیل شانزدہم میں آویگی انشاء اللہ تعالی عقیدۂ سیزدہم یہ کہ برحسب فرمانے شیخ موصوف کے تین پہر خدا کا ذکر کرنیوالا
منافق ہی اور چار پہر ذکر کرنے والا مشرک ہی اور پانچ پہر ذکر کرنے والا مومن ناقص ہو اور آٹھ پہر کا ذکر کرنے والا مومن کامل ہو
پس اسی سبب سے انکے نزدیک کسب امر ہی کیونکہ انکے نزدیک حالت کسب میں یاد الہی متعذر ہی یا مشکل ہوا
کہ انکے پیران کے نزدیک مہدوی لوگ اگر تین چار پہر بھی ذکر خدا کریں تو بھی منافق و مشرک بنتے ہیں تو
جا آنکہ مہدیوں میں اسقدر ذاکر بھی لاکھوں میں ایک بھی نظر نہیں آتا ہی غرض کہ اس فرق مانع نے
بھی مہدویوں کے دین و ایمان کو تاراج کیا اور تفصیل اسکی بدخلقی شانزدہم میں آویگی اور اعتقاد اہل سنت
کا یہ ہی کہ آدمی جب تک اعتقادات اسلامیہ صحیح رکھتا ہی کسی عبادت کے ترک اور کسی گناہ کے ارتکاب سے
منافق و مشرک نہیں ہوتا ہی بلکہ مومن گنہگار رہتا ہی جبکہ عبادت مفروضہ کے ترک سے کافر نہیں ہوتا
تو دوام ذکر کہ نوافل مستحبات سے ہی اوسکے ترک سے کیونکر مشرک و منافق ہوگا اگر کریگا ثواب عمل
پاویگا اور اگر نہ کریگا مومن بلا شبہ رہیگا عقیدۂ چہاردہم یہ کہ اشیاء دنیوی اگرچہ حلال و
مباح ہوں اون میں مشغول رہنے والا بلکہ اوسکا ارادہ رکھنے والا کافر ہی جیسا کہ انصاف نامے کے باب
پنجم میں لکھا ہی کہ میران نے فرمایا کہ وجود حیات دنیا کفر ہی چنانچہ زنان و فرزندان و اموال و حیوانات
و زراعات و عمارات و ملبوسات و ماکولات وغیرہا جو کہ انکا مرید ہو اور ان میں مشغول ہو وہ کافر ہی اور
جو کہ ان کا ارادہ رکھے اور اوس ارادے میں مشغول ہو وہ بھی کافر ہی اگر کوئی شخص اللہ کے ساتھ محبت
رکھے یا اوسکے گھر کو جاوے یا اوسکے ساتھ الفت رکھے وہ ہماری آل سے نہیں ہی اور آل مہدی
سے نہیں ہی اور آل خدا سے نہیں ہی انتہی تو دیکھیے کہ مہدویوں میں یہ سب اشیاء بالکمال حرص و
رغبت موجود ہیں اور وہ بخوبی ان میں مشغول ہیں اور اہل دولت کے در پر شب و روز مانند پیران کے
زیست حاضر ہیں پس انکے مہدی کی زبان درفشاں سے خطاب کفران کو مبارک باد اور جب

مہدی نے کہا کہ ہماری آن سے نہین ہی تو غیر مہدی ہونا ان پر صادق ہوا غرض کہ ان عقاید ثلثۂ متصلہ سے ثابت ہوا کہ ان بزرگون نے ان لوگون کو سب سے چھوڑا کر زمرۂ اہل سنت سے اپنی طرف بلا کر صلاء وسکا یہ دیا کہ ان خطابات کفر و شرک و نفاق سے سرفراز فرمایا اب مہدیون نے لاچار ہو کر ایسا مقرر کیا ہی کہ اگرچہ عمر بھر بموجب فرمان صدق ترجمان مہدی کے کافر رہے لیکن مرنے وقت کسی میان کے ہاتھ پر جا کے نام کچھ کلمات ترک کے ادا کر کے مسلمان ہو جانا اور ان خطابات مہدی سے کسی طرح اپنا پیچھا چھوڑانا تحقیق اس امر کی کہ یہ ترک کچھ مفید نہین ہی بدحلفی دہم کے بیان مین آوے گی انشاء اللہ تعالی یہ مقام فقط نقل عقائد کا ہی نہ ایراد دلائل کا لیکن قطع نظر اوس سے بھی لازم آیا کہ بالائے زمین زندہ مہدوی بموجب ارشاد مہدی کے کافر و غیر مہدی ہوتے ہین اور زیر زمین مردہ البتہ مہدیا و مسلم ہین

ف ۱

پس تمام اعمال حالت زندگی کے ناچیز ٹھیرے کیونکہ اعمال حالت کفر کے نامقبول محض ہوتے ہین او حقوق الناس کہ ہر حال مین قابل مواخذہ ہین آن کے ہمراہ رہین گے تب بھی نجات مشکل ہی اور زندہ مہدویون کو کہ بموجب فرمان مہدی کے حالت کفر مین ہین اور آن مہدی سے خارج ہین ہم سے باب مذہب مین گفتگو لاحاصل ہوئی

ف ۲

غرض کہ مسود اوراق نے ہر چند کہ جادۂ احتیاط کا اختیار کیا کہ اپنی طرف سے تمام کتاب مین کہین انکی تکفیر سے زبان و قلم کو آلودہ نہ کیا لیکن امر لاعلاج ہی کہ خود مہدی ایسے دیے گئے ہین کہ انکی تکفیر سے انکو نجات دشوار ہی کیونکہ جب بلوسات کو اتا و زنان و فرزندان وغیرہ کفر ٹھیرا ادنی سے اعلی تک امیر و فقیر و پیر و پیرزادہ سب اس مین گرفتار ہوگئے بخلاف اہل سنت کے کہ اون کے اعتقاد مین یہ آفات بالکل نہین ہین اسواسطے کہ مال حلال خواہ کروڑہا کا ہو جب اسکی زکوۃ ادا ہوئی باقی پاک ہو گیا اوس کا رکھنا نہ گناہ ہی نہ کفر اور صحت اسکی خود قرآن سے ثابت ہی اسواسطے کہ اللہ تعالی قرآن مجید مین جا بجا زکوۃ دینے والون کی مدح فرماتا ہی اور زکوۃ اوس کا نام ہی کہ مال نصاب مین سے بعد گذرنے تمام سال کے چالیسوان حصہ خیرات کرنا پس اگر تمام سال رکھنا مال کا کفر ہوتا تو اللہ تعالی مدح کاہے کو فرماتا اور اگر بعد ادا چالیسوین حصے کے بقیہ اونتالیس حصے پاک نہ ہو جاتے تو کاہے کو فرماتا کہ خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ عقیدہ پانزدہم یہ کہ ترک وطن کرنا اور اپنے وطن سے ہجرت کر کے صادقون کی صحبت اختیار کرنا فرض ہی چنانچہ شواہد

باب ہی دسوم مین مرقوم ہی اور جو شخص کہ اس ہجرت وصحبت کو بجا نہ لاوے وہ منافق ہی چنانچہ عقیدہ
میان خوندمیر مین کہ جسکو مہدوی ام العقائد بحر الفوائد بولتے ہین لکھا ہی کہ ہر کہ مہدی را نبلک
کردہ ہست واز ہجرت وصحبت وی باز ماندہ ہست او را حکم منافقی بدین آیت باید کرد کہ لَا یَسْتَوِی
الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِینَ غَیْرُ اُولِی الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِی سَبِیلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ
وَاَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِینَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَی الْقَاعِدِینَ دَرَجَةً وَكُلًّا
وَعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰی وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِینَ عَلَی الْقَاعِدِینَ اَجْرًا عَظِیمًا انتہی حالانکہ
اس آیت سے ہرگز ثابت نہین ہوتا کہ تارک ہجرت منافق ہی علاوہ یہ کہ اس آیت مین خود ہجرت کا
سرے سے ذکر نہین ہی چہ جائیکہ تارک ہجرت کے نفاق کا ذکر ہووے اس مین فقط جہاد کرنے والون کا
اور بلاعذر جہاد ترک کرنے والون کا ذکر ہی سو خود مہدوی اس مین گرفتار ہین کہ ابتدا سے مہدویت
تا دم مرگ کبھی جہاد نہین کیا اور خلفا نے بھی سنت جہاد کفار کو قائم نہ کیا بلکہ حکام اہل اسلام سے بغاوت
کر کے مسلمانون کے ساتھ کبھی کبھی قتال وجدال برپا کیا ہی اس آیت سے استدلال اوپر نفاق تارک ہجرت کے
کرنے سے حال قرآن فہمی شیخ موصوف اور میان خوندمیر کا معلوم ہوا اور اس قسم کی خوش فہمی کا ذکر آگے
کتاب مین بکثرت آوے گا اور عیب بر طرہ یہ کہ یہ ہجرت اصطلاحی اس قوم کی شریعت محمدیہ مین ہرگز معروف
نہین ہی بلکہ مکروہ ہی اسواسطے دین محمدی مین ہجرت اس کا نام ہی کہ ملک کفار سے ہجرت کر کے دار الاسلام
مین توطن اختیار کرنا نہ یہ کہ اپنا فقط وطن ترک کر کے اوسی حکومت کی دوسری بستی مین جا رہنا جیسا
کہ خلفا سے شیخ جونپوری نے کیا کہ گجرات مین اپنے اپنے اوطان سے نکل کر پھر اوسی اقلیم کے دوسرے بلاد و
دیہات مین اونہین سلاطین اہل سنت کی حکومت مین عمر بسر کی یہ قسم رہبانیت سے ہی کہ شرع محمدی مین
ممنوع ہی کہ لا رهبانية فی الاسلام اہل اسلام کے نزدیک اس حرکت کا ترک موجب ثواب
واجر ہی نہ موجب نفاق یہ اعتقاد بھی مانند عقائد سابقہ کے مہدویان حال کے نفاق کا مثبت ہی کہ اکثر
یہ لوگ کہ اپنے اوطان و پیدایش کے بلاد مین مرتے ہین اور ترک ہنگام مرگ سے بھی یہ نفاق
دفع نہین ہوتا کیونکہ اگر اوسوقت بالفرض دنیا ترک ہوئی لیکن ہجرت وطن سے کہان ہوئی پس
خطاب منافقی کا جانب مہدی سے موجود ہوا غرض کہ کیسی حیلہ کرین مگر مہدی کے ان خطابات
و القاب سے نجات نہین ملتی ہی **عقیدۂ شانزدہم** یہ کہ شیخ محمد صاحب جونپوری کو نبی بالاد سول

عقیدۂ شانزدہم

صاحب شریعت تازہ جانتے ہین اور اس شرع ایجاد نفیر کے بعض احکام کو ناسخ بعض احکام شرع محمدی
کا سمجھتے ہین بیان اس کا یہ کہ نبی اصطلاح اہل اسلام مین اوس انسان کو کہتے ہین کہ اوسکو اللہ تعالی
اپنے محض لطف سے سائر الناس مین سے برگزیدہ فرماکر ارشاد وہدایت خلق کے واسطے مقرر فرماوے
اور اوسکی طرف اپنے اوامر ونواہی ومعارف وحقائق بقدر حاجت وحی کرے خواہ بواسطہ فرشتے
کے یا بلا واسطہ فرشتے کے بطور الہام یا منام وغیرہ کے اور مقدمات دینی مین وہ شخص معصوم فی العلم
ہووے یعنی وحی اوسکی قطعی یقینی ہووے کہ اوس مین اصلاً گمان وسواس شیطانی اور خیالات نفسانی
کا نہ ہووے اور اسی طرح معصوم فی العمل بھی ہووے یعنی بعد حصول اس مرتبے کے اللہ تعالی اوسکو گناہ کبیرہ مطلقا
اور صغیرہ خبیثہ عمداً اور سہواً اور صغیرہ غیر خبیثہ عمداً سے معصوم رکھے یہ نبی محض ہوا اور اوسکی نبوت یا احکام
ما اخبار کا منکر اور اہانت کرنے والا اور بغض رکھنے والا کافر ہوتا ہی اگر با این ہمہ اوسکے ہمراہ کوئی کتاب
یا نسخ بعض احکام شریعت سابقہ کا بھی ہی وہ رسول ہوا اور درجۂ نبوت پر مرتبۂ رسالت اضافہ ہوا
یہ خلاصہ ہی شرح مواقف اور شرح مقاصد اور غیرہا کے مواضع متفرقہ کا اب ملاحظہ کیجیے کہ مہدویہ
شیخ موصوف مین ان تمام امور نبوت اور رسالت کا اعتقاد رکھتے ہین اگرچہ نام مہدویت کا
لیتے ہین لیکن فقط نام کیا کام آتا ہی کام حقیقت سے ہی اور حقیقت نبوت و رسالت کا اعتقاد ان کی
کتابون معتبرہ سے بخوبی ثابت ہی اجمالاً وتفصیلاً اجمالاً یہ کہ شواہد کے تیرھوین باب مین لکھا ہی کہ مہدویت
اور نبوت مین نام کا فرق ہی اور کام اور مقصود ایک ہی اور تفصیلاً یہ ہی کہ انکا بمحض لطف الہی سائر الناس
مین سے برگزیدہ ہوکر مامور بخدمت ارشاد وہدایت پر ہونا تمام کتابون مین مرقوم ہی چنانچہ مطلع الولایت
مین لکھا ہی کہ اول بارہ برس تک مراقبی ہوتا رہا اور میران وسوسۂ نفس وشیطان سمجھ کر ٹالتے رہے
اور بعد بارہ برس کے خطاب بعتاب ہوا کہ امر رد برد فرماتے ہین تم اوسکو غیر اللہ سے سمجھتا ہی بعد اوسکے بھی
شیخ موصوف اپنی عدم لیاقت وغیرہ کا عذر پیش کرکے آٹھ برس اور ٹالتے رہے بعد بیس برس کے
خطاب بعتاب ہوا کہ قضائے الہی جاری ہو چکی اگر قبول کرے گا ماجور ہوگا ورنہ مجبور ہوگا انتہی ملخصاً
اور رسالہ اعتقاد مین لکھا ہی کہ او ذات خویش را بامر خدا بمہدویت اظہار کرد وانگہ او فرمودہ بہت حق تعالی
ہمراز دستاد بہت مخصوص است برانیست کہ آن احکام وبیان کہ تعلق بولایت محمدی دارد بواسطۂ مہدی
اوا شود و او رسالۂ نوانص سید میران جی مین لکھا ہی کہ فرض بانزد بخصوصیت بعث مہدی بر آن اظہار کردن

وبیان نمودن احکام ولایت محمدی لنسختن انتہی اور سوا اسکے تمام کتب قوم سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ من
جانب اللہ محض بلطف الٰہی شیخ جونپوری واسطے ہدایت خلق کے بتاکید تمام مبعوث ہیں اور اسی طرح مقدمہ
دوم یعنی وحی احکام وغیرہ کی بطور تبعیت کے خدا کی طرف سے ہونا بھی انکی کتابون مین جابجا مبسوط ہی چنانچہ
ام العقائد مین لکھا ہی کہ شیخ موصوف فرماتے ہین کہ جو حکم کہ مین بیان کرتا ہون خدا کی طرف سے بامر خدا
بیان کرتا ہون جو کوئی ان احکام سے ایک حرف کا منکر ہوگا عند اللہ ماخوذ ہوگا اور رسالہ نور النقل مین
لکھا ہی فرض چہارم مہدی ابیواسطہ ہر روز نو تعلیم از خدا دانستن یعنی تمام احکام مہدی ثابت بامر اللہ دانستن
سیزدہم ہر اعمال بیان مہدی از تعلیم خدا و باتباع مصطفی علیہ السلام دانستن اور در رسالہ اعتقادیات بجمیات
مین عالم میان نے لکھا ہی کہ منصب خدعلم وحکم کا حضرت کو حق تعالیٰ سے اور روح مقدس نبی سے ہی اور علم
وحکم حضرت کا یقینی قطعی ہی اب ان بزرگ کے عبارات دعاوی ادعائی میں سے ایک عبارت بطور نمونے کے
لکھی جاتی ہی ابتدا رسالہ ام العقائد مین لکھا ہی قال الامام المهدي صلى الله عليه وسلم علمت
من الله بلا واسطة جديد اليوم قل اني عبد الله تابع محمد رسول الله محمد مهدي
الزمان وارث نبي الرحمن عالم علم الكتاب الايمان مبين الحقيقة والشريعة
والرضوان انتہی اور اسی طرح مقدمہ سوم نبوت کا یعنی معصوم فی العلم والعمل ہونا اسپر بھی تمام مہدویان کا
اتفاق ہی چنانچہ اعتقاد معصوم فی العلم ہونے کا مقدمہ دوم سے بھی ثابت ہوا اور معصوم فی العمل
ہونا بھی سب کا اعتقاد ہی چنانچہ رسالہ اعتقادیات عالم میان مین لکھا ہی مسئلہ مہدی موعود علیہ السلام
تابع تام ہین بے خطا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلکہ معصوم عن الخطا ہین الخ مسئلہ کسی مجتہد یا مفسر کا
قول موافق حکم وبیان مہدی کے نہوے تو وہ قول غلط ہی مسئلہ احادیث آحاد جو ظنیہ ہین حضرت کے
احوال افعال یا اقوال کے مخالف ہو وین تو وہ احادیث نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہین ہین بلکہ کسی
راوی کی غلطی ہی مسئلہ جائز نہین ہی کہ قول یا فعل حضرت کا مخالف کسی امر قطعی شرعی کے ہو کیونکہ جو
امر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بطریق یقین کے حدیث متواتر صریح المعنی سے یا نص صریح قرآنی سے
یا اتفاق واجماع سے امت مکرم کے ثابت ہوا وس کا خلاف مخالف ہی اتباع کا انتہی غرض کہ شیخ موصوف
کے افعال اقوال ایسے معصوم ہوگے کہ اقوال مجتہدین ومفسرین بلکہ احادیث سید المرسلین اوسکے مقابلے
مین غلط وخطا پر محمول کی جاتی ہین اور اسی طرح مقدمہ چہارم یعنی اسکے مقام واحکام کا انکار کفر ہونا بھی اعتقاد

اتفاقی مہدویہ کا ہی چنانچہ عقیدۂ خوندمیر مین ہی کہ مہدی نے فرمایا ہی کہ جو حکم کہ بیان کرتا ہون مین خدا
کی طرف سے بامر خدا بیان کرتا ہون جو کہ ان احکام سے ایک حرف کا منکر ہوگا عند اللہ ماخوذ ہوگا
اور رسالہ فرائض مین لکھا ہی کہ فرض دوم یہ ہی کہ منکر مہدی کو کافر جاننا اور فرض ششم یہ کہ منکر ایک حرف
کو بیان مہدی کے عند اللہ ماخوذ جاننا اور آخر اوس رسالے مین ہی کہ بجز ایمان آوردن برین جملہ احکام
واعتقاد داشتن وعمل کردن بران ودور بودن از تاویل وتحویل آن شمار در گروہ مہدی نباشد و
امیدوار فلاح ونجات ہم نیست انتہی غرض کہ تمام لوازم نبوت انکے اعتقاد مین شیخ موصوف کے واسطے
ثابت ہوے اب باقی رہا درجہ رسالت کا یعنی کتاب یا نسخ بعض احکام شریعت سابقہ کا ان دونون امر مین سے
جو امر پایا جاوے رسالت ثابت ہوتی ہی چونکہ امر اول دشوار تھا اوسکو اختیار نہ کیا اسواسطے کہ کتاب مستقل
نہ بن سکی کیونکہ ایک عبارت وحی کہ مقدمہ دوم مین منقول ہوئی خطاؤن لفظی ومعنوی سے مالامال ہی کہ
تفصیل اوسکی بحث اسمین آوے گی انشاء اللہ تعالی اگر سالم کتاب بنتی گویا کتاب الخطیات ہوتی البتہ
فقرات وحی متفرق کتب مہدویہ مین موجود ہین کہ بعض عربی اور بعض ہندی اور بعض گجراتی زبان مین ہین منجملہ
اونکے ایک یہ ہندی فقرہ بھی لکھی ہوائی سید محمد [ف ۱] دعوی مہدویت کا کھلاتا ہوی تو کھلا نہین تو غلامان
مین کرون چنانچہ شواہد کے باب ہفدہم مین لکھا ہی واہ کیا فصیح وبلیغ فقرہ اترا کہ تمام اہل ہند کو اوسکی
فصاحت نے حیران کر دیا اگر ایسی سب فقرات وحی ایک جا کر لین ایک رسالہ مختلف اللغات ہو کر شاہد کریمہ
وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا کا ہو سکتا تھا مگر نہ کیا اور شق ثانی پر
اکتفا کیا یعنی شریعت جدیدہ ناسخ بعضے احکام شریعت محمدیہ کا دعوی کیا بیان اوس کا یہ ہی کہ شریعت
انھین احکام شرعیہ وامر ونواہی کو کہتے ہین سو شیخ [ف ۲] موصوف نے دعوی کیا کہ مجہپر احکام خدا کی طرف
سے تازہ بتازہ نوبنو اوترا کرتے ہین اور وہ احکام مانند احکام قرآنی کے ہین بلکہ اوس سے بھی
بڑھکر ہین کیونکہ احکام قرآنی بعض فرض ہین بعض مستحب بعض مباح ہین یہان جو منہ سے نکلتا ہی
سو فرض ہی بلکہ ایمان ہی کہ اون پر عمل نکرنے سے خارج مہدویت سے ہو جاتا ہی چنانچہ عبارت منقولہ
آخر رسالۂ فرائض سے معلوم ہوتا ہی اور خروج مہدویت سے بعینہ خروج ایمان واسلام سے ہی
دوسرے یہ کہ عبارت قرآنی مین بعض جا توجیہ تاویل بھی درست ہی چنانچہ مطول ومجاز وکنایہ سب اقسام
قرآنیہ سے ہین یہان تاویل توجیہ مطلقا کفر ہی چنانچہ آخر رسالۂ مذکورہ سے مستفاد ہی پس احکام اس شریعت

جونپوری نے نوریہ کو بیان خوندمیر نے رسالہ عقیدہ مین اجمالاً بیان کیا اور کہا اوسکی ابتدا مین کہ مقصود
بندہ سید خوندمیر مومنی حرف جمیع این احکام از زبان سید محمد مہدی علیہ السلام شنیدہ بصحت واو
فرمودہ در محلے کہ بیان می کنم از خدا بامر خدا بیان می کنم ہر کہ ازین احکام یکحرف را منکر شود او عند اللہ ماخوذ
گردد الخ اور انتہا رسالہ مین کہا کہ ای طالبان حق کہ مہدی را قبول کردہ اید معلوم باد این احکام کہ مذکور است
از اول تا آخر وقت رحلت آن ذات مادام کہ این بندہ در صحبت وی بود ہیچ حکم ازان احکام تفاوت نیافتم
و درین جملہ اعتقاد و ایمان تسلیم ہر کہ در بیان وی چیزی افزاید و یا تحویلی کند او مخالف بیان آن ذات باشد
تمت بعدہ سید میران جی نے اون احکام کو تفصیلاً بیان کیا اور کہا کہ منکہ سید میران جی بن سید
سلام اللہ برجملہ مصدقان مہدی واضح و لائح باد کہ حاصل احکام محکمات مہدی کہ در عقیدہ جنگ میان
سید خوندمیر رضی اللہ عنہ مذکور اند مجموع سی حکم اند بعضے ازان فرائض اعتقادی بعضی ازان فرائض عملی الخ
یہ رسالہ بالتمام بحث تسویہ مین منقول ہوگا انشاء اللہ تعالی حاصل اس سلسلے کا یہ ہے کہ احکام مذکورہ
سے بعض فرض اعتقادی ہین اور دس فرض عملی ہین اور سوا اسکے اور فرائض بھی ہین لیکن وہ سب
انھین تینوں کے فروع ہین چنانچہ بعض ان احکام کے ضمن عقائد گذشتہ مین مذکور ہو چکے اور باقی رسالہ
مذکورہ سے معلوم ہونگے غرض کہ یہ احکام شریعت تازہ ہین سوا شریعت محمدیہ کے کیونکہ شریعت محمدیہ کا
ماخذ قرآن اور زبان حضرت رسالت پناہ اور دونو کے حق مین اللہ تعالی فرماتا ہے کہ انکا بیان صحیح اور کھلا
ہوا ہے کہ وَهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِينٌ وَ قُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ وَقَدْ جَاۤءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ پس اگر قرآن
یا زبان آنحضرت سے یہ احکام مستفاد ہوتے اسقدر تاکید مخفی نہ رہتے کیونکہ ایسے احکام مؤکدہ کو مجمل و مبہم چھوڑنا
مخالف خدمت تبلیغ رسالت کے ہے اور اگر کہین کہ بیان ان احکام کا زبان مہدی سے مقصود تھا تو وہی [illegible]
واضح ہوا کہ اس شریعت کو بعد نو سو برس کے شریعت محمدی سے ظاہر کرنا منظور تھا اور یہ احکام بعضے
احکام شریعت محمدیہ کے ناسخ ہین اس واسطے کہ نسخ کہتے ہین تبدیل و ازالہ احکام شرعیہ کو دوسرے احکام شرعیہ سے
اور احکام شرعیہ سات قسم ہین فرض و واجب و سنت و مندوب و حرام و مکروہ و مباح اور انکی تبدیل بطریق
شرعی یعنی مستحب کو فرض کر دینا یا مباح کو حرام کر دینا یا مکروہ کو فرض کرنا یا حرام کو فرض کر دینا وقس علی ہذا
یہ سب نسخ کہلاتا ہے چنانچہ اتقان وغیرہ مین اوسکی تفصیل ہے اور اسی طرح شیخ جونپوری نے کہا کہ ذکر کثیر جو
سنت شریعت محمدیہ مین مستحب تھا شیخ نے فرض کر کے اوسکا استحباب منسوخ کر دیا چنانچہ عقیدہ [illegible]

مین مسطور ہوا اور اسی طرح خلوت خلق سے اور صحبت صادقون کی اور ہر ہمسایہ سوا اللہ کے کہ مستحب ہی فرض کیا اور تدبیر و تردد و میراث و نقشہ معاش اور خروج دائرہ یعنی تکیہ سے کہ مباح تھا حرام ٹھیرایا اور بغا وطن جو ہر ناکر قسم رہبانیت سے ہی اور مکروہ تھا اسکو فرض ٹھیرایا اور اعتقاد مساوات مہدی کا ساتھ حضرت رسالت کے کہ حرام تھا اسکو فرض و ایمان ٹھیرایا اور ترک تمام اسباب دنیا کہ مستحب تھا اسکو فرض کیا و قس علی ہذا ان فرائض کو عین ایمان ٹھیرایا کہ انکا تارک کافر و منافق قرار پایا چنانچہ عقائد سابقہ مین مذکور ہو چکا اور سوا نماز دن فرضون کے ایک اور نماز ششم فرض ٹھیرائی وہ دوگانہ ستائیسوین رمضان کا ہی اور سوا زکوۃ فرض اسلامی کے ایک عشر فرض کیا کہ زکوۃ سے بمراتب سخت تر ہی یعنی حق تعالی نے زکوۃ با این آسانی فرض فرمائی کہ جب آدمی ساڑھے باون تولے چاندی یا بیس مثقال سونے کا مالک ہووے اور فارغ حوائج اصلیہ اور قرض سے ہو کر ایک سال کامل اس پر گذرے تب چالیسوان حصہ اس کا نقرا کو دینا اس پر فرض ہی اور شیخ جونپوری نے یہ فرض نکالا کہ آدمی جب بقدر مال کا مالک ہووے قلیل ہو یا کثیر اس کا دسوان حصہ خیرات کرنا اوس پر فرض ہوا یہ عبادت مالی ہی برابر زکوۃ کے چنانچہ کتاب زبدۃ البراہین تصنیف سید عبد الرحیم بن اسحق بن عبد الحی مہدوی مین مذکور ہی اور رسالہ فرائض مین بھی اس کا اشارہ موجود ہی غرض کہ یہ عشر وہ عشر نہین ہی جو کہ نامی زمین سے شرع مین مقرر ہو بلکہ یہ ایک تشریع جدید ہی مانند احکام مذکورۃ الصدر کے اور نماز ششم اور تبدیل احکام سے بھی زائد ہی بالجملہ احکام شریعت جونپوریہ کے بعضے محض شرع جدید ہین اور باوجود شرع جدید ہونے کے بعضے احکام شرع قدیم محمدی کو منسوخ بھی کرتے ہین پس ثابت ہوا کہ شیخ جونپوری مہدویون کے اعتقاد مین رسول صاحب شریعت جدیدہ ناسخ شریعت محمدیہ کے ہین کیونکہ ناسخ کو سب احکام کا نسخ ضرور نہین ہی بلکہ بعض احکام کا نسخ بس ہی چنانچہ حضرت عیسی فرماتے ہین وَلِأُحِلَّ لَكُم بَعْضَ الَّذِي حُرِّمَ عَلَيْكُمْ پس مذہب مہدویون کا مخالف ہوا نص قرآنی کے کہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ اور باطل ہوئی توجیہ مہدویون کی کہ کہتے ہین کہ خاتم النبیین سے مراد یہ ہی کہ کوئی پیغمبر صاحب شریعت جدیدہ بعد آنحضرت کے پیدا نہ ہوگا اور اگر نبی متبع شریعت محمدیہ کا پیدا ہووے تو منافی آیت مذکورہ کا نہین ہی اور شیخ جونپوری پیغمبر متبع ہین چنانچہ عالم میان رسالہ اعتقادیہ مین لکھتے ہین پس اب ہونا مہدی علیہ السلام کا اس وصف پر متبع اس شرع شریف کے ہو کر نہین مخالف ہی قرآن و سنت و اجماع کا کیونکہ بنا بر معنی مذکور کے نبی شرع ہونا شرع شریف سے ممنوع ہی نہ نبی متبع ان حضرت

متبع ہین نہ مشرع انتہی اور رد جا بطلان ظاہر ہو کہ خود انھین کے عقائد سے مہدی کا نبی مشرع ہونا ثابت
ہوا پس حوانش اقرار مہدویہ کے بھی انکا اعتقاد مخالف قرآن و سنت و اجماع امت کے ہوا علاوہ یہ کہ
مقصود نبی متبع سے کیا ہی اور معنی آیت کے کیا ہین یہ بھی ابتک ان بزرگوارون کی فہم مین نہین آیا ہی
بحث اسکی بہ تفصیل باب تسویہ مین آوے گی انشاء اللہ تعالی یہان اسی قدر کافی ہی عقیدہ ہفدہم
مہدویون کا اعتقاد یہ ہی کہ شیخ جونپوری بعد منصب نبوت و رسالت کے بعض صفات الوہیت مین اللہ تعالی
کے ساتھ بھی شریک ہین چنانچہ بہ صفت الہی کہ اِنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَعْلَمُ مَا یَلِجُ
فِی الْاَرْضِ وَمَا یَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا یَعْرُجُ فِیْهَا اِنْ تَکُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ
خَرْدَلٍ فَتَکُنْ فِیْ صَخْرَةٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِهَا اللّٰهُ کہ صفت علم الہی ہی اور
جابجا جناب باری اسکو اپنے واسطے خاص فرماتے ہین شیخ موصوف بھی اس مین خدا کے ساتھ
شریک ہین کہ اسی طرح کا علم غیب انکو بھی حاصل ہی چنانچہ شواہد الولایت کے اکتیسوین باب مین لکھا ہی
کہ شیخ موصوف نے کہا کہ حق تعالی نے بندے کو احوالات جملہ موجودات کے ایسے معلوم کر دیے ہین کہ جیسا کہ کوئی دانہ رائی کا
ہاتھ مین رکھتا ہو اور ہر طرف پھرا کر ملاحظہ پہچانے اور واقف ہو اور بشارت نامے مین لکھا ہی کہ مہدی
نے کرات و مرات کہا ہی کہ بندے کو مقام و مراتب جملہ انبیا و اولیا و مومنین و مومنات کے بلکہ احوال تمام
موجودات کے ایسے معلوم ہو گئے ہین جیسا کہ صراف سکے سونے اور چاندی کو ہاتھ مین لے کر ہر طرف
پھراتا ہی اور ملاحظہ پہچانتا ہو انتہی اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ شیخ مذکور نے اپنے خلیفہ ولادے کے حق مین فرمایا
کہ میان ولادر کو عرش سے تحت الثری تک ایسا روشن ہی جیسا کہ ہاتھ مین رائی کا دانہ ہووے انتہی و نیز
بڑے میان تو بڑے میان چھوٹے میان سبحان اللہ خود بدولت کو تو جملہ موجودات کہ جس مین سموات
و ارض و ما بینہما سب داخل ہی مانند دانے رائی کے یا مثل روپے اشرفی کے ہاتھ مین تھے مریدین کے
ہاتھ مین بھی عرش و فرش مانند دانے رائی کے رکھا ہوا ہی اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہی کہ یہ ایک نوع کی شرک
حقیقی کا دعوی ہی اسواسطے کہ شرک کی حقیقت یہی ہی کہ اللہ تعالی کی ذات یا صفات و افعال مین کسی کو
شریک جاننا یعنی ویسی صفت دوسرے کے واسطے بھی ثابت کرنا اور یہ فرق کچھ بکار آمد نہین ہی کہ یہ صفت
اللہ تعالی مین بالذات ہی اور بشر مین بواسطہ عطائے الہی ہی کیونکہ اللہ تعالی اپنی صفت بشر مین پیدا نہین
کرتا ہی کہ کوئی بشر مانند حق سبحانہ کے عالم موجودات یا خالق کائنات یا رازق حیوانات یا حافظ ارض

و سموات ہو جاوے استغفر اللہ العظیم پھر خدا اور بندے مین کیا فرق رہا انبیا علیہم السلام علم غیب سے نفی
کرتے ہین حضرت نوح علیہ السلام فرماتے ہین وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ
الْغَيْبَ اور حضرت رسالت پناہ کو حکم ہوا کہ کہو تم وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ
البتہ حضرات انبیا و اولیا کو بعض اوقات بطور معجزہ اور خرق عادت کے بعض امور غائبہ کا انکشاف ہوتا ہی
نہ یہ کہ مانند جناب باری کے جملہ موجودات غیب السموات والارض ما تقدم و ما یاتی اسکے منکشف رہین پھر کیا
فرق رہا علم بندہ اور علم خدا مین یہ دعوی صاف مخالف نص قرآن ہی کہ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی کہہ دے ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ نہین جانتے ہین جو کوئی آسمانون مین ہین اور
زمین مین غیب کو مگر اللہ تعالی یہ شیخ جونپوری اور میان دلاور بھی زمین والون مین ہین انکو علم غیب کس طرح
مخالف اس آیت کریمہ کے ہو گیا **عقیدۂ ہجدہم** یہ کہ عالم مین چند چیزین ایسی موجود ہین کہ مخلوق
خدا کی نہین ہین بعضی اون مین کل وجہ سے غیر مخلوق ہین اور بعضی من وجہ مخلوق اور من وجہ غیر مخلوق
ہین منجملہ اونکے شیخ جونپوری شیخ مہدویان بھی ہین چنانچہ رسالہ جو ہر نامہ مین لکھا ہی معلوم باد چند چیز غیر مخلوق
اند چنانکہ مبشر المتقدمین زبدۃ الواصلین بندگی میان سید قاسم صاحب در مکتوبات نوشتہ اند چون جوہر
اول روح حقیقی و ولایت محمدی و جملہ کتب و صحائف این ہمہ غیر مخلوق اند و مہدی ہمہ کل اشیا بری
و بحری علوی و سفلی مخلوق اند حتی خاتمین فی المعنی غیر مخلوق و فی الصور مخلوق اند انتہی
پس ای عزیز اہل تمیز ہمہ علمائے اہل شریعت ولایت را مخلوق گویند و ہمہ اولیا اہل حقیقت ولایت را
غیر مخلوق گفتہ اند انتہی سبحان اللہ عجیب غریب اعتقاد ہی کہ خلافت آدم علیہ السلام سے دولت محمدیہ تک
کسی دین آسمانی مین یہ اعتقاد نہ ہوا ہی کہ سوائے ذات و صفات حضرت واجب الوجود کے کوئی اور شی موجود
بھی غیر مخلوق یعنی قدیم ہی تمام ملتون نبوت مین یہی اعتقاد رہا کہ ایک حضرت حق اپنی ذات و صفات
سے قدیم ہی اور باقی تمام عالم یعنی ما سوا اللہ مخلوق و محدث ہی کہ عدم سے وجود مین لایا گیا ہی اور اسکا
عدم سے وجود مین لانے والا اللہ تعالی ہی اور بس پس لا قدیم الا اللہ ولا خالق الا اللہ عقیدہ اتفاقی
جمیع ملیین ہی پس یہ اعتقاد مہدویون کو ملت ایمان سے نہین پہنچا ہی بلکہ فلاسفۂ یونان سے
ہاتھ لگا ہی کہ اونکے نزدیک سوائے حضرت واجب تعالی کے بہت چیزین قدیم و غیر مخلوق ہین چنانچہ
عقول و سموات وغیرہا اونکے نزدیک قدیم و غیر مخلوق ہین یعنی کسی وقت مین معدوم نہ تھے بلکہ ہمیشہ موجود رہے

عقیدۂ ہجدہم عالم مین چند چیزین مخلوق خدا کی نہین ہیں

باری تعالی کے ہین تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا حالانکہ انصاف یہ ہی کہ ان پر
بھی تہمت نہ چاہیے کرنا کیونکہ سب فلاسفہ بھی یہ اعتقاد نہ رکھتے تھے چنانچہ افلاطون وغیرہ
جم غفیر فلاسفہ اس باب مین وہی اعتقاد رکھتے تھے جو کہ اہل اسلام رکھتے ہین اور جمیع اہل ملل و شرائع
سے بنقل متواتر منقول ہی کہ تمام عالم حادث و مخلوق ہی البتہ بخلاف انکے ایک طائفہ حکما مثل
معلم اول اور اوسکے اتباع مشائین اور شیخ الاشراق وغیرہ کا یہ مذہب مردود تھا کہ اوسی کو مہدویون نے
بسر و چشم مقبول کیا اور مذہب جمیع انبیا و اہل شرائع اور جمہور حکما کاملین سے اعراض و نکول کیا
شعر چند چند از حکمت یونانیان ❊ حکمت ایمانیان را ہم بخوان ❊ علاوہ یہ کہ زبدۃ الواصلین [illegible]
کا یہ کلام غیر مفہوم ہی بقول بیکہ المعنی فی بطن الشاعر اب تک نہ کھلا کہ جوہر اول اور روح حقیقی سے کیا
مراد ہو اور یہ دونو قدیم کہان تشریف رکھتے ہین اور جملہ کتب و صحائف سے اگر مراد کلام نفسی الٰہی
ہی تو وہ مانند دوسرے صفات باری تعالی کے قدیم ہی اوسکی تخصیص کی کیا وجہ ہی اور اگر مراد وہ نقوش
و کلمات مؤلفہ متلفظہ ہین تو وہ بالبداہتہ حادث و مخلوق ہین اور خاتمین فی المعنی غیر مخلوق و فی الصور
مخلوق سے کیا مراد ہی اگر وہی مراد ہی جو کہ مصنف جواہر نامۂ مذکور نے آخر رسالے مین لکھا ہی کہ پس ای
عزیز خاتمین در علم قدیم ثابت اند در صورت مخلوق فی المعنی غیر مخلوق ازین سبب است یہ بود انتہی تو تخصیص
خاتمین کی کیا وجہ بلکہ تمام اشیا علم قدیم الٰہی مین ازل سے ثابت ہین پس باعتبار وجود علمی الٰہی سے
سب قدیم ہوسکے ہین اس قدم سے تمام اشیا مذکورہ کا قدیم ہونا ثابت نہین ہوتا ہی بلکہ علم الٰہی قدیم ہوا
اور اشیا سب اپنے مرتبۂ ذات و وجود مین حادث و مخلوق ہین اور یہ کلام بھی مصنف مذکور کا اتہام
محض ہی کہ تمام اولیا اہل حقیقت ولایت کو قدیم و غیر مخلوق کہتے ہین اسواسطے کہ اولیا اہل تحقیق کے
نزدیک بالاتفاق ولایت محمدی کہ صفت نفس محمدی کی ہی مانند موصوف کے حادث و مخلوق ہی
البتہ ولایت الٰہیہ کہ صفت جناب باری تعالی کی ہی کہ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِينَ اٰمَنُوا حال اوس کا مانند حال
صفات الٰہیہ کے ہی و این کجا و آن کجا تمت الباب عقیدۂ تسویہ یعنی شیخ جونپور کو برابر حضرت
سید کائنات علیہ التسلیمات کے سمجھنا مہدویون کا کھلا کھلا اعتقاد ہی کہ اس مین کسی فرد بشر بلکہ
خدا سے اگر سے بھی ذرہ برابر خوف و شرم نہین رکھتے ہین مگر ایک عقیدۂ دیگر کہ اس سے بھی بدتر ہی
اوس مین البتہ خدا و خلق خدا سے ذرہ شرماتے ہین کہ صاف ہر ایک کے سامنے زبان پر نہین لاتے ہین

رہی یہ کہ حضرت سید کائنات علیہ افضل التسلیمات شیخ جونپور کے عوام مریدوں کے برابر ہیں پھر خاص پیروں
و اصحاب کبار کے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بمراتب بہتر ہیں پھر کہاں شیخ جونپور کہ وہ تو نہایت
دور ہی حالانکہ جن بزرگوں تک وہ پہنچا ہی ان میں سے یہی ہاتھ لگا ہی اگر وہ عطا تعبیر ہی تو یہ بخشش
بہتر ہی چنانچہ شواہد الولایت کے اکتیسویں باب کی سینتیسویں خصوصیت میں لکھا ہی کہ جناب رسالت مآب
نے مہدی کے اصحاب کا مرتبہ اپنے مرتبے کے برابر فرمایا ہی اور اس پر حدیث نے اصل جان کر کے بولتا ہی
کہ اول مقام رسول علیہ السلام کا پہچاننا چاہیے تا کہ مقام ان لوگوں کا معلوم ہوئے اور جبکہ قوم ایسی ہوئے
اون کا امام کیسا ہوگا پس ظاہر ہوا کہ وہ افضل سب سے ہی اور پنج فضائل میں لکھا ہی کہ ایک روز میاں [illegible]
ایک حدیث پڑھ رہے تھے اوس میں اس مقام پر پہنچے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
کہ بھائی میرے کہ وہ برابر میرے مرتبے کے ہیں شاہ نظام نے سنکر کہا کہ یہ صفت عوام اصحاب مہدی کی ہی
اور بڑے اصحاب کا مرتبہ اس سے بھی [illegible] اور آگے ہی اور پنج فضائل میں لکھا ہی کہ ایک روز بعد نماز فجر کے سب
بھائی صف بستہ بیٹھے تھے شاہ [illegible] خلیفہ شیخ جونپور نے اپنی عورت خوند بوا کو بتلا کر کہا کہ دیکھو یہ وہ
لوگ ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا ہی [illegible] یعنی وہ بھائی میرے ہم مرتبہ میرے ہیں اور ایک گروہ
دکھلا کر کہا کہ یہ لوگ مقام [illegible] کا رکھتے ہیں اور کہا کہ مرسل ان سے کہتے ہیں کہ مثل جبرئیل اون پر
وحی لاویں لیکن [illegible] بھی فاضل تر ہیں اور ایک روز یوسف کو بتلا کر کہا کہ یہ سب بھائی جو بیٹھے
ہیں ہم اخوانی منزلتی کا مقام رکھتے ہیں یعنی برابر حضرت رسالت پناہ کے ہیں مگر چار شخص اس سے
بھی بڑھ کر مقام رکھتے ہیں اوسنے پوچھا کہ وہ چار کون ہیں کہا تم اور بھائی عبد المجید اور میاں عبد الملک
اور قاضی عبد اللہ [illegible] اور مرید شیخ جونپور کا حال ہی کہ اپنے مریدوں کو ہم منزلت حضرت کے بول کر
کبھی [illegible] بارہ کو مرسلین پر اور چار کو سید المرسلین پر تفضیل دی ہی کہ منجملہ اون کے عبد الملک مصنف سراج الابصار
بھی [illegible] لوگ اپنے دادا پیر شیخ جونپور سے بھی افضل ہوئے کیونکہ اونکے مساوی جو افضل ہوا وہ
اون سے بھی افضل ہوا [illegible] کے بزرگ [illegible] معلوم نہیں کہ کیا سبب ہی کہ تسویہ کو اختیار
کیا اور تفضیل کو پس انداز کیا [illegible] بسبب خوف خدا کے باز رہتے ہوں ایسا گمان نہیں ہوسکتا
اسواسطے کہ جب [illegible] مہدی کو [illegible] سے نڈر کر علام الغیوب [illegible]
ٹھیرایا اوسکے سب سے افضل [illegible] کرنے علاوہ [illegible] کہ خود وہ بزرگ باوجود دعوی تسویہ کے

اشارہ ترقی واضافہ تفضیل کا بھی کر گئے ہین چنانچہ کہے ہین کہ مجکو اللہ تعالیٰ نے سب اولین وآخرین
کا پیشوا بنایا اور میرے پاس تمام ارواح اولی العزم اور رسولون اور اولیا و مومنین کی آدم سے اسوقت تک تصدیق
ہی اور قبول ہو رہے ہین قبول ہو رہے کا ہی چنانچہ شواہد الولایت و مطلع الولایت وغیرہ مین موجود ہی اور تفصیل
اوسکی ابواب آیندہ مین آوے گی اور ظاہر ہی کہ لفظ جمیع انبیا اور آدم سے اسوقت تک مین حضرت نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی داخل ہین لیکن شاید کہ مہدویون نے جب یکھا کہ اپنے مہدی کے دونو کلام تسویہ و تفضیل
مین سے ایک بلاشبہہ کاذب ہی تو اقل درجہ تسویہ کو اختیار کیا کہ مَنِ اتَّبَعَنِیْ [illegible] لیکن ہم
بھی نبی ہی خود رواعلی ور تابعداری کو کار فرمایا کہ اوس ترتیب التفضیل کو بھی بالکل معطل نہ کر دیا بلکہ برتاوا اوسکے موافق کیا کہ
کہتے ہین کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار نبوت مین ایک صدیق تھے تو یہان دو ہین سید محمود اور خوندمیر
اور اگر وہان خلفاء راشدین چار تھے یہان پانچ ہین سید محمود اور خوندمیر اور میان نعمت اور میان نظام اور میان الاداد اور اگر وہان عشرہ مبشرہ تھے
تو یہان بارہ ہین پانچ مذکورین اور باقی یہ ہین آمین محمد ملک معروف عبد المجید ملک جو یوسف ملک گجر
ملک برہان الدین اور اگر آنحضرت کی امت مین تہتر فرقے ہین تو مہدی کی امت مین بہتر فرقے ہین
ایک فرقہ کہ عقیدہ خوندمیر ہی ناجی باقی غیر ناجی اور سید محمود کو الصدر پسر مہدی کو مہدی ثانی بھی کہتے
ہین اور میان خوندمیر داماد مہدی کو بد الصدی بھی بولتے ہین کیونکہ قتال کا کام مہدی سے نہ ہوا اور
بدلے مین انھون نے کیا اوسکو جنگ بد ولایت کہتے ہین اور اسد اللہ الغالب بھی انکا لقب ہی اور ان کے
بیٹے سید محمود خاتم مرشد نواسہ مہدی کو حسین ولایت کہتے ہین انکے ساتھ لڑکپن مین خدا ہمیشہ کھیلا
کرتا تھا جیسا کہ پنج فضائل مین منقول ہی نقل کفر کفر نباشد اور اونکی مان فاطمہ ولایت ہین اور سب بیبیان
مہدی کی ازواج مطہرات اور امہات المومنین کر ملقب ہین اور جبکہ اونکے مہدی نے دعوی کیا کہ بندگی کی ایک نظر
ہزار سال کی عبادت مقبول سے بہتر ہی یعنی بارہ شب قدر کے برابر ہی چنانچہ انصاف نامے کے باب ششم مین
لکھا ہی اب اونکے مریدون مین ایسے مقامات کے اعتقادات کیون نہ ہونگے بلکہ یہ مریدین خود بشیر بالجنہ
ہونا بر کنار دوسرون کو مبشر بالجنہ بنا سکتے ہین جیسا کہ پنج فضائل مین لکھا ہی کہ میران نے فرمایا جیسا کہ
ہمارے حضور مین بارہ شخص مبشر بالجنہ ہوئے ہین ای میان دلاور تمھارے پاس بھی ہونگے اور [illegible]
واسطے مقامات انبیا اور مرسلین کا ثابت کرنا باب ششم مین آوے گا انشاء اللہ تعالیٰ [illegible] بایہ شبہہ کہ
سید محمود کو الصدر نواسہ مہدی کو کہ حسین ولایت قرار دے کر برابر امام الشہدا شہید کربلا کے

جانتے ہین حالانکہ اونکی کبھی نکسیر بھی نہین پھوٹی یہ بغیر خون لگائے شہیدون مین کیونکر شریک ہوگئے
سو جواب اس کا یہ تراشا گیا ہی کہ تذکرۃ الصالحین مین مذکور ہی کہ ایک روز یہ بزرگ بعد نماز تہجد کے
جا نماز پر بیٹھے تھے کہ روح یزید کی بصورت کتے کے داخل ہوئی میان مذکور نے اپنے ہاتھ سے اوسکو
ہانکا اوسنے انکے ہاتھ کو ایسا زخمی کیا کہ اسکے درد سے بعد چنتالیس روز کے پندرھوین محرم کو
انتقال کیا سبحان اللہ یزید پلید باوجودیکہ انواع واقسام عذاب اوس عالم مین مبتلا ہی پھر بھی اتنی طاقت
رکھتا ہی کہ حسین گجراتی مہدی کے ناق کے مارنے کو لپس کرتا ہی اور حیرت یہ ہی کہ اوس ملعون کو باوجود
اسکے گرفتاری کے اسقدر فرصت کہان سے ملی کہ انکے قتل کا عزم سفر کیا البتہ یا بت نے اذن الٰہی نہ ہوگی
خدا کی طرف سے مامور ہوا ہوگا کہ مہدویون کے خاتم مرشد کا کام تمام کرے یا یہ ہو کہ کسی کتے نے کاٹا اور یہ اسکے زخم
سے مر گئے مگر حضرت امام کربلا سے مقابلہ کرنیکے واسطے اوسکو یزید بنا کر مفت اپنے منہ تھپڑا کربلا کا باندھ لیا

باب دوم احوال شیخ جونپوری مین ابتدا نشو ونما سے انتہا موت وفنا تک اور بعد انکے سرگذشت اونکے خلفا وتوابع کی آج تک بطور اختصار واجمال کے

منقول مطلع الولایت اور شواہد الولایت اور تحفۂ فضائل اور تذکرۃ الصالحین وغیرہ کتب تواریخ وروایات
ثقات معتبرین سے مگر کشف وکرامات کہ مہدویہ دم بدم اور قدم قدم پر نقل کرتے ہین سب ترک
کردی گئین کیونکہ وہ ہمارے نزدیک سب تراش وخراش مریدین ومعتقدین کی ہی ورنہ مورخین معاصرین
ومتاخرین بھی کچھ نقل کرتے حالانکہ کسی مورخ سنّی وشیعی وغیرہ نے بجز ترک وتجرد اور تاثیر وعظ و
بیان کے کہ لوازمہ ترک وتجرد سے ہی کوئی کرامت ظاہر وباہر شیخ موصوف کی یا اونکے خلفا کی
نقل نہ کی شیخ جونپوری کہ جنکو مہدوی لوگ میران سید محمد مہدی موعود پکارتے ہین ابتدا انکی یون ہی
کہ شہر جونپور مین کہ بلاد شرقیہ ہندوستان سے ہی اونکے والد کا نام اونکا سید خان تھا رہتے تھے
اور انسے دو فرزند پیدا ہوئے تھے پہلے فرزند کا نام احمد رکھا اور دوسرے فرزند کا نام محمد کہ وہ یہی شیخ موصوف
ہین ولادت انکی شہر جونپور مین سن آٹھ سو سینتالیس ہجری مین واقع ہوئی انکی والدہ کا نام بی بی
آغا ملک ہمشیرہ ملک قوام الملک کی چنانچہ مطلع الولایت سے معلوم ہوتا ہی لیکن مہدویون نے
بمصلحت دعوی مہدویت کے دونون کے نام بدل کر میان عبداللہ اور بی بی آمنہ مقرر کر دیے ہین یہ
بحث دلیل دوم مین آوے گی القصہ جب عمر انکی چار سال چار ماہ و چار روز کی پہونچی سید خان صاحب نے

باشراف واعیان جونپور کی ضیافت بتکلف تمام کرکے زبان شیخ دانیال جونپوری سے کہ مشائخ وقت سے تھے بسم اللہ پڑھواکر واسطے تعلیم کے انکو انھین کے حوالے کیا چنانچہ یہ ہمراہ اپنے برادر کلان میان احمد کے اونکی خدمت مین جایا کرتے تھے اور اکتساب علوم مین مشغول رہتے تھے چونکہ طبیعت تند و ذہن رسا رکھتے تھے اول سات برس کی عمر مین حفظ قرآن سے فارغ ہوکر بقیہ کتب علوم درسیہ سے سن دوازدہ سالگی مین فارغ التحصیل ہوگئے اور چونکہ خوشگانی مین بےنظیر اور بحث مین شیر تھے شیخ دانیال جونپوری اور علمانے اونکا لقب سید العلما مقرر کیا آبا و اجداد انکے طریقہ چشتیہ رکھتے تھے لیکن انکی مہدی کا مہدویہ انکار رکھتے ہین بلکہ کہتے ہین کہ اثنا دوازدہ سالگی مین حضرت خضر علیہ السلام نے انکو ذکر خفی وغیرہ جانب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لاکر پہنچایا اور پھر خود انسے سیکھا اور شیخ دانیال بھی باشارہ خضر علیہ السلام کے انسے تلقین پاکر مصدق مہدویت کے ہوئے لیکن اہل سنت کی کتابون مین اسکا بالعکس لکھا ہے کہ یہ خود شیخ دانیال سے مرید تھے اور وہ خلیفہ سید ابی احمد کہ سامے تھے اور وہ داخل سلسلہ شیخ حسام الدین مانکپوری کے ہین اور وہ خلیفہ شیخ نور الدین قطب العالم بن شیخ علاء الدین کے اور وہ خلیفہ شیخ اخی سراج کے اور وہ خلیفہ سلطان المشائخ حضرت نظام الاولیا محبوب الٰہی کے ہین القصہ شیخ جونپوری نے عنفوان شباب سے قدم درویشی مین رکھا اور لوگ اونکے نہایت معتقد ہوگئے یہان تک کہ سلطان حسین حاکم دانا کو جو کہ خراج گذار دلپت راؤ والی ملک گوڑ کا تھا بھی انکے ساتھ رابطہ اعتقاد و اختلاط کا تازہ کیا کہ ہر مہم مین انکو ہمراہ رکھتا تھا آخرکار شیخ موصوف نے اوسکو اطاعت کافر کو دست تنگ تجار دلاکر مستعد کارزار کیا کہ تین ہزار سوار سے کہ ہمراہ شیخ موصوف کے روانہ گوڑ ہوا اور پندرہ سو سوار جوانان مجرد کہ لقب انکا نو بہار گیان تھا کاب شیخ مین رکھے جب یہ خبر دلپت راؤ کو پہنچی ستر ہزار سوار ہمراہ لیکر اپنے قلعے سے تین میل آگے آکر مقابل ہوا سلطان موصوف نے بسبب قلت سپاہ کے ہزیمت پائی لیکن شیخ نے قدم استقلال کا جماکر پندرہ سو بیرگیون سے ایسا حملہ کیا کہ شیخ دلپت راؤ دوچار ہوگئے اور تیغ شیخ اسپر ایسی کاری پہنچی کہ دوپارہ ہوگیا اور دل اوسکا نکل آیا اور میان لاڈ خلیفہ شیخ کہ بھانجے راے اندکو کے ہین اوسی جنگ مین دستگیر ہوکر خدمت شیخ مین آئے کہتے ہین کہ راے اندکو کے دل پر نقش بت کا کہ جسکی ہمیشہ عبادت کیا کرتا تھا موجود تھا یہی امر موجب جذبہ شیخ ہوا کہ جب بت پرست کو اسقدر اثر ہوا حق کو کیا کچھ اثر ہوگا غرض کہ سات برس تک بیہوش و حواس بجا نہ تھے مگر فرائض نماز ادا کرتے تھے کتب مہدویہ مانند مطلع الولایت وغیرہ مین خلاف عقل عادت بشری یہ بات بھی لکھی ہے کہ اس سات برس مین ایک ذرہ طعام و ایک قطرہ پانی کا کبھی چکھا ایک دن

کی ابی بن المدینی نے کہا کہ کیا سبب ہی کہ بیہوش ہوتے ہو اور تحمل نہین کرسکتے ہو بولے کہ اسقدر تجلی الوہیت
کی ہوتی ہی کہ اگر ان دریاؤن مین کا ایک قطرہ کسی ولی کامل یا نبی مرسل کو دیا جاوے تو تمام عمر کبھی ہوش مین نہ آوے
سبحان اللہ اس غفلت و جذب مین بھی یہی دھن تھی کہ حضرات انبیا و مرسلین کی تنقیص اور اپنی تفضیل کا دم مارنا
آلقصہ بعد سات برس کے کچھ ہوش آیا کہ گاہے باہوش اور گاہے مدہوش رہتے تھے یہ حال مذہب پانچ برس تک
رہا آگے تین کہ اس پانچ برس مین غلہ و گوشت و روغن بجائے ستو سیر بروایت ابی بن المدینی کے کھایا ہوگا
بہ الہام خیال اسکے طریقہ ہجرت یعنی وطن چھوڑنے کا اختیار کیا اور عباد و مکرم کے مع زن و فرزند و چند مرید کے
... کی راہ سے جہان گردی کرتے نکلے کہ ابی مذکور اور سید محمود فرزند انکے اور شیخ بھیک وغیرہم
... تھے اور اوس جنگل مین الہامات اپنی مہدویت کے بھی ظاہر کیے اور ان ہمراہیون نے تصدیق بھی کی اور وہان سے
رفتہ رفتہ شہر چندیری مین پہنچے اور وہان اونکے وعظ و بیان مین جب ہجوم خلائق زیادہ ہوا وہان کے
شیخ زادہ ملان کو کہ صاحب سجادہ و مشیخت تھے ناگوار معلوم ہوا آخر الامر مجبور ہوکر راہ وہان سے انکو نکال دیا وہان سے بعد
طے کرنے چند منازل کے شہر منڈو مین پہنچے وہان بھی غلغلہ انکا ہوا یہان تک کہ سلطان غیاث الدین نے
کہ اسکو اور اسکے فرزند سلطان نصیر الدین نے اوس ایام مین بالجملہ طلائی مقید رکھا تھا شیخ موصوف کے
دو مرید سید سلام اللہ اور ابو بکر کو بلاکر باعزاز تمام ملاقات کرکے رخصت کیا اور ہمراہ اونکے ساتھ قنطار
طلا اور ایک تسبیح مروارید قیمتی ایک کرور محمودی کی والعہدۃ علی الراوی نذر شیخ مین گذرانی شیخ نے قنطار مذکور
ان لوگون کو ... دنبال اس خزانے کے آئے تھے حوالے کیا اور تسبیح مروارید ایک قالی کو کہ اوسوقت حاضر
تھا عنایت کی مگر ایک قنطار انکے رفقا مین بالسویت تقسیم ہوئی اور وہان ایک امیر مصاحب سلطان غیاث الدین
کا الہداد نامے کہ فاضل و شاعر بھی تھا ترک دنیا کرکے ہمراہ ہوا چنانچہ تا دم مرگ ہمراہ رہا چنانچہ مرثیہ شیخ اور
دیوان ... منقوط اور رسالہ ابار امانت اور رسالہ ثبوت مہدویت تصنیف اسی کی ہے اور صاحب دیوان مہری
ایسی خواجہ ... شاگرد اسکا ہی اور اسکو خلیفہ ہشتم شیخ جونپور کا شمار کرتے ہین غرض کہ اب یہان سے لوگ
معتقد ہوکر ہمراہ ہوتے گئے اور اسی شہر مین سید اجمل فرزند شیخ چھوٹا بھائی سید محمود کا فوت ہوا اور وہین اوسکو
مدفون کیا اور صورت فوت کی یہ ہوئی کہ شیخ موصوف نے وہان بتقریب عرس حضرت رسالت مآب کے طعام
طیار کروایا تھا یہ لڑکا اپنے بھائی سید محمود کی آغوش سے جدا ہوکر ایک بار چہ جوش مین گرکر مرگیا اور سبب
مرنے کا غفلت سید محمود کی تھی کہ اوسکے ساتھ کھیل رہے تھے اور اسی قسم کا ایک واقعہ اس خاندان میں بار

بھی ہوا کہ بعد ایک مدت کے ایک لڑکا سید محمود کا سید احمد نام آتش چراغ سے جل کر مر گیا وقنا ربنا عذاب
النار۔ غرض کہ شیخ موصوف بعد اوسکے کوچ کرکے شہر چانپانیر مین کہ دار السلطنت گجرات کا تھا پہونچکر
مسجد جامع مین اترے وہان بھی اونکے وعظ و ترک و تجرد کا چرچا ہوا یہانتک کہ والی گجرات سلطان محمود
بیگڑہ نے بھی ارادہ آنیکا کیا لیکن وہ عالم کہ اول حسب الحکم ملاقات کر گئے تھے مانع ہوئے اور میان
نظام کہ مسجد اسلام خان مین طالب علمی کرتے تھے مرید ہوکر ہمراہ ہوگئے اور آخر تک رفیق رہے اور بی بی الہدیتی
زوجہ کلان شیخ کی فوت ہوکر زیر سایہ دونگری قریب قلعہ مدفون ہوئی اور انکے انتقال کے بعد سے
طریقہ تقسیم بالسویہ کا فتوحات مین شروع ہوا پھر بعد اقامت ڈیڑھ برس کے وہان سے برہان پور کی راہ سے
دولت آباد مین وارد ہوئے وہان سے مزارات اولیاء اللہ کی زیارت کرکے شہر احمد نگر کو پہونچے اوسوقت وہان
احمد نظام الملک نے قلعہ اور باغ نظام کی بنیاد ڈالی تھی چونکہ آرزو مند فرزند کا تھا اسی خیال سے انکی خدمت
مین بھی آیا اور معتقد ہوا اتفاقاً عنقریب برہان نظام الملک پیدا ہوا کہ بعد اوسکے جانشین وہی ہوا اور معتقد
اس فرقے کا تھا اسیواسطے بعد انکے اونکے خلفاء دیرینہ کو مانند شاہ نظام و دلاور و نعمت وغیرہ کے گجرات
سے طلب کیا تھا اور اپنی بیٹی انکے پوتے سید میران جی بن حمید بن شیخ موصوف کے عقد نکاح مین
دی تھی یہی سبب ہے انکی اولاد و خلفاء کے دکن مین آنیکا القصہ شہر احمد نگر سے کوچ کرکے شہر بیدر کو پہونچے
عہد ملک برید مین وہان شیخ مومن معتقد ہوگئے اور ملا ضیاء اور قاضی علاء الدین ترک دنیا کرکے ہمراہ ہو
گئے پھر وہان سے شیخ جونپوری گلبرگہ کو آئے اور مزار سید محمد گیسو دراز پر گئے پھر وہان سے رخصت ہوکر قصبہ
[illegible] آتے ہوئے بندر دابھول کو پہونچے اور وہان سے جہاز پر سوار ہو کر روانہ کعبۃ اللہ کے ہوئے
اور بعد طی منازل کے حرم محترم مین پہونچے اور چونکہ سنا تھا کہ مہدی کے ہاتھ پر خلق رکن و مقام کے
درمیان بیعت کریگی اسواسطے آپنے بھی اوس مقام مین دعوی مَنِ اتَّبَعَنِي فَهُوَ مُؤْمِن کا کیا
اور میان نظام اور قاضی علاء الدین نے آمنا و صدقنا بول کر جھپ بیعت کر لی تاکہ یہ ڈنکا بھی بجا
جاوے اور بولے کہ دو گواہ بس ہین اور سن نو سو ایک ہجری نبوی ہوا پھر وہان سے حضرت آدم کی زیارت
کو گئے اور کہا کہ مین نے بابا آدم سے معانقہ کیا اور انھون نے مجھسے کہا کہ خوش آمدی صفا آوردی پھر
بغیر زیارت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکہ معظمہ سے بعجلت تمام مراجعت کرکے جدے کو گئے
جہاز پر سوار ہوکر بندر دیو گھاٹ پر اترکر وہان سے ملک گجرات مین شہر احمد آباد مین آکر مسجد تاج خان سالار

مین قریب بدرہ جالور کے مقیم ہوگئے یہاں بھی اٹھارہ مہینے رہنے کا اتفاق ہوا اور طریقہ وعظ و
دعوت کا شروع کیا اور ملک برہان الدین خلیفۂ شیخ وہین مرید و تارک ہوکر رفیق ہوگئے اونکو خلیفۂ ثانی
جانتے ہین اور ملک گوہر کہ خلیفۂ چہارمی ہین اوسی مقام سے رفیق سفر و حضر ہوئے اور اسی مسجد مین ایک روز
بمجمع عام شیخ نے حسب مشورہ مقتدیان مین دعوی مہدویت کا کیا یہ دعوی دوم ہو بعد اسکے علما و مشائخ گجرات
نے حضور سلطان محمود مین شکایت کی کہ شیخ تازہ وارد اپنے وعظ مین حقائق خلاف شریعت بیان
کرتے ہین سلطان نے حکم اخراج کا دیا اس سبب سے وہان سے اوٹھ کر ایک گاؤن سولا سانیج نام
مین نازل ہوئے یہان لغمت کہ خلیفہ کلان ہین بڑے راہ زن اور خونی تھے خون حبشی کے جرم سے
بھاگ کر وہان پہنچے اور مرید ہوکر ساتھ ہوئے پھر وہان سے روانہ ہوکر شہر نہر والہ پیران پٹن مین
کہ منجملۂ گجرات ہی کر خان سرور کے لب حوض پر اوترے یہان بھی اٹھارہ مہینے اتفاق اقامت کا
ہوا اور میان خوندمیر یہین آکر تربیت پذیر و مرید ہوئے اور ملک بخن برخوردار اور ملک الہداد اور ملک
حماد کہ انکے اقربا سے ہین وہ بھی مرید ہوکر ہمراہ ہوئے اور خوندمیر کو اجازت گھر مین رہنے کی ہوئی
کہ فی الحال گھر مین رہو پھر جب خدا لاوے گا آنا اور انکے اقربا کو مبارز الملک وغیرہ امراے گجرات نے بھی چھوڑا
بلکہ نظر بند کرکے رکھا اور جب مبارز الملک نے دیکھا کہ اپنے اکثر اقارب وغیرہ اہل گجرات اسقدر شیخ
موصوف کے دام تسخیر مین گرفتار ہوتے جاتے ہین کہ کسی ملک مین ہوئے ایک فرمان ثانی سلطان محمود
کا صادر کرا کر پیران پٹن سے بھی اخراج کروادیا اور شیخ کی عادت تھی کہ جب حکم اخراج کسی حاکم کا آتا تو کہتے
تھے کہ مجکو خدا کا حکم بھی یہان سے نکلنے کا ہوا ہی مین خود بخود جاتا ہون چنانچہ پیران پٹن سے نکل کر تین
کوس کے فاصلہ پر قصبۂ بدلی مین اوترے اور وہان بھی اٹھارہ مہینے اتفاق اقامت کا ہوا اور میان
خوندمیر کو بافاطلبی مین محبوس تھے بعد چھ مہینے کے خفیہ نکل کر شیخ کے پاس آئے یہان سب خاص و
عام مریدین کا مجمع ہوا چونکہ مدت سے یہ مریدین شیخ کے درپے تھے کہ دعوی مہدویت کا کرو اور بار بار
اسکے خواہان تھے اور شیخ ہر چند ٹالتے چلے جاتے تھے یہ لوگ تقاضا نہین چھوڑتے تھے چنانچہ بایں خاطر
اونکے دو بار اس سے پہلے دعوی کیا تھا لیکن بعد اوسکے سکوت اختیار کیا تھا اس پر چندان اصرار
تھا اب سب نے کمال اصرار کیا شیخ بھی تیار ہوگئے اور فرمایا کہ مجکو اٹھارہ برس سے بار بار حکم خدا کا
بلا واسطہ ہوتا ہی کہ دعوی کر مین ٹالتا چلا جاتا ہون اب مجکو یہ حکم ہوا ہی کہ اے سید محمد دعوی مہدویت

کہلاتا ہوئے تو کہلا نہیں تو ظالمان مین کا کردن گا اسواسطے مین بصحبت عقل و حواس دعوی کرتا ہون
کہ اَنَا مَهْدِیٌّ مُبِیْنٌ مُرَادُ اللّٰهِ اور اپنا چمڑا دونو انگلیون سے پکڑ کر کہا کہ جو کہ مہدویت اس ذات سے
منکر ہوئے وہ کافر ہوا اور مین خدا سے بیواسطہ احکام وغیرہ لیا کرتا ہون اور فرمان حق تعالی کا ہوتا
ہی کہ علم اولین و آخرین کا تجکو دیا اور بیان معنی قرآن اور کنجی خزانہ ایمان کی تجکو دی ہی تیرے پیچھے جو
قبول کرے وہ مومن ہوا اور تیرا جو منکر ہوے وہ کافر اسیطرح بہت سی باتین خدائے پاک کی طرف نسبت
کہین خوندمیر اور تمام اصحاب کہ تین سو ساٹھ تھے اپنا عین مقصود جان کر پکارے کہ آمنا و صدقنا
یہ دعوی تیسرا ہی کہ سن نو سو پانچ پر ہوا اور مرنے دم تک اسپر اڑے رہے اسیواسطے اسکو
دعوی موکد بولتے ہین غرض کہ یہ خبر جب مشہور ہوئی شہر نہر والہ مین کہ وہانسے تین کوس تھا شور
وغوغا ہوا کہ جس سید کو یہان سے شہر بدر کیا تھا اوسنے قصبۂ بدلی مین جاکر دعوی مہدویت کا
کیا ہی پس چند علما قصبۂ مذکور مین آئے اور شیخ موصوف کے ساتھ مباحثہ و سوال و جواب باب مہدویت
وغیرہ دعاوی مین دیر تک کرتے رہے چنانچہ تفصیل اسکی باب ثانی مین آوے گی القصہ جب کہ شیخ
اپنے دعوی سے باز نہ آئے علماے مایوس ہو کر بادشاہ گجرات کو کہ شہر احمد آباد مین تھا اطلاع دی
بادشاہ نے حکم اخراج صادر فرمایا چنانچہ وہان سے بھی نکل کر مع اپنے مریدین کے جانب ملک سندھ کے
روانہ ہوئے اور نکلتے وقت بولے کہ اگر مین حق پر تھا کیون اتباع نہ کی اور اگر ناحق پر تھا کیون قتل
نہ کیا اسواسطے کہ جہان جاؤن گا خلق کو گمراہ کرون گا اور وبال انکی گردن پر ہوگا غرض کہ وہان سے
شہر جالور مین پہنچے وہان کے بہت لوگ مرید و معتقد ہوئے پھر وہان سے ناگور کو پہنچے
اور وہان بیان کیا کہ فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا شد و اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ شد و اُوْذُوْا فِیْ
سَبِیْلِیْ شد وَ قَاتَلُوْا وَ قُتِلُوْا ماندہ است ماشاءاللہ بعد خواہد شد بعد اسکے وہان سے روانہ ہوئے
اور ملک سندھ مین شہر نصیر پور مین داخل ہوئے وہان سے میان نعمت اور میان خوندمیر کو رخصت گجرات
جانے کی دی اور ایک جماعت کثیر انکے اصحاب کی اس دین جدید کی عجیبون سے بیزار ہو کر ترک صحبت
کرکے روانہ گجرات ہوئی ہرچند کہ شیخ جونپوری انکو ڈراتے رہے کہ تم منافق ہوئے جاتے ہو ایک
نے بھی نہ سنا اور سیدھا راستہ گجرات کا لیا بی بی شکر خاتون بھی انہین مین تھی پھر وہان سے دار السلطنت
سندھ شہر ٹھٹھہ مین پہنچے اور وہان اٹھارہ مہینے رہنے کا اتفاق ہوا اور کچھ لوگون نے تصدیق مہدویت کی

کی جب یہ حال و قال ان کا اہل اسلام سندھ پر منکشف ہوا نہایت تنگ پکڑا یہان تک کہ چوراسی آدمی
رفقا و اصحاب شیخ سے مارے فاقون کے مر گئے شیخ موصوف نے اسکا تدارک یہ کیا کہ بشارت
دی کہ ان سب کو مقامات انبیا و مرسلین اولی العزم کے ملے القصہ آخرکار بادشاہ سندھ نے حکم دیا کہ
اس درویش کو مع تمام مریدین کے قتل کرو لیکن دریا خان میر بادشاہ موصوف نے اپنی عرض و معروض
سے حکم قتل کا ملتوی کروا کے مملکت سندھ سے اخراج کروا دیا پس شیخ مع مریدین روانہ خراسان
ہوئے کہتے ہین کہ قریب نو سو نفر کے ہمراہ شیخ کے تھے اون مین سے تین سو ساٹھ اصحاب مہاجرین
خاص کہلاتے تھے غرض کہ بہزار خرابی و بربادی افتان و خیزان یہ قافلہ درویشان دار قندھار
ہوا جب وہان بھی انکے اسی قیل و قال کا چرچا ہوا حاکم قندھار میرزا اللہ بیگ نے حکم کیا کہ سید ہندی کو
روز جمعہ کے مسجد جامع مین حضور علماے اسلام مین حاضر کرو چنانچہ حسب الحکم ملازمین اوسکے دوڑ کے
اور جبرًا و قہرًا کمربند شیخ کا پکڑ کر اس عجلت سے لیچلے کہ جوتا بھی پہننے نہ دیا اور مریدون نے جب رادۂ
ہمراہی کا کیا منع کیا بلکہ زد و کوب کی بھی نوبت پونچی جب شیخ داخل مسجد ہو گئے علما وغیرہ نے ہجوم
کر کے سخت سست کہنا شروع کیا شیخ نے تحمل کر کے وعظ قرآن شروع کر دیا شہ بیگ کہ جوان
بست سالہ تھا انکے بیان پر فریفتہ ہو گیا اس سبب سے وہ گرمی سرد ہو گئی اور شیخ نے اونکے ہاتھ
سے نجات پا کر بعد چند روز کے راہ شہر فراہ کی لی جب فراہ مین پونچے وہان بھی یہی بات درپیش
پیش آئی کہ اول ایک عہدہ دار نے آکر شیخ اور تمام ہمراہیون کے ہتھیار چھین لیے اور گوشہ
کمان سب کے سر پر رکھ کر ایک ایک کو شمار کر کے کہا کہ کل سب کو قید کرینگے بعد اسکے امیر ذوالنون
حاکم شہر کمال و بدیع واسطے دریافت کیفیت کے بذات خود آیا لیکن بعد ملاقات کے معتقد شیخ کا
ہوا اور علما کو اجازت دی کہ امتحان مہدویت کا کرین چنانچہ علماے فراہ سے سوال و جواب شروع
کیے اور امیر ذوالنون نے یہ تمام کیفیت میرزا حسین بادشاہ خراسان کے حضور مین لکھ کر
روانہ کی بادشاہ نے چار عالم واسطے دریافت حقیقت حال کے روانہ کیے چنانچہ علماے مذکورین نے
آکر مباحثہ کیا کیفیت اس مباحثے کی آئندہ بحث دلائل مین تفصیل آویگی انشاء اللہ تعالی
جب فراہ مین تین مہینے گذر چکے خوندمیر اور میان نعمت کہ نصیر پور سے اپنے وطن کو واپس
گئے تھے اور میان محمود فرزند شیخ جونپور کہ شہر والہ مین اپنے والد سے جدا ہو کر بارادۂ تلاش گری

شہر جاپانیر کو جا کر سلطان محمود کی سرکار مین مردم سپاہ پیشہ مین نوکر ہوگئے تھے یہ تینون شخص
فراہ کو آئے اور ہمراہ اونذر کہ مردم گجرات نے واسطے شیخ کے ہمراہ میان نعمت کے روانہ کیے تھے
راہ مین میان محمود فرزند شیخ نے چاہا کہ اپنے تصرف مین لاوے میان نعمت نے کہا کہ مین پرائی امانت
مین خیانت کرنے نہ دونگا فرزند رشید نے خفا ہو کر نماز کے واسطے نکلنا چھوڑ دیا ناچار فرزند
نے اپنا خرچ راہ مع اون امانت کے کہ اپنے ہمراہ تھین جب سامنے رکھدیا تب جماعت نماز کے واسطے حاضر
ہوئے جبکہ فراہ پہونچے سب امانت مین شیخ موصوف نے طرف داری فرزند کی اور کہا کہ کیا
مثل گجرات کی یاد نہ تھی کہ امک نے خمک کیا تیرے باپ کا مال ہی بعد اوسکے شیخ نے امانتین مذکورہ
میان نعمت سے طلب کین میان مذکور نے جواب دیا کہ یہ طالبان خدا کہ اشارہ سے آپ کی طرف
روانہ ہوئے اون پر خرچ کیا گیا شیخ نے فرمایا کہ ان لوگون کو کسنے طالب ضیع اپنایا مجرد اس کلام کے
طالبین مذکور بے ساختہ بھاگے او میان نعمت کہ جنکا لقب مقراض بدعت ہی جوش مین
آکر صحبت شیخ سے بیزار ہو کر مع اہل عیال روانہ ہوئے پس شیخ نے اونکی التماس کی ایک گجراتی
مثل بولے کہ تو تجھ لوڑ نہ لوڑ سہاگن ہون تجھ لوڑ نہار یعنی تو مجھکو چاہ نہ چاہ مین تیرا چاہنے والا
ہون اور بہت دلاسا کر کے واپس لائے چنانچہ تفصیل اسکی تذکرۃ الصالحین مین موجود ہی
اور فرزند مذکور کے حق مین کہا کہ جسکا پوت پوت ہو کر آوے اوسے کاہے خوشی نہ ہوئے
غرض کہ ان لوگون کے آنیکے بعد چھ مہینے اور شیخ زندہ رہے پس کل قیام فراہ کا نو مہینے ہے
اور اکثر بشارات و اشارات اپنے اور اپنے مریدین کے فضائل مین اسی عرصے مین صادر ہوئے ہین
القصہ بعد نو مہینے کے تریسٹھ برس کے سن مین شیخ نے مقام فراہ مین بروز پنجشنبہ سن نو سو دس
مین انتقال کیا کہتے ہین کہ اونکی پہلے جمعے کے روز بعد نماز جمعہ نماز دوگانہ ادا کی تھی اور یہی علامت انتقال تھی
کیونکہ حضرت رسالتمآب نے بھی قبل رحلت بعد نماز جمعے کے دوگانہ ادا کیے تھے واللہ اعلم راست و دروغ گردن
مہدویون پر غرض کہ نماز جنازہ میران عیدگاہ فراہ مین پڑھکر ایک جا مین درمیان فراہ اور ... کے
ہو دفن کیا اور میان الہداد بن سعید لکھنوی عاجی چند مرثیے قبر پر پڑھے کہ اوس مین یہ شعر بھی تھا
فضلش کہ بر جبین شما شد از خدا ہماد ابر و زحشر شفاعت گر از خداہ اور سن ... سنہ تسع مین شاہ قاسم عراقی حاکم فراہ
نے قبر پر گنبد بنوایا لیکن بکار سلطان حاکم فراہ اوسکی تکمیل کی نوبت نہ آئی بعد ہم کے میان خوندمیر وغیرہ نے وطن کو ...

گجرات کو ہوئے اور نہروالہ مین متوطن ہوئے اور بعد چند روز کے اہل اسلام نے وہان سے شہر بدر کیا
تو قصبۂ سلطان پور مین آکر رہے انھون نے اپنی اس تحویل مجاورت کا عذر یہ بیان کیا تھا
کہ میران کی روح نے مجکو کہا ہی کہ تم گجرات کو جاؤ اور سید محمود فرزند میران نے بکمال استقامت
ایک سال فراہ مین صبر کر کے کہا کہ مجکو بھی میران کی روح نے جانے کا حکم دیا اسواسطے وہ بھی
گجرات مین آکر مقام بھلوٹ مین متوطن ہوئے اور خوندمیر بھی انکے قرب جوار کے واسطے موضع
بھادی پور مین ایک منزل کے فاصلے پر بھلوٹ سے متوطن ہوئے پھر وہان سے موضع جھنجی اره
مین رہے اور سید محمود مذکور کی طرف سب خلفا و مریدین انکے والد کے رجوع ہوئے اس سبب سے انکا
شہرہ زیادہ ہوا اور روز بروز خلق انکی تسخیر مین زیادہ ہونے لگی جب یہ بات سلطان محمود بیگڑہ کو
معلوم ہوئی حکم قید کرنے کا فرمایا چنانچہ مبارز الملک نے حسب الحکم زنجیر گران پاؤن مین ڈالکر
ایک گاڑی پر سوار کر کے داخل قیدخانۂ احمداباد کیا چنانچہ اکتالیس روز او محبس مین رہے بعد اسکے
بسفارش میر الحاج راجی سوندھ راجی مرادی خواہران بادشاہ کی کہ معتقد انکے والد کی تھین رہائی
پائی لیکن زخم زنجیر ایسا سخت تھا کہ پاؤن سڑ گیا اور اسی رنج سے بعد اڑھائی مہینے کے بعمر پچاس سال کی
سن نو سو انیس مین بعد نو برس کے اپنے والد سے موضع بھلوٹ مین انتقال کیا اور احوال خلیفۂ دوم
میان خوندمیر کا یہ ہی کہ بعد انتقال میان محمود مذکور کے ریاست مہدیت کی انھین پر قرار پائی اور انھون
نے دعوت اپنے مذہب کی شروع کی اور عوام الناس انکے مسخر ہونے لگے اول چند روز شہر پٹن مین
اقامت کی جب وہان سے اخراج ہوا ملک بیارے نے اپنی جاگیر موضع کھانبیل مین لا کر رکھا وہان سے بھی
چھٹی مرتبہ اخراج کیا گیا اور شواہد الولایت سے معلوم ہوتا ہی کہ تمام اخراج انکے ستائیس ہین کیونکہ اہل اسلام
نے انکو ستائیس بار شہر بدر کیا ہی اور انجام کار یہ ہوا کہ ایک دن انکو خبر پہنچی کہ شہر احمداباد مین ایک
مہدوی نگر نیز کو حکام اہل اسلام نے قتل کیا انھون نے چار سوار واسطے انتقام کے روانہ کیے تاکہ
فتوی دینے والون کو قتل کرین سواران مذکور جب بعضے علماے اہل سنت کو قتل کر کے انکے پاس موضع
بھولاڑہ مین واپس آئے سلطان مظفر گجراتی نے کچھ فوج ظفر موج انکی تنبیہ کے واسطے مقرر
کر کے ہمراہ عین الملک کے روانہ کی اور کچھ اہل اسلام شہری بھی بہ نیت ثواب شریک حال ہو گئے
اول کھانبیل مین جاکر تمام مکانات اس قوم کو جلا دیا بعد اسکے انکی طرف متوجہ ہوئے چونکہ ادھر

یہ بھی مستعد امیدوار کارزار بیٹھے تھے یہاں تک کہ خلاف اس حدیث کے کہ لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وعدہ کیا تھا کہ جو شخص خبر توجہ لشکر کی لاویگا اوس کا مونہہ مصری سے بھر دونگا بر حسب
اس وعدہ کے جب لڑکے فرزند میاں جلال نے خبر آمد فوج دشمن کی سنائی تو اون کے بیٹے میں مصری کوٹ کر
انکے مونہہ مین بھر دی اور ساٹھ سوار اور چالیس پیادے لیکر مقابلے کو برآمد ہوئے اوس روز
ملتالیس آدمی انکے مارے گئے اور انکی ایک آنکھ مین تیر ایسا لگا کہ دوسری آنکھ بھی کاسہ سے باہر
نکل آئی لشکر بادشاہی دس ونامی قدر کام کرکے پیچھے ہٹ گیا اور میان مذکور کی کمک کو ملک
شرف الدین صدیقی تین سو لیکر پہنچا اور میان مذکور مع اس کمک کے موضع کھانبیل سے
موضع سدراسن کو کہ بارہ کوس ہی ہٹ گئے لیکن فوج بادشاہی نے پیچھا نہ چھوڑا اور سدراسن مین
پہنچکر جنگ دوم مین میان خوندمیر اور انکے فرزند جلال الدین اور داماد وغیرہ اقربا در یدین جملہ
چوتن آدمیون کو قتل کیا اور سات آدمیون کے سر آر پنج فضائل مین لکھا ہے کہ میان خوندمیر وغیرہ
نو آدمی کے سر لیکر واسطے ملاحظے بادشاہ کے روانہ جاپانیر کو ہوئے اثنای راہ مین جب سر بگڑ گئے
تو میان پٹن مین پھینک کر سر کی پوست مین بھس بھر کر لیچلے چنانچہ قبر جسد کی سدراسن مین اور سرون کی
پٹن مین اور پوست سر کی جاپانیر مین ہی لیکن اوس کا نشان نامعلوم ہے یہ واقعہ سنہ نو سو تین
مین واقع ہوا اس جنگ کو مہدوی لوگ اپنے مونہہ سے جنگ بدر ولایت بولتے ہین اور کہتے ہین
کہ آیت اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ الآیہ مین امانت سے مراد یہی جنگ ہے اور انسان سے
مراد میان خوندمیر ہین چنانچہ صاحب مطلع الولایت کہ بیان اس جنگ مین لکھتا ہے کہ آن حامل محمول امانت
اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا بر سر او تمام از اسپ بر خاش جاز فرود آمدند الخ اسی طرف اشارہ
کرتا ہے تفصیل اسکی بحث تحریف مین آویگی غرض کہ بعد اس فتنے کے دوسرے خلفا شیخ جونپوری اور اولاد
انکی جا بجا متفرق ہوئی ہر چند کہ اخراج و قتل وغیرہ اہل اسلام کی طرف سے ہوتا رہا لیکن آپ
ان کلمات و دعاوی مخالف ملت اسلامیہ سے باز نہ آئے چنانچہ سن نو سو باون مین شیخ علی متقی
رحمۃ اللہ علیہ نے چار فتوے شیخ ابن حجر مکی وغیرہ ائمہ چار مذہب کے مکہ معظمہ سے پاس بادشاہ گجرات
کے بھیجے متضمن اس کے کہ یہ مہدویہ بسبب اپنے ان عقائد باطلہ اور اس مطلب کے کہ تمام اہل اسلام کو کافر کہتے
ہین خود کافر ہو گئے ہین اگر یہ لوگ اس مذہب باطل سے توبہ کرین تو بہتر ورنہ امام و حاکم وقت پر جو واجب

ہی کہ انکو قتل کرے بادشاہ گجرات نے ان فتوون پر عمل کرکے گیارہ آدمیون کو پکڑ کر پھر قتل کیا اور
شاہ نعمت خلیفہ شیخ کو گرفتار کرکے بحضور سلطان مظفر لیچلے راستے مین سید علی فرزند شیخ موصوف
نے کہ امان بجائی تہی خادمہ کے بطن سے ہین پوچھا کہ اگر انکے معارضے مین فرزند مہدی کا ہاتھ
لگے انکو رہا کروگے مردم لشکری بولے البتہ رہا کرینگے کہا مین بیٹا مہدی کا ہون لوگون نے
شاہ نعمت کو چھوڑکر انکو بجاے اونکے گاڑی پر ڈال کر بحضور بادشاہ موصوف لے گئے بادشاہ نے
فرمایا کہ اسکو حبس مین رکھو چنانچہ ایک مدت تک حبس مین رہے یہان تک کہ سلطان مظفر نے رحلت
کی اور سلطان بہادر تخت نشین ہوا جب بادشاہ نے مہدوی کی سے خاطر خواہ فراغت پائی ملک پیر محمد مہدوی
نے بجلدوی اپنی خدمات کے کہ اوس مہم مین اوس سے سرزد ہوئی تہین یہ درخواست کی کہ ہمارا پیرزادہ کہ قید
بادشاہی مین ہے خلاص پاوے پادشاہ نے صدر خان کو فرمایا کہ پیرزادہ مذکور کو رہا کرو صدر خان نے
عرض کیا کہ وہ خرچ مین آچکا اور خفیہ اپنے لوگ دوڑا کر حکم کیا کہ سید علی کو فوراً خرچ مین لاؤ چنانچہ
ملازمین محبس نے اوسیوقت زیر و بالا تختے رکھکر ہلاک کیا اور شاہ نعمت کہ اوس وقت اس ایذا سے
کو اپنا فدیہ دے کر بچ گئے تھے اونکا انجام کار یہ ہوا کہ ایک موضع لوہ گڑھ مین کچھ مردم لشکری نے کہ
حرم نظام شاہ کو لیے ہوئے خوف فوج مغل سے بھاگ رہے تھے ان پر آ کر اہتمام شروع کیے
اور فیما بین نزاع ہو کر نوبت جنگ کی پہنچی یہانتک کہ شاہ نعمت مع سولہ آدمی ہمراہی کے مارے گئے
اور ملک الہداد مرید شیخ جونپوری تربیت یافتہ خوندمیر کہ بعد واقعہ جنگ کے تجہیز و تکفین مقتولون اور
محافظت مجروحون کی انہیں کے ہاتھ سے ہوئی ملازمان بادشاہ نے انسے کہا کہ تم لوگون نے
بادشاہ سے مقابلہ کیا اب تم اس ملک مین رہنے کے قابل نہین ہو اسواسطے ملک خ کو بھی بکمال
اضطرار سدراسن سے نکل کر رفتہ رفتہ ملک ٹھٹھہ مین پہنچکر موضع باڑ ہ کر مین دائرہ باندھ کر رہے
وہان اسقدر سختی پیش آئی کہ انکے رفقا مارے فاقون کے مرنے لگے لیکن آپس مین ہر شخص
اسنے اپنے احوال مقامات باطنہ کا بیان دعوی کرتا رہتا تھا یہانتک کہ ایک شخص سے حالت نزع
و سکرات مین پوچھا کہ تیرا کیا حال و مقام ہے اوس نے کہا کہ روئی چنانچہ تذکرۃ الصالحین مین مسطور
ہے غرض کہ یہ لوگ اسی طرح ملک بملک متفرق و منتشر ہوتے رہے اور بدوام زہد و ترک کا کہ مقبول
خاص و عام ہے بچھا کر خلق کو اپنی تسخیر مین لا کر اقسام کے تفرقے امت اسلامیہ مین ڈالتے رہے

احوال شیخ علائی و تعذیب او بدست سلیم شاہ

ورانکے فتنون کا اختتام نہ ہوا کیونکہ اگر ایک ملک مین کچھ تدارک کیا گیا دوسرے ملک مین جم علم فتنہ
فساد کا برپا ہوا چنانچہ رفتہ رفتہ یہ فساد سلاطین دہلی و اکبر اباد کے حضور مین بھی پہنچا
این طور کہ شیخ عبد اللہ افغان نیازی کہ مریدین حضرت شیخ سلیم چشتی سے تھا جب سفر مکہ
معظمہ سے پھرا راہ مین سے مذہب مہدویہ ہمراہ لیتا گیا جب قصبۂ بیانہ مین مقیم ہوا شیخ
علائی بن شیخ حسن مرید شیخ سلیم چشتی نے کہ قصبۂ مذکور مین بجائے اپنے والد کے سجادہ شیخی پر تھا
س مذہب کو اوس سے سیکھا اور ایک جماعت کثیر کو اپنا شریک مذہب بنایا شیخ عبد اللہ
نے انجام اس فتنے سے ڈر کر اوسکو دلالت سفر حج کی کی شیخ علائی تین سو ستر خانہ کے ساتھ ارادۂ
حجاز ہوا جب خواص پور کو کہ حدود جودھپور مین واقع ہی پہونچا خواص خان اوسکا معتقد ہوا لیکن
چند روز مین جب فساد مذہب مہدویہ کا اوس پر ظاہر ہوا منحرف ہو گیا شیخ علائی اس بات کو
سمجھ کر اس بہانے سے نکل کھڑا ہوا کہ خان موصوف امر معروف مین بواجبی تن دہی نہین
کرتا ہی اور ارادہ حج کو فسخ کر کے پھر بیانہ مین آیا بعدہ سلیم شاہ بادشاہ ہندستان نے اوسکو
آگرے مین طلب کر کے بر سر دربار علما اہل سنت سے مقابلہ کروایا شیخ علائی بحث مین کسی پر
غالب آیا بلکہ بار بار مغلوب ہو کر جب جواب سے عاجز ہوتا تھا بیان آیات قرآنی کا شروع
کر دیتا تھا کہ سلیم شاہ متاثر ہو کر بولتا تھا کہ ای شیخ اس دعوی باطل مہدویہ سے باز آ کہ مین تجھکو
اپنے تمام قلمرو پر محتسب کر دونگا شیخ علائی نے کہ ہر چند سخن بادشاہ کا نمانا لیکن بادشاہ نے
رعایت کر کے بخلاف فتوے علماے عصر کے کہ قتل شیخ پر مرتب ہوا تھا سرحد دکن کی طرف
اخراج کر دیا اتفاقاً بہار خان حاکم اوس سرحد کا کا میر کبیر سلیم شاہ کا تھا مع تمام لشکر کے
دائرۂ اعتقاد شیخ علائی مین در آیا اسواسطے بار ثانی طلب شیخ علائی کی ہوئی اور سلیم شاہ نے
شیخ علائی کو مع فتوے قتل کے نزدیک شیخ بڑہ کے کہ شیر شاہ باپ سلیم شاہ کا اونکی جوتیان
سیدھی کیا کرتا تھا بہار کو روانہ کیا تاکہ موافق حکم اونکے کے عمل کیا جاوے شیخ بڑہ نے
موافق فتوے مخدوم الملک وغیرہ علما بادشاہی کے حکم قتل کا لکھ کر حوالے ایلچی سلیم شاہ کے
کر دیا اس عرصے مین شیخ علائی مرض طاعون مین گرفتار ہوا کہ حلق مین بقدر ایک انگشت
کے جراحت ہو گئی تھی جب اس حال مین روبرو سلیم شاہ کے لائے طاقت گفتار کی نہ تھی

سلیم شاہ نے آہستہ اوسکے کان مین کہا کہ کہو مین مہدوی نہین ہون اور مطلق العنان ہو جا
شیخ علائی نے کچھ اس بات پر کان نہ لگایا سلیم شاہ نے فرمایا کہ کوڑے مارو چنانچہ تیسرے
کوڑے مین مرگیا اور یہ قصہ سن نوسو چھپن مین واقع ہوا بعد اس قصے کے بقیہ مہدویہ اطراف
وجوانب مین روپوش ہوئے اور شیخ عبداللہ مذکور خوف احتساب سلاطین اہل اسلام سے بھاگا نا
اور ایک مدت دراز تک یہ فتنہ دبا رہا لیکن چھپے چھپے پیرزادے مہدویون کے عوام الناس کو
ورغلاتے رہے اور بحکمت عملی سے در پردہ بے علم لوگون کو بہکاتے پھرتے تھے اور علاقہ
جیپور کہ جسکو ڈھونڈھار کہتے ہین وہان ابتدا آمد اس قوم کی یون ہوئی کہ امراے افاغنہ
کہ اطراف دہلی مین سلاطین لودھی اور شیرشاہی کے وقت سے جاگیردار تھے جلال الدین
اکبر شاہ نے بعلت طرفداری شیرشاہ کے اونکا اخراج کیا چنانچہ بعد محاربات پیہم کے یہ لوگ
نکل کر گجرات مین پہونچے اور وہان علماے مہدویہ زد و کشت اہل اسلام سے ہراسان ہو کر انکی
پناہ مین آئے جب اختلاط بہم پہونچا کچھ افاغنہ داخل مذہب مہدویہ ہوگئے اور کچھ اپنے
تسنن پر باقی رہے جب افاغنہ مذکورین کی صفائی بادشاہ دہلی کے ساتھ بوساطت راجہ
جیپور کے قرار پائی افاغنہ مراجعت کر کے اضلاع جیپور مین متوطن ہوگئے لیکن مذہب یہان
ویسی دو رنگی رہی چنانچہ ابتک وہی رنگ ہے کہ منڈوزئی وغیرہ چند فرقے کہ وہان سے ارد
دکن ہو گئے ہین سنی ہین اور دوسرے فرقے قوم تیسنی وغیرہ سے مہدوی ہین اور اب
ہندستان مین معدن مہدویہ کا وہی دیہات ہین فقط ورنہ جونپور وغیرہ بلاد کلان ہندستان
مین کوئی اس مذہب کو پہچانتا بھی نہین ہے کہ کیا ہے اور نہ شیخ جونپور کو جانتا ہے کہ کون ہین
البتہ بلاد دکن مین جا بجا بکثرت موجود ہین اور اکثر صاحب ثروت بھی ہین اور سبب اسکا یہ ہوا
کہ جب اسلام ضعیف ہوا اور سلاطین اسلام مین طریقہ احتساب اجراے احکام دین کا مفقود
ہوگیا جو عداوت مذہبی اس قوم کے ساتھ حکام کے دلون مین باقی نہ رہی اور چونکہ بہ سبب
بعضے عوام افاغنہ مین شائع ہوا اور اس قوم کی سپاہ گری پر سبکو اعتماد تھا حکام
اسلامیہ انکو نوکر رکھنا شروع کیا اس سبب سے اس مذہب کو گونہ عزت و حرمت ہاتھ لگی اور
زیر سایہ حمایت امراے اہل سنت وغیرہ کے با امن و امان گذران کرنے لگے لیکن پھر بھی معتقد

شرارت سے کہ مقتضا اس مذہب کا ہی نافرمانی و آزار رسانی سے باز نہ آئے اس سبب سے جس جا کے مقبول نہ ہوئے آخرکار مقہور و مطرود ہوتے رہے چنانچہ سرنگ پٹن میں سرکار سلطان ٹیپو مین نوکر ہوئے جب ستائیسوین رمضان کو دوگانہ ادا کیا سپاہ اہل سنت اوسکے پڑھنے سے مانع ہوئی جب صورت نزاع کی نظر آئی سلطان موصوف نے حکم کیا کہ آبادی سے باہر جا کر پڑھو عدول حکمی کر کے اڑ گئے کہ ہمکو کون ہٹا سکتا ہی سلطان نے افواج قاہرہ کو حکم کیا کہ اس قوم تمام کو دمہ کا اخراج کر دو یا توپون سے اوڑا دو جب کئی سو مارے گئے سب بھاگ کھڑے ہوئے ایسی سردار خان غرطی زئی مہدوی پونے مین باجی راؤ کا نوکر ہوا اور جب انگریزون اور باجی راؤ مین بابت حوالہ کرنے ترنبک جی نیکلا قاتل گنگادھر کے کشاکش شروع ہوئی ایک روز جب اسی گفتگو کے واسطے رسیڈنٹ انگریزی دربار مین آیا واپس جاتے وقت سر دربار غرطی زئی صاحب پکارے کہ دیکھیے مہاراج کیا کافر کو مارتے ہین رسیڈنٹ نے پھر کر جواب دیا کیا تم کافر مارتے ہو دیکھو ہم کافر مارتے ہین چنانچہ اس کلام غرطی زئی سے مقدمہ ریاست مرہٹہ کا اور بھی ابتر ہو گیا انگریز اول وقت ترنبک جی کے طالب تھے اب غرطی زئی مہدوی کے بھی طالب ہوئے مہدوی مذکور نے خیال کیا کہ مبادا باجی راؤ مجکو حوالہ انگریز کر دیوے پندرہ سو سوار لے کر ہر چند باجی راؤ منع کرتا رہا اور زنگ کی قسم دیتا رہا تھا انگریزی چھاونی انگریزی پر جا گرا اودھر سے جوانان بار نے ایک توپ ایسی ماری کہ خان کی ران مع گوشت و استخوان اوڑ گئی اور گھوڑے پر سے گر پڑا دوسرے دن اوسی زخم سے مر گیا اور تمام دولت مرہٹہ کی برباد کر گیا اور باجی راؤ خود سنہ بارہ سو ۳۳ تینتیس ہجری مین قید فرنگ مین مبتلا ہو کر بھٹور مین قریب کانپور کے بعد چونتیس برس کے مر گیا پس اوس سرکار کے بگڑنے سے ایسی ایک لاکھ بیس ہزار سپاہ جرار کا روزگار بگڑ گیا کہ جس مین کئی ہزار سوار زری پٹکے کے تھے یہ ثمرہ انکی جہل کا اور ناعاقبت اندیشی اور نافرمانی کا ہوا کہ ایسی دولت صدہا سالہ پائمال ہو گئی ؎ تراث دہا گر بود یار غار + از آن بہ کہ جاہل بود غمگسار * پھر جب سب ریاستین دکن کی بگڑ گئین چارون طرف سے سمٹ کر قدم مبارک اس قوم کے حیدرآباد دکن مین آئے اور وہان وہ کثرت اور عزت بدولت

راجہ چندو لعل پیشکار دولت آصفیہ کے پیدا کی کہ دس بارہ ہزار کی جمعیت بے تشاہرات پیش قرار
نوکر ہوئے یہان تک کہ بعضے بلہ گیر ہزار ہزار روپیہ کی ماہوار پاتے تھے اور وہ دولتمند
انکے کروڑپتی تک ہوے وہان قسام کی ظلم کاری اور رباخواری شروع کی اور اپنی کثرت
اور ثروت کے غرور مین آکر مقدمات مذہب مین ہر ایک سے بیباکانہ بحث و تکرار شروع کی
اور غایت اس سرکشی اور شرارت کی یہان تک پہونچی کہ سلخ ذیحجہ کا سنہ بارہ سو سینتیس مین
مولوی عبدالکریم صاحب کو بحث مذہب پر مسجد مین میر عالم بہادر کے شہید کیا اوسوقت
طرفین سے کے چند شخص مجروح و مقتول ہوئے چنانچہ تاج محمد خان اور دائم خان سندوثی اسطرف سے
شہید ہوئے اور عنایت خان پرورنری وغیرہ چند مہدوی اودھر کے مارے گئے اور مولوی
موصوف کو لڑکے ماہین بابک تیغ بے دریغ سے مین مسجد مین ذبح کیا چوتھے روز اہل سنت
نے مکہ مسجد مین جمع ہو کر واسطے قصاص خون شہید موصوف کے چنچل گوڑہ پر کہ انکے رہنے کی جا تھی
یورش کی مہدویون نے بھی اپنے مکانون سے نکل کر تیغ زنی اختیار کی شام تک بہت سے ادنی
و اعلی طرفین کے مارے گئے چنانچہ منصور خان اور نیاز بہادر خان دوسرا اسطرف کے شہید
اور طوطی علی خان اور صالح محمد خان زخمی ہوئے اور اوسطرف کے نامورون سے سید نصرت اور
مہتاب خان مارے گئے نواب سکندر جاہ مغفرت منزل نے لشکر فاغنہ مہدویہ کے اخراج
کا حکم کیا انھون نے اس حکم پر عمل کرنے عذر حیلے پیش کیے اس سبب سے فوج انگریزی پر کہ نوکر
سرکار آصفی کی تھی حکم محاصرہ اور قتل عام کا صادر ہوا بمجرد اسکے رسیڈنٹ مارٹین وغیرہ
سرداران انگریزی نے سپاہ عدو کوب مع دس ضرب توپ کے ساتھ لیکر محاصرہ کیا جب
صورت گولہ اندازی اور آتشباری کی نظر آئی عقل مہدویہ کی گم ہوئی عاجزی شروع کی اور
جو کچھ اسباب رکھ سکا اوٹھا کر جورو بچون کے ہاتھ پکڑ کر نکل کھڑے ہوئے اور باقی
لکھا روپیہ کی املاک اسباب حسرت تمام چھوڑ گئے کہ سب ضبط سرکار آصفی مین ہو گئے کم ترکوا
مِن جنّات و عیون و زروع و مقامٍ کریم و نعمۃٍ کانوا فیہا فاکہین کذلک و
اورثناہا قوماً آخرین صادق آیا اور اپنی خجالت مٹانے کو بولے کہ ہم اپنے خداوند نعمت
کی عدول حکمی نہین کرتے ہین وہ خداوند نعمت ہمارے نواب سکندر جاہ تھے یا انگریزی سپاہ

اگر یہی لحاظ تھا تو خلاف مرضی سرکار بلا حکم و اجازت اندرون شہر اسقدر کشت و خون کیون کیا آخر
جب آتشخانہ انگریزی نظر آیا اور جرأت مقابلہ کی نہ رہی خیال اطاعت کا آیا غرض کہ بعد اس کے
جب مہدویون نے دیکھا کہ جتنے اہل سنت سے ایک عالم کو مارا اور ہمارا دس ہزار آدمی خانہ ویران
ہوگیا اور بڑے بڑے دولتمند پامال ہوے کار او رعیت ہمارے بیزار ہوے اور علما مہدویہ پریشان
دہشت ادبار ہوگئے چار آدمی اپنے مین سے چن کر روانہ کیے کہ ایسے کسی شخص معتبر کو قتل کرین
کہ جسّے مہدویون کے آنسو پونچھے جاوین چنانچہ یہ چارون بدکار سر بازار چارسو کے
حوض پر کھڑے ہوئے جب سواری محی الدولہ عزت یارخان مرحوم صدر الصدور کی نکلی ایک
شخص بہ بہانہ نبض دکھلانے کے قریب میانے کے گیا جب مرحوم موصوف کہ تلاوت قرآن مجید
مین مشغول تھے ایک ہاتھ مین قرآن شریف کو تھام کر دوسرے ہاتھ سے نبض دیکھنے مین مشغول ہوے
ایسی ضرب کٹار کی ماری کہ مصحف خون سے رنگین ہوگیا شہادت کا شاہد ہوا اور یہ چارون
تلوارین برہنہ ہاتھ مین لیے ہوئے کوٹلہ عالی جاہ کی طرف اپنی نامردی کا کمال تماشا دکھلاتے ہوئے
بدحواس بھاگے مگر شامت اعمال کہان چھوڑتی ہے ایک خدمتگار شہید موصوف کا پکارتا ہوا
کہ عزت یارخان کو مارے جاتے ہین جانے نہ پاوین پیچھے دوڑا اس وقت نواب بہادر الدولہ بہادر
بالاے بنگلہ برآمد تھے انھون نے حکم کیا کہ خبردار جانے نہ پاوین ایک لڑکا منصب دار کا جب
خود پڑا اور تیغ بہادرانہ کر کے ان بھگوڑون مین سے تین شخص کو مار کر خاک انداز کیا پھر حسب
حکم سرکار کے لاشین انکی باہر شہر کے دروازون پر آویزان کر دی گئین کہ درند و چرند نے کھاکر
تمام کیا غرض کہ اس حرکت سے جو کچھ امید معافی کی سرکار سے تھی منقطع ہوگئی پس مہدویہ
دربدر شہر بشہر باہر باہر ممالک محروسہ آصفیہ سے پھرتے تھے اور اگر کہین حیلہ تجارت
یا نوکری کا دستیاب ہوتا تھا کرتے تھے لیکن یاد حیدرآباد کی دل سے نہین جاتی تھی اور اپنے
کردار پر ہاتھ حسرت کے کاٹتے تھے کیونکہ ایسی عیش و ثروت کہین خواب مین بھی نظر نہ آتی
تھی القصہ ایک مدت دراز اسی پر گذری اور نواب سکندر جاہ مغفرت منزل انتقال فرما گئے
نواب ناصر الدولہ غفران منزل مسند نشین دولت آصفیہ کے ہوگئے اور بسبب انقراض عہد
اور بعد مدت کے اہل حیدرآباد کے دل سے بھی بغض و طیش کم ہوگیا تب لالہ چندو لعل کے دربار مین

نذرانے اور رشوتین دے دے کر ایک ایک دو دو مہدوی آ گھسنا شروع کیے اور راجہ موصوف
کی نظر عنایت سے پھر انکو جاگیرات و تعلقات ملنا شروع ہوئے چنانچہ عرصۂ قلیل مین بیگم بازار و
چنچل گوڑہ اور چادرگھاٹ مین فی الجملہ آبادی و مجمع پیدا کیا پھر جب پاؤن جما اور قدرے انکو تنگی سے
حاصل ہوئی اور زمانہ دیوانی بار دوم نواب سراج الملک بہادر کا آیا ایک روز باغ سید آباد
سوار ہوتے وقت بابت مطالبۂ تنخواہ اسکے بین بائیس مہدویون نے سد راہ ہوکر شلک
بندوقون کی چھوڑی یہان تک کہ جراحت ایک چھرے کی چہرۂ نواب موصوف پر لگی مجرد دیکھنے
اس حال پرملال کے فوج عرب نے ایسی شلک ماری کہ سب کو مار کر پھینک دیا اور مکانات مہدویہ
مین واویلا برپا ہوا کہ دیکھیے اس کا کیا انتقام ہوتا ہی مگر اوسوقت حکام عصر نے اپنی عالی حوصلگی
سے اغماض کیا اور بفقط قتل بانیان فساد کو کافی سمجھا اگرچہ کت پر بھی ایک مانہ گذرا یہان تک کہ دوت
حال آیا اور پھر مہدویون نے سر اٹھایا لیکن بہ ڈھنگ و سلوک کھایا کہ شمشیر و کمان سے گذر کر قلم و زبان کو
کار فرمایا وہ یہ کہ اپنے مذہب کی دعوت کرنا اور رسائل اپنے مذہب کی تائید اور دوسرے
تمام مذاہب اہل سنت و شیعہ وغیرہ کے رد مین چھپوا کر تقسیم کرنا شروع کیا چنانچہ سید عیسیٰ نام
لقب عالم میان مہدوی نے اول استفتا صغیر و استفتا کبیر اس مقدمے مین لکھ کر دربدر اور شہر بشہر
پھرایا اور انکا سبب بعض ایسا لکھا ہی کہ ادنیٰ مجتبے اور مولوی یوسف علی خانصاحب
مدارسی سے حیدرآباد مین استفتا مذہب ہوا اسواسطے مین نے یہ استفتا تیار کرکے طالب جواب ہوا
جب انکو جواب سے پہلو تہی کرتے ہوئے دیکھا دوسرے علما پر کیا مین نے علماے آفاق پر دورہ
کیا چنانچہ لکھا ہی کہ بعد ازان این بندہ این استفتا را بنظر بعض علماے اطراف گذرانیدہ در حیدرآباد
مولوی عبدالحلیم صاحب لکھنوی و مولوی نیاز محمد صاحب بدخشانی و مولوی حسن زمان
صاحب کھمی و مولوی احمد علی صاحب پیہوری و مولوی الہداد خان صاحب چھبروی و مولوی
مؤید الدین خان صاحب دہلوی و مولوی فضل حق صاحب دریشی و مولوی
حیدر علی صاحب دہلوی و دیدرآباد دیوان صاحب و فرزند قاضی بدرالدولہ
صاحب و مولوی حیات خان صاحب و مولوی غلام قادر صاحب و مولوی
وجیہ الدین صاحب و در ویلور مولوی سید شاہ محی الدین صاحب و در ترچناپلی

ف — زمانہ حال مین شمشیر و کمان سے گذر کر قلم و زبان سے
فساد انگیزی مہدویونکی اور بیان سبب بیعت ...

مولوی مفتی غلام رسول صاحب و در بنگلور مولوی محمد حنیف صاحب و در بمبئی
مولوی عنایت الله صاحب و مدرس مدرسۂ مسجد جامع پس بعض ایشان بعد
معائنش ساکت ماندند و بعض بمجرد احوال استفتا از زبانی این بنده شنیده هرگز التفات
نکردند بلکه استفتا را بدست خود مس نمودند بلکه در بمبئی از مسجد قصابان بعض طلبۂ ایشان
بر سر این بنده غوغا نموده شباشب اخراج کنانیدند الخ انتهی عبارته غرض کہ جب علماے مذکورین نے
جواب لکھنے سے پہلوتہی اور اعراض کیا کسی نے بسبب کم فرصتی کے اور کسی نے بسبب مطلع
ہونے کے کیفیت اس مذہب پر اور کسی نے بسبب انکے جہل کے مایوس ہوا ورنا امید ہو کر بعض
نے کم فہمی اور حق پوشی سے اس رنگ نے خیال کیا کہ یہ سب تیرے کلام کے جواب سے عاجز ہیں پس
قدم آگے بڑھایا اور ان دونو استفتوں کو معہ ترجمہ اور رسالہ کشف الحجاب وغیرہ اشیا ادلہ و دلیل
متین اور سب تالیف کہ جس میں ان سب کے عجز کا بیان ہے سنہ ۱۲۸۲ بارہ سو بیاسی ہجری میں چھپوا کر
ملک بہ ملک مشتہر کیا جب اس پر بھی کہیں سے جواب نظر نہ آیا جامع میں تنبیہ سمجھا کر رسالہ [illegible]
ردمیں فتوی شیخ ابن حجر مکی وغیرہ ائمہ مذاہب اربعہ کے اور رسالہ معارضۃ الروایات
سنہ ۱۲۸۳ بارہ سو تراسی ہجری میں چھاونی بنگلور میں چھپوا کر دہلی و لکھنو و بلاد دکن میں بھیجنا
شروع کیا اور ایک رسالہ اپنے اعتقادیات و عملیات میں تصنیف کیا جب دیکھا
کہ اب بھی کوئی مقابلے پر نہیں آتا ہے اعتقاد ہم سن بگیری نسبت کا راسخ کرکے زیادہ تر ہیبای کی
شروع کی کہ رسالہ مذکورہ مع ایک رقعے کے دار القضاے حیدرآباد میں بخدمت قاضی سید
ولاور علی صاحب کے پیش کیا مضمون رقعہ کا یہ تھا کہ ہمنے رسائل مذکورہ محض واسطے دریافت
حق کے اطراف و بلاد میں منتشر کیے اور علماے آفاق کے حضور میں بھجوائے اور ایک مدت تک
انتظار کیا لیکن اب تک علما جواب سے ساکت ہیں اسواسطے آپ کی خدمت میں پیش کرتے
ہیں کہ اگر کچھ خطا آپ کی نظر میں آوے حسبۃً للہ ہمکو مطلع کرو تا کہ ہم رجوع بحق کریں ورنہ
اعانت و امداد ہماری تصدیق و اقرار کی کرو فقط قاضی صاحب موصوف نے رقعہ و رسائل مذکورہ
مع معروضہ مسطورہ کے اس محرر اوراق کے پاس دانستہ بندہ باآنکہ تمام مناقشات و منازعات
سے ہمیشہ کنارہ گزیں و زاویہ نشین رہتا ہو لیکن حمیت اسلامی اور غیرت ایمانی نے رخصت دی

کہ تحریر جواب سے انکار و اعراض کرکے اپنے مذہب حق کو مثل شمس کے عیان تمام میں بخوبی دلیل اونکے کلام
باطل کو بنا لیوے بادلیل شمیر اون اس سبب سے ارادہ جواب کا مصمم کیا لیکن چونکہ تحریر جواب موقوف مطالعہ
کتابوں مہدویہ پر تھی مصنف مذکور سے ایسا کہا کہ ہم جب تک تمہارے اصول عقائد اور تواریخ و مسائل
اور سیرت و اخلاق مہدی متنازع فیہ کی کتابیں بتفصیل مطالعہ نکرین تصدیق یا انکار بطور تحقیق کے
نہیں کرسکتے ہیں وہ بزرگ اس سخن سے امیدوار تصدیق کے ہو کر اسقدر خوش ہوئے کہ کتب مطالعہ
بلکہ غیر مطالعہ بھی جس جا سے بہم پہنچیں لا کر حاضر کرین جب خیرخواہ مسلمین نے اونکا مطالعہ شروع کیا
اسقدر واہیات و مخالفات عقائد و احکام اسلام کے اوسمین نظر آئے کہ قیاس سے باہر ہیں تا بہ فضل الٰہی
پر توکل و اعتماد کرکے ضروریات کا استنباط اور تحریر جوابات بقدر اپنے حوصلے کے آغاز کیا اس عرصے
مین بغیر درخواست اس امر کے کیفیت مفصلا زبانی سید حبیب مختار جمعدار عرب کے پیشگاہ
نواب مختار الملک بہادر مین کہ وزیر اعظم بارگاہ گیتی پناہ فرمانروائے دکن **نظام الملک**
آصف جاہ افضل الدولہ بہادر دام اقبالہ کے ہین معروض ہوئی نواب صاحب ممدوح نے
فوراً حکم اخراج مہدوی مزبور کا صادر فرمایا چنانچہ بموجب حکم نافذ کے مصنف کا اخراج ہوا اور
کتابیں مستعار تمام نزدیک اس محرر اوراق کے رہ گئیں اگرچہ ابتدا میں بعد اخراج مجکو چھپنے ضرورت نہ
نظر آیا اور بموجب اس قول کے کہ ع امور مصلحت ملک خسروان دانند گدائے گوشہ نشینی تو حافظا
مخروش بہتر سکوت کچھ مناسب سمجھا لیکن آخر کو علاوہ فائدہ سیاست ملکی کے ایک فائدہ عظیم دینی اور
بھی نظر پڑا کہ بندہ اس عرصے میں چار پانچ مہینے عامل رہا اگر فقط مطالعہ ذاتی بلا توسط صاحب مذکور کے
رہتا کتب مذکورہ اس مدت تک کیونکر رہتیں اور اس فرصت سے مع اشغال ہمراہ کے مطالعہ کا ہو
سکتا یہ بھی منجملہ تائیدات الٰہیہ کے والحمد للہ علی ذلک القصہ بعد اس واقعہ اخراج کے اسپیل جامع و سائل
مصنف مذکور کہ عمل انگریزی میں جاگزین ہے طالب استرداد کتب کے ہوئے جیسے جواب پایا
کہ تم نے کتابیں اس غرض سے دی تھیں کہ جو شبہات اس میں نظر آویں ہم سے پوچھ لینا اب
چونکہ شبہات بیشمار درپیش ہوئے ہیں بغیر اوسکے حل کے کتابیں کیونکر واپس دی جاویں پس یہ قرار
پایا کہ بواسطہ خط و کتابت کے حل شبہات کیا جاوے چنانچہ بندے نے بموجب اس قرارداد کے اول ایک
خط مورخہ ۲۷ شوال ۱۲۸۲ ہجری کا مشتمل اوپر پانچ سوال کے بامید جواب ضلع جبل بندر [illegible]

کہ فرودگاہ مصنف مزبور کا تھا روانہ کیا خط یہ ہی بسم اللہ الرحمن الرحیم از طرف ابو رجا محمد محبت
کرم فرما احباب سید عیسی ملقب بعالم بیان صاحب انضح باد کہ سبب روانگی ایشان ازین بلدہ
زبانی سید موسی صاحب مفصلا معلوم شدہ باشد کہ دران راقم را ہیچ دخل نبود بعض این بلا از
طرف بعض جوانب عرب برخاست کہ بغیر استشارۂ من بمبادرت نمودند و رہا تا کہ اگر وقت روانگی خود
شان اندکے ہم مرا مطلع می ساختند حتی الوسع برائے قیام آنکہ نہ ما سعی می نمودم چہ دران مقصود مخو بی
بحصول می انجامید و آن استکشاف شبہات کتب ایشان بود چنانچہ بعد استماع روانگی ایشان
خیلے متردد بودم کہ آن شبہات را از کہ پرسم لیکن الحال وقتیکہ برادر ایشان سید موسی صاحب از طرف
آن شفیق آمدہ باعث بران شدند کہ حالا بواسطہ مکاتیب گفتگوی آن مطالب نمودہ شود خاطر
نگران و با طمینان آوردہ لہذا امتثالا للامر کرم اول از چند مقام کہ خیلی موجب خلجان باند پرسیدہ می شود
امید کہ از راہ انصاف بلا تکلف اعتنا بجواب آن پردازند سوال اول شواہد الولایت
اور مطلع الولایت سے معلوم ہوتا ہی کہ نسب سید محمد صاحب کا سید اسمعیل بن سید نعمت اللہ بن امام موسی کاظم
کو پہونچتا ہی اور علم انساب کی معتبر کتابوں سے ثابت ہوتا ہی کہ امام موسی کاظم کا کوئی بیٹا سید نعمت اللہ نہین ہی
پس نسب شیخ محمد صاحب کا کیونکر فاطمی ہوا سوال دوم ایک روز بالمشافہ آپ بولے تھے کہ بعضی
روایات مین ہمارے یہان یون آیا ہی کہ سید نعمت اللہ بن سید اسمعیل بن امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ کو
نسب پہونچتا ہی سو بیان کیجیے کہ یہ روایت کس کتاب مین لکھی ہی اور بالفرض اگر لکھی ہی تو بھی کچھ
تمہارے کار آمد نہین ہی اسلیے کہ علم انساب کی کتابون مین مثل عمدۃ المطالب فی نسب آل
ابی طالب وغیرہ کے موجود ہی کہ سید اسمعیل موصوف اسکے سب بیٹے لا ولد مرے سوا ایک بیٹے کے کہ
اونکا نام سید نعمت اللہ نہین ہی پس معلوم ہوا کہ مہدویون کی دونون روایتون سے اونکے مہدی کا
اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہونا ثابت نہین ہوتا پس مہدی ہونا بھی کہ بالاتفاق فاطمی ہونے پر
موقوف ہی ثابت نہوا وہو المقصود سوال سوم شواہد الولایت کے چھبیسوین باب مین ہی
کہ مہدی نے کہا کہ مجکو حق تعالی نے تمام ارواح اولین اور آخرین کا پیشوا بنایا ہی اس کلام سے
اور حملۂ نقیضہ سے اور قول الہداد حمید سے کہ یہ ہی مصرعہ نفاش کہ بر جمیع ہمہ بشر باز خدا ظاہر
ہوا کہ مہدی انکے نزدیک حضرت خاتم الرسالت سے بھی افضل ہین اور مؤید اسکا قول صاحب شواہد الولایت کا

ہی کہ اکتیسوین باب کی سینتیسوین خصوصیت مین لکھا ہی کہ جناب رسالت مآب نے مہدی کے اصحاب کا
مرتبہ اپنے مرتبے کے برابر فرمایا ہی اور اسپر ایک حدیث نے اصل بیان کرکے لکھا ہی کہ اول مقام
رسول علیہ السلام کا پہچاننا چاہیے تاکہ مقام ان لوگون کا معلوم ہوئے اور جبکہ قوم [illegible] کا
امام کیسا ہوگا پس ظاہر ہوا کہ وہ افضل سب سے ہی انتہی اور بھی پنج فضائل مین لکھا ہی کہ شاہ نظام نے
کہا کہ ہم منزلت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونا صفت عوام اصحاب مہدی کی ہی اور بڑے اصحاب کا
مرتبہ جسکے بھی دور اور آگے ہی اور اوسی کتاب مین ہی کہ ایک دن سب بھائی صف بستہ بیٹھے تھے شاہ دلاور
نے اپنی عورت خوند بوا کو بتلا کر کہا کہ یہ وہ لوگ ہین کہ رسول خدا نے فرمایا ہی ھم اخوانی بمنزلتی
یعنی وہ بھائی میرے ہم مرتبہ میرے ہین اور ایک دن دکھلا کر کہا کہ یہ بمقام مرسلین کے ہین لیکن بارہ
آدمی امنسے بھی فاضلتر ہین انتہی ان سب عبارات سے معلوم ہوا کہ دعوی تسویہ یعنی برابری مہدی کا
ساتھ حضرت خاتم المرسلین کے غلط ہی یا یہ تقاریر کہ افضلیت مہدی پر دال ہین غلط ہین اور ہرشق مین
مہدی سے خطا و غلط سرزد ہونا کہ انکے اصول پر منافی مہدویت کے ہی لازم آتا ہی اور مہدویت کو باطل
کرتا ہی **سوال چہارم** شواہد الولایت کے چھبیسوین باب مین ہی کہ انکے مہدی نے کہا کہ شیخ محی الدین
ابن عربی نے جو کچھ لکھا ہی اول لوح محفوظ پر نظر کرکے بعد قلم تر کیا ہی حالانکہ شیخ نے فتوحات
مین فرمایا ہی کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین کوئی شخص سوائے عیسی علیہ السلام کے افضل ابوبکر رضی اللہ عنہ
سے نہین ہی پس حضرت ابوبکر مہدی سے افضل ہوئے اور دعوی تسویے کا ساتھ حضرت رسالت کے
غلط ہوا ورنہ یہ کشف غلط ہوا کہ شیخ اکبر لوح محفوظ دیکھنے کے بعد قلم تر کرتے تھے اور ہرشق مین
بطلان مہدویت کا لازم آیا اور اسی طرح شیخ نے فتوحات و عنقاء مغرب و دیگر تصانیف مین احوال
و علامات مہدی کے بیان کیے ہین کہ وہ تمھارے مہدی جونپوری مین سراسر مفقود ہین تو یہان بھی
اشکال صدر لازم آتا ہی **سوال پنجم** پنج فضائل مین ہی کہ شاہ دلاور نے اپنے مہدی سے روایت
کی کہ آدم علیہ السلام ناف سے بالائے سر تک مسلمان تھے اور نوح علیہ السلام زیر حلق سے بالائے
سر تک مسلمان تھے اور ابراہیم علیہ السلام زیر سینے سے سر تک مسلمان تھے اور عیسی علیہ السلام
زیر ناف سے بالائے سر تک مسلمان تھے دوسری بار جب آوینگے پورے مسلمان ہوجاوینگے اب دے
مسلمان ہین اور کہا کہ اس نقل کی صحت پر یہ دلیل ہی کہ میران جی کہا ہی جو کہ خدائے تعالی کو مفید دیکھے

مشترک ہی انتہی اس کلام کا کچھ مطلب اہل اسلام کی سمجھ مین نہین آتا ہی اسواسطے کہ ایمان و اسلام حقیقی
کہ جس سے انبیا علیہم السلام متصف ہین ایک ہی اور وہ صفت دل کی ہی نہ ناک و سر کی اور اگر مراد
ظاہری ہے تو پس بھی نہین دل کی ہی بحساب جسم کے تو بڑی قباحت یہ ہی کہ کفر و ایمان مین اہل سنت کے نزدیک
واسطہ نہین ہی آدمی یا مومن ہی یا کافر اگر پاؤ پاؤ آدھا مسلمان ٹھیرایا تو باقی حصے کا اوس صفت سے
متصف ہونا لازم آتا ہی کہ ہر مسلمان زبان پر لانے سے تنفر آتا ہی اس سوالات کا جواب
بتقریر واضح کہ ساری کلام کا کوئی فقرہ باقی نہ رہے جواب رکھنا ہے پاک سے دور کر موافق اصول اہل اسلام
کے تحریر کرنا اور تعصب و پیروی اپنے بزرگون کو کار نہ فرمانا اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا
اتِّبَاعَهٗ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی
مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهِ الطَّیِّبِیْنَ وَاَصْحَابِهٖ حُمَاةِ الدِّیْنِ اٰمِیْنَ
خط تمام ہوا اور بتاریخ صدر روانہ ہوا لیکن ابتک کچھ جواب نہ آیا ما نعش خیر باد مگر ایک خط بطور
تجاہل عارفانہ کے فقط طلب کتب مذکورہ مین آیا راقم السطور نے ایک جواب اوسکا لکھکر چند روز
پھر انتظار کیا چونکہ ابتک جواب مقصود نہ آیا خیال کیا کہ جب ان پانچ شبہات کا حل ابتک نہ ہوا
دوسرے صد ہا شبہات کہ اس کتاب مین مذکور ہین اوسکے حل جواب کے واسطے انتظار کرنا بیفائدہ ہی
اسواسطے کتب مذکورہ کہ ابتک واسطے تصحیح نقل و اتمام الزام کے رکھین تھین بتوسط **نواب**
وزارت مآب مختار الملک بہادر کے نزدیک جنید خان جمعدار مہدوی کے روانہ
کین اور سید قطب میان برادر عالم میان کی موافق اجازت عالم میان کے منگوالی چنانچہ
نقول اون کاغذات کے ذیل مین مسطور ہین **نقل رقعہ مولف بنام نواب وزارت**
مآب مختار الملک بہادر کیفیت اینست کہ پیشتر ازین سید عیسی مہدوی ملقب
بہ عالم میان سہ تا رسالہ در رد مرکز اہل اسلام تصنیف ساختہ در ان کافہ مسلمین شیعہ
و سنی را از شرق تا غرب کافر قرار دادہ طبع کنانیدہ در بلاد دکن تقسیم نمودہ بلکہ تا دہلی لکھنؤ
ہم روانہ ساختہ و ہیچ عالم و متعلم را نگذاشتہ کہ باوی مقابل شدہ باشد و خواست تحریر
وجواب آن نمودہ باشد تا آنکہ در دار القضا حیدرآباد حاضر شدہ رسائل مذکورہ مع رقعہ خود بجہت
تصدیق مذہب خود یا تحریر جواب گذرانیدہ چنانچہ قاضی صاحب آن رقعہ و رسائل اسے

مصنفہ مذکور بندہ دیبارہ فرستادند مصنفہ مذکور از بندہ ہم بکمال اصرار استدعای تحریر جواب
نمود بہمین غرض کتب مذہب خود از جابہا فراہم آوردہ حاضر ساخت ناچار تحریر جواب پرداختم
و مجلدی ضخیم درین باب مرتب ساختم و دران التزام این امر نمودہ شد کہ با آنکہ بجواب تکفیر تکفیری
لیکن بپاس قول خود را بآن آلودہ ام البتہ جاہائیکہ از زبان مہدی الیشان القاب کفر و نفاق در حق
الیشان منقول بود بطور پیام بگوش الیشان رسانیدم و خطبات مہدی وغیرہ پیشوایان قوم
کہ در کتب الیشان مرقوم بود مشروح و مدلل نمودہ ہدیۂ مہدویہ ساختم دیگر از طرف خود ہیچیک
نافزودم برین ہم شنیدہ میشود کہ این امر بر الیشان خیلی شاق و ناگوار است حالانکہ این تحریر
جواب نہایت تمنا و اصل مدعای عالم میان بود کہ دہ بدہ و در بدر برای تحصیل آن سراسیمہ میگردیدند
آیا نمیدانستند کہ در جواب ہمین رد و تنقیص رد خواہد نمود یا مدح خوانی و ثنا گستری الیشان
خواہد بود القصہ حاصل التماس آنکہ کتب مذکورۃ الصدر را بندہ بیکار نہادہ است لہذا امید کہ
بجنید خان جمعدار کہ گاہ گاہ متقاضی میشوند فرمان شود کہ خط عالم میان بنام بایں مضمون
طلب سازند کہ کتب امانت بجنید خان جمعدار تفویض نمایند تا کہ از جمعدار موصوف رسید مہری
گرفتہ آزاد ی از این امانت ہم رسد کہ در پیش شود زیادہ عمر و دولت با توفیق حمایت دین و ملت در تزاید باد

نقل رقعۂ نواب وزارت مآب مختار الملک بہادر بنام مولف

رقعۂ مرسولہ در باب جمعدار حکم بجنید خان جمعدار در باب رسانیدن خط عالم میان کہ بنام مہربان
بجہت تفویض کتب امانتی تا کہ جمعدار مذکور بعد اخذ رسید مہری کتب مذکورہ دادہ شود
مولوی ... طبق مسودہ مرسلہ آن مہربان قلمی رسید بمہر حافظ میان کہ بلف عرضی
مہری جنید خان رسیدہ مع نقل عرضی مذکور ملفوف ہذا است کتب مذکور را بسید فرستادہ شود تا کہ
با ستصواب جمعدار مذکور بہ حافظ میان مذکور رسانیدہ گردد زیادہ اشتیاق المرقوم ششم ماہ ذیحجہ ۱۲۹۶ ہجری

نقل عرضی جنید خان جمعدار بجناب وزارت مآب موصوف

عالی

بعرض

میرسانم

مرحمت بندگان سرکار عالی مع نقل رسید پرتو ورود افگنده سرفراز فرمود حسب الحکم سرکار عالی نقل مطابق نقل مبیضه کنانیده ومهر حافظ میان برادر سید عیسی بران ثبت گردانیده بابت عریضه هذا منظر خداوندی گذرانیده امید که بموجب فهرست رسید از نزد مولوی محمد زمان صاحب کتب در سرکار طلب فرموده بفدوی مرحمت گردد تا به برادر ادشان رسانیده شود زیاده حد ادب معروضه غره ذی الحجه ۱۲۸۵ هجری

شادی ۱۲۴۸
خان
جنید لد

نقل رسید حافظ میان برادر عیسی میان کتب مفصله الذیل که

سید عیسی صاحب مهدوی ملقب به عالم میان بعض از ذات خود وبعض از دیگران مستعار گرفته بطور عاریت نزد مولوی محمد زمان صاحب رسانیده بودند حالا حسب اجازت میان موصوف بتمام وکمال از نزد مولوی صاحب موصوف وصول یافته بمالکان کتب مسطوره رسانیده شد آینده میان وغیره مالکان مذکور را از مولوی صاحب هیچ گونه دعوی وتقاضا نیست لهذا این چند کلمه بطریق لادعوی رسید نوشته شد که سند باشد

دفعه ۱	دفعه ۲	دفعه ۳	دفعه ۴
مجموعه پنج فضائل و شواهد الولایة و تذکرة الصالحین وغیرها	مجموعه مقصد ثانی و مکتوبات ثانی و جواهر نامه و بشارت نامه مراتیم و رساله هفتاد و چهار فرقه و درج الاسرار و چند مکتوبات و اعلام العقائد و رساله بعض الآیات	مطلع الولایت	سراج الابصار

دفعہ	دفعہ	دفعہ	دفعہ
کنز الدلائل مسمی بہ حرب	مخزن الدلائل	رسالہ اعتقادیات و عملیات تصنیف عالم میان	رسالہ خارقۃ الروایات تصنیف ایضاً
دفعہ مجموعہ رسالہ کشف الحجب و ثلاثیہ و سبع تابعیت و دلیل النبین تصنیف ایضاً	دفعہ شبہات النصاری تصنیف ایضاً	دفعہ ترجمہ رسالہ مہدی نامہ تصنیف ارتضا علیخان مرحوم	حافظ میان

محررہ تاریخ غرہ ماہ ذیحجہ ۱۳۰۱ ہجریہ مقدسہ

باب سوم جوابات دلائل اثبات مہدویت شیخ جونپوری میں حقیقت حال یہ ہے

کہ قاعدہ مستمرہ اور کلیہ مسلمہ ہے کہ جب خدا و رسول کسی ایسی چیز کی خبر دیوین کہ اوس چیز کی حقیقت قبل اس خبر دینے کے معروف و معلوم نہووے تو بنائے شناخت اوس چیز کی انھین علامات و آثار پر ہوتی ہے کہ جو صاحب خبر نے بیان فرمائی ہووین یہانتک کہ ماہیت شرعیہ اوس چیز کی یہی مجموعہ آثار و علامات مذکورہ ہوتا ہے نفقط بلکہ تمام امور مصطلحہ کی ماہیت یہی مفہومات اصطلاحیہ ہوتے ہین چنانچہ سید سند نے اپنی بعض تصانیف مین اس تحقیق کا افادہ فرمایا ہے پس حقیقت مین مہدی وہی شخص ہے کہ جسمین علامات منقولہ بطور ماہیت شرعیہ مرکبہ ممیزہ کے جمع ہووین کہ سائر الناس سے مابہ الامتیاز واقع ہووین اور شیخ جونپوری مین چونکہ بہ حیثیت اجتماعی علامات کی مفقود تھی مہدویہ نے اس طریق اثبات مسلم الثبوت کو ترک کرکے ایک طریق جدید اختراع کیا کہ تمام علامات ممیزہ مخصصہ کو چھوڑ کر چند علامات عامہ مشترکہ کو دلائل مہدویت کی ٹھیرایا حالانکہ وہ تمام علامات بھی بر تقدیر ثبوت کے مخصص و ممیز نہین ہوسکتی ہین چہ جائے واحد واحد کے کہ ہرگز دلیل براسہ مستقل نہین ہوسکتی ہے البتہ ان علامات متفقہ اور مسلمہ الفریقین مین سے انتفا ہر ہر کا دلیل مستقل واسطے ابطال مہدویت کے ہوسکتا ہے پس جو علامت کہ اوسکا ہونا مہدی کے واسطے قطعی ہے جیسا کہ فاطمی النسل ہونا کہ باتفاق فریقین بتواتر معنوی ثابت ہے اوسکا انتفا دلیل قطعی ہوگا بطلان مہدویت شیخ مذکور پر اور جو علامات ظنیہ ہین اونکا انتفا دلائل ظنیہ ابطال ٹھیرے گا اور یہ غلط ہے کہ ظن بانتفاء

اعتقادیہ میں بالکل غیر معتبر ہو اس واسطے کہ تفاصیل اعتقادیات کہ اکثر ظنیات ہوتے ہین اوس مین
تو دلائل ظنیہ بھی مفید ہین اور اصول اعتقادیات کہ قطعیات ہین اوس مین اگر دلیل ظنی مفید
یقین نہین تو سفسطہ البتہ ہی چنانچہ شرح مقاصد مین لکھا ہو کہ وَمَا يُقَالُ اِنَّهُ لَا عِبْرَةَ بِالظَّنِّيَّاتِ
فِي بَابِ الْاِعْتِقَادَاتِ فَاِنْ اُرِيْدَ اَنَّهُ لَا يَحْصُلُ مِنْهُ الْاِعْتِقَادُ الْجَازِمُ وَلَا يَصِحُّ الْحُكْمُ
الْقَطْعِيُّ فَلَا نِزَاعَ فِيْهِ وَاِنْ اُرِيْدَ اَنَّهُ لَا يَحْصُلُ الظَّنُّ بِذٰلِكَ الْحُكْمِ فَظَاهِرُ الْبُطْلَانِ
اور یہ بھی مسلمات سے ہی کہ کثرت ظنون مفید یقین ہوتی ہی پس جبکہ بکثرت علامات مہدویت کہ
ثابت باحادیث آحاد ظنیہ ہین مفقود ہونگی اور ہر ہر کا فقدان عدم مہدویت پر دال ہوگا سب
یہ قدر مشترک قطع و جزم کو پہنچیگی کہ یہ شخص مہدی نہین ہو اب دلائل اثبات کہ حقیقت مین علامات
عامہ مشترکہ ہین اور انتفا اونکا البتہ دلائل مستقلہ بطلان مہدویت کے ہین بیان کی جاتی ہین

دلیل اول رسالہ معارضۃ الروایات مین عالم میان مہدوی نے لکھا ہی کہ کہا شیخ عبد الحق
نے لمعات شرح عربی مشکاۃ مین کہ متواتر ہی حدیث معنًا ہونے مین مہدی کے ولد فاطمہ رضی اللہ
تعالی عنہا سے اور بعضی حدیثون مین اولاد سے امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ کے ہی اور بعضون مین
اولاد سے امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کے ہی انتہی اب حکم متواتر مطلق کا ثابت ہی اور غیر متواتر
مقید کا ساقط بنا بر قاعدہ اصول کے جو گذرا پہلے باب مین انتہی بالجملہ حدیثین اس مقدمے مین
مختلف وارد ہوئی ہین کہ بعض مین ہی کہ مہدی اولاد امام حسن سے ہین اور بعض مین ہی کہ اولاد
امام حسین سے مگر مہدی کا اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہونا بہرحال ثابت ہی یہانتک کہ متواتر
ہی اور تمام کتابین مہدویون کی بھی اس اقرار سے مالامال ہین کہ مہدی کا فاطمی ہونا قطعی و
یقینی ہی بلکہ اپنے مہدی اعمال کی سیادت پر اسقدر مطمئن اور نازان ہین کہ اکثر مصنفین انکے بعید و
کے واسطے اسی قدر اصل ٹھیراتے ہین کہ اولاد فاطمہ سے ہووے اور اخلاق مانند اخلاق انبیا
و اولیا کے رکھتا ہو تو مہدویت کے واسطے بس ہی اور باقی علامات کچھ ضرور نہین ہین چنانچہ
لکھتے ہین کہ امام بیہقی نے شعب الایمان مین لکھا ہی کہ اِخْتَلَفَ النَّاسُ فِي اَمْرِ الْمَهْدِيِّ
فَتَوَقَّفَ جَمَاعَةٌ وَاَحَالُوا الْعِلْمَ اِلٰى عَالِمِهِ وَاعْتَقَدُوا اَنَّهُ وَاحِدٌ مِّنْ اَوْلَادِ
فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا يَخْرُجُ فِي اٰخِرِ الزَّمَانِ یہ عبارت تمام مہدویہ ایک قسم

مغتنمات سمجھ کر نقل کیا کرتے ہیں اور باوجود اس نقل کی بیان خوندمیر ہو کہ مکتوب یمانی
میں اس قول کو نقل کیا اور انہیں سے تمام گروہ مہدویہ نے نقل در نقل کیا حالانکہ ذاتی بیان
کی نقل پر بھر گو اعتبار و اعتماد نہیں ہو سکتا ہو کیونکہ انکی عادت ہو کہ نقل میں نہایت تحریف
و تبدیل کیا کرتے ہیں اگر اعتبار نہ آوے تو دلیل ششم اور دہم اس باب کو ملاحظہ کر لو اور نسخہ
شعب الایمان کہ اس شہر میں اس وقت ناقص دستیاب ہوا اوس میں یہ عبارت نہیں ہو
اور نیز اوس کتاب کی وضع سے معلوم ہوتا ہو کہ اوسکے مصنف نے یہ عبارت چھوڑ کے کچھ لکھا ہیں
سوا احادیث کے کچھ اپنی طرف سے اضافہ کرنا عادت مصنف کی نہیں معلوم ہوتی ہو اور اگر
کسیکو سالم کتاب دستیاب ہو تو چاہیے کہ تحقیق اس احتمال کی کر لیوے علاوہ یہ کہ اوس میں
کوئی کلمہ حصر کا موجود بھی نہیں ہو اور قطع نظر اس سے بالفرض التقدیر اگر یہ قول منقول صحیح و ثقیل
بھی ہو جاوے تب بھی مہدویوں کو کچھ مفید نہیں ہو بلکہ سراسر مضر ہو کیونکہ انکے مہدی کا اولاد فاطمہ زہرا
رضی اللہ عنہا سے ہونا بھی ثابت نہیں ہو سکتا ہو اب انسے سوال کیا جاتا ہو کہ اگر تمہارے مہدی صاحب
کی نسل و نسب میں بھی خلل نکلے اور سیادت بالکل ثابت نہووے تب تو اس اعتقاد سے تو تم
پھر جاؤ گے یا پھر بھی اپنے باپ دادوں کی لکیر پر چلے جاوے گے اولو کان آباؤہم لا یعقلون شیئا و
لا یہتدون اب انکا نسب نامہ لکھوایا جاتا ہو کہ سب حال کھل جاوے واضح ہو کہ کتاب مطلع الولایت
تصنیف سید قاسم بن سید یوسف بن سید یعقوب بن سید محمود بن سید محمد جونپوری کی ہو
۱۱۰۰ ایک ہزار سو میں اور کتاب شواہد الولایت تصنیف برہان الدین بن اللہ بخش بن
محی الدین بن سید شہاب الدین بن سید خوندمیر داماد سید محمد جونپوری کی ہو ۱۰۵۲ ایک ہزار باون
میں یہ دونو کتابیں کتب معتبرہ منقولات سے ہیں کہ مہدوی کتب نقلیات کو منجملہ اصل اصول کے
گنتے ہیں ان دونو کتابوں میں لکھا ہو کہ انکے مہدی جونپوری اولاد سے امام موسی کاظم رضی اللہ
عنہ کے ہیں اور درمیان مہدی مذکور اور حضرت امام موسی کاظم کے بارہ پشت ہیں خط کہ بتفصیل
اوسکی یہ ہو سید محمد مہدی بن سید عبد اللہ بن سید عثمان بن سید خضر بن سید موسی بن سید
قاسم بن سید نجم الدین بن سید عبد اللہ بن سید یوسف بن سید یحیی بن سید جلال الدین بن
سید اسمعیل بن سید نعمت اللہ بن امام موسی کاظم الخ انتہی اور شواہد الولایت کے باب

کہ ولادت مہدی جونپوری کی ۸۴۷ھ آٹھ سو سینتالیس ہجری میں ہی اور اسی سنہ میں مہدی انکو
کچھ خیالات و شبہہ نہیں ہی اسواسطے کہ بلا خلاف ۹۱۰ھ نو سو دس میں انتقال ہی اور عمر کل تریسٹھ برس
کی ہی پس ثابت ہوا کہ انکے مہدی کی پیدایش اور امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ کے انتقال میں
چھ سو چونسٹھ برس کا فاصلہ ہی اسواسطے کہ امام موسی کاظم نے ۱۸۳ھ ایک سو تراسی میں
پچپن برس کی عمر پاکر انتقال فرمایا جیساکہ فصل الخطاب اور عمدۃ المطالب فی نسب آل ابی طالب
وغیرہ کتابوں معتبر میں مذکور ہی اور معلوم نہیں کہ یہ سید نعمت اللہ جد اعلی مہدی صاحب
کے وقت انتقال امام موسی کاظم کے چند سال کے تھے غرض کہ معلوم ہوا کہ بارہ پشت
مہدی مذکور میں ہر شخص تقریبا پچپن برس کے بعد عمر ہو کر ایک بیٹا جنتا تھا اور اگر کسی نے ان میں
سے اس عمر سے کم میں جنا تو ضرور ہوا کہ دوسرا پشت والا پچپن برس کی عمر سے بھی زیادہ میں جنے
مثلا اگر ایک شخص بیس برس میں صاحب اولاد ہوا تو ضرور دوسرا پچاسی برس کا بوڑھا ہو کر جنے تاکہ بارہ پشت
مہدی کی اس مدت چھ سو چونسٹھ میں پوری ہو جاویں یہ مقدمہ نہایت غریب و نادر ہی کہ کسی اور دوسرے
کے نسب صحیح میں دنیا میں ایسا نہوا ہوگا اور طرہ یہ ہی کہ سید خوندمیر داماد مہدی کا نسب بھی انہیں
سید نعمت اللہ کو پہونچتا ہی اور وہان بھی فقط بارہ واسطے درمیان میں ہیں حالانکہ سید خوندمیر
مہدی کے تولد سے چالیس برس کے بعد پیدا ہوئے ہیں چنانچہ سید ولی نے پنج فضائل میں لکھا ہی کہ
خوندمیر اٹھارہ برس کی عمر میں مرید ہوئے اور پانچ برس میران کی صحبت میں رہے اور بعد وفات
میران کے بیس برس کے بعد تینتالیس برس کی عمر میں نہایت ریش سفید ہو کر مارے گئے
انتہی اس سے معلوم ہوا کہ میران یعنی مہدی ادعائی کے مرنے کے وقت تیئیس برس کے تھے
اور مہدی مذکور چونکہ تریسٹھ برس کی عمر میں مرے ہیں یہ اونسے چالیس برس کم ہوئے
پس انکے تولد اور امام موسی کاظم کے انتقال میں سات سو چار برس کا فاصلہ ہوا اور نسب میں
انکے بھی بارہ پشت سے زیادہ نہوئیں چنانچہ نسب نامہ انکا یہی ہی کہ پنج فضائل میں مسطور ہی سید خوندمیر
بن سید موسی عرف چجو بن خوند سعید بن سید یحیی بن جلال الدین بن خوند سعید بن عبد اللہ
بن سید قادن عرف سید نورانی بن سید عیسی بن سید نعمت اللہ بن سید حیدر بن سید نجم الدین
بن سید نعمت اللہ بن امام موسی کاظم بن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما آخ یہان اگر سید نعمت اللہ

کو وقت رحلت امام کاظم رضی اللہ عنہ کے چار برس کا بھی فرض کرین تو بھی چاہیے کہ ہر شخص
ساٹھ برس کی عمر مین بچہ جنے اور اگر کم مین جنے مثلاً تیس برس مین تو بیٹا اوسکا نوّے برس مین بچہ جنے
تا کہ یہ بارہ بطن اس مدت دراز مین برابر آئین وہل ہذا الا عجاب شاید کہ خاندان سید نعمت اللہ
مین یہ آئین تھا کہ ہر شخص اپنی اولاد کو پیرزادہ بنانے کے واسطے جبتک کہ پیر شصت سالہ نہوتا تھا
بچہ نہ جنتا تھا مگر مہدی اور سید خوندمیر نے اس آئین کو نہ نباہا چنانچہ پنج فضائل مین ہی کہ مہدی نے
بائیس برس کی عمر مین سید محمود کو جنا اور خوندمیر نے تینتالیس برس کی عمر مین آٹھ بیٹے اور پانچ
بیٹیان دو جوروں سے جنین اسواسطے کہ یہ لوگ بالذات پیر ہین انکی اولاد خود بخود پیرزادے کہلاوینگے
اونکو پیر عمری ہونے پیرزادہ گری کی کیا حاجت ہی یا جس شخص نے اس نسب کو تصنیف فرمایا اس حساب کو
خیال مین نہ لایا ورنہ اوسکے نزدیک آسان تھا کہ دس پانچ نام اور بڑھا کر قصہ مٹا دیتا یہ علامات
والمارات تکذیب اس نسب کی تھین کہ جس سے بظن غالب معلوم ہوتا ہی کہ اس نسب مین خلل ہی لیکن دلیل
تحقیقی کہ جس سے بخوبی ثابت ہوتا ہی کہ یہ نسل سراسر بے اصل ہی بیان کی جاتی ہی وہ یہ ہی کہ سید نعمت اللہ
کہ جنکی بدولت مہدی سید بنے ہین عنقا صفت معلوم الاسم و معدوم الذات ہین اور انکو امام
موسی کاظم کا بیٹا بنانا سراسر بہتان و افترا ہی حضرت امام موسی کاظم کوئی شخص غیر مشہور مجہول الحال نہین ہین
کہ جس کا حال چھپا رہے اونکا بیٹا ہین جا بلکہ انکی اولاد اور اولاد الاولاد کا حال معتبر کتابون مین بتفصیل تمام
مذکور ہی اور اس مین کوئی شخص سید نعمت اللہ نہین ہی اور نہ کسی کا نعمت اللہ لقب و عرف ہو چنانچہ تفصیل
اوسکی یہ ہی کہ عمدۃ المطالب فی نسب آل ابی طالب مین لکھا ہی کہ امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ کی اولاد کل
ساٹھ عدد ہین سینتیس ۳۷ بیٹیاں اور تئیس بیٹے بیٹوں کے یہ نام ہین عبد الرحمن و عقیل و قاسم و یحیی
و داؤد یہ پانچون صاحب بلا خلاف لاولد فوت ہوئے ہین اور سلیمان و فضل و احمد انسے لڑکیان
پیدا ہوئی ہین اور لڑکے نہین ہوئے اور حسین و ابراہیم اکبر اور ہارون اور زید اور حسن انکے
صاحب اولاد ہونے مین اختلاف ہی اور علی و ابراہیم اصغر اور عباس و اسمعیل و محمد و اسحق و حمزہ اور
عبد اللہ اور عبید اللہ اور جعفر یہ دس اخیر کے بلا خلاف صاحب اولاد ہین انتہی اور کتاب لطائف اشرفی
مین کہ سنہ سات سو پچاس مین سید محمد جونپوری کی پیدائش سے بھی پہلے تالیف ہوئی ہی لکھا ہی
کہ امام موسی کاظم کے ساٹھ فرزند ہین سینتیس لڑکیان اور تئیس لڑکے اور فرزند وہین بعضے لاولد مرے اور بعضے صاحب اولاد

اولاد میں اعراب ابو علم نسب کا مدار اسی پر ہی کہ انکے تیرہ لڑکے صاحب اولاد تھے ان میں سے چار کثیر الاولاد ہیں امام
علی رضا اور ابراہیم المرتضیٰ اور محمد العابد اور جعفر اور پانچ قلیل الاولاد ہیں عباس و ہارون و اسحٰق و اسمٰعیل
و حسن اور چار متوسط الاولاد ہیں زید النار اور عبد اللہ اور عبید اللہ اور حمزہ انتہی اور اسی کے موافق عمدۃ الطالب
میں بھی مسطور ہی اور فصل الخطاب میں حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ نے حسین بن موسیٰ کو بھی صاحب اولاد
لکھا ہی لیکن فرمایا ہی کہ اب انکی اولاد باقی نہیں ہی اور صاحب عمدۃ المطالب میں بھی اپنے شیوخ سے ایسی ہی
نقل کیا ہی اب خوب ملاحظہ کیجیے کہ ان میں سید نعمت اللہ تمہارے مہدی کے دادا صاحب کہاں ہیں
پس ثابت ہوا کہ تمہارے مہدی کا قصر سیادت اس سے بے بنیاد ہی اور اس پر بالا خانۂ مہدویت جو بنایا ہی
وہ برباد ہی والحمد للہ علیٰ ذلک اب مہدویوں کو لازم ہی کہ اس بزرگ کو ناحق داخل النسب کر کے گنہگار ہوں
اور انکی روح کو زیادہ آزار نہ دیویں کہ اس بزرگ نے ہمیشہ یہی کہا کہ میں سید خان کا بیٹا ہوں اور یہ نہیں کہا
کہ یہ خان سید تھے اور اگر کہا ہی تو تم نسب کو انکے علم انساب کی کتابوں سے ثابت کر دو کہ مَن ادّعیٰ
فَعَلَيْهِ الْبَيَانُ ورنہ یہ دعویٰ کہ ہم سید نعمت اللہ کی اولاد میں ہیں اور سید نعمت اللہ بیٹے امام موسیٰ کاظم کے
ہیں بجا اس بات کے ہی کہ کوئی کہے کہ میں نواب ناصر الدولہ فرمانروا دکن کی اولاد میں ہوں جب اس سے پوچھیں
کہ اونکے کس بیٹے کی آپ اولاد میں ہیں تو کہے کہ بندہ شیخ نعمت اللہ بن ناصر الدولہ کی اولاد میں ہی
سننے والے کو نہایت ہنسی آوے گی کہ نواب ناصر الدولہ کے فقط دو فرزند ہیں ایک **نواب افضل الدولہ**
جو بادر فرمانروا حال دوسرے نواب روشن الدولہ یہ شیخ نعمت اللہ کہاں سے اونکے تیسرے بیٹے نکلے
کہ تمہاری نسل کا پتا لگے پس بلا شبہ یہ افضیحت حال انساب اس نسب مہدوی کو بھی سنکر ایسی ہی تعجب
و ہنسا کریں گے اور گل دیگر شگفت ایک روز عالم میاں مصنف رسالہ جدیدۂ مہدویہ سے راقم الحروف نے پوچھا کہ
یہ نسب مہدی کہ تمہاری کتابوں میں مسطور ہی اس میں کچھ شبہ و شک نہیں بولے درین چہ شک ہی میں نے کہا
کہ اس سند میں کہیں انقطاع تو نہیں بولے ہرگز نہیں مگر اتنا ہی کہ ایک جا پر اس میں انقلاب ہی کہ اسمٰعیل بن نعمت اللہ
جو لکھا ہی وہ نعمت اللہ بن اسمٰعیل ہی شاید کہ میاں مذکور کو بھی کچھ سراغ اس بات کا لگا تھا کہ نعمت اللہ کوئی
بیٹا امام کاظم کا نہیں ہی اسواسطے انھوں نے اپنے بزرگوں کی ذات پات سنبھالنے کے واسطے یہ توجیہ بنائی
اسکا جواب یہ ہی کہ یہ روایت دروم تمہاری کسی کتاب قدیم میں بھی موجود ہی یا نہیں اگر نہیں ہی تو یہ سخن
غیر مسموع ہی اسواسطے کہ آج تم اپنی بات بنانے کے واسطے دوسرے نام بنا سکتے ہو جب کہ تمہارے پیشوا ان

پہلو نے نسب نامہ اپنے مہدی کی سیادت جمانے کے واسطے بنایا تھا اور باپ دادون کے نام اور ترتیب
موافق واقع اور وجود کے بنقل صحیح پہلے سے چلی آئی ہو بااتفاق لوگون کے نیچے سیکڑون برس کے گذر چکے
ہوے دادون پردادون کو اب مرتب اور مقرر کرتے ہین کہ دادے کو باپ اور باپ کو دادا اور بیٹے کو
باپ اور باپ کو بیٹا ٹھیرا لیتے ہین اور کیا عجب ہی کہ مہدوی اس جا جنکی اکثر کتب دیکھنے کے بعد اپنی پرانی
کتابون مین بھی کم و بیشی کر کے نسب نامہ مذکور کو درست کر لیوین یا دوسرے مقدمات شنیعہ مین اصلاح
کر لیوین اسکا کیا اعتبار ہی اور اگر یہ روایت تمھاری کسی قدیم کتاب مین موجود ہی تو اوسکو بتلاؤ اور اوسکے
تقویت کے وجوہ اور روایت مطلع الولایت اور شواہد الولایت کے تصنیف کے وجوہ بیان کرو اور ہم تمھارے
مذہب کے موافق ان کتابونکی روایت کی تقویت یون کرتے ہین کہ یہ دونو کتابین تمھارے مذہب کے اصول
مین ہین جو کچھ لکھا ہی سب صحیح و معتبر ہی باطلات اور سوا اسکے نیچ فضائل بھی نہایت معتبر ہو خود عالم میان
کی زبانی ہی کہ جب وہ تصنیف ہوئی اوس عصر کے معینوں مشائخ و علما مہدویونکو دکھائی گئی سبنے اجماع کیا
کہ جو کچھ اس مین مسطور ہی سب صحیح و معتبر ہی سوا ایک نقل کے کہ اوس مین لکھا ہی کہ جب خوندمیر اور انکے رفقا کو لشکر
اہل سنت نے بحکم بادشاہ قتل کیا خوندمیر اور انکے رفقا کے سر لیکر طرف شہر چانپانیر کے واسطے ملاحظے
سلطان مظفر بادشاہ کے روانہ ہو راستے مین یہ سب سر سڑ گئے تب انکے پوست کھینچکر بھس بھر لیا اور
دھڑ بان سرنکی پٹن مین پھینک دئیے اسواسطے لاشونکا مقبرہ سدراسن مین ہی اور سرونکا پٹن مین اور پوست
سر کا دفن چانپانیر مین ہی لیکن اب نشان اوسکا نا معلوم ہی غرض کہ سوا اس نقل کے وہ کتاب بالاجماع
صحیح ٹھیری اب دیکھیے اوس کتاب مین نسب نامہ خوندمیر کا مسطور ہی جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اوس مین بھی یہی لکھا
ہی کہ سید نعمت اللہ بیٹا امام موسی کاظم کا ہی معلوم ہوا کہ توجیہ عالم میان کی اختراعی ہی اور یہی ثابت ہوا
کہ سیادت میان خوندمیر کی بھی بے اصل محض ہی اور بالفرض والتسلیم اگر ثابت بھی ہو کہ مہدویون کے نسبنامے
مین نعمت اللہ بن اسمٰعیل ہی تو بھی مہدی جونپوری کے نسب سیادت ثابت نہین ہوتا اسواسطے کہ اسمٰعیل
بن موسی کاظم کی نسل جیسا کہ عمدۃ المطالب مین ہی منقطع انکے ایک بیٹے سے کہ نام اونکا موسی بن اسمٰعیل بن
موسی کاظم ہی جاری ہوئی اور عمدۃ المطالب و لطائف اشرفی وغیرہ مین مذکور ہی کہ ان موسی بن اسمٰعیل کا ایک
بیٹا تھا جعفر نام کہ اونکا عرف ابن کلثوم تھا اونکی اولاد کو کلثومیون بولتے ہین وہ لوگ مصر مین ہین اونھین
مین سے بنی السمسار اور بنی ابی العساف اور بنی الشعیب لعدولۃ اور بنی الوراق ہین اور وہ لوگ مصر و شام مین

ثابت ہوا کہ سیادت میان خوندمیر کی بھی بے اصل محض ہی

آجتک موجود ہین انتہی یہان بھی نعمت اللہ کا پتا نہ لگا معلوم نہین کہ یہ نعمت اللہ مہدویون کو مانند نعمت
غیر مترقبہ کے کہان سے ہاتھ لگے ہین کہ انکو اولاد فاطمہ مین داخل کرکے دیکھے اونکے لیے مہدی کو بھی
داخل کیے رہتے ہین اور وہان یہ قصہ ہے کہ پیر خود درماندہ شفاعت کسکی میان کو جا نہین تو کسی کو من
کہان لکھون یہان نعمت اللہ کو خود ڈھونڈھتا نہین ملتا مہدی جونپوری کی کہان جا ہی یہ بدبختی بیہان نسل مین
گھسنا نہایت گناہ ہی کہ سیرانی اولاد علی ان مہدیہ سے خبر رکھتا ہی خدا تعالی توفیق فہم درست کی مرحمت فرماوے
ورنہ نا فہمی کیا کیا شگوفے کھلاتی ہی اور کیسے کیسے خیال اوبکاتی ہی چنانچہ شہر لکھنؤ مین ایک طالب العلم
بحر العلوم مولانا عبد العلی مرحوم کی خدمت مین واسطے تحصیل علم کے حاضر ہوا اونہون نے پوچھا کہ تمھاری
کیا ذات ہی کہا بندہ سید ہی مگر ابراہیمی بحر العلوم نے پوچھا کہ ابراہیمی کیا معنے کہا اولاد سے ابراہیم بن
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ بطن ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے تھے بحر العلوم نے نہایت متعجب ہو کر کہا کہ
حضرت ابراہیم نے ایام شیر خوارگی مین رحلت فرمائی چنانچہ تمام امت کا اس پر اتفاق ہی تم کیونکر اونکی اولاد ہو سکتے ہو
کہا مانو یا نہ مانو بندہ اونہین کی اولاد ہی اور یہ دعوی ہرگز نہ چھوڑے گا بحر العلوم نے خیال کیا کہ جب
یہ شخص اسقدر بدفہم ہی اسکو پڑھانا مشکل ہی لیکن جب ایک سبق پڑھایا نہایت درستی سے پڑھا کہ مرحوم مذکور
نے پڑھانے کا ارادہ مصمم کیا غرض کہ تمام کتب معقول و منقول کہ مرسوم الدرس تھین تمام کین جب فراغ
کے پھر پوچھا کہ حال نسب کا اب بیان کرو پھر بھی کہا کہ بندہ اولاد ابراہیم بن محمد سے ہی ہر چند سمجھایا بتایا
اور کہا کہ کوئی کچھ نہ لیکو بندہ دامن اس نسب کا نہ چھوڑے گا استغفر اللہ العظیم نعوذ باللہ من سوء الفہم
مہدویہ سے سوال کیا جاتا ہی کہ مہدی ہونا تو سیادت پر موقوف ہی جب سیادت کا پتا نہین لگا
مہدی ہونا کہان سے یقینی ہو گیا یا تمھارے نزدیک مہدی کے واسطے اولاد فاطمہ سے ہونا
بھی ضرور نہین بلکہ جو شخص کہ فقر و توکل مین قدم جماوے اور بعضے اخلاق کا مدعا حالانکہ حال انکا بھی
دلیل ہفدہم مین معلوم ہوگا حاصل کرے اور انا المہدی کا دم مارے وہ مہدی ہی اگرچہ قوم کا ترک
یا تاجک یا افغان یا کوئی شیخ بھائی یا مغل چغتائی ہووے کفایت کرتا ہی اور اگر کہین کہ اثبات
فاطمیت مین ہمکو قول مہدی کا بس کرتا ہی تو نہایت بیجا ہی اسواسطے کہ مہدیت بالاتفاق
بالاجماع فاطمیت پر موقوف ہی اگر فاطمیت کا ثبوت مہدویت پر موقوف اور خارج سے اوسکا
پتا نہ لگا تو دور محال لازم آیا غرض کہ یہی ایک بحث ابطال مہدویت کے واسطے دانشمند منصف کے لیے

کافی ہو اور تعصب کو تمام کتاب بھی کارگر نہیں ہوتی اللّٰھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه
وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه دلیل ۶ و ۵ قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه
وسلم لا تذهب الدنیا حتی یبعث اللّٰه رجلا من اهل بیتی یواطی اسمه اسمی واسم
ابیه اسم ابی یملأ الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا رواه ابن ابی شیبة
والطبرانی فی الافراد وابو نعیم والحاکم عن ابن مسعود یعنی فرمایا رسول خدا صلی
علیہ وسلم نے کہ دنیا تمام نہوگی یہانتک کہ قائم کریگا اللہ تعالیٰ ایک مرد میرے اہلبیت
سے کہ موافق ہوگا نام اوسکا میرے نام کے اور اوسکے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے
بس بھردیگا زمین کو عدل و انصاف سے جیسا کہ بھری گئی ہوگی ظلم و بیداد سے انتہی غرض کہ یہ حدیث
مہدویوں اور اونکے مہدی کے نزدیک مسلم اور صحیح ہی مگر جیسا کہ ایک شخص نماز نہیں پڑھتا تھا
اوس سے لوگوں نے سبب پوچھا تو کہا کہ قرآن میں آیا ہی کہ لا تقربوا الصلوٰة لوگوں نے کہا
کہ اوسکے آگے تو پڑھو کہا کہ آگے تو تمام قرآن ہی سب پر کون عمل کرتا ہی ایسی ہی یہاں مہدوی
پچھلے فقرے کو دیکھ کر گھبرائے اسواسطے کہ اونکے مہدی کو حکومت نصیب نہوئی کہ زمین کو
عدل سے بھردیتا اور ان پر صادق آوے اسواسطے انکے خرد و بزرگ مہدوی سے لے کر
یہانتک اوسمیں طرح طرح کی تاویلیں اور تحریفیں کرتے ہیں کہ تفصیل اونکی انکی کتابوں میں
مذکور ہی مگر فقرۂ اول کو سب نے بلا تحریف تسلیم کیا اور اپنے میران کی مہدویت کی دلیل و علامت ٹھیرایا
کہ سب متاخرین اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں کہ ہمارے میران کے باپکا نام بھی حضرت رسالت
کے والد کے نام کے موافق عبد اللہ تھا اور یہ بات سراسر افترا و بہتان ہی اسواسطے کہ اونکے
میران کے باپکا نام سید خان ہی چنانچہ تواریخ کی کتابیں کہ اونکے عصر کے قریب تصنیف ہوئے
ہیں اوسمیں سید خان فقط مذکور ہی اور چونکہ اوسوقت میں یہ بات چھپ سکتی تھی متقدمین مہدویہ
نے بھی یہ دعوی نکیا چنانچہ عبد الملک سجاوندی صاحب سراج الابصار نے اصالۃً اور عبد الغفور
سجاوندی صاحب اعجاز الدلائل نے متابعۃً جس جگہ کہ احادیث موافقۃ اپنے میران کی تائید
میں نقل کیں اس حدیث کا اتکا ذکر نہ کیا اور متاخرین نے جبکہ زمانہ گذر گیا اور انکے باپ دادے
پہچاننے والے مر گئے نڈر ہو کر میران کے باپ کا نام بدل ڈالا بلکہ صاحب شواہد الولایۃ نے

ماں کا نام بھی آمنہ ٹھیرا دیا حال آنکہ مطلع الولایت والا کہ اوس سے مفہوم ہوا انکی ماں کا نام بی بی آغا ملک
لکھتا ہی اور انکے مہدی نے کبھی یہ دعوی نکیا کہ میرا باپ سید عبد اللہ ہو کتاب انصاف نامہ کے
باب اول مین لکھا ہو کہ انکے مہدی سے جب لوگون نے یہ سوال کیا کہ حدیث مین آیا ہی یواطی اسمہ صلعم
اسمی و اسم ابیہ اسم ابی اور تمھارے باپ کا نام سید خان ہو تب ان بزرگ نے جواب دیا کہ
کیا خداے تعالی اس بات پر قادر نہین ہی کہ سید خان کے بیٹے کو مہدی کرے اور بعضون کو یون
جواب دیا کہ خدا سے کہو کہ سید خان کے بیٹے کو کیون مہدی کیا اور یہ بھی اوسمین لکھا ہی کہ
ملا معین کی طرف سے دو عالمون نے آکر پوچھا کہ تمھارے باپ کا کیا نام ہو جواب دیا کہ بندے کے
باپ کا نام سید خان ہی علما نے کہا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا نام محمد بن عبد اللہ تھا اور مہدی کا
نام بھی محمد بن عبد اللہ ہوگا ان بزرگ نے جواب دیا کہ خدا کے ساتھ جنگ کرو کہ سید خان کے بیٹے کو
کیون مہدی بنایا انتہی اب صاف ظاہر ہوا کہ انکے باپ کا نام عبد اللہ نہین ہو ورنہ سید صاحب آپ ہی تھا
کہ میرے باپ کا نام بھی عبد اللہ ہو کس طرح سے جواب کی کیا حاجت تھی کہ خدا سے لڑو اور خدا سے
پوچھو یہی طریقہ مناظرہ کا ہوتا ہی اور آیت وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ پر ایسی عمل کرتے ہین
طریق جواب کا یہ تھا کہ اگر اپنے باپ کا نام عبد اللہ نہ تھا تو حدیث مین اگر کچھ شبہ و شک تھا تو وہ
بیان کرتا تھا سید جی گفتگو مین بگڑ گئے اور بہکنے کی کیا جا تھی شاید کہ اسی سبب سے انکا لقب
لوگون نے اسد العلما رکھا تھا اور سب سے طرہ ایک اور جواب ہی کہ کوئی عاقل و مسلمان اسکو
قبول نہ کرے گا کہ اوسی انصاف نامے کے باب اول مین لکھا ہی کہ علما نے انکے مہدی سے
سوال کیا کہ رسول خدا نے فرمایا کہ یواطی اسمہ اسمی و اسم ابیہ اسم ابی یعنی مہدی کا
نام میرے نام سے اور مہدی کے باپ کا نام میرے باپ کے نام سے موافق ہوگا اور تمھارے
باپ کا نام تو سید خان ہی انھون نے جواب دیا کہ رسول خدا کے باپ مرد کافر تھے انکا
نام عبد اللہ کیونکر ہو سکتا ہو بلکہ محمد رسول اللہ کا نام محمد عبد اللہ تھا اور مہدی کا نام بھی
محمد عبد اللہ ہی لیکن ابن کا الف سہو کاتب ہی کہ محمد بن عبد اللہ لکھ دیا ہی انتہی سبحان اللہ عجیب
کلام ہو کہ آج تک کسی نے کسی سے نہ سنا ہوگا ان بزرگ کو باوجود دعوی قرآن فہمی کے اتنا
خیال مین نہ آیا کہ کفار عرب تمام اللہ تعالی کو مانتے تھے لیکن اوسکے ساتھ دوسرون کو بھی

شریک ٹھیراتے تھے اسواسطے کافر کہلاتے تھے اور جب سختی پڑتی تھی اوسوقت سبکو چھوڑکر فقط
اللہکو پکارتے تھے چنانچہ جابجا نصوص قرآنی اس مقدمہ پر ناطق ہین وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ اس مضمون کی بہت آیات قرآن شریف مین موجود ہین
کہ اوس بزرگکو اپنے جوش مین ایک بھی یاد نآئی اور صحابہ کرام مین بہت سے شخص ایسے تھے کہ اونکے
باپ اونکا نام عبداللہ تھا حالانکہ وہ زمانہ جاہلیت مین گذرے ہین چنانچہ اوس بن خولی بن عبداللہ
اور اوس بن عبداللہ بن حجر اسلمی اور اسود بن عبد الاسد بن ہلال بن عبداللہ اور ارقم بن عبد مناف بن اسد
بن عبداللہ اور بشر بن عاصم بن عبداللہ اور استیعاب مین حافظ ابن عبد البر نے سوا انکے اور
بہت ایسے صحابہ کا ذکر کیا ہی کہ اونکے آبا و اجداد حالت کفر مین عبداللہ نام ہو کر گذرے ہین
اگر شیخ جی ہوکو ان مین سے ایک بھی یاد ہوتا ہرگز یہ شبہہ نکرتے کہ کافر عربی کا نام عبداللہ کیونکر
ہوگا اور طرفہ یہ کہ اپنے باپ کا نام بسبب شہرت کے بدل سکے اور حضرت رسالت کے باپ کا نام عبداللہ
ہونے سے انکار کیا اور اوسکو سہو کاتب ٹھیرایا اور یہ خیال کیا کہ یہ خبر متواتر قطعی ہی اور تمام آمت
کا صحابہ کرام سے لیکر آج تک اجماع ہی کہ حضرت محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم ہین کوئی دو
آدمی بھی اس امر مین اختلاف اور انکار نہین رکھتے اور اجماع و متواتر دلیل قطعی ہی سب کے نزدیک بلکہ
خود مہدی کا قول اونکی کتابون مین مذکور ہی کہ منکر اجماع صحابہ نبوت اور صحابہ ولایت کافر ہو جاتا
ہی باوجود اس اعتقاد کے کیسا ایسے اجماع کا انکار کیا اب مہدویت کہان باقی رہی شل ہو کاتب
اوڑگئی اسواسطے کہ مہدویون کے اصول پر مہدی معصوم جلی ہے خطا سے اور طرہ یہ کہ اسقدر
الٹ پلٹ کرنے مین بھی ابھی آپکا مطلب ثابت نہوا یعنی مطابقت نامون مین نہ نکلی اب چاہیے
کہ ثابت کرین کہ جب کہ حضرت رسالت کا نام محمد عبداللہ ہی اونکے والد ماجد کا کیا اسم شریف ہی جب
یہ ثابت کر سکینگے کہ حضرت کے والد کا نام بھی سید خان تھا اس بزرگ کا مطلب حاصل ہوگا اب
مہدویون پر یہ ہمارا قرض ہی کہ ثابت کر دیوین کہ حضرت رسالت پناہ کے والد کا نام سید خان تھا
اور اس اجماع کو اوٹھا دیوین و رجوع باطل ست اگرچہ مدعی گویند اب بخوبی ثابت ہوا کہ جیسا کہ انکے
مہدی کی نسل کی طرف اعلی الحضرت اللہ نے امام کاظم کے نہیں ہین طرف اصل مین عبداللہ بھی
انکے باپ نہین ہین اور یہ نسب از سرتا پا بنا ہوا ہی اور مہدی ناحق اپنے پیر و مرشد کے باپ بنائے

دست تصرف دراز کرتے ہین اور سید خان کو اوڑاکر سید عبد اللہ کو باپ ٹھیراتے ہین نسب کے
بیچ مین تصرف نہایت گناہ ہے اپنا باپ چھوڑ کر دوسرے کی طرف نسبت کرنا سخت حرام ہے
وہ بزرگ اسی گناہ کے خوف سے اپنے باپ کا نام نہین بدلتے تھے مگر عجب غفلت تھی کہ اپنے واسطے
پیغمبر کے باپ کا نام بدل دیا اور قرآن کو بھی فراموش کیا حالانکہ محققین حضرت کے والدین کے
ایمان کے بھی قائل ہین چنانچہ شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے دس رسالے اثبات ایمان والدین
حضرت مین تصنیف فرمائے ہین دلیل سوم عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اذا رایتم الرایات السود قد جاءت من قبل خراسان فاتوها
فان فیہا خلیفۃ اللہ المہدی رواہ احمد والبیہقی فی دلائل النبوۃ کذا فی المشکوۃ یعنی فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسوقت دیکھو تم نشان کالے کہ آئے ہین طرف سے خراسان
کے پس آؤ انھین اسلیے کہ ان نشانون مین خلیفہ اللہ کا مہدی ہے انتہی یہ صحیح معنی اس حدیث کے
ہین موافق محاورہ زبان اور روایت و درایت کے اور یہ حدیث اگرچہ مہدوی اپنے مہدی کے
واسطے شاہد و دلیل ٹھیراتے ہین لیکن اونپر ہرگز منطبق نہین ہوتی اسواسطے کہ انکے مہدی
کے ساتھ سوائے چند مرید مفلوک الحال کے کچھ فوج و سپاہ نہ تھی کہ اونھین کالے نشان ہوتے دوسرے
یہ کہ انکے مہدی ہندستان سے خراسان کو گئے اور وہین بعد نو مہینے کے مقام فراہ مین مر گئے
خراسان کی طرف سے آنا انپر کہان صادق آتا ہے کہ مصداق حدیث کے ہوئین مگر مہدوی لوگ
فقط لفظ خراسان کا دیکھ کر اپنے واسطے سند ٹھیراتے ہین اور سراسر تحریف معنوی کرکے
اپنے پر جماتے ہین چنانچہ سید عیسی مہدوی مصنف رسائل جدیدہ نے رسالۂ معارضۃ الروایات
مطبوعہ ۱۳۰۳ ہجری کے صفحہ ۴ مین معنی حدیث مذکور کے یون لکھے ہین کہ جب دیکھوگے تم کہ
نشانیان سیادت کی متوجہ ہوتی ہین طرف خراسان کے تو آؤ تم اس مین کہ مقرر اوسمین
خلیفۃ اللہ مہدی ہے موافق اس حدیث شریف کے ستارہ ہے کہ نشانی سیادت کی متوجہ ہوتی
ہین طرف خراسان کے پھر ایا ہے کہ مقرر اوسمین خلیفۃ اللہ مہدی تھا پھر تصدیق کیا ہے
موافق فرمان ذیشان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہائے پھر اسی طرح بہت سی حدیثین حضرت کے
احوال کے موافق واقع اور ظاہر ہوئی ہین انتہی اور اسی کتاب مین دوسری حدیث ابونعیم کی

نقل کی ہو کہ تجئ الرایات السود من قبل المشرق کان وجوھھم ذبر الحدید الخ اوسکے
بھی اسیطرح غلط معنی کیے کہ آوینگے نشانین سیادت کے آگے سے مشرق کے گویا کہ دل
اونکے تختے لوہے کے ہین اور پھر اوسی کتاب مین ایک حدیث ابن ماجہ کی نقل کی کہ یقتتل عند
کنزکم ثلثۃ کلھم ابن خلیفۃ ثم لا یصیر الی واحد منھم ثم تطلع الرایات السود من
قبل المشرق فیقتلونکم قتلا لم یقتلہ قوم ثم ذکر شیئا لا احفظہ فقال
اذا رایتموہ فبایعوہ ولو حبوا علی الثلج فانہ خلیفۃ اللہ المھدی الحدیث اسکے
بھی معنے غلط کیے کہ قتل ہووینگے نزدیک خزانے تمھارے یعنی امر خلافت کے لیے تین تمامی وے
ابن خلیفہ ہین پھر ہنوگا یہ کنز طرف کسی ایک کے انمین سے پھر نمود ہووینگے نشانین سیادت کے
آگے سے مشرق کے پھر جنگ کرینگے تمکو ایسا کہ نہ جنگ کیے ہین ویسا کوئی قوم پھر فرمائے
جبکہ دیکھوگے اوسکو تو بیعت کرو تم اسکو اگرچہ گھسٹے جانا ہو برف پر کہ بیشک وہان خلیفۃ اللہ تعالی
کا مہدی ہی ہان موافق اس حدیث شریف کے قتل ہوئے تین ابن خلیفہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ
کے پھر نمود ہوئین نشانیان سیادت کی طلب مولی ترک دنیا توکل قناعت تفویض تسلیم رضا
فقر و فاقہ ذکر کثیر آگے سے ہند و خراسان کے جو ممالک شرقی ہین خصوصا شرقی لقب جن کے ہوے
بادشاہ ہونکا تواریخ کی کتب مین مثل تاریخ فرشتہ کے مذکور ہی پھر جنگ کرے تمکو موافق لفظ اس
حدیث شریف کے اہل انکار ایسا کہ ویسا کوئی قوم نہین کرے حایل اس جنگ کا خلیفہ مہدی علیہ السلام
کا میان سید خوندمیر تھے جبکہ دیکھا جنے اسکو تو بیعت کر لیا جنے اسکو کہ وہ جنگ خلیفۃ اللہ
مہدی موعود کا ہی انتہی غرض کہ جب آدمی کو خوف خدا نہووے تو جیسا چاہے ویسا خدا اور رسول
کے کلام مین تحریف اور تبدیل کیا کرے اوسکا کچھ علاج نہین ہی اسیطرح اس فرقے کے سلف
و خلف کی عادت ہی کہ معنی انکے نہ الفاظ سے علاقہ رکھتے ہین نہ عقل سے چنانچہ اس جگہ حدیث
اول مین اذا رایتم کہ معنی رویت بصر یا رویت قلب کے ہی اوسکو یعنی سامنے کے ترجمہ کیا دوسری خطا یہ کہ تمام
روایات مین الرایات السود ترکیب توصیفی ہو اوسکو ترکیب اضافی کر دیا تیسری خطا یہ کہ لفظ
سود کہ جمع سوداء کی صفت رایات کی ہی اوسکو مصدر سمجھ کر معنی سیادت کے ترجمہ کیا چوتھی خطا یہ کہ جارت
کہ زبان عرب مین بمعنی آنیکے ہی اوسکے معنی جلانے کے سمجھے شاید خیال کیا کہ جارت ہندی کا مصدر ہی

اور ہندی بھی محاورہ نہین بلکہ پوربی جونپوری کہ آوت جاوت اونھین کی بولی ہی پانچوین خطا یہ
کہ من خراسان مین من کے معنی غلط کیے کہ شرح مائۃ عامل پڑھنے والا بھی ایسی خطا نکریگا
وہ بھی سمجھے گا کہ من واسطے ابتداے مسافت کے ہی نہ واسطے انتہاے مسافت کے جارت من قبل خراسان
کے معنی یہین کہ آوے خراسان کی طرف سے نہ یہ کہ متوجہ ہوے طرف خراسان کے تمھارے
شیخ جونپوری خراسان کو اغلب کہ اسی خیال سے گئے کہ وہان سے کالے نشانون کے ساتھ
پھر آوین اور مصداق اس حدیث کا ٹھہروین مگر خدا کے مقدر میں نہ تھے مہلت نہ دی اور نو مہینے کے
عرصے مین ہین اونکو تمام کیا اگر مہدی موعود ہوتے تو ضرور کالے نشانون کے ساتھ جانب خراسان
سے آتے پس یہ حدیث اونکے موافق نہین ہی بلکہ سراسر مخالف ہی اور تکذیب کرتی ہی شہ
تائید اور بعد مرنے شیخ جونپوری کے اونکے داماد خوندمیر اور بعد اونکے بیٹے سید محمود کہ فقرا و
مساکین کو لیکر گجرات مین آکر مقیم ہوے اون پر یہ حدیث ہرگز صادق نہین ہی اسواسطے
کہ اس حدیث مین ہی کہ اون نشانون مین خلیفۃ اللہ مہدی ہوگا اور یہان نہ سیاہ نشان تھے
نہ اونمین کوئی مہدی تھے دوسرے یہ کہ حدیث دوم کہ حدیث اول کے موافق ہی اوس مین بجاے
من قبل خراسان کے من قبل المشرق ہی اسواسطے کہ خراسان بھی عرب سے جہت شرق مین واقع ہی اور یہ لوگ گجرات
کو آئے اور گجرات سے خراسان شمال یا بین غرب و شمال واقع ہی یہان من قبل المشرق کہان صادق ہی اور مہدوی
لوگ بھی محمل حدیث ان مراجعت کرنے والون کو نہین ٹھہراتے ہین بلکہ ذات مہدی کو اور وہ کسی طور نہین
بنتا ہی چھٹی خطا یہ کہ حدیث سوم مین کنز کو بمعنی خلافت کے ترجمہ کیا حالانکہ بہت سی احادیث سے معلوم ہوتا ہی
کہ قبل خروج امام مہدی کے فرات کی ندی مین ایک پہاڑ سونے کا کھل جاویگا اوس پر خلق بشمار لڑمریگی
اور ہر شخص گمان کریگا کہ شاید مین ہی جیتا بچون کہ اسکا مالک بنون یہانتک کہ عشر یا عشر عشر باقی
رہجاوینگے اسواسطے چاہیے ہی کہ جو شخص اوسوقت حاضر ہو تو اوسکے نزدیک نجاوے حضرت علی مرتضی رضی اللہ
عنہ نے فرمایا بعد اسکے کہ ایک مرد حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور کریگا کہ اللہ تعالی اوسکے ہاتھ
ان لوگون کے امر کی اصلاح فرماویگا انتہی یہ خلاصہ ہی بہت سی احادیث کا کہ ابو نعیم اور امام احمد بن حنبل
اور ابن ماجہ اور طبرانی اور امام بخاری اور مسلم نے اپنی کتابون مین روایت کی ہین کہ کسی مین سونے کا پہاڑ اور
کسی مین سونے اور چاندی کا پہاڑ اور کسی مین سونے کا کان مذکور ہی اور بخاری و مسلم کی روایت مین صاف لفظ

یوشک ان الفرات یحسر عن کنز من ذهب کا مسطور ہو چنانچہ رسالہ برہان مین منقول ہی
اب یہان انصاف کرنا چاہیے کہ محل حدیث متنازع فیہ کا یہ معدن فراتی ہی یا خلافت گجراتی
ہی اور حدیث سمجھنے کا یہ طور ہوتا ہی کہ اوسکے سب طرق اور روایات جمع کر کے مراد معلوم کرتے
ہین یا یہ کہ اپنے دل مین جو آیا سو بول رکھتے ہین اور قطع نظر لغت اور روایت کے کنز بمعنی خلافت
سمجھ لینے پر بھی تمھارا مقصود حاصل نہین ہوتا ہی اسواسطے کہ تمھارے ترجمے کا حاصل یہ ہوا کہ
امر خلافت کے لیے تین ابن خلیفہ قتل ہونگے اور ہر عاقل اسکا مطلب یہی کہے گا کہ یہ تینون کے ہو
خلافت کے واسطے لڑینگے اور تمنے محل اس حدیث کا خوندمیر کو ٹھیرایا کہ موضع کھانبیل مین وہ اور
اونکے بھائی میان عطن اور فرزند سید جلال مع رفقاء کے اہل سنت کے ہاتھ سے مارے گئے وہان
دعوی خلافت کا کہان تھا انکو بدمذہب سمجھکر وہان کے سلطان اور امرا نے قتل کیا وہ لوگ
انکے مہدی کی خلافت کا دعوی کیا کرتے تھے بلکہ نفرت رکھتے تھے اور خوندمیر کے خلیفہ سید محمد
جونپوری ہونے سے کیسا انکار کرتے تھے بلکہ اونکے عقائد اور اصول کو برا جانکر قتل کیا علاوہ
یہ ہی کہ ابن خلیفہ سے ظاہر و متبادر بنوت بلا واسطہ تھی اوسکو اتنا دور لے جاکر اولاد علی مرتضی
ٹھیراکر ابن خلیفہ بنایا اونکا نسب منقطع ہی وہ کس طرح ابن علی مرتضی ہوگئے چنانچہ تحقیق اسکی قبل
مین ہوچکی ہی ساتوین خطا یہ کہ حدیث ابن ماجہ مین لفظ یقتتل کا ہی باب افتعال سے اور اقتتال اور
تقاتل دونو بمعنی باہم لڑنیکے ہین مارے جانے کے معنی کرنا خطا ہی چنانچہ فقرہ ثم لا یصیر الی واحد
منہم سے ظاہر ہوتا ہی اسواسطے کہ بعد مارے جانیکے کہ طرف کسی ایک کے رجوع کرنے کا کیا
احتمال تھا کہ اوسکی نفی کی حاجت ہوتی پس حاصل یہ ہوا کہ یہ تینون ابن خلیفہ آپس مین لڑینگے
اب یہان تمھارے تینون ابن خلیفہ فرضی آپس مین کہان لڑے کہ مصداق حدیث کا
ہو وین آٹھوین خطا یہ کہ سیادت کو بمعنی ترک دنیا و فقر و فاقہ وغیرہ کے تفسیر کیا یہ بناء الفاسد
علی الفاسد ہی اسواسطے کہ یہان ترکیب توصیفی مین سود بمعنی سیادت کہان بن سکتا ہی کہ سیادت
بمعنی فقر و قناعت وغیرہ کے بنے ثبت العرش ثم النقش نوین خطا یہ کہ حدیث سوم مین عبارت
ثم ذکر شیئا لا احفظہ کو اپنے رسالے مین مطلق ذکر نہ کیا اور نہ ترجمے مین کچھ اسکا تعرض کیا
حالانکہ کتاب منقول عنہ یعنی سنن ابن ماجہ مین وہ عبارت اوسی حدیث مین بروایت ثوبان

رضی اللہ عنہ کے موجود ہی اور اوس مین اہل حق کا مقصود ہی اسلیے کہ معنی اوسکے یہ ہین کہ اونکی
کہتا ہی کہ لم یقتلہ قوم کے بعد حضرت رسالتمآب نے ایک اور بات فرمائی تھی کہ مجکو یاد نہ رہی
اتنی اوس بات کا سراغ یون لگا کہ حاکم اور ابونعیم نے بھی اسی حدیث کو روایت کیا اور انکے
راویون کو وہ بات برابر یاد رہی اونکی روایت مین یہ عبارت ہی عن ثوبان قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقتتل عند کنزکم ثلثة کلهم ابن خليفة لا يصير الى واحد
منهم ثم تطلع الرايات السود من قبل المشرق فيقاتلونكم قتالا لم يقتله قوم ثم
يجيء خليفة الله المهدي فاذا سمعتم به فاتوه فبايعوه ولو حبوا على الثلج
فانه خليفة الله المهدي اب مابعد کے ضمائر کا مرجع کھل گیا اور قاعدہ مقررہ علماے
حدیث ہی کہ صحیح بخاری مین بھی موجود ہو کہ زیادت ثقہ کی مقبول ہی اور مثبت مقدم ہی نافی پر
حیرت ہی کہ مصنف رسالہ معارضہ باوجودیکہ اپنا لقب عالم میان ٹھہراتے ہین اسقدر بھی نہین
سمجھتے ہین کہ اگر بیان کچھ رہ نہین گیا ہی تو اتیموہ اور بایعوہ اور فانہ کی ضمیرین کسطرف راجع
ہین اس فہم و فراست پر معارضہ روایات بوپنجانے کا دعوی ہی غرض کہ خلاصہ حدیث یہ ہوا کہ
پہلی اولا خلیفہ جنگ کرینگے کنز پر بعد اوسکے کالے نشانون والے جانب مشرق سے
آوینگے پس جنگ شدید کرینگے بعد اوسکے آوینگے خلیفۃ اللہ مہدی یہ ترتیب قطعی ہی
اسلیے کہ حرف ثم خاص ہی واسطے تعقیب مع التراخی کے اور خاص قطعی ہوتا ہی جیسا کہ اصول
مین مبرہن ہی اب اگر ابناے خلیفہ کی جنگ کو خوندمیر کے جنگ پہ محمول کرین تو چاہیے
کہ بعد اوسکے اہل رایات کا جنگ واقع ہو بعد اوسکے خلیفۃ اللہ مہدی ظاہر ہون اور یہان
دونون امر مفقود ہین اسواسطے کہ مہدی جونپوری خوندمیر کی جنگ سے پیشتر مر چکے ہین اور
اگر طلوع رایات شرقی سے ظہور مہدی جونپوری مراد لین جیسا کہ تایید تاریخ فرشتہ میان
مصنف نے ارادہ کیا ہی تو چاہیے کہ ابناے خلیفہ کا جنگ اور اہل رایات کا جنگ پیشتر اونسے
ہو چکا اب اگر حال اس جنگ کے بقول مصنف کے میان خوندمیر ہین تو چاہیے کہ میان خوندمیر
مہدی سے پہلے ایام طفولیت مین یا ماں کے پیٹ مین مع دو خلیفہ زادون کے لڑکر مرجاوین
بالجملہ کسیطرح اس بزرگ کا کلام صحت نصیب نہین ہوتا ہی اور نہ انکی خطاؤن کا شمار ہو سکتا

جس طرف خیال کیجیے مانند صحرا خطا کے نا پیدا اغلاط و خطا کے بھرے ہوے ہین کہ آدمی دیکھتے دیکھتے بیزار ہو جاتا ہی کہان تک کوئی خطا کا حساب کرے اسواسطے لاچار ہو کر اس جگہ اسی قدر پر اختصار کیا دلیل چہارم عبدالملک سجاوندی مہدوی نے سراج الابصار مین نقل کیا کہ منہا ما روی ابو سعید مولی ابن عباس قال سمعت ابن عباس یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لارجوان لا تذھب الایام واللیالی حتی یبعث اللہ منا اهل البیت غلاما شابا حدثا لم تلبسه الفتن ولم یلبسها یقیم امر هذه الامة کما فتح هذا الامر بنا ارجوان یختمه اللہ بنا الخ رجه الحافظ ابو بکر البیهقی فی البعث والنشور ومنها ما روی عن ابی جعفر بن علی رضی اللہ عنهما قال سئل امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنه عن صفة المهدی فقال هو شاب مربوع من الوجه یسیل شعره علی منکبیه یعلو نور وجهه سواد شعره ولحیته وراسه ومنها ما روی عن ابی عبد اللہ الحسین بن علی رضی اللہ عنهما انه قال لو قام المهدی لانکره الناس لانه یرجع الیهم شابا موفقا وان من اعظم البلیة ان یخرج الیهم شابا وهم یحسبونه شیخا کبیرا انتهی المقصد سوا صاحب سراج الابصار کے دوسرے مصنفین اس فرقے کے بھی ان روایات کو نقل کرتے ہین اور نہایت فخر کرتے ہین کہ ہمارے مہدی اس صفت کے تھے حالانکہ یہی روایات مذکورہ سلمات انکے لئے مہدی کی تکذیب کرتے ہین اسواسطے کہ ان تینون روایتون سے ثابت ہوتا ہی کہ مہدی موعود جوان عالم شباب مین ہونگے اور انکے مہدی نے جو وقت انسٹھوان سال اونکی عمر کا شروع ہوا تب مہدویت کا دعوی کامل کیا اور ترسٹھ برس کی عمر پاکر انتقال کیا پس یہ روایات انکے حال کے منافی ہین اسلیے کہ روایت اول مین ہی کہ حضرت رسالت پناہ نے فرمایا کہ مجکو امید ہی کہ رات و دن تمام نہو نگے یہان تک کہ اللہ تعالی ہم اہل بیت مین سے ایک لڑکا جوان نوعمر اوٹھاوے گا اور روایت دوم مین ہی کہ جناب مرتضوی سے جب لوگون نے صفت مہدی کی پوچھی تو فرمایا کہ وہ شاب یعنی جوان ہی میانہ رو کہ بال اوسکے دونون کندھون تک پہنچتے ہین اور نور چہرے کا بالونکی سیاہی پر اور داڑھی اور سر پر بالان او

دلیل چہارم روایات مذکورہ سراج الابصار حالانکہ عبدالملک سجاوندی اور تمام مصنفین نے اون روایات کے معنی سمجھنے مین دھوکا کھایا

نمایان ہی اور روایت سوم مین ہی کہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب مہدی قائم ہونگے
لوگ انکار کرینگے اور سبب انکار کا یہ ہوگا کہ وہ اونکی طرف عالم شباب مین رجوع کرینگے اور
بڑی بلا یہ ہوگی کہ مہدی جوان برامد ہونگے اور لوگون کو گمان یہ ہوگا کہ مہدی ایک شیخ
کبیر ہونگے انتہی یہان صاف ظاہر ہوا کہ مہدی جوان کا انکار بڑی بلا ہی کہ وہ مہدی موعود ہی
اور مہدی شیخ کبیر کا انکار ضرور ہی کہ وہ مہدی گمانی و خیالی عوام الناس ہی یہ موعود حضرت
رسالت اور جناب شاہ ولایت اور امام حسین منبع شہادت سلام اللہ علیہم اور مہدی جونپوری شیخ
ہین شاب نہین ہین اسواسطے کہ پچاس برس کے بعد آدمی شیخ کہلاتا ہی اسی برس تک یا آخر عمر تک
جیساکہ قاموس مین لکھا ہی اور اطبا لکھتے ہین کہ سن انسانی کے چند درجے ہین اول طفلیت یہ
اودن ملنے کا نام ہی کہ بچے کو طاقت پھرنے چلنے کی نہووے بعد اوسکے سن صبی یا اوسوقت
کا نام ہی کہ چلتا پھرتا ہی لیکن اعضا سخت و مضبوط نہین ہونے ہین بعد اوسکے سن ترعرع
یا اون ایام کو کہتے ہین کہ اعضا مضبوط ہین لیکن بلوغ ابھی دور ہی بعد اوسکے سن غلامیہ
اور رہاق کہ زمانہ قریب بلوغ کا نام ہی تا بلوغ بعد اوسکے سن فتی کہ قریب تیس برس تک
یہی نام ہی اور یہان تک جسم آدمی کا نشوونما کرتا ہی اس سبب سے ان سب اقسام کو سن نمو کہتے
ہین بعد اوسکے تیس برس سے چالیس برس تک سن شباب ہی اور اسے سن وقوف کہتے ہین
یعنی جسم ٹھیرا ہوا ہی کہ نہ گھٹتا ہی نہ بڑھتا ہی اور بعد اوسکے سن کہولت ہی اور وہ چالیس برس سے
قریب ساٹھ برس تک ہی بعد اوسکے سن شیخوخت اور وہ قریب ساٹھ برس سے آخر عمر تک ہی اب
غور کیجیے کہ شیخ جونپوری نے وقت ادعا مہدویت کے اٹھاون برس کے ہوکر انسٹھوین
برس مین قدم رکھا تھا کہ وقت قریب ساٹھ کے کہلاتا ہی اور ابتدا شیخوخت ہی بموجب تقسیم اطبا کے
اور بموجب قول صاحب قاموس کے کہ بعد پچاس برس سے شیخوخت شروع ہوتی ہی تو شیخ آٹھ برس پہلے
آٹھ برس کے بعد دعوی کیا کہ اوسوقت اچھے خاصے شیخ کبیر تھے اور ظاہر ہی کہ حضرت
رسالت اور علی مرتضی اور امام حسین علیہم السلام عرب ہین کہ زبان عرب مین بات کرتے ہین
معنی اونکے کلام کے وہی ہین جو کہ لغت عرب سے ثابت ہووین ورنہ امان لغت سے اوٹھ جاوے
اور ہر شخص کہ جیسا دل مین اوے ویسا سمجھ لیا کرے اب بموجب تمھاری روایات کے ایک شیخ کبیر کا

انکار اور مہدی شاب مدت کا انتظار چاہیے کہ یعلو نورہ وجہہ سواد شعرہ اوس پر صادق
آوے اسواسطے کہ تمھارے مہدی پر جیسا کہ شاب نہین صادق ہی سواد شعر یعنی سیاہ بال
ہونا بھی نہین صادق ہی کیونکہ سواد الشعر جبھی بولا جاتا ہی کہ سب بال کالے ہون یا اکثر اور اگر
آدھے سفید ہون تو اوسکو عربی مین اشمط فارسی مین دو مویہ ہندی مین کھچڑی بال والا یا ادھیڑ کہتے ہین
سیاہ ریش اوسکو کوئی نہین بولتا ہی اور شیخ جونپوری دو مویہ تھے جیسا کہ پنج فضائل مین لکھا ہی
کہ مقام فراہ مین وقت دفن کرنے مہدی کے شاہ نظام قبر مین اوترے اوسوقت انکی
نگاہ سید محمود فرزند مہدی پر پڑی تو دیکھا کہ فی الحال دو مویہ سفید ہو گئے ہین حال آنکہ اول
سیاہی زیادہ تھی لیکن اوسوقت دو مویہ ہو گئے تاکہ مہدی کے حلیہ سے مشابہت ہو جاوے
اوسیوقت سے انکا لقب ثانی مہدی مقرر پایا اس سے معلوم ہوا کہ مہدی دو مویہ تھے اور جب کہ
بیٹے سفید ہو گئے تھے باپ کی سفیدی مین کیا شک ہی اور انکے مہدی کے دو دعوے اور بھی
مشہور ہین ایک مرنے سے سات برس اول یعنی چھپن برس کی عمر مین دوسرا نو برس اول یعنی تریپن برس کی
عمر مین ان دعاوی کے بعد ساکت ہو رہے ہین ان دعوون کا کیا اعتبار ہو اسواسطے کہ ایسے
دعوے تو انکی کتابون مین وقت پیدائش سے منقول چلے آتے ہین چنانچہ شواہد الولایت کے
چھبیسوین باب مین مذکور ہی کہ انھون نے لڑکپن مین پہلے ہی بات کی کہ مہدی موعود آیا اور بعد اوسکے
بھی کبھی کبھی یہ سخن جاری ہوا کرتا تھا اور انکی کتابون مین مذکور ہی کہ دانا پور کے جنگل مین انکی
بی بی اور بیٹے نے تصدیق مہدویت کی بھی کی پس یہ دو دعوے بھی مانند انھین دعاوی پیشینہ
کے ہوے اور قطع نظر اس سے ان دعوون کے وقت مین بھی صاحب قاموس کی تحریر کے
موافق شیخ تھے اور اطبا کے قول کے موافق کہل تھے شاب کسی کے قول پر نہین بن سکتے ہین
کہین شیخ بھی شاب ہو سکتے ہین لیت الشباب یعود ایک خیال خام ہی **شعر** شیئان عجیبان
ہما ابرد من یخ شیخ تصبی وصبی تشیخ ÷ غرض کہ یہ روایات کہ تمھاری لائی ہوئی ہین ہماری
ہو گئی ہین ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء حیرت ہی کہ انکے سب مصنفین ان روایات پر نازان
ہین یہان تک کہ ہمارے مولوی بھی کہ علما باللہ کہلاتے ہین بولتے ہین کہ ای منصف بقول
حسین رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر اوس سے معلوم ہوتا ہی کہ انکار مویدات ہمارے مہدی سے ای منصف

کہنا یہ کہ تمہاری کج فہمی کا میرے پاس علاج نہیں ہے قول امام حسین رضی اللہ عنہ کا یہ مطلب ہے کہ اسباب کے
انکار مہدویت کا بموجب آیات سے ہے نہ بسبب بغض حسد کے کہ ایسا انکار خود حضرت امام حسین بھی کرتے ہیں
غرض کہ ایک کو بھی اسقدر استعداد نصیب نہیں ہے کہ عبارت عربی کو سمجھا کرے کلا بل ران علی
قلوبہم ما کانوا یکسبون **دلیل پنجم** مشکوۃ میں سنن ابی داؤد سے منقول ہے کہ فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ان اللہ عز وجل یبعث لہذہ الامۃ علی رأس کل مائۃ سنۃ
من یجدد لہا دینہا یعنی بتحقیق اللہ تعالی اوٹھاوے گا واسطے فائدے اس امت کے انتہا ہر سو
برس پر ایسے شخص کو کہ تازہ کردیگا واسطے امت کے دین اسکا انتہی سراج الابصار میں لکھا ہے کہ اس حدیث
کی شرح میں مذکور ہے کہ مجدد دسوین صدی مہدی ہیں جیسا کہ تنبیہ الحرز وغیرہ کتب میں مذکور ہے
اور جیسا کہ نووی نے ذکر کیا اور ایسے ہی ولی صادق سید محمد گیسو دراز نے ایک ملفوظ میں کہا ہے
اور طبری نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا کہ مہدی نوسو پانچ پر ظاہر ہونگے اور اس ذات کا ظہور بھی
اسی تاریخ پر ہوا انتہی اور شواہد الولایت میں اکتیسوین باب میں حدیث کے اخیر میں یہ عبارت بڑھا دی
کہ وفی المائۃ العاشرۃ الاخیرۃ لایکون سوی المہدی انتہی بلکہ مصنفین مہدویہ نے ایک حدیث
مستقل بنا دی کہ سیخرج من امتی مہدی علی راس کل مائۃ سنۃ تسعۃ منہم لغوی
والعاشر موعود من آمن بہ فقد آمن بی ومن کفر بہ فقد کفر بی چنانچہ شواہد الولایت
کے اکتیسوین باب میں مذکور ہے پھر اس حدیث خانہ ساز کی مہدویوں نے ایسی قدردانی کی کہ
جیسا کہ اپنے مہدی کی سند نسل آئمہ اہلبیت تک پہونچا دی اس حدیث کی سند اصل ائمہ
حدیث تک لگا دی چنانچہ سید مصطفی مہدوی اپنی کتاب اثبات مہدویت مؤلف سن بارہ سو تینتیس
میں لکھتے ہیں کہ ذکر کردہ شدہ ہست در سنن ابی داؤد و صحیح ترمذی و مشارق و حاشیہ شرح مقاصد و
ملفوظ میران محی الدین وغیرآن کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم سیخرج من امتی مہدی علی
راس کل مائۃ سنۃ تسعۃ منہم لغوی والعاشر موعود من آمن بہ فقد آمن بی
ومن کفر بہ فقد کفر بی اثر این حدیث در ظہور آمد بدرجۂ حدیث متواتر رسید قابل تغییر گشت
زیرا کہ بر سر ہر صدی شخصے دعوی مہدویت کردہ رجوع کرد و بر سر صدی دہم مہدی موعود دعوی کردہ
تا زیست مصر ماند و ایں سر آن نکس انیست قال الشارحون ہؤلاء التسعۃ فاولہا خواجہ حسن بصری

پنجم روز دعوی کردند والثانی خواجہ جنید بغدادی بست روز والثالث خواجہ عثمان مغربی دہ روز والرابع
خواجہ حسن نوری پنج روز والخامس خواجہ حسن عبداللہ جنیبا زدہ روز والسادس شیخ عیسی یازدہ روز
والسابع امیر سید عبدالقادر گیلانی یکماہ والثامن شیخ محی الدین عربی دوازدہ روز والتاسع سید محمد گیسو دراز
دو ماہ دعوی کردند عاشر سید محمد مہدی موعود دعوی مہدیت کردہ تازیست مصر ماند حدیث مذکور
از صحاح ستہ آوردہ شد انتہی مع اغلاط **جواب** غرض کہ مہدیون کے خزانے مین جھوٹ کی کچھ
کمی نہین اور طوفان کذب و بہتان کا انکی کتابون مین موج زن ہی اور روایت کشی اور بیان کا سلیقہ
انکو ایسا طرفہ ہاتھ لگا ہی کہ انکی تحریرات کو دیکھ کر یہی شعر انکے حسب حال یاد آتا ہی ؎ چہ خوش گفت
سعدی در زلیخا ؎ الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا ؎ داب مناظرے کا یہ ہی کہ تصحیح نقل ناقل پر لازم ہی
اول چاہیے کہ ثابت کر دیوین اور جن کتابون کے حوالے دیے ہین اونہین اپنے مضامین منقولہ
کو دکھا دیوین کہ طبری نے کیا لکھا ہی اور نووی نے کس جا اور خواجہ گیسو دراز نے کس ملفوظ مین
فرمایا ہی اور دوسری حدیث خانہ ساز صحاح ستہ مین کس جا پر ہی اور اون نو مہدی لغوی کا دعوی
کہان لکھا ہی اور کس نے نقل کیا ہی اغلب کہ جیسا کہ یہ دوسری حدیث بے اصل ہی ویسی نقول سابقہ
بھی صحت کو نہ پہنچین گی اور اگر کوئی صحت کو بھی پہنچے تو اون منقول عنہ کی تجویز و تخمین ہووے گی
اسواسطے کہ اس باب مین کوئی حدیث تعین سن و سال مین ثابت نہین ہوئی اور تخمین اور قیاس کا
ایسے امور غیبی مین کیا اعتبار ہی اسواسطے کہ جیسا کہ قیامت کی تاریخ اللہ تعالی نے کسی کو نہین بتلائی
چنانچہ فرمایا ہی کہ یَسْئَلُکَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَۃِ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُہَا عِنْدَ اللّٰہِ یعنی پوچھتے ہین تجھ سے
ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوگ وقت قیامت کا کہو نہین ہی علم و دریافت اوسکی مگر نزدیک اللہ تعالی
کے کلام عرب مین انما کلمہ حصر کا ہی کہ دال ہی اس بات پر کہ ادراک وقت قیامت منحصر ہی ذات باری پر
حالانکہ قیامت کے آنے پر سب مسلمانون کو یقین ہی لیکن وقت و تاریخ اوسکی کسیکو نہین معلوم
ایسیہی مقدمات قیامت یعنی امام مہدی کا ظاہر ہونا اور دجال کا نکلنا اور حضرت عیسی کا اوترنا
اور یاجوج ماجوج کا آنا اور دابۃ الارض کا نکلنا اور آفتاب کا مغرب سے طلوع کرنا وغیرہ اس مین سے
کسی کی تاریخ سوائے خدا تعالی کے کسی کو معلوم نہین ہی اسی سبب سے بعضے بزرگون نے کہ اس مقدمے
مین اٹکل دوڑائی اور تخمین و قیاس سے بعضون کی تاریخ ٹھیرائی نہایت خطا پائی چنانچہ شیخ جلال الدین سیوطی

رحمۃ اللہ علیہ رسالہ الکشف عن مجاوزۃ ہذہ الامۃ الالف مین نقل فرماتے ہین کہ لوگون کی زبان پر ایک
حدیث مشہور ہو رہی ہے کہ النبی علیہ السلام لا یمکث فی قبرہ الف سنۃ یعنی پیغمبر علیہ السلام
اپنی قبر شریف مین ہزار برس نہ ٹھیرینگے اور مین اسکا جواب دیچکا ہون کہ یہ حدیث باطل ہے کہ جسکی
اصل نہین ثابت ہوتی ہے اس پر عجب ماجرا ہے کہ امسال سنہ آٹھ سو اٹھانوے مین ایک
شخص ایک بڑے عالم ہم عصر کے فتوے کی نقل لایا کہ جسکا رد ادب کی راہ سے مجکو مکروہ معلوم ہوتا ہے
اوسمین لکھا تھا کہ اوس بزرگ نے اس حدیث پر اعتماد کر کے تجویز کیا ہے کہ دسوین صدی مین خروج
مہدی کا اور دجال کا اور نزول عیسی علیہ السلام کا ہوکر اور تمام علامات قیامت ظہور پاکر صور پھونکا
جاویگا اور بعد چالیس برس کے قبل تمام ہونے ہزار برس کے دوسرا نفخہ صور کا ہوکے حشر قائم ہوجاویگا
مجکو ایسے شخص سے یہ کلام صادر ہونا نہایت بعید معلوم ہوا اسلیے کہ ہزار مین فقط ایک سو دو برس
باقی ہین اور ان تمام امور مذکورہ کا اس مدت مین واقع ہونا غیر ممکن ہے اسواسطے کہ روایات کثیرہ سے
معلوم ہوتا ہے کہ مہدی سات برس پیشتر دجال سے رہینگے اور دجال بھی تمامی مہدی پر نکلیگا اور
کچھ کم دو برس رہیگا اور عیسی علیہ السلام اوترکر اوسکو قتل کرکے چالیس برس زمین مین زندہ رہینگے
پھر بعد طلوع آفتاب کے مغرب سے آدمی ایک سو بیس برس دنیا مین بسینگے اور دونون نفخون کے
چالیس برس کا فاصلہ ہے یہ سب دو سو نو برس ہوتے ہین اور مابین خروج دجال و طلوع شمس کے
معلوم نہین کہ کسقدر فاصلہ ہوگا اور ابتک مہدی ظاہر ہوئے نہ دجال نکلا اور مہدی و دجال سے
پہلے بہت سی علامتین ہین کہ سالہا دراز اوسکے واسطے چاہیے اور نہین سے کوئی واقع نہوئی
پس کسطرح ممکن ہے کہ سن ہزار کے اندر سب کچھ ہوجاوے یہ محال ہے بلکہ اگر انتہا ہزار پر خروج دجال
ہووے جیسا کہ بعضے علما نے احتمال اسقدر کیا ہے جب بھی بعد اوسکے دو سو سے زیادہ دنیا رہیگی
اور اگر گیارھوین صدی پر خروج دجال ہوا تو اور بھی زیادہ مدت چاہیے لیکن البتہ یہ اصلا ممکن
نہین کہ پندرہ سو تک مدت پہنچے انتہی ملخصًا اب غور کیا چاہیے کہ ایسے بزرگ نے کہ شیخ جلال الدین
خاتم الحفاظ و المحدثین اوسکا مقابلہ کرنا نے ادبی سمجھتے ہین ایسی حدیث بے اصل کو سنکر اتنا بڑا
دھوکا کھایا کہ قیامت برپا کردی اب ہم لوگ دو سو کچاسی برس سے اوس بزرگ کے
خیال مین میدان محشر مین ہین اور وہ بزرگ عالم برزخ مین دنیا کی آبادی دیکھکر اپنی تجویز پر

نادم ہوتے ہونگے اور یہ بھی شیخ کے فرمانے سے معلوم ہوا کہ تجویز بعضے علما کی ہزار پر خروج
دجال کو کہ اونکے نزدیک مستلزم ہی تقدم خروج مہدی کو وہ بھی احتمالا ہی اسی سبب سے غلط نکلی
بلکہ کیا عجب ہی کہ خود شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی تجویز پندرہ سو کی بھی غلط نکلے چنانچہ اوسکی تفصیل
آگے آوے گی انشاء اللہ تعالی بلکہ اس سبب سے بہتر ہے سنیئے کہ حضرت محمد بن حنفیہ صاحبزادے
علی مرتضی رضی اللہ عنہما کے فرماتے ہین کہ مالک ہونگے بنو عباس یہانتک کہ مایوس ہونگے
آدمی خیر سے پھر پراگندہ ہو جاویگا کام اونکا سن پچانوے مین یا ننانوے مین اور مہدی
سن دو سو مین قائم ہونگے اور حضرت جعفر سے روایت ہی کہ فرمایا مہدی سن دو سو مین قائم
ہونگے اور ابی قبیل سے روایت ہی کہ آدمیون کا اجتماع مہدی پر سنہ دو سو چار مین ہوگا یہ سب
روایات رسالہ کشف مین نعیم بن حماد کی کتاب الفتن سے منقول ہین اور شیخ نے اپنے مراد یہ لی کہ
ایک ہزار دو سو پر مہدی کا ظہور ہوگا حالانکہ نہ یہ ہوا نہ وہ ہوا اور سلطنت بنی عباس کی پانسو
بیس برس طول پاکر ہلاکو خان کے ہاتھ پر زوال پذیر ہوئی غرض کہ جب کہ ایسے ایسے اکابر کرام
کو کشف اور اجتہاد مین خطا ہوتی ہی تو حضرت گیسو دراز اور نوری اور طبری سے بشرط صحت
نقول اسکے کیا عجب ہی اسواسطے کہ سوائے انبیا علیہم السلام کے نہ صحابہ معصوم ہین نہ اولیا اور تابعین
اور علم غیب سوائے حضرت علام الغیوب کے کسیکو نہین ہی مگر انبیا اور رسولون کو اوسی کی تعلیم وحی
سے جو کچھ معلوم ہوتا ہی وہ بلاشبہ صحیح نکلتا ہی فسبحان من لا یظھر علی غیبہ احدا
الا من ارتضی من رسول اور اس مقدمہ مین آجتک حضرت رسالت سے کوئی روایت ایسی
ثبوت کو نہ پہنچی کہ اوس مین سن و تاریخ کی تعیین ہو مگر مہدویون کے علما کہ وضاعی مین بڑی
دستگاہ رکھتے ہین چنانچہ شواہد الولایۃ و مطلع الولایۃ اور انصاف نامہ وغیرہ کتابین احادیث
موضوعہ باطلہ سے مالامال ہین اس مقدمے مین بھی ایک حدیث حسب لخواہ بنالی کہ
سابق مین مذکور ہو چکی اور اوسکی شرح مین نو مہدی لغوی کا بیان بس و اہیات کے ساتھ
کیا کہ اپنی بے فہمی انتہا کو پہنچادی اول یہ کہ ان نو بزرگ کا دعوی مہدویت کرنا اسکو کہنا چاہیے
ثابت ہوا یا یہ کہ جیسا کہ حضرت رسالت پر افترا کیا اور حدیث بے اصل کی نسبت حضرت کی طرف
کردی بلکہ کتب صحاح کی طرف بھی نسبت لگادی ویسی ان بزرگون پر بھی اتہام کیا دوسرے یہ کہ

یہ بھی نہ سمجھا کہ بعضے اونمین اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بھی نہین ہین چنانچہ حسن بصری و محی الدین عربی وغیرہ یہ لوگ کیونکر خلاف متواترہ دعوی مہدویت کرسکتے تھے بلکہ بعضی صدی کا ایسون کو مہدی ٹھہرایا کہ اونکا وجود اوس صدی مین تھا چنانچہ حضرت سیدنا الشیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا تولد سنہ چار سو اکتیس مین ہی اور وفات سنہ پانسو اکسٹھ مین ہی اور مہدی مذکور نے اونکو مہدی ساتوین صدی کا مقرر کیا اور شیخ محی الدین بن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا تولد سنہ پانسو ساٹھ مین اور وفات سنہ چھ سو اڑتیس مین ہی چنانچہ نفحات الانس وغیرہ مین مسطور ہی اور جونپوری صاحب تصنیف اونکو مہدی آٹھوین صدی کا ٹھہراتے ہین وقس علی ذالک سبحان اللہ کیا معلومات ہی جیسا کہ علم کلام مین یہ لوگ سلیقہ رکھتے ہین ویسے ہی علم تاریخ مین بھی بے بدل ہوتے ہین اور پھر کشوف آسمانی اور علوم نفسانی کا کیا پوچھنا ع سالیکہ نکوست از بہارش پیداست یہان ایک نقل حسب حال یاد آئی **حکایت** دہلی مین ایک درویش وارد ہوئے اور داراشکوہ نے اپنے باپ شاہجہان بادشاہ کے سامنے اونکی نہایت ثناخوانی کی اور خواہان اسبات کے ہوئے کہ بادشاہ اونکے مکان پر چلین نواب سعد اللہ خان وزیر نے عرض کی کہ بعد تحقیقات کے جانا چاہیے داراشکوہ رنجیدہ ہوئے شاہجہان اونکی خاطر سے مستعد ہوئے جب بادشاہ مع داراشکوہ و سعد اللہ خان کے فقیر صاحب کی خدمت مین پونہچے اونھون نے اپنے کمالات اور معلومات ظاہر کرنا شروع کیے اول بولے کہ سکندر ذوالقرنین اچھے شخص تھے کہ مرتے مرتے تمھارے دادا امیر تیمور کو بادشاہی دے گئے شاہجہان متحیر ہوئے کہ یہ کیا کہتے ہی کجا سکندر اور کجا تیمور کہ دونون مین ہزارہا سال کا فاصلہ ہی لیکن بجالی حوصلگی سے چپکے ہو رہے بعد اوسکے فقیر صاحب نے ارشاد فرمایا کہ تمھارے دادا تیمور بھی اچھے آدمی تھے لیکن یہ برا کیا کہ امام حسین کو شہید کروا دیا شاہجہان سے یہ سخن سنکر چپ نہ رہا گیا بولے کہ یہ کیا کہا امام حسین کو یزید پلید نے شہید کرایا امیر تیمور بعد صدہا برس کے اس زمانے سے پیدا ہوے اور امیر تیمور کو جناب امام مین نہایت اخلاص و اعتقاد تھا فقیر صاحب نے کہا کہ جہان پناہ آپ کو معلوم نہین ہی یزید کو تیمور نے اشارہ کیا تھا جب اوسنے ایسا کام کیا شاہجہان نے حیران ہوکر نواب سعد اللہ خان کیطرف دیکھا اونھون نے عرض کیا کہ یہ بزرگ قطع نظر کمالات نفسانی

سے تاریخ دانی مین بھی لاثانی ہین آپ یہان سے تشریف لیجلیے انتہی تحقیقات میان سید مصطفی کی تھین کہ جونپور نے
ارطہ حائل سیر کی کتاب اثبات مہدویت مین لکھی ہو اب میان عبد الملک کہ جنکا لقب علما باسہی ذکر ہو اونکی
فہم ملاحظہ کیجیے کہ حدیث ابی داؤد کہ ان اللہ عز وجل یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ
سنۃ من یجدد لھا دینھا کو اپنی دلیل ٹھیراتے ہین اسواسطے کہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہر صدی
کے راس پر ایک مجدد ہوگا اور اسکے شارحین اور نووی اور خواجہ گیسو دراز لکھتے ہین کہ دسوین صدی
کے راس پر مہدی مجدد ہونگے اور ہمارے پیر کی ذات بھی اسی تاریخ پر ہوئی انتہی یہ بزرگوار کو اتنا فہم
نہین ہو کہ راس صدی سے انتہا صدی مراد ہو اور اسکے پیر تو سو پانچ پر ہوئے پس دسوین صدی کے راس پر
کس طرح مجدد ہوئے اگر بالفرض امام نووی اور سید گیسو دراز سے نقل صحت کو پہنچے تو وہی تمھاری تکذیب
کرے گی کہ وہ کہتے ہین کہ انتہا دسوین صدی کے مجدد مہدی ہین اور تمھارے پیر انتہا نوین صدی پر ہوے
پس مہدی موعود نہو ئے بلکہ تمھارے لوگون کی دوسری حدیث کے موافق مہدی لغوی ہوئے اور تمام دعوی لغو
ہوگیا اور راس صدی سے معنے ابتدا صدی کے ہرگز نہین ہو سکتے ہین اسواسطے کہ تمھاری دوسری حدیث کے
موافق پہلی صدی کی ابتدا مین مہدی لغوی کون ہو اگر حضرت رسالت پناہ کو ٹھیراؤ تو قطع نظر
اس گستاخی کے تمھاری حدیث مین یخرج من امتی مہدی کا لفظ ہو حضرت آپ اپنی امت مین
سے کس طرح ہو سکتے ہین اور میان مصطفی مہدی جھوٹے ہو جاوینگے کہ حسن بصری رحمۃ اللہ
علیہ کو پہلی صدی کا مہدی ٹھیرایا ہو وہ ابتدا صدی اول مین کہان تھے اور محاورہ عرب و
عجم کے خلاف ہو جاے گا کہ شائع و رائج معنی انتہا مین ہو چنانچہ بولتے ہین کہ راس سنین
اور راس عین اور راس حل اور رؤس جبال اور رؤس نخل اور فارسی مین سر درخت اور
سر کوہ سب بمعنی انتہا کے ہین اور اسی طرح حدیث ترمذی مین بھی راس بمعنی انتہا کے ہو کہ ارأیتکم
لیلتکم ھذہ علی راس مائۃ سنۃ منھا لا یبقی ممن ھو علی ظھر الارض احد یعنی
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخر حیات مین ایک رات ایسا فرمایا کہ اس رات سے سو برس
کی تمامی پر کوئی شخص اون لوگون مین سے کہ آج اوپر زمین کے ہین باقی نرہے گا زمین کے
اوپر ہونے والون سے اشارہ اس طرف ہو کہ زمین کے نیچے پاتال اور ہوا پر نرہ سکتے ہون
بلکہ پابند رہے زمین کے ہون اس قید سے حضرت خضر و الیاس و ملائکہ زمینی اور جن

وشیاطین و ابلیس اورسکان نزیدہ مین خارج ہوگئے اور باقی سب اہل زمین موافق فرمانے حضرت
صادق مصدوق کے تمامی صدی تک تمام ہوگئے اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے آخر مین
ابو الطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ نے سنہ ایک سو دس مین مکہ معظمہ مین رحلت کی یعنی اس حدیث
کے فرمانے سے اٹھانوے برس کے بعد اور بعد صدہا برس کے جسنے دعوی صحابیت کا کیا
وہ محدثین کے نزدیک جھوٹا نکلا جیسا کہ رتن ہندی اور قیس بن تمیم گیلانی وغیرہما اور حدیث ابی داود
مین لفظ کل مائۃ سنۃ کا عام ہے کہ عموم و استغراق اوسکا مفاد ہے کہ صدی اول کو بھی ضرور شامل ہے
اگر راس کو معنی ابتدا کے لیوین کہ زمانہ تکلم سے نسبت ماضی ہے یعنی بعث مضارع کے بگڑ جاتے ہین تا
پس تحقق ہوا کہ جس شخص نے معنی ابتدا کے بھی درست جانے ہین نادرست ہین اور بعضے مجتہدی
اپنی کتابون مین دعوی کرتے ہین کہ اجماع اہل تاریخ کا ہے کہ نو سو پانچ پر صدی ہوئے اور نہین سمجھتے
ہین کہ ایک طبری کے لکھنے سے غیب کی بات پر اجماع کیونکر ہوا اور وہ بھی ابتک ثابت نہین
کہ طبری نے کہان لکھا ہے اور کہان سے معلوم کیا اسواسطے کہ طبری غیب دان نہ تھے اگر کوئی سند
رکھتے ہین تو پیش کرین ورنہ گفتگو لاطائل ہے علاوہ یہ ہے کہ ابتک یہ بھی ثابت نہوا کہ جو دعوی کرتے
طبری سے یہ عبارت نقل کرتے ہین اسواسطے کہ طبری جیسا کہ تحفہ اثنا عشریہ مین لکھا ہے متعدد ہین
ایک محمد بن جریر طبری شیعی کہ اوسنے ایک کتاب مثالب صحابہ مین تصنیف کی اور ایک کتاب امامت مین
لکھی کہ نام اوسکا ایضاح المسترشد ہے علماے شیعہ اکثر اسی کتابون سے نقل کرتے ہین اور مجملا کہتے
ہین کہ طبری مین یون لکھا ہے اور ناظرین دھوکا کھاتے ہین کہ شاید مراد کتاب محمد بن جریر طبری
شافعی کی ہے کہ مشہور بتاریخ کبیر ہے اور اصح التواریخ ہے اور یہ کتاب تاریخ کبیر نہایت نادر الوجود ہے
کم کسیکو اوسکا نسخہ میسر آیا ہے اب کہ تاریخ طبری خلق مین مشہور ہے وہ اصل تاریخ طبری نہین ہے بلکہ
اوسکا مختصر ہے کہ محرفات علی بن محمد جدوی ابو الحسن سماطی شیعی سے ہے کہ اوسنے تاریخ طبری کو مختصر
کرکے اوس مین اپنی طرف سے افراط و تفریط کی ہے اور بسبب آسانی عبارت کے مشہور و رائج ہوگئی
اور متاخرین اوس مختصر کے بھی اکثر شیعہ گذرے ہین پس تحریف در تحریف اوسمین واقع ہوئی
پس ناظرین اس مختصر سے نقل کرتے ہین اور کہتے ہین کہ تاریخ طبری مین ایسا لکھا ہے حالانکہ اصل تاریخ
مین اس روایات کا نام و نشان پیدا نہین ہے اور اس مختصر نے بہت سے مورخین اہل سنت کی

راہ ماری ہی کہ جو کچھ اوس مختصر مین وہ لکھتے ہین اصل کی طرف نسبت کر دیتے ہین انتہی مختصراً من المقامین
من باب الکائد آب بخوبی ظاہر ہوا کہ مہدویونکے علما بالعموم عبد الملک سجاوندی کی راہ بھی ایسی مختصر نے
ماری ہی اسواسطے کہ اصل تاریخ انکو کہان سے نصیب ہوئی اگر ہو تو ثابت کرین کہ ناقل پر تصحیح نقل کا
ذمہ ہی دوسرا قرینہ یہ کہ شیخ جلال الدین السیوطی کہ ناظر ہین تاریخ طبری کے اور رسالہ کشف مین کہ
اس قسم کے روایات کا استیعاب کیا ہی اور اوس مین طبری سے بھی نقل کی ہی اگر یہ روایت بھی طبری
مین ہوتی تو ضرور نقل کرتے تیسرا قرینہ یہ کہ راقم الحروف نے شہر دار الاسلام بغداد مین تاریخ علامہ
ابن اثیر کا مطالعہ کیا اوسمین لکھتے ہین کہ اصل اسکی تاریخ طبری ہی کہ کوئی مقام اوسکا اس مین فرو گذاشت
نہوا ہی اور سوا اوسکے دوسرے تواریخ سے بھی اضافہ کیا گیا اور خصوصیت کسی قوم یا ملک کی ملحوظ
نہین بلکہ تمام اہل دنیا کی تاریخ ہی کہ اسکے ہوتے ہوئے کسی تاریخ کی حاجت نہین اوسمین اس روایت
نوسو پانچ کا کہین پتا نہ لگا اور دوسری نقل کہ نووی اور خواجہ گیسو دراز سے کی ہی بیان نکیا کہ
نووی نے کہان لکھا ہی اور خواجہ گیسو دراز نے کس ملفوظ مین فرمایا ہی بعضے مہدویونکی کتابونمین
لکھا ہی کہ نووی نے شرح مسلم مین لکھا ہی شرح مسلم نووی مانند تاریخ طبری کے نایاب نہین ہی ہزارہا
نسخے اوسکے موجود ہین بیان کرنا چاہیے کہ کہان لکھا ہی اور کہان سے اخذ کیا ہی کیونکہ ایسے مقدمات
مین کشف وغیرہ سے بدون دلیل نہین ہو سکتا ہی اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا فائدہ جلیلہ
بیان عمر دنیا مین شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ پندرہ سو برس کا تخمینہ
قیامت کا کیا ہی اوسکی وجہ یہ ہی کہ رسالۃ الکشف عن مجاوزۃ ہذہ الامۃ الالف مین لکھتے
ہین کہ حکیم ترمذی نے نوادر الاصول مین کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شفاعت قیامت کے روز میری امت مین سے اون لوگونکے واسطے ہی کہ
گناہ کبیرہ کرکے مرے ہین پس یہ لوگ جہنم کے باب اول مین ہونگے کہ چہرے انکے
سیاہ نہونگے اور آنکھین انکی نیلی نہونگی اور انکو طوق نہ پہنائے جائینگے اور نہ شیاطین کے ساتھ
زنجیرون مین باندھے جاوینگے اور نہ گرزون سے مارے جاوینگے اور نہ درک جہنم مین
ہانکے جاوینگے انمین سے بعضے وہان ایک ساعت رہکر نکلینگے اور بعضے ایک دن اور بعضے
ایک مہینا اور بعضے ایک سال رہکر نکلینگے وَاَطْوَلُهُمْ فِيهَا مُكْثًا مَنْ يَمْكُثُ فِيهَا مِثْلَ الدُّنْيَا

مُنْذُ يَوْمٍ خُلِقَتْ اِلٰى يَوْمٍ اُفْنِيَتْ وَذٰلِكَ سَبْعَةُ اٰلَافِ سَنَةٍ وَذَكَرَ بَقِيَّةَ الْحَدِيْثِ
یعنی سب سے زیادہ ٹھہرنے والا وہان اس امت مین سے وہ شخص ہی کہ دنیا کے برابر وہان
ٹھیرے گا ابتداے پیدایش دنیا سے انتہاے فنا تک اور یہ سات ہزار برس ہین الخ اور ابن عساکر نے
انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص مسلمان کی
حاجت روا کرتا ہی اللہ تعالی اوسکے واسطے دنیا کی عمر برابر سات ہزار برس کے دنون کے
روزے اور راتون کا قیام لکھدیتا ہی اور ابن عدی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ
فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر دنیا سات دن ہی ایام آخرت سے کہ اللہ تعالی
فرماتا ہی وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ یعنی ایک دن نزدیک تیرے
رب کے مانند ہزار برس کے ہی تمھاری گنتی سے اور طبرانی نے کبیر مین ضحاک بن زمل جہنی سے
روایت کی کہ کہا مین نے ایک خواب دیکھا اور حضرت رسالت پناہ کے سامنے بیان کیا
الحدیث اوس مین یہ بھی تھا کہ مین نے آپ کو یا رسول اللہ ایک منبر سات درجے والے کے
اعلی درجے مین دیکھا حضرت نے اسکی تعبیر مین فرمایا کہ دنیا سات ہزار برس کی ہی اور مین پچھلے
ہزار مین ہون اس حدیث کو بیہقی نے دلائل مین روایت کیا اور سہیلی نے کہا کہ یہ حدیث
اگرچہ ضعیف الاسناد ہی لیکن ابن عباس سے بطریق صحاح مروی ہوا کہ اونھون نے کہا دنیا ہفتہ
ہی ہر دن ایک ہزار برس کا اور رسول اللہ آخر مین اوسکے مبعوث ہوئے اور ابو جعفر طبری نے
اس اصل کو صحیح ٹھیرایا اور آثار سے اوسکی تایید کی اور ابن ابی حاتم نے تفسیر مین کہا کہ ابن عباس
نے فرمایا کہ دنیا آخرت کے جمعون مین سے ایک جمعہ ہی سات ہزار برس کا کہ چھ ہزار اوس مین سے
گذر چکے ہین اور ابن ابی الدنیا نے کتاب فہم دلائل مین کہا کہ سعید بن جبیر نے کہا کہ دنیا ایک
جمعہ ہی آخرت کے جمعون مین سے اور عبد بن حمید نے اپنی تفسیر مین محمد بن سیرین سے
روایت کی کہ وہ کہتے ہین کہ ایک مرد اہل کتاب مین سے مسلمان ہوا اور کہا کہ اللہ تعالی نے
آسمان و زمین کو چھ دن مین پیدا کیا اور ایک دن خدا کے پاس تمھارے ہزار برس کے
برابر ہی اور دنیا کی مدت چھ دن کی ٹھیرائی اور قیامت ساتوین دن مین مقرر کی پس چھ دن
گذر چکے اور تم ساتوین دن مین ہو اور ابن اسحق نے ابن عباس سے روایت کی کہ یہود کہتے تھے

کہ مدت دنیا کی سات ہزار برس کی ہی اور ہم ہر ہزار کے عوض ایک دن عذاب مین رہینگے پس کل
سات دن ہم پر عذاب ہو کر منقطع ہو جاوے گا اسواسطے اللہ تعالی نے نازل فرمایا کہ قالوا
لن تمسنا النار الا ایاما معدودات ابن جریر اور ابی حاتم نے اسکو روایت کیا اور عبد بن حمید
نے مجاہد سے بھی ایسی روایت کی اور دینوری نے روایت کی کہ عزیر عبادت مین بہت مشقت کرتے تھے
لوگون نے کہا کہ ایک ساعت اپنے تئین راحت دو کہا تمکو دنیا کی کیا مقدار پہونچی ہی بولے سات ہزار برس
کہا دن قیامت کی کیا مقدار ہی بولے پچاس ہزار برس کہا سات دن عمل کرنا تاکہ سات دن مین امن پاؤ
کیا مشکل ہی انتہی غرض کہ ان احادیث و آثار سے معلوم ہوا کہ عمر دنیا سات ہزار برس ہی اور حضرت رسالت
مآب کا وجود باوجود ساتوین ہزار مین ہی اور شیخ جلال الدین سیوطی وقت تصنیف اس رسالے کے سنہ
آٹھ سو اٹھانوے ہجری مین نہایت متفکر ہوئے کہ سات ہزار برس تمام ہوگئے اور دنیا تمام
نہ ہوئی اسواسطے ایک توجیہ کی کہ مراد حضرت کی اس کلام سے کہ مین ساتوین ہزار مین ہون یہ ہی کہ اکثر
امت میری ساتوین ہزار مین ہی ورنہ حضرت بذات خود چھٹے ہزار مین ہین اسواسطے کہ امام احمد بن
حنبل نے کتاب العلل مین وہب سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے دنیا کے پانچ ہزار چھ سو برس گذر چکے ہین
اسلیے کہ مین ہر زمانے مین جو انبیا اور ملوک گذرے ہین انکو جانتا ہون انتہی اور قول ابن عباس اور
مسلم کتابی کے کہنے سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ چھ ہزار گذر چکے ہین انتہی لیکن اس توجیہ کی سند قوی
نہین ہی اسواسطے کہ قول وہب سند نہین ہو سکتا ہی کیونکہ انھون نے کوئی حدیث اس باب مین روایت
نہ کی بلکہ اپنی تاریخ دانی سے پانچ ہزار چھ سو برس کا گذرنا ثابت کیا اور یہ کچھ حجت قوی نہین اسلیے کہ
مورخون کا اس مین اختلاف ہی دوسرے اس سے زیادہ کے قائل ہین چنانچہ صاحب تقویم التواریخ
اور صاحب تاریخ بیت المقدس نے تحقیق کی ہی کہ ولادت باسعادت آنحضرت کی ہبوط آدم سے چھ ہزار
اور ایک سو تیرہ برس کے بعد ہوئی ہی اور یہی حساب حضرت کے صحیح کلام کے مطابق ہی کہ مین پچھلے ہزار
یعنی ساتوین ہزار مین ہون چنانچہ طبرانی کی روایت مین مذکور ہو چکا بخلاف حساب وہب کہ اسکے
خلاف ہی اور ابن عباس اور مسلم کتابی کے قول سے یہ بات صاف نہین نکلتی ہی کہ بعد حضرت رسالت کے
چھ ہزار گذر چکے تا کہ حضرت کا چھٹے ہزار مین ہونا لازم آوے بلکہ ظاہر اوس کا یہی ہی کہ حضرت سے
پیشتر چھ ہزار گذر چکے ہین تا کہ مطابق ہووے صریح روایت طبرانی کے اور خود شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے

جامع صغیر مین نقل کیا کہ فرمایا حضرتؐ نے کہ اَلدُّنْیَا سَبْعَةُ اٰلَافِ سَنَةٍ اَنَا فِیْ اٰخِرِهَا اَلْفًا
یعنی عمر دنیا کی سات ہزار برس کی ہی اور مین اونمین سے پچھلے ہزار مین ہون اور غرض شیخ
کی اس توجیہ سے یہی ہی کہ اگر حضرت کو ساتوین ہزار کی ابتدا مین بھی فرض کرو اور عمر دنیا کی
سات ہزار ہی تو واقع کے خلاف ہوتا ہی اسواسطے کہ سات ہزار تمام ہونیکے قریب آئے اور علامات
قیامت کہ اوسکی مدت قریب دو سو برس کے چاہیے ابتک وجود مین نہ آئے اسواسطے توجیہ
بالا سے حضرت کو چھٹے ہزار مین فرض کرنا لیکن مطابق حساب وہب کے چھٹے ہزار کی چھٹی صدی
مین فرض کرنا تاکہ چودہ سو برس مدت قیامت کی ٹھیرے کہ اوس مین سب علامات قبل سات ہزار کے
بفراغت ہو سکتے ہین اور اسی خیال سے شیخ نے فرمایا کہ پندرہ سو کو مدت قیامت کو پہونچنا ممکن نہین
ہی کہ سات ہزار سے بڑھ جانا لازم آتا ہی لیکن وہب کے حساب کے موافق بھی اگر غور کیجیے تو حضرت کو
چھٹی صدی مین فرض کرنا ضرور نہین ہی اور پندرہ سو کو مدت قیامت کی پہونچنا بھی ممکن ہوتا ہی
اسواسطے کہ موت وہب بن منبہ کی جیسا کہ تقریب مین لکھا ہی کچھ اوپر ایک سو دس ہجری مین ہی
اور ظاہر ہی کہ اونھون نے تاریخ گذشتہ دنیا کی اپنے وقت تک بیان کی ہی پس ہجرت سے تقریباً پندرہ
سو برس تھے سات ہزار مین باقی ہین اور بموجب لکھنے شیخ کے مہدی و دجال وغیرہ کا ظہور انتہائے
صدی پر چاہیے جیسا کہ ابن ابی حاتم نے تفسیر مین روایت کی کہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص نے
فرمایا کہ جب سے دنیا ہی تب سے راس صدی پر کوئی امر کلان ہوا کرتا ہی پس راس صدی پر خروج دجال اور
نزول عیسی بھی ہوگا انتہی اور حضرت امام مہدی سلام اللہ علیہ وعلی آبائہ الکرام پانچ یا سات یا نو برس
بعد ظہور کے رہینگے اور دجال کے زمانے کی مقدار چودہ مہینے چودہ روز ہی اور حضرت عیسی
علیہ السلام چالیس برس بعد نزول کے تشریف رکھینگے اور ابن ابی شیبہ نے اور نعیم بن حماد نے
عبد اللہ بن عمرو سے روایت کی کہ بعد طلوع آفتاب کے مغرب سے لوگ ایک سو بیس برس مانند
جانورون کے بسینگے کہ کچھ دین و سنت نہ پہچانتے ہونگے اونھین پر قیامت قائم ہوگی انتہی اس
حساب سے آمد مرتبہ ایک سو اکسٹھ برس ہوتے ہین اور معلوم نہین کہ حضرت عیسی کے کسقدر بعد
طلوع شمس ہوگا وہ علاوہ ہی اب اگر خیال کیجیے تو تیرھوین صدی مین پندرہ برس باقی ہین اگر
اسی کی انتہا پر بالفرض علامات مسطورہ شروع ہون تو پندرہ سو برس تک ہو سکتے ہین لیکن

اگر ابن عباس اور سلم کتابی کے قول کو خیال کیا جاوے تو معلوم ہوتا ہی کہ آدمی ملنے مین چھ ہزار
برس گذر چکے تھے اور اب سات ہزار برس گذر کر تقریبا دو سو برس ہو چکے ہین غرض کہ
توجیہ مذکور اگرچہ خلاف ظاہر حدیث و آثار مذکورہ ہی لیکن دربیولا ممکن معلوم ہوتی ہی البتہ اگر
تیرھوین صدی پر بالفرض پچاس ساٹھ برس اور گذرین اور کچھ ظاہر نہووے تو حساب وہب بن منبہ
مع توجیہ مذکور کے غلط ہو جاوے گا ہان اگر وجود باجود آنحضرت ابتداے چھٹے ہزار برس مین فرض کرین
تو گنجایش زیادہ ہی لیکن وہ جیسا کہ ظاہر حدیث اور آثار مذکورہ اور مورخین دیگر کے خلاف ہی
وہب بن منبہ کے حساب کے بھی غیر مطابق ہی علاوہ یہ کہ اس صورت مین مناط توجیہ کہ معظم ملت اور اکثر
امت ساتوین ہزار مین ہی اسواسطے اپنے تئین ساتوین مین فرمایا بھی نادرست ہو جاتا ہی کیونکہ جب
حضرت ابتداے چھٹے ہزار مین ہوے اکثر امت اور کثرت علم و دین بھی چھٹے مین ہوا تو توجیہ کی جا باقی نہ رہی
اب جا بجا سے معلوم ہوا کہ حدیث کا مطلب کچھ اور ہی کہ متقدمین کے خیال مین نہ گذرا اور اسمین کچھ مضایقہ نہین
ہی کہ رُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰى مِنْ سَامِعٍ وَكَمْ تَرَكَ الْاَوَّلُ لِلْاٰخِرِ یعنی بات متاخرین کے ذہن
مین ایسی آجاتی ہی کہ اگر متقدمین سنتے نہایت تحسین کرتے چنانچہ اس حدیث کے معنی مولانا رفیع الدین
دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ذہن مین ایسے لطیف سے نہ بار آئے کہ اسمین کچھ ارتکاب تاویل و توجیہ کی حاجت
نہین ہی چنانچہ فرماتے ہین کہ یہ حدیث حسن ہی درجہ اسکا صحیح و ضعیف کے درمیان ہی اور شیخ جلال الدین
سیوطی نے اسکو جامع صغیر مین نقل کیا ہی اور مضمون اس حدیث کا فہم فقیر مین موافق محاورہ لوگونکے
ہی کہ عمر کسی چیز کی بیان کرتے وقت گذشتہ کا بیان کیا کرتے ہین پیدایش سے موت تک کا حساب
نہین کرتے ہین اور اس جواب مین دو استعمال ہوتے ہین مثلا ایک شخص کہ چھٹا سال تمام کرکے
ساتوین مین داخل ہوا کبھی اسکو شش سالہ بولتے ہین باعتبار استکمال کے اور کبھی ہفت سالہ
کہتے ہین باعتبار دخول کے پس مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ہی کہ حضرت آدم سے اس وقت تک
چھ ہزار پورے ہوکر ساتوان ہزار شروع ہی کہ مین ساتوین ہزار مین ہون پس موافق استعمال دوم کے
دنیا ہفت ہزار سالہ ہی اگر کہین کہ ہم لوگون کو چونکہ تمام عمر وقت موت تک معلوم نہین ہوتی ہی
اسواسطے کہ وقت تکلم تک بولا کرتے ہین اور حضرت کو شاید کہ انتہاے دنیا وقت قیامت تک
معلوم ہووے اسواسطے تمام عمر دنیا انقطاع نوع انسانی تک بیان فرمائی ہو جواب اسکا یہ ہی کہ

احادیث صحیحہ بلکہ قرآن مجید میں واقع ہی کہ علم قیامت کا سوا اللہ تعالی کے کسی خلائق علوی وسفلی میں
سے حاصل نہیں چنانچہ فرمایا کہ یَسْئَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ پس اس امر کے
میں حضرت اور دوسرے لوگ برابر ہیں چنانچہ خود فرمایا کہ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ اور
اہل کتاب کو تعین ایام ماضیہ میں اختلاف ہی اہل اسلام سے صاحب تقویم التاریخ اور اہل شام سے حسب تاریخ بیت المقدس
نے تحقیق کی ہی کہ ولادت باسعادت آنحضرت کی ہبوط آدم علیہ السلام سے بعد چھ ہزار ایک سو ترسٹھ برس کے ہی اب
سات ہزار برس سے متجاوز ہو گئے واللہ اعلم کہ اور کتنے باقی ہیں اور قیامت کب ہی کہ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ لَا يُجَلِّيْهَا
لِوَقْتِهَا اِلَّا هُوَ انتہی اب معلوم ہوا کہ حدیث حکیم ترمذی میں لفظ مدت یوم خلقت الی یوم افنیت کا مدرج
فی الحدیث ہی کہ کسی راوی نے اپنے فہم کے موافق لفظ مثل الدنیا کو تفسیر کے واسطے اضافہ کر دیا ہی اور مسلم کتابی
کی عبارت میں یہ عبارت کہ قیامت ساتوین ان مین مقرر کی اوسی مسلم کتابی کی راے ہی کسی کتاب آسمانی
یا کسی پیغمبر سے منقول نہیں ہوا اسواسطے کہ نص قرآنی کے مخالف ہی اور مدرج کلام راوی کی جیسی الفاظ کی اس
حدیث میں کچھ عجب نہیں ہی اسواسطے الفاظ حدیث کے محققین کے نزدیک مخلوط وغیر محفوظ ہیں چنانچہ سراج منیر شرح
جامع صغیر میں لکھا ہی کہ الدنیا سبعة ایام من ایام الاخرة اسکو دیلمی نے مسند فردوس میں انس رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا اور یہ حدیث ضعیف ہی اور الدنیا سبعة الاف سنة انا فی اخرها الفا کو طبرانی
نے معجم کبیر میں اور بیہقی نے دلائل میں ضحاک بن زمل جہنی سے باسناد واہی روایت کیا ہی اور مناوی نے کہا کہ
اس حدیث میں کچھ سند نہیں ہی اور الفاظ اسکے مصنوع اور تلفیق کیے ہوئے ہیں اور حق یہی ہی کہ اسکی حقیقت
سوائے اللہ تعالی کے کوئی نہیں جانتا اور ابن اثیر وغیرہ محدثین نے کہا ہی کہ الفاظ اسکے موضوع ہیں انتہی

فائدہ بیان اس امر میں کہ ریلوی یعنی گاڑی دخانی بھی علامت قرب دجال کی ہی مسلم نے انس
رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کوئی شہر ایسا نہیں ہی
کہ اوس میں دجال کا گذر نہو مگر مکہ اور مدینہ کہ اسکی راہوں پر فرشتے متعین ہوں گے
کہ نگہبانی کرینگے اور یہ بھی روایت کی کہ اصفہان کے یہودیوں سے ستر ہزار آدمی اوسکے
ہمراہ ہونگے اور یہ بھی بعض روایات میں آیا ہی کہ ہمراہ اوسکے تودہ روٹیوں کا اور پانی اور آگ ہوگی
کہ موافقین کو روٹی اور پانی سے نوازے گا اور مخالفین کو آگ میں ڈالے گا لیکن آگ اوسکی مومنین
کے حق میں پانی ہو جاوے گی الی غیر ذلک اور مسلم اور ترمذی کی روایت میں ہی کہ صحابہ کرام نے عرض کیا

کہ یا رسول اللہ دجال کا قیام زمین مین کسقدر ہوگا فرمایا چالیس دن ایک دن بقدر ایک برس کے اور
ایک دن بقدر ایک مہینے کے اور ایک دن بقدر ایک ہفتے کے ہوگا اور باقی ایام مانند ایام
متعارفہ تمہارے ہونگے صحابہ نے عرض کی کہ اس ایک برس کے دن مین ہمکو نماز ایک دن کی
کفایت کریگی فرمایا نہین بلکہ پانچ نماز وہان کے واسطے ایک دن کی مدت کا اندازہ کر لینا پھر
صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ دجال کی تیز رفتاری کسقدر ہوگی فرمایا جیسا کہ ابر باران کہ اوسکے
پیچھے ہوا ہووے کہ اوسکو چلاوے الحدیث غرض کہ خلاصۂ روایات یہ ہوا کہ باوجودیکہ دجال کے ہمراہ
لشکر انبوہ اور انبار رسد و طیور وغیرہ کارخانونکے ہونگے اس مدت قلیل مین کہ کل چودہ مہینے چودہ دن
زمانہ دولت ہی تمام بلاد دنیا کو سوائے حرمین شریفین کے روند ڈالے گا اور یہ غیر ممکن ہی کہ جبتک
چال سواری کی باد رفتار نہووے اسیواسطے فرمایا کہ جیسا کہ ہوا ابر کو اڑاتی لیجاتی ہی ایسی اوسکی
سرعت رفتار ہوگی اب اگر فرض کیا جاوے کہ اوسکی سواری کا گدھا اسقدر تیز رفتار ہووے کیونکہ وہ گدھا
بھی مانند دجال کے عجائب المخلوقات مین سے ہوگا کہ اوسکے مابین دونون کانونکے فاصلہ ستر باع کا
ہوگا جیسا کہ بیہقی نے روایت کیا ہی اور باع چار ہاتھ کو کہتے ہین مراد اس سے کثرت جسامت ہی لیکن
تمام لشکر وغیرہ کو بھی ضرور ہی کہ کسی سواری پر اوس شیطانی دوڑ کے برابر پہونچ سکین ورنہ اگر وہ
ملعون بذات خود دوڑ مار کر یکہ و تنہا و دوگوش کسی ملک مخالف پر پہونچا کیا کر سکتا ہی بلکہ وہ مع گدھا
کتّے کی مار مارا جاوے اور نقلاً بھی یہ بات غلط ہی اسواسطے کہ روایات احادیث سے بھی معلوم ہوتا ہی
کہ مع خدم و حشم و سامان و سامان پھرا کریگا اب ایسا مرکب دنیا مین کونسا ہی کہ اس سامان فرعونی اور
لشکر شیطانی کو بلکہ فقط فوج رکاب خاص ستر ہزار یہودیون سے سوا دوسری افواج و معتقدین سے اوسکے
ہمرکاب پہنچاوے مگر گاڑی خانی کو کہ حضرت مسبب الاسباب نے اوسکے پیش از ظہور اوسکے کارندونکے
ہاتھ سے پھیلانا شروع کیا کہ بکمال سعی چلتے ہین کہ قبل برآمدی تمام دنیا مین پھیل جاوے
المطلب کہ ایک سو برس مین تمام دنیا مین پھیل جاوے اور کیا عجب ہی کہ چودھوین صدی کی تمامی پر جبکہ فتنہ
نصاری راہ تمام کر چکین یہود کو جلو مین لیکر برآمد ہووین اور ابر و باد سے ہمکو مشابہت
صوری بھی بدرجہ ہی کہ پچاس ساٹھ گاڑی کلان ایک جسم ہوکر مانند ابر بادلون کے دوڑتی ہین
اور یہ بھی معلوم ہی کہ موافق فرمانے حضرت صادق و مصدوق کے دجال اس گاڑی کی ہوگی ل

کے نہایت مطابق ہی اسواسطے کہ ہندوستان کی گاڑی کو ابھی نہایت تیز نہین چلاتی جاتی ہی
بلا توقف معمولا ایک ساعت مین تیس میل چلتی ہی اور ولایت مین ساٹھ میل چنانچہ مصر و سکندریہ
کی گاڑی کو بھی راقم سطور نے ملاحظہ کیا کہ نہایت تیز رو ہی بلکہ بعضے اخبارات سے معلوم ہوا
کہ بعضی کلین ایسی نو ایجاد ہوئی ہین کہ اس سے بھی تیز تر ہو جاوے گی پس حساب چال ولایت سے
صبح سے دوپہر تک چھ ساعت مین تین سو ساٹھ میل سے چلے کہ بحساب فی یوم بارہ میل کا اوسط
چال سفر کی ہی ایک مہینے کی راہ طی ہوئی اور دوپہر سے شام تک بھی ایک مہینے کی راہ طی ہوئی اور
بحساب کل جدید کے منزل ہر روزہ اس سے بھی زائد ہو جاوے گی اور یہی ہوا کی بھی چال ہی چنانچہ قرآن مجید
مین حضرت سلیمان کی چال سواری مین مذکور ہی کہ وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا
شَهْرٌ یعنی مسخر کیا ہمنے واسطے سلیمان علیہ السلام کے ہوا کو کہ صبح کی منزل اسکی ایک مہینے
کی راہ اور شام کی منزل اسکی ایک مہینے کی راہ تھی حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت اسقدر
بڑا تھا کہ اوسپر تمام لشکر سوار ہوتا تھا اور ہوا اوسکو اوڑاتی لیجاتی تھی امام محی السنہ تفسیر معالم مین
نقل فرماتے ہین کہ حضرت سلیمان علیہ السلام صبح کو دمشق سے سوار ہوتے تھے اور قیلولہ بمقام
اصطخر مین کہ ایک مہینے کی راہ ہی کرتے تھے پھر سہ پہر کو اصطخر سے چلتے تھے اور کابل کو کہ ایک ماہ
راہ ہی پہونچتے تھے اور بعضون نے کہا ہی کہ رے مین طعام چاشت تناول فرماتے تھے اور سمرقند مین طعام
شام یہان کچھ کلین بنانے اور سڑک نکالنے اور لوہا بچھانے اور آگ سلگانے اور اقسام کے سامان
اوٹھانے کی حاجت نتھی یہ امر دیگر ہی شعر کار پاکان را قیاس از خود مگیر ٭ گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر
یہان امر الٰہی سے ہوا اور جن و انس اور درندے اور پرندے سب دست بستہ فرمانبردار تھے
اور ملائک آتشین کوڑے لیے ہوے شیاطین پر موکل تھے کہ اگر سرمو تجاوز کرین تو سزا سخت
پاوین زیادہ تفصیل رسالے بستان الجن مین لکھی گئی ہی جو ما قبل اسکے مذکور ہوا احوال بڑے
دجال کا تھا کہ تمام انبیا اپنی اپنی قوم کو اس سے ڈراتے چلے آئے ہین اور آدم سے قیامت
تک کوئی فتنہ اتنا بڑا اور بھرا دنیا مین نہین ہی یہ دجال اکبر پہلے دعوی پیغمبری کا کرے گا بعد اوسکے
دعوی خدائی کا دم مارے گا سوا اسکے اونتیس دجال کہ اسکی کوچک ابدال ہین وہ منکر ہین اونسے
بھی حذر کرنا چاہیے چنانچہ صحیح ترمذی مین مذکور ہی کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُبْعَثَ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ قَرِيبًا مِنْ ثَلَاثِينَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهُ رَسُولُ اللّٰہِ یعنی قیامت قائم نہوگی یہانتک کہ اوٹھین گے جہوٹے دجال قریب تیس شخص کے کہ ہر ایک کہتا ہوگا کہ وہ خدا کا رسول ہی اور دوسری روایت مین ہی کہ سَيَكُونُ فِي اُمَّتِي ثَلَاثُونَ كَذَّابُونَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ اَنَّهُ نَبِيٌّ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي یعنی پیش از قیامت میری امت مین تیس کذاب پیدا ہونگے کہ ہر ایک دعوی کرتا ہوگا کہ وہ نبی ہی اور حالانکہ مین خاتم النبیین ہون کہ کوئی نبی بعد میرے نہین ہی ترمذی نے کہا کہ یہ دونون حدیثین صحیح ہین حتی یبعث اور سیکون سے کہ صیغہ استقبال ہین معلوم ہوا کہ آگے کو امت مین پیدا ہونگے پس حضرت عیسی و الیاس و خضر بعض اقوال پر خارج ہوگئے کہ یہ حضرات پہلے سے پیدا ہو چکے ہین اور قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نبوت بھی پاچکے ہین البتہ بعد آنحضرت کے جو شخص کہ اہل امت اجابت یا دعوت مین پیدا ہوئے اور دعوی نبوت کا کرے وہ دجال کذاب موافق فرمانے حضرت صادق مصدوق کے ٹھیرے گا اب افسوس ہی کہ مہدوی لوگ نہایت غفلت و نادانی سے ان عبارات سے نڈر ہوکر اپنے شیخ جونپوری کو نبی مقرر کرتے ہین اگرچہ زبان سے نبی غیر تشریعی کہتے ہین لیکن انکے عقائد کے موافق نبی تشریعی ہونا لازم آتا ہی چنانچہ باب اول کے عقیدہ شانزدہم مین گذر چکا اور باب تصوف مین بھی آوے گا انشاء اللہ تعالی یہ نادانونکی محبت کا ثمرہ ہی ورنہ وہ بزرگ غالب کہ دعوی نبوت نکیے ہونگے البتہ دعوی خدائی بعضے وقت زبان سے کیے ہین مگر یہ بھی بول سکتے ہین کہ ایسا بولنا کفر ہی اور جاننا ایمان ہی یہ سب باتین بشرح و بسط آگے آوینگی انشاء اللہ تعالی **دلیل ششم** نعیم بن حماد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ قال يُبَايَعُ لِلْمَهْدِيِّ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ لَا يُوقِظُ نَائِمًا وَلَا يُهَرِيقُ دَمًا یعنی فرمایا کہ بیعت کیا جاوے گا مہدی درمیان رکن و مقام کے کہ نہ جگاوے گا کسی سوتے کو نہ بہاوے گا خونکو انتہی عالم میان مہدی نے رسالہ معارضہ مین اسیقدر بیان کیا لیکن اونکے بزرگون نے اسکا قصہ تفصیلا بیان کیا چنانچہ شواہد الولایت کے بارھوین باب مین لکھا ہی کہ شیخ محمد جونپوری نے سنہ نو سو ایک مین درمیان رکن و مقام کے دعوی کیا کہ مَنِ اتَّبَعَنِي فَهُوَ مُؤْمِنٌ اوس وقت شاہ نظام اور قاضی علاء الدین اونکے دونون مریدون نے آمنا و صدقنا کہکر بیعت کی ہرچند کہ دوسرے حاضرین نے بھی بیعت کا ارادہ کیا لیکن میران نے قرآن کا وعظ شروع کردیا بعد وعظ کے

بعضے اعراب نے بھی بیعت کی بعضے یاروں نے پوچھا کہ میران جی دو سرے بار ہ انکو کیون بیعت کرنے دیا
فرمایا کہ امر الٰہی ہوا کہ دو گواہ واسطے ثبوت دعوے کے بس ہین اور عادت یہ تھی کہ جب دعوی
کرتے تھے اوسی لفظ سے تاریخ بھی نکالا کرتی تھی چنانچہ بیان قَالَ مَنِ اتَّبَعَنِي فَهُوَ مُؤْمِنٌ سے تاریخ
نو سو ایک کی عیان ہے اور پنج فضائل مین لکھا ہے کہ روز شنبے کے وہ منبر پر کہ درمیان رکن و مقام کے
ہے کھڑے ہو کر دعوی مہدویت کا کر کے تین بار با آواز بلند کہا کہ مَنِ اتَّبَعَنِي فَهُوَ مُؤْمِنٌ شاہ نظام
اور قاضی علاء الدین کھڑے ہو کر کہا کہ اٰنَا مُتَّبِعُكَ اور دونون نے بیعت کی حضرت نے پوچھا کہ تا
بچند گواہ راضی قاضی علاء الدین نے کہا قاضی بد دو گواہ راضی پس لوگ بولے کہ آمَنَّا وَصَدَّقْنَا
جواب معمول ایسا ہے کہ ایک مقدمہ کی حدیثون مین مذکور ہوتا ہے لیکن بعض مین باختصار اور
بعض مین بتفصیل اور اتفاق محدثین کا ہے کہ زیادت ثقہ کی مقبول ہے اور مثبت مقدم ہے نافی پر
چنانچہ صحیح بخاری مین بھی بہ قاعدہ مذکور ہے اسی قسم سے ہے بیعت رکن و مقام کا مقدمہ کہ نعیم بن حماد
نے ابی ہریرہ سے مختصر روایت کیا اور عالم میان نے اوسکو غنیمت جان کر لے لیا اور اوسی
کتاب مین اونھین نعیم بن حماد نے اسی مقدمے کو دوسرون سے بتفصیل روایت کیا میان مذکور نے
اون سب کو چھوڑ دیا چنانچہ وہی نعیم بن حماد قتادہ سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے يَخْرُجُ الْمَهْدِيُّ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ فَيَسْتَخْرِجُهُ النَّاسُ مِنْ
بَيْنِهِمْ فَيُبَايِعُونَهُ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ وَهُوَ كَارِهٌ یعنی نکلینگے مہدی مدینے سے
طرف مکے کے پس چن کر نکال لینگے اونکو لوگ اپنے مین سے پھر بیعت کرینگے اونکے
ہاتھ پر درمیان رکن و مقام کے حالانکہ وہ کراہت رکھتے ہونگے اس کام سے یہ بھی حدیث
شیخ جونپوری کی تکذیب کرتی ہے اسواسطے کہ وہ مدینے سے نکلکر مکے مین نہین آئے بلکہ مدینہ طیبہ
اونھون نے کبھی آنکھ سے بھی نہ دیکھا اور حدیث اول کے معنی بھی اس حدیث سے ظاہر ہوئے کہ مہدی وقت
بیعت کے سوتون کو نہ جگا دینگے اور خونریزی نہ کرینگے یعنی مہدی بجبر و تعدی کشت و خون
کر کے اپنی بیعت نہ لینگے بلکہ وہ اس کام سے کراہت رکھتے ہونگے اور لوگ جبرا اونکے ہاتھ پر
بیعت کرینگے یا یہ کہ اوس وقت مین ایک بڑا فتنہ و خونریزی ہوگی اور مہدی کی بیعت کے
سبب سے وہ خونریزی موقوف ہو جاوے گی چنانچہ دانی نے قتادہ سے روایت کی کہ جب آ

اِلَی الْمَہْدِیِّ فِیْ بَیْتِہٖ وَالنَّاسُ فِیْ فِتْنَۃٍ یُہْرَاقُ فِیْہَا الدَّمُ فَیُقَالُ لَہٗ قُمْ عَلَیْنَا فَیَاْبٰی حَتّٰی یُخَوَّفَ بِالْقَتْلِ قَامَ عَلَیْہِمْ فَلَا یُہْرَاقُ بِسَبَبِہٖ مِحْجَمَۃُ دَمٍ یعنی لوگ مہدی کے گھر مین آوینگے اور حالت یہ ہوگی کہ آدمی ایسے فتنے مین مبتلا ہونگے کہ اوس مین خون ریزی کی جاتی ہوگی کہا جاویگا اونسے کہ ہمارے امیر ہو وہ انکار کرینگے یہان تک کہ جب قتل سے ڈرائے جاوینگے حکومت پر قائم ہونگے پس نہ بہیگی بسبب انکے ایک سنگی خون کی انتہی سنگی خون کی نہ بہنے جانا محاورہ ہے جیسا کہ بولتے ہین کہ نکسیر نہ پھوٹے گی یہ حدیث بھی شیخ جونپوری کی تکذیب کرتی ہے کیونکہ انکی مسند آرائی کے وقت کوئی ایسا فتنہ خونریز کہ جسکی تسکین انکے سبب سے ہوئی ہو وجود مین نہ آیا غرض کہ اسی طرح کے بہت سے احادیث رسالہ برہان مین مذکور ہین کہ اون مین نقشہ بیعت مہدی بتفصیل مذکور ہوا اور وقائع ہنگام بیعت کے اونمین مسطور ہین کہ اون وقائع کا نام و نشان شیخ جونپوری مین پایا نہین جاتا اب اس تمام قصے کی ابتدا و انتہا چھوڑ کر اعتقاد یہ رکھنا کہ جو فقیر دو مرید لیکر رکن و مقام کے بیچ مین بیعت کرے وہ مہدی ہے اگرچہ نہ سیادت اسکی بثبوت کو پہنچے اور نہ مطابقت نام و الدین اور نہ حوادث ہنگام بیعت وجود مین آوین نہایت خطا ہے **خطائے دوم** یہ کہ دو مرید کی بیعت کو کافی سمجھکر منبر پر چڑھ جانا حالانکہ خود انھین نعیم بن حماد کی روایت ابن عباس سے ثابت ہے کہ بیعت کرنے والے بعدد اصحاب بدر کے ہونگے چنانچہ فرمایا کہ اللہ تعالی مہدی کو بعد ناامیدی کے کہ لوگ بولنے لگینگے کہ مہدی نہین ہے مبعوث کریگا اور اونکے انصار لوگ اہل شام کے تین سو پندرہ آدمی بعدد اصحاب بدر کے کہ شام سے اونکی طرف آوینگے اور مکے مین ایک مکان سے کہ نزدیک صفا کے ہے اونکو نکال کر ہاتھ پر بیعت کرینگے پس دو رکعت انکو مقام کے پاس پڑھاکر منبر پر چڑھینگے اور حاکم کی روایت مین بھی ایسی ہی ہے کہ یُبَایِعُہٗ عِدَّۃُ اَہْلِ بَدْرٍ یعنی بیعت کرینگے اونسے شمار اہل بدر کے اور یہ بھی معلوم رہے کہ یہ اہل شام بشمار اہل بدر تحت ایک سردار کے ہونگے کہ شام سے آوینگے اور سوائے انکے اسیقدر انصار نکلینگے کہ ہر طرف عالم سے ایک ایک عالم ربانی آویگا چنانچہ ایسے سات سردار جمع ہوکر مہدی کو ڈھونڈینگے اور مکے مین سب جمع ہوکر مہدی کو پہچانینگے اور مہدی اونکے ہاتھ سے نکل کر مدینے کو چلے جاتے رہینگے وہ تعاقب کرینگے تب پھر مکے کو آوینگے

وہان پھر ملاقات ہوگی دوبارہ پھر مدینے کو نکل جاوینگے وہ لوگ پھر طلب کرتے ہوے
مدینے کو جاوینگے حضرت پھر مکے کو آوینگے وہان وہ لوگ بھی آکر ڈھونڈھ کر رکن و مقام
درمیان باصرار تمام بیعت کرینگے پس یہ لوگ ایسے مہدی کے صحابت ہونگے کہ دن میں مانند شیر
بہادر اور رات مین مانند درویشون تارک الدنیا کے عبادت گزار ہونگے یہ مختصر ہی روایت
نعیم بن حماد کا ابن مسعود سے یہ سب مقدمات شیخ جو نپور مین منقود ہین اور یہ سب باتیں رسالے
برہان وغیرہ مین موجود ہین خطا سوم یہ کہ لکھا ہی کہ عادت یہ تھی کہ جب دعوی کرتے تھے
اوس لفظ سے تاریخ بھی نکلا کرتی تھی چنانچہ یہان قال من اتبعنی فہو مؤمن جس سے تاریخ نوسو ۹۰۱
ایک کی عیان ہی انتہی سبحان اللہ عیان راچہ بیان یہ وہی مثل ہی کہ دروغ گویم بروی تو عبارت
من اتبعنی فہو مؤمن ابھی موجود ہی مانند دوسرے خوارق تمھارے مہدی کے رفت وگذشت
نہین ہو گئی کہ اوسکا اور اک مشکل ہو اور تم جو چاہو سو بنا کر اوسکی نسبت لگاؤ عدد اس عبارت
کے موافق قاعدہ تاریخ کے کہ حروف مکتوبہ کا اعتبار ہو نہ ملفوظہ کا آٹھ سو بانوے ہین اگر قال
کے ایک سو اکتیس بھی شریک کیے جاوین نوسو اکیاسی ہو جاوینگے نوسو ایک کسی طرح سے
درست نہین ہوتے ہین یہ ایک دعوے کا بیان ہوا دوسرے دعوے کا حال سنیے کہ اسی مصنف نے
تیرھوین باب شواہد الولایت مین لکھا ہی کہ دوسرا دعوی سن نوسو تین ہجری میں باین عبارت
ہوا انہ قال بامر اللہ عز وجل انا المہدی الموعود چنانچہ انہی لفظ مبارک آنحضرت مین تاریخ
دعوے کی حق تعالی نے ظاہر فرمائی غلط ہی بلکہ حق تبارک وتعالی نے یہان بھی تمھارا جھوٹ
وافترا ظاہر فرمایا اسواسطے کہ اس تمام عبارت کے سات سو چھیانوے عدد ہوتے ہین تیسرے دعوے
کا بیان سنیے کہ وہی بزرگ اسی کتاب کے سترھوین باب مین لکھتے ہین کہ تیسرا دعوی قصبہ بدلی
مین سنہ ۹۰۵ نوسو پانچ مین باین عبارت واقع ہوا قال بامر اللہ انا المہدی
مبین مراد اللہ اور یہی الفاظ متبرکہ مین حق سبحانہ وتعالی نے تاریخ دعوے
آنحضرت کی ظاہر فرمائی یہ بھی غلط ہی بلکہ یہان بھی حق تبارک وتعالی نے تمھارا دروغ
بے فروغ ظاہر فرمایا اسواسطے کہ اس تمام عبارت کے نوسو چوالیس عدد ہوتے ہین
اور اگر قال کو علحدہ کرین جیسا کہ ظاہر معلوم ہوتا ہی آٹھ سو تیرہ رہتے ہین غرض کہ تینون

دعوے غلط ہوئے اور اس فرقے کے پیشواؤن اور مصنفین کا فہم و فراست جوکہ امتحان کو
پونہچا اب خیال کیا جاوے کہ اس فہم و عقل سے دینی مذہب کے دقائق کس خوبی سے سمجھے ہونگے
یہ ایک نمونہ ہے انکے اغلاط کا اگر انکی کتابون کا کوئی مطالعہ کرے تو معلوم ہوئے کہ کسقدر بالا بال
مزخرفات ہین خطاے چہارم صاحب پنج فضائل نے لکھا ہے کہ ود شنبے کے روز منبر کہ
درمیان رکن و مقام کے ہے کھڑے ہوکر بعد دعوے مہدیت کے تین بار باآواز بلند کہا کہ من اتبعنی
فہو مؤمن انتہی معلوم ہوتا ہے کہ اس رنگنے نہ کبھی مکہ معظمہ دیکھا ہے نہ کبھی اسکے نقشے مین غور کیا منبر
مقام ابراہیم سے جانب شمال پر ہے درمیان رکن و مقام کے اوسکا ہونا غیر متصور ہے کیونکہ وہ جا
مطاف ہے کہ طواف کرنیوالونکا راستہ ہے وہان منبر کیونکر بن سکتا ہے اور منبر پر کھڑے ہوکر ایسا
دعوی باآواز بلند اوس شہر مبارک مین خصوص اوس زمانہ احتساب مین کوئی عاقل تسلیم نکریگا
بادشاہان ہند نے بسبب ایسی دعوے کے اپنے ملکون سے اخراج کیا وہان کے علما اور حکام بغیر قتل
کیے ہرگز نہ چھوڑتے خطاے پنجم انکے پیران نے اس دعوے پر اپنے مرید شاہ نظام اور
قاضی علاؤالدین کو گواہ قرار دیکر پوچھا کہ قاضی بچند گواہ راضی قاضی علاؤالدین نے کہا کہ قاضی
بدو گواہ راضی یہان میران نے قواعد فقہیہ کے موافق تقریر کرنا چاہا اور نہ خود کے خیال
مین آیا اور نہ قاضی علاؤالدین کو سوجھا کہ فقہا کے نزدیک دونون گواہ کہ مرید خاص اور
الوش خوار مدعی کے ہین کہ پیر کا نفع و ضرر اپنا نفع و ضرر جانتے ہین پیر مدعی کے نفع کی
گواہی مین نامقبول ہین اور قواعد شرعیہ مین بزرگ و غیر بزرگ سب برابر ہوتے ہین چنانچہ
امیر المؤمنین علی المرتضی رضی اللہ عنہ اور ایک یہودی کے درمیان زرہ کے مقدمے مین
مناقشہ ہوا اور مقدمہ محکمۂ قاضی شریح مین رجوع ہوا جناب مرتضوی بذات خود تشریف فرماے
محکمہ ہوئے قاضی شریح نے کہا کہ آپ اپنے دعوے پر گواہ لائیے فرمایا کہ ایک میرے فرزند حسن ہین
اور دوسرا قنبر گواہ ہین قاضی نے کہا کہ حسن آپکے فرزند ہین انکی گواہی مین قبول نہین کرتا
اور قنبر کو چونکہ آپ آزاد کر چکے ہین گواہی انکی مقبول ہے لیکن ایک گواہ کفایت نہین کرتا پس
دعوی آپکا ثابت نہین ہوتا یہودی قسم کھاوے اور زرہ لیجاوے کہتے ہین کہ اعتقاد جناب
مرتضوی مین بیٹے کی گواہی باپ کے واسطے درست تھی لیکن اجتہاد قاضی کے موافق ایا بت

کرکے تسلیم زرہ پر راضی ہوئے جب یہودی نے معاینہ کیا کہ امیر المومنین میرے واسطے اپنے تابع
قاضی کے پاس چل کر گئے اور کچھ تکبر و نفسانیت نہ کی اور قاضی نے ذرہ رعایت و حمایت نہ کی
جانا کہ دین انھین کا حق ہی اور اقرار کیا کہ مین باطل جھگڑا کرتا تھا زرہ حقیقت مین امیر المومنین کی
ہی وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ دیکھیے جب قاضی امیر المومنین
کے دعوے زرہ مین گواہی امام حسن پر راضی نہوا خلاف قواعد فقہیہ تمھارے دعوے مہدویت
مین تمھارے خاص تلمیذونکی گواہی پر کب راضی ہوگا خطا ہے ششم یہ کہ مدعی کی سمجھ مین
یہ نہ آیا کہ جس بات پر یہ دونون گواہ ہوئے ہین مہدی علیہم اوسکا انکار نہین کرتے ہین اور جس بات کا
وہ انکار کرتے ہین اوسکے یہ گواہ نہین ہو سکتے ہین یہ دونون اس بات پر گواہ ہین کہ تم نے
من اتبعنی فھو مؤمن کہا مدعا علیہم کو اسکا انکار نہین ہی تم اب بھی کہتے ہو جب بھی کہا ہوگا اونکو
اسکے باذن اللہ و من عند اللہ ہونے کا انکار ہی اور گواہان مذکور سے اسکی گواہی غیر متصور ہی
اگر کہین کہ گواہون پر بھی امر الٰہی منکشف ہوا تو وہ بھی تمھاری طرح مدعی کشف و الہام کے ہو گئے
گویا کہ تین شخص نے دعوی کشف کیا اون مین سے ایک نے مہدویت جتائی اور دو نے
ولایت بتائی اور یہ اونکی مہدویت کے مصدق اور وہ اونکی ولایت کے مصدق ہوئے
کس ع من تُرا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو سے جناب تینون قدر مشترک ہین شریک الدعوی ہین
اور مدعی علیہم تینون کے منکر ہین آپس مین ایک دوسرے کے گواہ نہین بن سکتے
کیونکہ یہ من وجہ شہادت لنفسہ ہی کہ اگر اونکی مہدویت ثابت ہوئی تو انکی ولایت بھی
ثابت ہوئی علاوہ یہ کہ ولایت صحت اعتقاد پر موقوف ہی اور صحت اعتقاد صحت
مہدویت پر اگر صحت مہدویت انکی ولایت پر موقوف ہووے دور محال لازم آویگا ❊❊
دلیل ہفتم شواہد الولایت کے اکتیسوین باب مین لکھا ہی کہ ترمذی مین باب المہدی مین ہی
کہ عن ارطاة انه قال بلغني عن النبي صلی الله علیه وسلم ان المهدي من ولد فاطمة بنت
رسول الله صلی الله علیه وسلم یعیش خمس عام ثم یموت علی فراشه ثم یخرج
رجل من ولد فاطمة بنت رسول الله علی سیرة المهدي بقاؤه عشرین
سنة ثم یموت مقتولا بالسلاح اور یہ حدیث خوندمیر پر صادق ہی اور بعضے مصنفین ان

لوگون کے بعد نقل اس حدیث کی یون لکھتے ہین کہ بعد وفات مہدی کے خلیفہ انکے سید خوندمیر
بعد بیس برس کے مظفر الملک بادشاہ گجرات کے ساتھ جنگ کرکے مارے گئے اور حدیث ان مخبر
صادق آئی جواب اس نقل مین ان لوگون نے اقسام کی خیانت اور بے دیانتی کو کار فرمایا
اسواسطے کہ ترمذی مین باب ماجاء فی المہدی مین اس حدیث کا نام نشان نہین ہے البتہ نعیم بن حماد نے
ارطاۃ سے روایت کیا ہے چنانچہ رسالۂ مہدی مؤلفہ مولانا علی القاری اور رسالۂ برہان شیخ علی متقی
مین موجود ہے لیکن چونکہ وہ روایت سراسر انکے مطلب کے مخالف تھی اوسمین اقسام کی تحریف و
تبدیل کرکے عبارت مذکور الصدر بقدر اپنے مطلب کے بنالی اور اس وعید شدید کا خوف نکیا کہ
حضرت رسالت مآب نے فرمایا ہے کہ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّداً فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ یعنی
جو شخص کہ مجھپر عمداً جھوٹ باندھے پس چاہیے کہ اپنا ٹھکانا آگ مین ٹھیرا لے یہ حدیث محدثین کے
نزدیک متواتر المعنی ہے روایت نعیم بن حماد یہ ہے عن ارطاۃ قال بلغنی ان المہدی یعیش
اربعین عاما ثم یموت علی فراشه ثم یخرج رجل من قحطان مثقوب الاذنین
علی سیرة المهدي بقاؤه عشرین سنة ثم یموت قتيلا بالسلاح ثم یخرج رجل
من اهل بیت النبي صلی الله علیه وسلم مهدي حسن السیرة یغزو مدینة قیصر
وهو اخر امیر من امة محمد صلی الله علیه وسلم ثم یخرج في زمانه الدجال وینزل
في زمانه عیسی بن مریم علیه السلام یعنی کہا ارطاۃ نے کہ مجکو پونہچی ہے یہ بات کہ مہدی
رہینگے چالیس برس پھر مرینگے اپنے فرش پر پھر نکلیگا ایک مرد نسل قحطان سے کہ دونو
کانون مین اوسکے سوراخ ہوگا کہ مہدی کی روش پر چلیگا اوسکو بیس برس بقا ہے پھر ہتھیار سے
مقتول ہوکر مریگا پھر نکلیگا ایک مرد اہل بیت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ہدایت یافتہ
نیک سیرت ہوگا غزا کریگا شہر قیصر روم کو اور وہ پچھلا امیر ہے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین
پھر اوسی کے زمانے مین دجال بھی نکلیگا اور عیسی بن مریم بھی اوترینگے انتہی اب اس روایت کو مہدویون کی
روایت سے مقابلہ کرکے دیکھیے کسقدر تحریف اور خیانت کی ہے فقط اتنی بات پر کہ اس قحطانی
کے حق مین بعد مہدی کے بیس برس کا رہنا وارد ہوا اپنے خوندمیر کو بھی دیکھا
کہ بعد بیس برس کے مارے گئے بیخود ہوکر جامے سے باہر ہوگئے کہ تمام علامات سابق ولاحق

اور اکرا و رکو نسل حضرت رسالت مین داخل کر کے اپنے میان پر جما دیا حالانکہ یہ شخص قحطان عامر
بن شالخ کی اولاد مین ہی اور اسکی اولاد سے ہوگا اور خوند میر تمھارے اعتقاد کے موافق ہاشمی ہین اگر
آج یہ روایت اونپر جمانے کی ضرورت سے قحطانی بناؤ گے تمھارے مہدی کی بشارت جھوٹ ہو جاویگی
کر شواہد کے ستائیسوین باب مین منقول ہی کہ فرماتے تھے برادر میرے سید خوند میر حسینی
سید ہین ہم اور یہ ایک جدی ہین انتہی قطع نظر اس سے میان خوند میر کے بعد موافق اس
روایت کے وہ دوسرے میان کونسے نکلے کہ جنہون نے قیصر روم کے شہر پر غزا کی کہ وہ آخر امیر
اس امت کے ہین تم لوگ اپنے مہدی کے وقت سے آجتک کچھ کم چار سو برس مین کبھی عزت سلطنت کو
نہ پہونچے اور مصداق اس آیت کے نہوے کہ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ
الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا الآیہ یعنی وعدہ دیا اللہ نے
جو لوگ تم مین ایمان لائے ہین اور کیے ہین نیک کام کہ البتہ پیچھے حاکم کرے گا انکو ملک مین
جیسا کہ حاکم کیا تھا اون سے اگلو نکو اور جما دے گا انکو دین اونکا جو پسند کر دیا انکو اور دیگا
انکو اونکے ڈر کے بدلے امن انتہی بلکہ ہمیشہ اہل سنت کے نمک خوار یا نمکو اونکے خیرات خوار
رہے اور ہمیشہ اپنے مخالفین کے سامنے پشت خم و سرنگون رہے اور ذلت نوکری کی کہ جاکر
اونکو کر برابر ہی ہموارہ تمکو لازم رہی اور مصداق اسکے رہے کہ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَ
الْمَسْكَنَةُ تم مین ایسا کونسا شخص کب نکلا کہ قیصر روم پر چڑھائی کی اور پھر اوسکے
وقت مین دجال کب نکلا اور اگر نکلا تو اوسکو کہان چھپا کر رکھا ہی کہ آجتک مع گدھا ایسا
گم ہی جیسا کہ گدھے کے سر سے سینگ گم ہین اور حضرت عیسیٰ نے کیسا نزول فرمایا انصاف
کرنا چاہیے کہ فقط میین سن مطابق ہوے تو بس ہوا یہ علامات اگر نہو وین کچھ ضرر نہین ہی
جیسا کہ ایک شخص ایک امیر کے پاس آیا اور کہا کہ ایک ہاتی بکاؤ ہی اگر خریدنا منظور ہو تو
خرید کیجیے اوسنے کہا ایک نظر ہمکو دکھانا چاہیے اوسنے اپنی مٹھی کھول کر ایک مچھر
دکھلایا اور کہا کہ دیکھیے سونڈ موجود ہی بہت عمدہ ہاتی ہی اور خلیفہ موصوف کی تحقیق
سوا سے ارطاۃ کے اوروں نے بھی روایت کی ہی چنانچہ نعیم بن حماد نے قیس بن جابر

مدنی اور کعب اور معمر سے اور طبرانی اور ابن منده اور ابن عساکر نے قیس بن جابر عن ابیه عن جده سے روایت کیا ہی اور بعضے ان روایات مین ہی کہ یہ قحطانی کچھ مہدی سے کم نہوگا **دلیل ہشتم** میان خوندمیر مکتوب ملتانی مین لکھتے ہین بعضی روایات کہ در حق مہدی وارد شده است اکثر صاحب فتوحات در کتاب خود آورده است کقوله الا ان لله خلیفة یخرج وقد امتلأت الارض جورا وظلما فیملؤها قسطا وعدلا یشبه رسول الله فی الخلق بضم الخاء اجل الجبهة اقنی الانف مقرون الحاجبین یقسم المال بالسویة ویعدل فی الرعیة ویفصل فی القضیة یخرج علی فترة من الدین یزع الله به مالا یزع بالقرآن یاتیه الرجل یسئ جاهلا بخیلا جبانا فیصبح اعلم الناس اکرم الناس اشجع الناس یمشی النصر بین یدیه یعیش خمسا او سبعا او تسعا یقفو اثر رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یخطی له ملک یسدده من حیث لا یراه یفعل ما یقول ویقول ما یعلم ویعلم ما یشهد یصلحه الله فی لیلة یعز الاسلام به بعد ذله ویحیی بعد موته یظهر من الدین ما هو الدین فی نفسه ویرفع المذاهب فلا یبقی الا الدین الخالص یفرح به عامة المسلمین اکثر من خواصهم یبایعه العارفون بالله من اهل الحقائق عن شهود وکشف وتعریف الهی له رجال الهیون یقیمون دعوته وینصرونه هم الوزراء یحملون اثقال المملکة ویعینونه علی ما قلده الله تعالی شعر

الا ان ختم الاولیاء شهید ۔ وعین امام العالمین فقید ۔ هو السید المهدی من آل احمد ۔ هو الصارم الهندی حین یبید ۔ هو الشمس یجلو کل غم وظلمة ۔ هو الوابل الوسمی حین یجود ۔ وقد جاء زمانه اظلکم وانه ظهر فی القرن الرابع اللاحق بالقرون الثلثة الماضیة قرن رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم الذی یلیه ثم الذی یلی الثانی ثم جاء بینهما فترات وحدثت امور **جواب** معلوم نہین کہ اس عبارت فتوحات سے نقل کرنے سے کیا غرض ہی شاید یہ ہی کہ معلوم ہووے کہ فتوحات مین جو احوال امام مہدی کے مذکور ہین میان خوندمیر کے مہدی پر صادق ہین اسی غرض سے میان مذکور نے عجیب جعل کی چال اختیار کی کہ وضع ثقات سے نہایت بعید ہی یعنی عبارت فتوحات مین اقسام کی تحریف و تبدیل کو کار فرمایا کہ کسی جا اپنے مطلب کے موافق کچھ الفاظ

بڑھا دیے ہیں اور کہیں عبارات و فقرات کہ مخالف تھے اونکو دیکھ کے اوڑا دیے اور کسی کا معنی غلط سمجھے چنانچہ
تفصیل اسکی یہ ہے تحریف اول یہ کہ فسطاؤ و عدلا کی یہ عبارت اوڑا دی لو لم یبق من الدنیا
الا یوم واحد لطول الله ذلک الیوم حتی یلی هذا الخلیفة من عترة رسول الله صلی الله علیه وسلم
من ولد فاطمة یواطی اسمه اسم رسول الله صلی الله علیه وسلم یبایع بین الرکن و المقام یعنی اگر باقی
رہے دنیا مگر ایک ہی روز دراز کریگا اللہ تعالی اس دنکو تا آنکہ آئے یہ خلیفہ یعنی خروج اس خلیفہ کا قضا ہو عترت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اولاد فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے کہ موافق ہوگا نام اس خلیفہ کا نام
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کیا جاویگا درمیان رکن اسود اور مقام ابراہیم کے انتہی
اس عبارت سے میان مذکور کو کیا خوف تھا کہ صاف کر دیا شاید یہ خیال کیا کہ بیعت رکن مقام
کے درمیان انکے مہدی پر صادق نہیں آتی ہی اسواسطے اس مقدمے کو حذف کر دینا چاہیے
یہان سے معلوم ہوا کہ مقدمہ بیعت رکن و مقام کا کہ دلیل ششم مین مذکور ہو چکا تراش ساختن
مہدویہ کی ہی کہ انھون نے بمنطوق ع اگر پدر نتواند پسر تمام کند سکے یہ حکایت افترا کر کے اپنے مہدی کی
خدمت کی اور متقدمین مہدویہ کو اسکی خبر بھی نتھی ورنہ خوند میر سے خلیفہ خاص کیونکر مخفی رہتا
اسی سبب سے صاحب سراج الابصار وغیرہ مصنفین متقدمین نے بھی کہ انکے تابعین سے ہین نقل نکیا
تحریف دوم یہ کہ لکھتے ہین یشبه رسول الله فی الخلق بضم الخاء حالانکہ فتوحات
مین عبارت اسطرح ہی یشبه رسول الله صلی الله علیه وسلم فی الخلق بفتح الخاء
وینزل عنه فی الخلق بضم الخاء لانه لا یکون احد مثل رسول الله صلی الله علیه
وسلم فی اخلاقه یعنی مشابہ ہوگا رسول خدا کے یہ خلیفہ صورت و شکل مین اور کم ہوگا
آنحضرت سے اخلاق مین اسواسطے کہ کوئی شخص اخلاق مین مثل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
نہین ہوتا ہی انتہی اس تحریف سے میان محرف کی غرض یہ ہی کہ حضرت شیخ اکبر فرماتے ہین کہ مہدی
اخلاق مین حضرت رسالت مآب سے کم ہین پس اعتقاد مہدویون کا کہ دونون کو مساوی
و برابر سمجھتے ہین برباد ہوجاتا ہی اسواسطے میان یہان چالاکی کر گئے اور کیا عجب ہی کہ یہ بھی
مد نظر ہو کہ شیخ اکبر مہدی کو ہمشکل پیغمبر کے لکھتے ہین اور انکے مہدی ہمشکل نہون اور ان
ایام مین بسبب قرب زمانے کے ہزارہا آدمی اونکے دیکھنے والے موجود تھے دعوی مہدی کا مشکل تھا

اسواسطے بھی تحریف مذکور ضرور تھی و جبکہ زمانہ دوسرا آیا کہ دیکھنے والے نہ رہے متاخرین مہدویہ نے
اپنی کتابین دعوی ہمشکلی سے بھردین حالانکہ اب بھی انھین کتابون سے مستنبط ہوتا ہی کہ ہمشکل نہ تھے
چنانچہ شواہد الولایت سے دلیل چہارم مین مذکور ہی کہ انکے مہدی دومویہ تھے حالانکہ حضرت رسالتمآب کے
تمام سر مبارک اور لحیہ شریف مین بیس بال سے کم سفید تھے کہ روایات صحیحہ اوسپر شاہد ہین اور اگر اختلاف
رنگ ریش سے اختلاف شکل تسلیم نکرین تو اختلاف شکل جسمی بھی انکی کتابون مین موجود ہی چنانچہ
ولی یوسف رسالہ حجت المنصفی مین لکھتے ہین کہ انکے میران جب کھڑے ہوتے تھے دونون ہاتھ
گھٹنون تک پہونچتے تھے حالانکہ حضرت رسالت کے حلیہ مبارک مین یہ بات ثابت نہین ہی البتہ ایک
صحابی کہ نام اونکا خرباق یا عمیر تھا اونکے ہاتھ دراز تھے اسی سبب سے اونکا لقب ذوالیدین تھا اور
حدیث سہو صلوۃ مین اونکا ذکر صحاح مین موجود ہی **تحریف سوم** یہ کہ اقنی الانف کے بعد لفظ
مقرون الحاجبین کا کہ وہان نہ تھا بڑھا دیا اور فقرہ اسعد الناس بہ اہل الکوفۃ کا کہ وہان تھا اوڑا دیا
اس فقرے کا کچھ قصور نہین ہی کہ قابل نکالڈالنے کے ہو مگر یہ کہ میان کے مہدی کی تکذیب
کرتا تھا اسواسطے کہ معنی اوسکے یہ ہین کہ اہل کوفہ بسبب امام مہدی کے اور لوگون سے بڑھکر
سعادت مند ہونگے یعنی زیادہ تر مطیع و فیضیاب ہونگے اور ظاہر ہی کہ مہدی جونپوری سے
اہل کوفہ کہان سعادت اندوز ہوئے **تحریف چہارم** یہ کہ یفصل فی القضیۃ کے بعد یہ عبارت
نکالڈالی یاتیہ الرجل فیقول له یا مهدي اعطني وبين يديه المال فيحثي له في ثوبه
ما استطاع ان يحمله یعنی آوے گا اس خلیفہ کے پاس مرد سائل اور کہے گا کہ ای مہدی دے مجکو
اور سامنے اونکے مال ہوگا پس اوسکے کپڑے مین اوسقدر بھردیوینگے کہ اوٹھا سکے انتہی
چونکہ یہ شان مہدی خوندمیری کی نہ تھی اس سبب سے اس عبارت کو حذف کردیا کیونکہ انکے مہدی مالک
ملک و مال نہ تھے کہ یہ داد و دہش اونپر صادق آتی اور یقسم المال بالسویۃ یعنی تقسیم کریگا
مال کو برابر اسکو رہنے دیا اسلیے کہ انکے مہدی اس مضمون کو بکشاکشی ادا کرلیتے تھے کہ جو کچھ
بطور خیرات کے آجاتا تھا اوسکو ریزہ ریزہ کرکے برابر تقسیم کردیتے تھے اور ہر حصے کو سویہ
کہتے تھے لیکن پھر بھی ایک خلل ہوجاتا تھا کہ مصاحبین بعضون کی سفارش کرکے کئی سویہ
دلادیتے تھے چنانچہ زوجہ خاص وغیرہ کو تین تین سویہ ملا کرتے تھی جیسا کہ ولی یوسف نے لکھا ہی

اور پنج فضائل مین لکھا ہی سید محمود اپنے فرزند کو مع اونکے زن و پسر کے تین آدمی مین بیچ سو
دیتے تھے باین ہمہ تقسیم بالسویہ صادق تھا انتہی واضح ہو کہ عالم میان نے رسالہ معارج
حدیث فیجئ الیہ الرجل فیقول یا مہدی اعطنی اعطنی فیحثی لہ فی ثوبہ ما استطاع ان یحملہ کی شرح
مین لکھا ہی کہ آیا طرف آپکے ایک مرد گجراتی سید خوندمیر نہایت سائل و حریص عطایای
باطنیہ کا پھر بیٹا حضرت نے اوس پر خزانون سے ولایت محمدیہ کے اسکی ہمت کے موافق انتہی
یہ وہ بات ہی کہ مدعی سست و گواہ چست پیران نمی پرند مریدان می پرانند خوندمیر اس
کلام کا محل نپا کر اوسکو فتوحات کی عبارت سے اوڑا رہے ہین اور مریدین خود اونھین کو اسکا
مصداق بنا رہے ہین عجب ماجرا ہی پھر اوسی سالے مین لکھتے ہین کہ شہر مانڈو مین ساٹھہ قنطار
اشرفیون کے ایکبار سائلون کو خیرات کر دیے اور ایک ف بجلانے والے کے دن مین
ایک تسبیح سو موتی کی ڈالی کہ ہر دانہ لاکھہ محمودی کا تھا اور محمودی سوا روپیہ یا سوا دو روپیہ
کی ہوتی ہو انتہی یہ قصہ بالکل بے اصل معلوم ہوتا ہی کیونکہ اگر کچھہ بھی اسکی اصل ہوتی تم سے
پہلے خوندمیر کو معلوم ہوتا پس اوس بزرگ کو عبارت مذکورہ کے محل نہ ملنے سے اسقدر کیون حیرانی
ہوتی کہ عبارت کے نکال ڈالنے کی نوبت پہونچی بلکہ بلا خوف تمام عبارت بلا حذف و تخفیف لکھہ دینا
تھا دوسرے یہ کہ اگر سوا کرور یا سوا دو کرور روپے کی تسبیح کسی نے تمھارے مہدی کو خیرات
مین نذر کی ہوتی تو اس عجیب غریب خبر کو مورخین ضرور لکھتے اور تمھاری کتب نقلیات کا کیا
اعتبار ہی کہ اکاذیب سے مالامال ہین سلاطین و حکام اوس زمانے کے تمھارے مہدی کے اسقدر دشمن
تھے کہ کسی جا چین نہ دی ملک ملک اخراج کرتے رہے اور اسقدر مقدور سلاطین مانڈو و حکام مالوہ
کو کہان سے میسر ہوا کہ ایسی بیش بہا چیز نایاب پیدا کرین اور پھر ایک درویش کو حوالہ کرین اور وہ ایک
دفالی کو حوالہ کرے ان سب سے سلاطین دہلی بڑھکر قدرت رکھتے تھے اونکا حال یہ تھا
کہ تین سلطنت یعنی اکبر و جہانگیر و شاہجہان مین ایک تسبیح مروارید مساوی المقدار و القیمت
قیمتی پچاس لاکھہ روپے کی فراہم ہوئی تھی کہ آخر کو نادر شاہ کے ہاتھہ لگی طرہ یہ کہ شواہد الولایت
مین لکھا ہی کہ ساٹھہ قنطار زر اور تسبیح مذکور انکو سلطان غیاث الدین نے بھیجی تھی در حالیکہ
اپنے بیٹے نصیر الدین کے حکم سے پا بجولان طلا مقید تھا یہ کسکی عقل مین آتا ہی کہ مقید مسلسل کو

اسقدر قدرت خزائن پر ہوتی ہی اور طرفہ ماجرا یہ ہی کہ یہ قصہ تینون دعوون مہدویت سے پہلے واقع ہوا ہی چنانچہ باب دوم سے ظاہر ہی پس داد و دہش کی تقدیر ثبوت بھی علامت مہدیت سے کچھ علاقہ نہین رکھتی ہی اور سب پر علاوہ یہ ہی کہ اگر یہ نقل صحیح ہی تو میران کی طرف بڑا عیب لگتا ہی اسواسطے کہ مال بیت المال مین تمام مسلمانون کا حق ہی اور کسی غیر مستحق کو اوسمین سے دینا یا حق سے زیادہ کسیکو دینا ظلم و خیانت ہی اسیواسطے خلفائے راشدین اپنی ذات و اقربا کے واسطے بھی زیادہ معاش مقرر نکرتے تھے پس اول اسقدر زر خطیر بیت المال کا شیخ موصوف کو دینا سلطان موصوف کی خطا ہی پر شیخ موصوف کا ایکٹ فالی کو کہ بیت المال مین اوسکا حق نہایت قلیل ہی تسبیح کر و ررود کروڑ کی حوالہ کر دینا خطاے اول سے بھی بدتر ہی تحریف مخم یہ کہ مالا یزع بالقرآن کے بعد یا تیہ الرجل اپنی طرف سے بڑھا دیا اسواسطے کہ بغیر اس بڑھانے کے عبارت مابعد انکے مہدی پر صادق نہ تھی بلکہ تکذیب کر تی تھی کیونکہ عبارت مابعد یہ ہی یمسي جاهلا بخيلا جبانا فيصبح اعلم الناس اكرم الناس اشجع الناس یعنی مہدی کو جس شب اللہ تعالی مہدی بنا دے گا اوسکی شام تک بے علم بخیل نامرد ہونگے اور صبح کو سب آدمیون سے زیادہ علم مین اور کرم مین اور شجاعت مین ہو جاوینگے یہ موافق ہی حدیث امام احمد اور ابن ماجہ کے المهدي من اهل البيت يصلحه الله في ليلة یعنی مہدی اہل بیت سے ہین درست کر دے گا اونکو اللہ تعالی ایک شب مین چونکہ یہ بات انکے مہدی ادعائی کے حال کے سراسر مخالف تھی کہ مطلع الولایت وغیرہ انکی کتب مین مرقوم ہی کہ انکے مہدی مادر زاد ولی تھے اور شیخ دانیال کی تعلیم سے سات برس مین حافظ قرآن ہوکر بارہ برس کی عمر تک تمام علوم سے فارغ ہوکر باتفاق علمائے نواحی دانا پور کے ملقب باسد العلما ہو چکے تھے اور ہمراہ سلطان حسین حاکم پورب کے ساتھ راجہ دلپت راؤ کے جنگ سخت کر کے اوسکو مع فیل سوار کے قتل کیا اور بکمال شجاعت تمام لشکر کو زیر و زبر کر دیا تھا پس ان پر نہ یہ حدیث صادق آتی ہی نہ عبارت مذکورہ فتوحات اسواسطے میان خوندمیر نے اپنی جعلی عبارت یعنی یاتیہ الرجل کو عبارت فتوحات کے اول مین لگا دیا تا کہ معنی یہ ہو جاوین کہ جو شخص کہ مہدی کے پاس آوے گا اوس کا یہ حال ہووے گا کہ شام کو جاہل بخیل جبان ہوگا اور صبح کو تاثیر صحبت سے اعلم اکرم

اَنجح ہو جا رہے گا انصاف کیجیے کہ کیسا بڑا کذب و افترا ہی کہ اپنے مطلب کے واسطے ایک بات
بنا کر دوسرے مصنف کی طرف نسبت کر دینا اعنہم انکو مہدی کا صدیق بولتے ہین
استغفر اللہ العظیم اور سب مہدوی اپنی کتابون مین بہ تقلید انکے آجتک یہی مضمون ادا کرتے
چلے آتے ہین اور انکی عبارت محرفہ کو نقل کرتے چلے جاتے ہین **تحریف ششم** یہ کہ بعد
من حیث لا یدراہ کے اتنی عبارت حذف کر دی یحمل الکل ویقوی الضعیف فی الحق او
یقری الضیف ویعین علی نوائب الحق یعنی یہ خلیفہ اوٹھاوے گا بار عیال و یتیم کو اور
قوت دیگا ضعیف کو امر حق مین اور ضیافت کرے گا مہمان کی اور مدد کرے گا مصائب
حق پر انتہی قوت دینا ضعیف کو اور مدد کرنا مصائب مین اور دوسرونکا بار اوٹھانا صاحبان
ثروت و حکومت کا کام ہی اور مہدی اٹاوی چونکہ خود ضعیف تھے کہ حکام و سلاطین انکو انواع و
اقسام کے جبر اور اخراج و زجر کرتے تھے اسواسطے میان نے اس عبارت سے کنارہ کشی مناسب
سمجھی لیکن یہ یاد نہ رہا کہ یمشی النصر بین یدیہ کو بھی حذف کر دیتے کہ وہ بھی ان پر نہین صادق
ہی یعنی چلے گی نصرت سامنے اس خلیفہ کے کہ جدہر متوجہ ہو گا منصور ہو گا اگر منصوری ہی کا
نام ہی کہ انکو نصیب تھی تو کوئی اوسکا خواہان نہین ہی انھین کو مبارک ہو **تحریف ہفتم**
یہ کہ بعد یصلحہ اللہ فی لیلۃ کے اسقدر عبارت نکال ڈالی یفتح المدینۃ الرومیۃ
بالتکبیر فی سبعین الفا من المسلمین من ولد اسحق یشہد الملحمۃ العظمی مادبۃ اللہ
بمرج عکا یبید الظلم واھلہ یقیم الدین وینفخ الروح فی الاسلام یعنی
فتح کرے گا خلیفہ مدینہ رومیہ کو تکبیر سے ہمراہ ستر ہزار مسلمانان اولاد اسحق سے حاضر ہو گا جنگ
کلان مین بمقام مادبۃ الٰہی چراگاہ شہر عکا کے ہلاک کرے گا ظلم اور اہل ظلم کو قائم کرے گا دین کو
اور پھونکے گا روح اسلام مین انتہی اس عبارت کے نکالنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ عبارت مہدی کی
تکذیب کرتی تھی کیونکہ نہ اون بزرگوار نے مدینہ رومیہ فتح کیا نہ اوسکے ہمراہ کبھی ستر ہزار
مسلمان اولاد اسحق کے جمع ہوے بجائے اولاد اسحق کی اور [illegible] مین واقع ہوا
کہ وہان وہ حاضر ہوتے نہ ہوتے اور نہ ظلم [illegible]
مظلومون کے ہمیشہ پھرتے رہے **تحریف ہشتم** یہ کہ بعد [illegible] عبارت

نکالدالی یضع الجزیۃ ویدعو الی اللہ بالسیف فمن ابی قتل ومن نازعہ خذل
یعنی موقوف کرے گا جزیے کو یعنی جزیہ لے کر کفر پر کافرون کو نچھوڑ دے گا جیسا کہ اب معمول
ہی بلکہ یا اسلام یا قتل مانند عیسی علیہ السلام کے جاری کرے گا اور دعوت کرے گا طرف اللہ تعالی
کے بزور شمشیر پس جسنے انکار کیا مارا جاوے گا اور جسنے نزاع کیا مخذول ہوگا انتہی اس
عبارت کے حذف کا سبب بھی ظاہر ہی کہ انکے مہدی کو جھٹلاتی ہی کیونکہ اونکو کافرون سے قدرت
جزیہ لینے کی کہان ہوئی کہ موقوف کرتے بلکہ مسلمانون سے جزیہ لینے کی تمنا رکھتے تھے
مگر اللہ تعالی نے دین محمدی کی حمایت کی کہ انکو اسقدر دست رس نہ دی حال تمنا کا انصاف نامے
کے باب چہارم مین مسطور ہی کہ میران شہر ٹھٹھہ مین دعوت کر رہے تھے کہ ایک ملا نے اپنے فرزند کو
سامنے کر کے کہا کہ اسکے واسطے دعا کیجیے بولے اگر حق تعالی قوت دیوے ہم ایسے جزیہ لیوینگے
انتہی اور دعوت بزور شمشیر کہان تھی کہ جو انکار کرتا مارا جاتا اور جسنے نزاع کیا وہ مخذول کہان
ہوا بلکہ انھین کے معتقد ہمیشہ سلاطین مخالف کے ہاتھ سے مقتول و مخذول ہوتے رہے بلکہ
خود میان تحریف باز مع رفقا و اقربا گجرات مین مقتول ہوے تحریف نہم یہ کہ یرفع المذاہب
او فلا یبقی الا الدین الخالص کے درمیان مین لفظ من الارض کا تھا اوسکو
نکالڈالا اسواسطے کہ معنی یہ ہوتے تھے کہ مہدی اوٹھا وینگے سب مذہبون کو روے زمین سے
پس باقی نرہیگا مگر دین خالص آور یہ بات انکے مہدی پر صادق نہین ہی کیونکہ انھون نے
روے زمین سے مذاہب کہان اوٹھائے مذاہب مختلفہ ابتک روے زمین پر موجود ہین چنانچہ
ایک مذہب مہدویون کا انکے سبب سے بڑھ گیا البتہ اپنے مریدون مین سے سب مذہب
اوٹھا ڈالے اور سمجھ لیے کہ دین خالص یہی ہی کہ جسپر ہم ہین یہ ہر ایک سے ہوسکتا ہی اور لیا سب
سمجھ لیتے ہین کہ کل حزب بما لدیہم فرحون ع ہر کس بخیال خویش خبطے دارد یہ معنی
رفع مذاہب کے لفظ من الارض کے ہوتے ہوے نہین درست تھے اسواسطے اوسکو حذف
کر دیا تحریف دہم یہ کہ بعد الا الدین الخالص کے یہ عبارت نکالڈالی اعدآؤہ
مقلدۃ العلماء اہل الاجتہاد لما یرونہ من الحکم بخلاف ما ذہبت
الیہ ائمتہم فیدخلون کرہا تحت حکمہ خوفا من سیفہ وسطوتہ ورغبۃ

فیالله یعنی دشمن امام کے ہونگے پیروی کرنے والے علمائے مجتہدین کے کیونکہ حکم اس امام کا اپنے
ایمۂ مجتہدین کے خلاف دیکھیں گے پھر داخل ہونگے مجبوری سے زیر فرمان امام کے بخوف شمشیر وغلبہ
امام کے اور بسبب رغبت وطمع اوس چیز کے کہ پاس امام کے ہے یعنی مال و دولت وغیرہ انتہی اسی سبب سے بعد اسکے
فرمایا کہ یفرح به عامة المسلمین اکثر من خواصهم یعنی خوش ہونگے بسبب امام کے عوام مسلمین زیادہ تر
خواص مسلمین سے مراد خواص سے یہی مقلدین متعصب ہیں بالجملہ یہ عبارت بھی خوند میر کے مہدی کی تکذیب
کرتی ہے اسواسطے اوسکا حذف کرنا مصلحت تھا کیونکہ نہ انکے مہدی کے پاس شمشیر تھی اور نہ علما مخالف
بخوف شمشیر اونکے زیر فرمان ہوئے اور نہ مال و دولت رکھتے تھے کہ اوسکی رغبت سے فرمان بردار ہوتے تحریف یا زدہم
یہ کہ بعینہ علی ما قاله الله تعالیٰ کے اس قدر عبارت حذف کر دی ینزل علیه عیسی ابن مریم
بالمنارة البیضاء شرقی دمشق بین مهرودتین متکئا علی ملکین ملك عن یمینه
وملك عن یساره یقطر رأسه ماءً مثل الجمان یتحدر کانما خرج من دیماس والناس
فی صلوة العصر فیتنحی له الامام فیتقدم فیصلی بالناس یؤم الناس بسنة محمد
صلی الله علیه وسلم یکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویقبض الله المهدی الیه طاهرا
مطهرا وفی زمانه یقتل السفیانی عند شجرة بغوطة دمشق ویخسف بجیشه
فی البیداء بین المدینة ومکة حتی لا یبقی من الجیش الا رجل واحد من
جهینة یستبیح هذا الجیش مدینة الرسول صلی الله علیه وسلم ثلثة
ایام ثم یرحل بطلب مکة فیخسف الله به فمن کان مجبورا من ذلك
الجیش مکرها یحشر علی نیته القرآن حاکم والسیف مبید
ولذلك ورد ان الله یزع بالسلطان ما لا یزع بالقرآن یعنی نازل ہونگے
امام مہدی پر عیسی ابن مریم منارۂ سفید شرقی دمشق پر دو کپڑے رنگین مائل بزردی پہنے ہوئے
تکیہ دیے ہوئے دو فرشتوں پر ایک فرشتہ سیدھی طرف سے اور ایک فرشتہ بائیں طرف سے سر سے
قطرات عرق مانند چاندی کے موتیوں کے ٹپکتے ہوئے کہ بہتے بھی ہونگے یعنی سر جھکانیکے وقت سر کے
بالوں سے قطرات پسینے کے ٹپک پڑینگے اور سر بلند کرنیکے وقت جسم پر بہنے لگینگے گویا کہ حمام سے
برآمد ہوئے ہیں اور لوگ نماز عصر کی تیاری میں ہونگے اور امام حضرت عیسی علیہ السلام کے

واسطے ہٹجاوینگے پس آگے بڑھ کر لوگون کو نماز پڑھاوینگے حضرت عیسی آدمیون کی امامت کرینگے طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر توڑینگے شکل صلیب کو کہ جسکو نصاری گلے مین ڈالتے ہین اور قتل کرینگے خنزیر کو اور قبض کریگا اللہ تعالی امام مہدی کو اپنی طرف طاہر مطہر اور اونکے زمانے مین مارا جاویگا سفیانی نزدیک ایک درخت کے مقام غوطہ دمشق مین اور زمین مین دھسلایا جاویگا لشکر اوسکا مقام بیدا مین درمیان مدینے و مکے کے یہان تک کہ نہ باقی رہیگا لشکر مین سے مگر ایک آدمی قبیلہ جہینہ کا اور یہ لشکر تین روز تک مدینہ رسول مین لوٹ مار مباح کریگا پھر جاویگا مکے کے ارادے پر مین جسا دیگا اللہ تعالی اوسکو پس جو شخص کہ بطور مجبوری کے اس لشکر کے ساتھ تھا اوسکی نیت کے موافق اوسکا حشر ہوگا قرآن حاکم ہوگا اور تلوار بلند کرنیوالی ہوگی دین کو اور اسیواسطے وارد ہوا ہی کہ اللہ تعالی بسبب سلطان کے خلق کو منہیات سے اسقدر باز رکھتا ہی کہ بسبب قرآن کے اوسقدر باز نہین رکھتا ہی انتہی یعنی بسبب خوف شمشیر سلطانی کے اکثر خلق شریعت پر ہموار ہوجاتی ہی اور قرآن سے فقط خاص لوگ ہدایت یاب ہوتے ہین اور نیچے معلوم ہے کہ منارہ بیضا شرقی دمشق کہ جسپر حضرت عیسی علیہ السلام آسمان سے اترینگے وہ بین ایک مسجد جامع بنی امیہ کی شرقی سمت پر واقع ہی اور حالا اوس مسجد کا منارہ اذان ہی اور پچھتر مؤذن کہ ملازم مسجد مذکور ہین اونمین سے ہر روز پچیس مؤذن بالاتفاق نوبت بنوبت اوسپر اذان کہتے ہین دوسرا حارۃ النصاری یعنی محلہ نصاری مین جانب شرقی دمشق واقع ہی یہ بھی نہایت کلان اور سفید رنگ ہی راقم السطور نے اسپر چڑھکر معاینہ کیا کہ تمام شہر دمشق مد نظر تھا اور غوطہ دمشق وہان سے بخوبی نظر آتا تھا اہل دمشق بعضے اوسکو فرودگاہ عیسوی جانتے ہین اور غوطہ دمشق ایک زمین ہی نشیب دمشق مین نشیب کی جانب کہ تمام باغات و زراعات سے معمور ہی کتاب سیاحت مین اسکی تفصیل لکھی گئی ہی اور دمشق اور غوطہ دمشق کی تعریف حدیث امام احمد مین کہ مشکوۃ مین بھی موجود ہی مذکور ہی بالجملہ یہ عبارت زیادہ تر سبب تخریب و تکذیب مہدی جونپوری کی کرتی تھی اسواسطے میان مذکور نے حذف کردیا تحریف

دوازدہم تحریف معنوی ہی کہ اشعار فتوحات کے معنے میان مذکور نے نہ سمجھے اور اپنے مطلب کے موافق کچھ معنی غلط تجویز کرکے اشعار مذکورہ کو اپنے مہدی کی تایید مین نقل کیا

ورنہ اشعار مذکورہ بھی انکے مہدی کی تکذیب کرتے ہین اگر معنی صحیح سمجھ مین آئے ہوتے اونکو بھی حذف
کردیتے اسواسطے اون اشعار کا اعادہ کیا جاتا ہی اور معنی صحیح بیان کیے جاتے ہین کہ اگر میان سمجھے
کاش میان کے معتقدین سمجھ جاوین الا ان ختم الاولیاء شهید ❊ وعین امام
العالمین فقید ❊ یعنی آگاہ ہو کہ ختم الاولیا حاضر ہونگے اور حال یہ کہ ذات امام العالمین کی مفقود
ہوگی مراد ختم الاولیا سے خاتم الولایت المطلقہ ہی اور وہ عیسی علیہ السلام ہین نہ خاتم الولایت المحمدیہ
کہ وہ شیخ اکبر کے نزدیک خود ذات شیخ ہی یا ایک دوسرے مرد مغربی معاصر شیخ کے ہین اور امام مہدی
شیخ کے نزدیک نہ خاتم الولایت المطلقہ ہین اور نہ خاتم الولایت المحمدیہ ہین چنانچہ یہ مقدمات فتوحات
وغیرہ تصانیف شیخ مین جابجا مفصلاً مذکور ہین بلکہ اسی باب تین سو چھیاسٹھ ٣٦٦ مین کہ جہان سے
یہ عبارت خوندمیر نے نقل کی ہی بعد چند سطر کے لکھتے ہین کہ خاتم الولایت المحمدیہ سے بڑھکر
خدا کا اور مواقع حکم کا جاننے والا کوئی شخص اونکے زمانے مین ہوگا نہ اون کے بعد ہوگا پس
وہ اور قرآن اخوان ہین جیسا کہ مہدی اور شمشیر اخوان ہین اس کلام سے بھی معلوم ہوا کہ مہدی
اور ہین اور خاتم الولایت اور ہین اور تفصیل اسکی اس کتاب مین باب تسویہ مین بخوبی آوے گی
انشاء اللہ تعالی اور مراد امام العالمین سے امام مہدی ہین چنانچہ شعر ثانی مین خود فرماتے ہین
کہ هو السید المهدي من آل احمد ❊ پس معنی شعر کے یہ ہوئے کہ ختم الاولیا عیسی علیہ السلام
حاضر و زندہ رہینگے اور امام مہدی دنیا سے رحلت فرما کر مفقود ہو جاوینگے اور یہی مضمون
شیخ نے ماقبل اس شعر کے نثر مین ادا فرمایا کہ یؤم الناس بسنة محمد یکسر
الصلیب ويقتل الخنزير ويقبض الله المهدي اليه یعنی عیسی آدمیون کے
امام ہونگے طریقہ محمد ﷺ پر توڑینگے صلیب کو اور قتل کرینگے خنزیر کو اور قبض کرلیوے گا
اللہ تعالی امام مہدی کو اپنی طرف بعد اون کے حضرت شیخ اکبر امام العالمین کی تعریف فرماتے
ہین ❊ هو السید المهدي من آل احمد ❊ هو الصارم الهندي حين يبيد
یعنی وہ امام العالمین سید مہدی ہی آل احمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ❊ وہ تیغ ہندی ہی جس وقت
کہ ہلاک کرتا ہی یہ اگرچہ بڑے میان کی علم و فہم کا ذکر ہی لیکن اسکے ضمن مین ایک چھوٹے
میان کی فہم و عقل کا حال بھی سن لیا چاہیے کہ عالم میان رسالہ معارضہ مین

اسی مصرع سے ثابت کرتے ہین کہ مہدی کی جا تولد ہند ہی اور معنی یہ سمجھتے ہین کہ مہدی تلوار ہند
کی ہی جبکہ ظاہر ہوگا صد آفرین ہی انکے استاد پر کہ جسنے انکو لغت و صیغہ دانی مین ایسا چالاک
کر دیا ہی کہ یُہَنِّدُ اور یُہَنَّدُ مین کچھ فرق نہین جانتے ہین کہ مزید کو مجرد اور اجوف کو ناقص سمجھتے
ہین اور مادۂ ہید اور ہند کو ایک جانتے ہین یہ لغت دانی کا حال تھا اور معنی فہمی مین یہ کمال ہی
کہ تیغ ہندی مہدی کو بطور تشبیہ کے کہا ہی اوس سے سمجھے کہ مہدی حقیقت مین ہندی ہین عربی
نہین ہین تو لازم ہوا کہ اپنے مہدی کو تیغ بھی حقیقۃً سمجھین انسان کہین اور یہ خبر نہین ہی کہ کعب بن
زہیر نے قصیدۂ بانت سعاد مین رسول خدا کو تیغ ہندی باندھ کر روبرو سنایا شعر اِنَّ الرَّسُوْلَ
لَنُوْرٌ یُسْتَضَاءُ بِہٖ * مُہَنَّدٌ مِّنْ سُیُوْفِ الْہِنْدِ مَسْلُوْلٌ * اور حضرت نے اسمین بسبب
تکرار کے اصلاح فرمائی کہ ع مُہَنَّدٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ مَسْلُوْلٌ اور مہند کہ معنی تیغ ہندی کے ہی
اوسکو بحال رکھا حالانکہ حضرت بالاتفاق عربی ہین شعر ہُوَ الشَّمْسُ یَجْلُوْ کُلَّ یَوْمٍ ظُلْمَۃً * ہُوَ الْوَابِلُ
الْوَسْمِیُّ حِیْنَ یَجُوْدُ یعنی وہ آفتاب ہی کہ روشن کرتا ہی ہر ابر و تاریکی کو وہ باران بہار ہی جس وقت
کہ سخاوت کرتا ہی انتہی غرض کہ کوئی شخص کسیکا کلام نقل کرنے مین اتنی خیانت نکریگا جیسا کہ
میانجی کی ہی جب کسی کا کلام نقل کرتے ہین اور اپنے مطلب کا شاہد لاتے ہین تو بلا خیانت
و تحریف اوسکو نقل کرتے ہین نہ یہ کہ اسقدر انتخاب بیجا کرین کہ کلام متکلم کے مخالف مقصود ہو جاوے
اور بلا ذکر و اشارۂ انتخاب اوسکی طرف نسبت کر دین کہ اوس کتاب مین اوسکے مصنف نے ایسا
لکھا ہی تاکہ لوگ سمجھین کہ اوسکی رائے بھی انکے موافق ہی یہ نہایت فریب کہلاتا ہی اگر اسی کو استدلال کہتے
ہین تو ہر شخص عوام امت سے دعوی کر سکتا ہی کہ مین قطب ہون یا غوث ہون یا مہدی ہون اور
فلانی کتاب سے میرے دعوے کا ثبوت ہو سکتا ہی پس صفات منافیہ کو حذف کرکے بعض صفات موافقہ اپنے نقل کر دیا کیجیے
اس قسم کی نقل کا سوائے کذب و افترا کے کچھ نام نہین ہی پس اس تحریفات کا نقل کرنا بیسے دو مقدمے تحقیق ہوئے
مقدمۂ اول دروغگوئی میان خوندمیر کی خصوصًا تحریف دوم مین کہ سراسر جھوٹ لکھا کہ صاحب فتوحات
کہتے ہین کہ مہدی مشابہ رسول خدا کے ہونگے خلق بضم الخا مین حالانکہ صاحب فتوحات کہتے ہین کہ خلق بضم الخاء
مین حضرت سے مہدی کم ہونگے اور خلق بفتح الخاء مین مشابہ ہونگے اور اسیطرح تحریف بہم مین کی جا بالرجل کا لفظ اپنے
دل سے بنا کر صاحب فتوحات کی طرف نسبت کر دیا اسکے سوا انکے نقل کلام مین اس قسم کے بہت کذب بمقدمہ شش مذکور ہین

کہ سچا تھا اسکا جب تاویل ہوئیں معلوم ہوا کہ باوجود اس کذب و افترا کے انکو لقب صدیق اکبر دینا
جیسا کہ انکے حق میں مہدی جونپوری نے مقرر کیا ہی اور صاحب شواہد الولایت اور میرانجی بن
سید سلام اللہ وغیرہ مہدویوں نے نقل کیا ہی نہایت غلط ہی اور اگر کوئی فرمان نافذ اس مقدمے
میں مطلوب ہی تو فرمان امیر المومنین علی المرتضی کرم اللہ وجہہ کا موجود ہی کہ ابن ماجہ نے روایت
کیا کہ امیر المومنین علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اَنَا عَبْدُ اللّٰہِ وَاَخُوْ رَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَا الصِّدِّیْقُ الْاَکْبَرُ لَا یَقُوْلُھَا بَعْدِیْ اِلَّا کَذَّابٌ الحدیث یعنی مین بندہ
اللہ تعالی کا ہون اور بھائی رسول اللہ کا ہون اور مین صدیق اکبر ہون نکلے گا بعد میرے
کوئی اس کلمے کو مگر کذاب انتہی مہدوی لوگ خوندمیر کو صدیق ولایت جانتے ہین اور انکے نزدیک
صدیق ولایت صدیق نبوت سے افضل ہی بلکہ خوندمیر کو حضرت عیسی سے بھی افضل جانتے ہونگے
اسواسطے کہ لکھتے ہین کہ عیسی مہدی کے نظیر شریعت میں ہین اور خوندمیر حقیقت مین نظیر ہین اور
حقیقت انکے نزدیک شریعت سے افضل ہی کَبُرَتْ کَلِمَۃً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاھِھِمْ مقدمہ دوم
بطلان مہدویت انکے مہدی ادعائی کی اسواسطے کہ شیخ اکبر کے کلام سے جابجا ثابت ہوا کہ
یہ مہدی نہین ہین اور انکے مہدی نے کہا ہی کہ شیخ اکبر نے جو کچھ لکھا ہی اول لوح محفوظ پر نظر کر
بعد قلم تر کیا ہی چنانچہ شواہد الولایت کے چھبیسوین باب مین مذکور ہی اب اگر یہ بشارت صحیح ہی تو
لوح محفوظ میں مہدی نہین ہین اور اگر غلط ہی جب بھی مہدی نہین ہین کہ مہدی غلط گو نہین ہوتے
ہین کہ لا یخطی بالاتفاق مہدی کی شان ہی یعنی خطا نہ کرے گا دلیل نہم وہی میان سید
اوسی مکتوب ملتانی میں اوسی باب فتوحات سے نقل کرتے ہین کہ در صفت وزرائے مہدی علیہ السلام
می گوید وھم علی اقدام رجال من الصحابۃ صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ وھم من الاعاجم
ما فیھم عربی لکن لا یتکلمون الا بالعربیۃ لھم حافظ لیس من جنسھم ما عصی اللہ قط ھو
اخص الوزراء وافضل الامناء یعنی وزرائے مہدی صحابۂ کرام کے قدم پر ہونگے کہ جنکی شان میں اللہ تعالی فرماتا ہی
کہ وہ جنہون نے سچ کر دکھایا جسپر قول عہد کیا تھا اللہ سے اور وہ وزرا تو عجم سے ہین کہ اون مین کوئی نہین ہی عربی
لیکن بات کرتے ہونگے مگر زبان عربی مین اونکا ایک نگہبان ہی کہ اونکی جنس سے نہین ہی اوسنے کبھی خدا کی نافرمانی
نہین کی خاص ترین وزرا کا ہی اور افضل امینوں کا ہی انتہی میان کو اس سے غرض بیان اسکا ہی گو بظاہر یہی کہ وزرائے مہدی کی صفات

مذکورۂ بالا سب رائے مہدی جونپور مین موجود ہین پس مہدویت اونکی بخیتہ ہوئی لیکن حقیقت مین
اپنی تعریف و مدح خوانی منظور ہو کہ آپ اخص الوزرا ہین مگر اس کلام کا صادق آنا ان بزرگ کے
وزرا پر عموما اور میان مذکور پر خصوصا محال ہی اسواسطے کہ لا یتکلمون الا بالعربیۃ دلالت حصر پر
کرتا ہی کہ کبھی بات سوائے عربیت کے نکرتے ہونگے اور خلفا مہدی جونپور اسکے بالعکس ہمیشہ زبان
گجراتی اور پوربی مین بات کرتے تھے اور انصاف نامے کے بارھوین باب مین اس عبارت کی
ایسی توجیہ کی ہی کہ بچونکی سمجھ مین بھی نہ آوے گی یعنی لا یتکلمون الا بالعربیۃ ای بالقرآن وقت
اظہارہ اسواسطے کہ حصر مذکور سے تکلم دائمی نکلتا ہی نہ فقط وقت اظہار قرآن کے علاوہ یہ کہ اظہار
قرآن سے اگر مراد تلاوت قرآن ہی تخصیص کسیکے وزرائے مہدی کی لغو ہی کیونکہ تمام جہان قرآن کو عربی مین
پڑھتا ہی نہ عجمی مین علاوہ یہ کہ اوسے تکلم نہین کہتے ہین تکلم بول چال محاورے کا نام ہو اور اگر مراد
وعظ قرآن ہی تو خلفا مذکورین وعظ و بیان قرآن کا گجراتی و ہندی زبان مین کیا کرتے تھے نہ
عربی مین اور طرفہ یہ ہی کہ یہان سب عجم بن گئے اور جہان حدیث بملک العرب کی توجیہ کرتے
ہین تو مہدوی لوگ اونکو عرب بنا دیتے ہین اور کہتے ہین کہ مہدی مالک عرب کے ہونگے اس سے
مراد زمین عرب نہین ہی بلکہ قوم عرب ہی اور چونکہ مرید مہدی کے شیخ سید کہ اولاد عرب ہین عرب
ٹھیرے مہدی جونپور مالک عرب ٹھیرے غرضکہ کسی ایک بات پر ثبات و قیام نہین ہی اب باقی یہ
رہا کہ اخص الوزرا کہ کبھی ہرگز گناہ نہ کیا ہو کون ہی اگر میان محمود بیٹے مہدی کے ہین اونکی
نے گناہی کیونکر ثابت ہوسکتی ہی کہ فراہ کو جانے سے پہلے ہمیشہ نوکریان کرتے پھرتے تھے چنانچہ
باب دوم مین گذرا اور مہدی و خوندمیر ہمیشہ لعین کو لعین بولتے رہے چنانچہ انصاف نامے کے
باب پنجم مین مذکور ہی اور اخص الوزرا کی شان یہ ہی کہ کبھی معصیت و گناہ اوس سے سرزد نہوا ہو نہ یہ
کہ مدت تک فعل ملعون کا مرتکب رہے اور بعد اوسکے چندے تائب ہوجاوے اور اگر خود میان خوندمیر
وزیر کبیر ہین جیسا کہ یہ لقب انکی کتابون مین بھی موجود ہی تو قطع نظر اون معاصی کے کہ پیشتر بیعت کے
سرزد ہوئے ہونگے کہ منجملہ اونکے جانور لڑانا ہی کہ ہمیشہ بلبل بازی اور لوہ بازی اور مینڈھا بازی
وغیرہ مین مشغول رہتے تھے جیسا کہ تذکرۃ الصالحین مین لکھا ہی بعد بیعت بھی ان سے گناہ
سرزد ہوا کرتے تھے چنانچہ بھی دلیل ہشتم مین و کذب صریح کہ جمیع ادیان و مذاہب مین گناہ کبیرہ

بیان ان امورون کا جو ... خوندمیر کا

مذکور ہو چکے ہیں اور پنج فضائل میں لکھا ہے کہ جب سید محمید فرزند مہدی کی شادی عالم خان کی لڑکی سے ہوئی میاں خوندمیر نے اسقدر آتشبازی چھڑوائی کہ لوگونکو گھر جلنے کا خوف ہوا اور سوا انکے کوئی ایسے اعلیٰ مہدی جونپور کے مریدوں میں نہیں ہے کہ وزیر اعظم ٹھیرسنے حالانکہ دوسرے خلفا نے بھی اقسام سے خون و فساد کرینکے بعد ملازمت شیخ کی اختیار کی ہو چنانچہ پنج فضائل میں لکھا ہے کہ خلیفہ گروہ باختصاص میاں نعمت ساتھ اکابر گجرات ایک حبشی کو قتل کرکے خوف انتقام بادشاہی سے بھاگ کر میراں کے پاس آکر مرید ہوئے لیکن ایسے لوگ مہدی کے خاص الوزرا نہیں ہو سکتے ورنہ مخلوق ہنسے گی کہ **شعر** وزیرے چنین شہریارے چنان ٭ جہان چون نگیرد قراری چنان ٭ علاوہ یہ کہ صاحب فتوحات فرماتے ہیں کہ وزرا مہدی عجم ہیں اور حافظ الوزرا انکی جنس سے نہیں ہے اور میاں شیخ جونپور کے تمام وزرا ہم جنس و عجم ہیں غرض کہ یہ عبارت فتوحات بھی انکی تصدیق نہیں کرتی ہے بلکہ تکذیب کرتی ہے اور اگر سیاق عبارت پر نظر کی جاوے تکذیب زیادہ تر ہو جاوے کہ بعد چند سطر کے فرماتے ہیں کہ یہی وزرا مہدی صدق پر صادق قدم ہونگے اسی سبب سے ایک تکبیر سے ایک تہائی دیوار مدینہ روم کی گرا دینگے اور دوسری تکبیر سے دوسری تہائی اور تیسری تکبیر سے تیسری تہائی پس بغیر تلوار کے فتح کرینگے انتہیٰ اور ظاہر ہے کہ یہ شہر وزرا مہدی موضوع نے کبھی خواب میں بھی فتح کیا پس شیخ اکبر ان وزرا کی وزارت اور ان مہدی کی مہدویت کے منکر ہیں **دلیل دہم** میاں خوندمیر اوسی مکتوب میں ایک اور عبارت فتوحات کی اپنے پیر و مرشد کے بیان نزدیکی اور اثبات خاتمیت کے واسطے نقل کرتے ہیں وہ عبارت یہ ہے الختم ختمان ختم یختم اللہ بہ الولایۃ مطلقا و ختم یختم اللہ بہ الولایۃ المحمدیۃ فاما ختم الولایۃ علی الاطلاق فہو عیسیٰ علیہ السلام فہو الولی بالنبوۃ المطلقۃ فی زمان ہذہ الامۃ وقد حیل بینہ وبین نبوۃ التشریع والرسالۃ فینزل فی آخر الزمان وارثا خاتما لا ولی بعدہ فکان اول ہذا الامر نبی وہو آدم وآخرہ نبی وہو عیسیٰ اعنی نبوۃ الاختصاص فیکون لہ یوم القیامۃ حشران حشر معنا وحشر مع الرسل واما ختم الولایۃ المحمدیۃ فہی لرجل من العرب من اکرمہا اصلا ویدا وہو فی زماننا الیوم موجود عرفت بہ سنۃ خمس وتسعین وخمسمائۃ

مع رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يشبهه في الخلق بفتح الخاء يصلحه الله في ليلة
او في يومين ويكون له العلامات الكثيرة كما اخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم
في بعض الاحاديث وقد رايت العلامة التي اشار بها الرسول عليه السلام
اخفاها الحق في ذات المهدي عن عيون الناس وكشفها لي حتى رايت خاتم الولاية
منه وهو المهدي الذي يختم به الولاية المقيدة المحمدية يخرج في اخر الزمان
مع العلامات التي اخبر بها النبي صلى الله عليه وسلم لا يعرفها كثير من الناس
ولا يؤمن اكثرهم به وقد ابتلاه الله تعالى باهل الانكار عليه فيما يتحقق به
من الحق في سره وكما ان الله ختم بمحمد صلى الله عليه وسلم نبوة التشريع كذلك ختم
الله بالمهدي الولاية التي تحصل من الارث المحمدي لا التي تحصل من سائر الانبياء
فان من الاولياء من يرث ابراهيم وموسى وعيسى فهؤلاء يوجدون بعد هذا
الختم المحمدي ولا يوجد ولي بنسبة الولاية المحمدية هذا معنى ختم الولاية المحمدية
واما ختم الولاية العامة الذي لا يوجد ولي بعده فهو عيسى عليه السلام
انتہی یہ عبارت فتوحات میں جواب سوالات حکیم ترمذی کی تیرھویں فصل میں مسطور ہے
لیکن میاں مذکور نے یہاں نہایت تحریف و تبدیل کو کار فرمایا حتی کہ اپنے کام سے خود بخود
منفعل ہوکر کتاب کا نام نہ لیا مگر یہ خیال نہ آیا کہ یہ راز ایک نہ ایک روز فاش ہو جاوے گا
اب عبارت فتوحات لکھی جاتی ہے تا کہ عقلائے انصاف پسند دونوں کو مطابق کر کے دیکھیں کہ
کسقدر خیانت کی گئی ہے شیخ اکبر مقام مذکور میں فرماتے ہیں الختم ختمان ختم يختم الله
به الولاية وختم يختم الله به الولاية المحمدية فاما ختم الولاية على الاطلاق فهو
عيسى عليه السلام فهو الولي بالنبوة المطلقة في زمان هذه الامة وقد
حيل بينه وبين نبوته التشريع والرسالة فينزل في اخر الزمان وارثا خاتما لا ولي
بعده لا بنبوة المطلقة كما ان محمدا صلى الله عليه وسلم خاتم النبوة لا نبوة
تشريع بعده وان كان بعده عيسى من اولى العزم من الرسل وخواص الانبياء
ولكن زال حكمه من هذا المقام بحكم الزمان عليه الذي هو لغيره فينزل وليا

ذا نبوة مطلقة يشركه فيها الاولياء المحمديون فهو منا وهو سيدنا فكان
اول هذا الامر نبي وهو آدم واخره نبي وهو عيسى اعني نبوة الاختصاص
فيكون له يوم القيمة حشران حشر معنا وحشر مع الرسل واما ختم الولاية
المحمدية فهي لرجل من العرب من اكرمها اصلا ويدا وهو في زماننا اليوم موجود
عرفت به سنة خمس وتسعين وخمسمائة ۵۹۵ ورايت العلامة التي له قد اخفاها
الحق فيه عن عيون عباده وكشفها لي بمدينة فاس حتى رايت خاتم الولاية منه
وهو خاتم النبوة المطلقة لا يعلمه كثير من الناس وقد ابتلاه الله باهل
الانكار عليه فيما يتحقق به من الحق في سره من العلم به وكما ان الله ختم
بمحمد صلى الله عليه وسلم نبوة التشريع كذلك ختم الله بالختم المحمدي
الولاية التي تحصل من الارث المحمدي لا التي تحصل من سائر الانبياء فان من
الاولياء من يرث ابراهيم وموسى وعيسى فهؤلاء يوجدون بعد هذا الختم
المحمدي وبعده فلا يوجد ولي على قلب محمد صلى الله عليه وسلم هذا معنى
خاتم الولاية المحمدية واما ختم الولاية الذي لا يوجد بعده ولي فهو عيسى
عليه السلام انتهى یعنی ختم دو ہین ایک ختم ہی کہ بسبب وسکے اللہ تعالی ولایت مطلق
کو ختم کریگا اور ایک ختم ہی کہ ختم کریگا اللہ تعالی بسبب اوسکے ولایت محمدیہ کو پس
لیکن ختم الولایت مطلقہ عیسی علیہ السلام ہین پس وہ ولی ہین جنبوت مطلقہ زمانہ اس امت
مین اور تحقیق حائل کیا گیا ہی درمیان اونکے اور درمیان نبوت تشریع اور رسالت کے
پس اوترینگے آخر زمانے مین وارث محمدی و خاتم ہوکر کہ کوئی ولی بعد اونکے بہ نبوت مطلقہ
نہوگا جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبوت ہین کہ بعد اونکے نبوت تشریع نہین ہی اگرچہ بعد
آنحضرت کے عیسی سولون اولی العزم اور خاص انبیا سے ہین لیکن زائل ہوگیا ہی حکم اونکا اس
مقام سے بسبب حکم کرنے زمانے کے اون پر جو حکم کہ واسطے غیر اونکے کے ہی یعنی انقطاع
نبوت تشریع کا زمانہ دولت محمدی مین پس اوترینگے ولی ہوکر صاحب نبوت مطلقہ کہ شریک
ہوے تین اونکے اس مین سب اولیا محمدیہ پس وہ ہم مین سے ہوے اور ہمارے سردار ہین

پس ہوئے اول اس امر مین یعنی ابتدا سلسلۂ ولایت مین ایک پیغمبر کہ وہ آدم ہین اور آخر مین
اوسکے ایک پیغمبر کہ وہ عیسی ہین یعنی پیغمبر بہ نبوت اختصاص **فائدہ** مراد نبوت اختصاص سے
نبوت متعارفہ ہی اور یہ احتراز ہی نبوت مطلقہ مذکورۃ الصدر سے کہ وہ اصطلاح شیخ مین ایک
قسم کی ولایت کو کہتے ہین کہ تفصیل اوسکی بحث تسویہ مین آخر کتاب مین آویگی انشاء اللہ تعالی
انتہی پس ہونگے واسطے حضرت عیسیٰ کے دو حشر دن قیامت کے ایک حشر ہمارے
ساتھ اور ایک حشر رسولون کے ساتھ اور لیکن خاتم ولایت محمدیہ پس یہ مرتبہ ایک مرد کو ہی
قوم عرب سے کہ کریم تر ہی اونکا اصالت اور سخاوت مین اور وہ اس زمانے مین آ چکے ہین موجود
ہی مینے پہچانا اوسکو سنہ ۵۹۵ پانسو پچانوے مین اور دیکھی مینے اوسکی وہ علامت کہ چھپایا ہی
اوسکو اللہ تعالی نے اوس مین بندون کی آنکھون سے اور کشف کیا اوس علامت کو میرے
واسطے شہر فاس مین یہانتک کہ دیکھی مین نے خاتم الولایت اوسکی اور وہ خاتم النبوۃ المطلقہ
ہی نہین جانتے ہین اوسکو بہت آدمی اور مبتلا کیا ہی اوسکو اللہ تعالی نے ایسے لوگون مین کہ وہ
انکار رکھتے ہین اوس چیز مین کہ اوسکو تحقق ہوتی ہی جانب حق سے باطن مین معرفت الٰہی
کی قسم سے اور جیسا کہ اللہ تعالی نے ختم کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے نبوت تشریع کو ایسی
ختم کیا ختم محمدی سے اوس ولایت کو کہ حاصل ہوتی ہی ارث محمدی سے نہ اوس ولایت کو کہ حاصل ہوتی ہی
دوسرے انبیا سے اسواسطے کہ بعض اولیا وارث ہوتے ہین ابراہیم و موسی و عیسی علیہم السلام
کے پس یہ اولیا ملے جاوینگے سوا اس ختم محمدی کے اوس ملنے مین اور بعد اوسکے نہیں
نہ پایا جاویگا کوئی ولی کہ قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو دے یہ معنی ہین خاتم الولایۃ المحمدیہ کے
اور لیکن ختم الولایت کہ جنکے بعد کوئی ولی نہ پایا جاوے پس وہ عیسی علیہ السلام ہین انتہی اب
ملاحظہ کیجیے کہ عبدکلا ولی بعد ہ کے جو عبارت کہ حذف کر دی اختصار ہو کچھ مضایقہ نہین
ہی لیکن نبوۃ الاختصاص کی جا سے ہرگز نبوۃ الارث کر دینا سبب اوسکا یہی ہی ہر مطالعہ
فتوحات سے کہ نبوت الاختصاص بمعنی نبوت متعارفہ کے ہی اور نبوت الارث قریب المعنی
نبوت مطلقہ کے ہی کہ ایک قسم کی ولایت کا نام ہو اصطلاحاً کہ اوسی سے احتراز کے واسطے نبوت
آدم و عیسی کی شرح کی کا یعنی نبوۃ الاختصاص اور بدتر اس سے یہ ہی کہ فی الحال کے بعد

عبارت شیخ کو اوڑا کر اپنی طرف سے یجي من المسند الخ بڑھا دیا کہ افترا محض ہوا اسواسطے کہ شیخ اکبر فرماتے ہین کہ مرتبۂ خاتمیت ایک شخص عرب کو حاصل ہی کہ وہ آج اس عصر مین موجود ہی اور مین نے اوسکو سن ۵۹۵ ھ مین ملا ہون اور علامات اوسکی دیکھی ہین اور بیان نے سن مین اوس سے شہر فاس مین ملا ہون اور علامات اوسکی سب نا ہون اور بیان اپنے مہدی کی خاطر سے اوس عبارت کی جاے پر یہ اپنے دل سے لگا دیا کہ وہ مقام ایک لڑکے واسطے ہی کہ آخر زمانے مین ہند سے آوے گا اور چنین وچنان ہوگا اور اوسی قسم سے یہ بھی ہی کہ اخفاها الحق کے بعد لفظ فیہ کا تھا کہ ضمیر اوسی شخص عربی کی طرف راجع تھی وہان فی ذات المهدي بنا دیا حالانکہ اصل سخن مین مہدی کا نام بھی نہین ہی اور کشف هالي کے بعد بیلة فاس کا لفظ تھا اوسکو نکال ڈالا اور وهو خاتم النبوة المطلقة کی جاے پر وهو المهدي الذي الخ لکھدیا اور بالختم المهدي کی جاے پر بالمهدي کر دیا اسکے سواے اور بھی کئی جاے پر افراط وتفریط ہی لیکن وہ قسم خدع سے نہین ہی یہ جملہ تحریفات بالالبتہ نہایت خدع ومکر کے اقسام سے ہین اگر ان بزرگ کو شیخ اکبر کے کلام سے استدلال منظور تھا تو طریقہ دیانت وراست بازی کا یہ تھا کہ بلے کم وکاست نقل کر دیتے کہ لوگ دھوکا نکھاتے اور اگر اپنی راے اور اعتقاد کا بیان منظور تھا تو شیخ کی عبارت لانا نامناسب تھا بلکہ زبان فارسی سے کہ جس مین تصنیف کتاب ہی اپنی راے اور طرح بیان کر دینا تھا تاکہ لوگ سند ودلیل نہ سمجھتے کیونکہ اپنا قول اپنے دعوے کی سند نہین ہو سکتا ہی سواے اسکے اور عبارات بھی اس بزرگ نے اوسی رسالے مین نقل کی ہین اگر سب کا استیعاب کیا جاوے کلام طویل ہوتا ہی اسواسطے اعراض کیا گیا کہ مشتے نمونہ خرواری باشد واندکی دلیل بسیاری جب ایسے پیشوایان مہدویہ کے مزاج مین اسقدر افترا اور سخن سازی اور دوسرے کے کلام مین بے موقع دست اندازی ہی مقلدین انکے کیا کچھ خاک اوڑاتے ہونگے اسی سبب سے اکثر کتابین اس قوم کی اقوال کاذبہ اور روایات موضوعۂ باطلہ سے لبریز ہین اور مصنفین انکے جو کچھ انکی زبان پر آتا ہی بے اندیشہ لکھتے چلے جاتے ہین اور ہرگز نہین شرماتے ہین اشعار

سیاہان کہ تاراج رہ می کنند ٭ بدزدی جہان را سیہ می کنند ٭ بروز آتشی بر نیارند گرم ٭ کہ دارد دمی دیدہ از دیدہ شرم ٭ دبیران نگر تا بروز سپید ٭ قلم چون تراشند از مشک بید ٭

دلیل یازدہم وہی میان ادسی مکتوب ملتانی میں لکھتے ہیں کہ حق تعالیٰ در کلام خویش خبر داد
ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ یعنی ندای بلسان المہدی وآن آیات دیگر ہم حجت فرمودہ است کما قال سبحانہ تعالیٰ
اَفَمَنْ کَانَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّہٖ تا اَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ و دیگر قُلْ ھٰذِہٖ سَبِیْلِیْٓ اَدْعُوْٓا اِلَی اللّٰہِ
عَلٰی بَصِیْرَۃٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ و دیگر قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ
شَھَادَۃً قُلِ اللّٰہُ شَہِیْدٌ بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ وَاُوْحِیَ اِلَیَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَکُمْ بِہٖ وَمَنْۢ
بَلَغَ و دیگر فَاِنْ حَآجُّوْکَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْہِیَ لِلّٰہِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ و دیگر وَکَذٰلِکَ اَوْحَیْنَآ
اِلَیْکَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا مَا کُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْکِتٰبُ وَلَا الْاِیْمَانُ وَلٰکِنْ جَعَلْنٰہُ
نُوْرًا نَّھْدِیْ بِہٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا وَاِنَّکَ لَتَھْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ و دیگر
ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْھُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِہٖ وَمِنْھُمْ
مُّقْتَصِدٌ وَمِنْھُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَیْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰہِ ذٰلِکَ ھُوَ الْفَضْلُ الْکَبِیْرُ جَنّٰتُ
عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَھَا یُحَلَّوْنَ فِیْھَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَھَبٍ وَّلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُھُمْ فِیْھَا
حَرِیْرٌ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْٓ اَذْھَبَ عَنَّا الْحَزَنَ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَکُوْرُ الَّذِیْٓ
اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَۃِ مِنْ فَضْلِہٖ لَا یَمَسُّنَا فِیْھَا نَصَبٌ وَّلَا یَمَسُّنَا فِیْھَا لُغُوْبٌ و دیگر
اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ
الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ رَبَّنَآ اِنَّکَ مَنْ
تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَیْتَہٗ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ
لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّکُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَکَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا
مَعَ الْاَبْرَارِ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِنَّکَ لَا
تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ فَاسْتَجَابَ لَھُمْ رَبُّھُمْ اَنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی بَعْضُکُمْ
مِّنْۢ بَعْضٍ فَالَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَقٰتَلُوْا
وَقُتِلُوْا لَاُکَفِّرَنَّ عَنْھُمْ سَیِّاٰتِھِمْ وَلَاُدْخِلَنَّھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ
ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ عِنْدَہٗ حُسْنُ الثَّوَابِ و دیگر ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ

رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ
قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ ذَٰلِكَ
فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝ و آیات دیگر بسیار ست بر صدق
وی دلالت می کنند و اقوال صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نیز بی شمار ست کہ بر صحت و ثبوت
آن گواہی میدہند چنانچہ قول امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ بر ہمین معنی وارد شدہ اشعار
بني اذا ما جاشت الترك فانتظر * ولاية مهدي يقوم فيعدل * وذل ملوك
الظلم من آل هاشم * وبويع منهم من يلذ ويهزل * صبي من الصبيان لا رأي
عنده * ولا عنده جدّ ولا هو يعقل * فثم يقوم القائم الحق منكم * وبالحق يأتيكم
وبالحق يعمل * سمي رسول الله نفسي فداؤه * فلا تخذلوه يا بني وعجلوا * اور عالم سا
نے استغنائے کبیر میں لکھا ہی کہ سید محمد جونپوری نے جم غفیر کے سامنے دعوی کیا کہ حکم اللہ تعالی
کا اس بندے کو ہوتا ہی کہ آیت أَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ آخر تک خاص تیری ذات کے
حق میں فرمائی ہی سے اپنے اور مراد لفظ مَنْ سے أَفَمَنْ كَانَ میں خاص ذات تیری ہی اور یہ بھی
دعوی کیا کہ فرمان حق تعالی کا ہوتا ہی کہ آیت ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا
مِنْ عِبَادِنَا آخر تک تیری قوم کے حق میں ہی اور کہا کہ مراد ظالم لنفسہ سے اندک فنا رکھنے والے
ہیں اور مقتصد سے نیم فنا رکھنے والے اور سابق بالخیرات سے تمام فنا رکھنے والے مراد ہیں
اور جو شخص کہ اس تین مرتبے سے باہر ہی گروہ اس بندے سے نہیں ہی اور کہا کہ یہ بھی فرمان آیا ہی
کہ آیت قُلْ هَٰذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي میں مراد مَن سے
خاص ذات تیری ہی اور کہا کہ یہ بھی فرمان ہوتا ہی کہ آیت ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ میں مراد ہماری یہ ہی
کہ تیری زبان سے ہم اپنی کتاب کا بیان کریں اور شواہد الولایت کے ۳۳ تینتیسویں باب میں
لکھا ہی کہ امام مہدی نے کہا کہ فرمان حق تعالی کا ہوتا ہی کہ فَإِنْ حَاجُّوكَ فَقُلْ أَسْلَمْتُ
وَجْهِيَ لِلَّهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ اور لِأُنذِرَكُم بِهِ وَمَن بَلَغَ اور يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَ
مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اور قُلْ هَٰذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ
اتَّبَعَنِي یہ تمام مَن کہ ان آیات میں وارد ہوئے ہیں مراد ذات تیری ہی فقط لا غیر اور باب تینتیسویں

لکھا ہی کہ فرمان حق تعالی کا ہوتا ہی کہ اولی الالباب الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبھم الآیہ ای سید محمد یا آیت فقط تیرے گروہ کی شان مین ہی پھر کہا میران نے جیسا کہ قوم موسی کا خطاب یہود اور قوم عیسی کا خطاب نصاری اور است محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب مسلمان پھر ہماری قوم کا خطاب اولوا الالباب ہی انتہی آور پندرھوین باب مین لکھا ہی کہ میران نے خوندمیر کو کہا کہ تمھاری خبر حقتعالی نے اپنے کلام مین دی ہی کہ اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوۃ یعنی سید خوندمیر فیھا مصباح تجلی حق تعالی المصباح فی زجاجۃ دل خوندمیر الزجاجۃ کانھا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ شجرہ ذات بندہ کہ جو تجھے آسمان پر نام بندے کا سید مبارک نام ہی زیتونۃ لا شرقیۃ ولا غربیۃ یعنی فاینما تولوا فثم وجہ اللہ یکاد زیتھا یضیئ ولو لم تمسسہ نار یعنی ذات تمھاری بسبب قابلیت فیض الہی کے چاہتی تھی کہ بیواسطہ روشن ہوجاوے لیکن بواسطے مہدی کے نور علی نور ہوگی یھدی اللہ لنورہ من یشاء مراد من سے خاص ذات بندے کی ہی فقط لا غیر آور ستر ھوین باب مین لکھا ہی کہ میران نے دعوی کیا کہ حق تعالی سے مین نے معلوم کیا کہ اسی قسم کے اٹھارہ آیات بعضے حق ذات مہدی مین اور بعضے ان کے گروہ کے حق مین ہین اور وہ مہدی یقین ہون آور مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ ان کے مہدی نے ایک روز وعظ مین ملا علی فیاضی سے پوچھا کہ مفسران سلف آیت ثم ان علینا بیانہ کو کس پر حمل کرتے ہین ملا نے کہا بعضون نے یہ بیان زبان صدیق پر حمل کیا اور بعضون نے زبان فاروق یا عثمان یا علی پر پھر اختلاف کیا کہ یہ چارون حضرت کے زمانے مین تھے پس معنی ثم کے کہ واسطے تراخی کے ہی درست نہین ہوتے ہین پھر بعضون نے کہا کہ بزبان حسن بصری وغیرہ تابعین کے یہ بیان ہوا لیکن معنی اضافت علینا کے کہ مانند ید اللہ کے ہی سوائے مصطفی کے کسی پر درست نہین ہوتے ہین اور وہان معنی ثم کے نہین بنتے ہین پس حیران ہو کر کہا کہ ما یعلم تاویلہ الا اللہ اور بعضے کہتے ہین کہ روز حشر کے حق تعالی عرش پر تجلی فرما کر بیان فرماوے گا میران نے کہا کہ یہ توجیہ ایک وجہ سے نزدیک بصواب ہی لیکن اوس دن بیان سے کیا فائدہ ملا علی نے کہا کہ آپ فرمایئے میران نے کہا کہ یہ بیان بزبان مہدی ہوتا ہی ملا نے کہا کہ یہ معنی مبرا ہین سب اعتراضات سے اور حق ہین انتہی لطفہ جواب مثل مشہور ہی کہ خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ

رنگ پکڑتا ہی اس ملا کی عقل بھی بدولت تصدیق ان بزرگ کے چکر مین آگئی ہی کہ ثم کے معنی سمجھنا اسکو
مشکل ہو گیا کہ آیت محکم کو متشابہ ٹھیرا دیا کہ ما یعلم تاویلہ الا اللہ کہنے لگا اور آیت مین ملا نے
غور کیا نہ اوسکے سیدھے معنی تامل کر کے دیکھا کہ اوس مین کس چیز کی تراخی کس چیز سے مذکور ہی
آیت یہ ہی کہ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ۝ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۝ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ
فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۝ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ۝ یعنی نہ چلا تو اوسکے پڑھنے پر اپنی زبان کہ شتاب اسکو
سیکھ لے مقرر ہمارا ذمہ ہی کہ تمہارے دل مین قرآن کو جمع کر دینا اور تم سے اوسکو پڑھوا دینا پھر جب
ہم پڑھنے لگین یعنی جبرئیل کی زبان سے تو ساتھ رہ اوسکے پڑھنے کے پھر مقرر ہمارا ذمہ ہی اوسکو
کھول بتانا یعنی معنی بیان کروا دینا شان نزول اسکی یہ ہی کہ جسوقت جبرئیل قرآن لاتے
بھولنے کے خوف سے اونکے پڑھنے کے ساتھ حضرت جی ہی جی مین پڑھتے جاتے اور کہین کہین
معنی بھی دریافت کرتے جاتے تو جبتک پہلا لفظ کہین اگلا سننے مین نہ آتا تو گھبراتے اللہ تعالی
نے فرمایا کہ اوسوقت پڑھنے کی حاجت نہین سننا ہی چاہیے پھر جی مین یاد رکھوانا پھر زبان سے
پڑھوانا لوگون مین ہمارا ذمہ ہی اور معنی تحقیق کرنے کی بھی حاجت نہین یہ بھی ہمارا ذمہ ہی کہ وقت
پر سمجھا دینا اور بیان کرا دینا انتہی یہان ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ بعد ذکر قرات کے وارد ہی پس اوسی سے
موخر چاہیے یعنی قرات سے بیان متراخی چاہیے نہ حضرت کی حیات سے کہ اوسکا مذکور آیت
مین ہرگز نہین ہی پس یہ کہنا کہ معنی ثم کے حضرت کے زمانے مین درست نہین ہوتے اینسر آ
نادرست و غلط فہمی ہی ثم کو سیکڑون برس کی تاخیر درکار نہین ہی اور نہ اوسمین یہ شرط ہی کہ بعد
انقراض حیات مخاطب کے اوسکا ظہور ہوا کرے بلکہ مطلق تاخیر اوسکا مفاد ہی خواہ زیادہ ہو یا کم
چنانچہ شواہد اسکے بے شمار ہین چند شواہد قرآنی نقل کیے جاتے ہین اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَا اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى الآیہ فَاَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا
تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَآ اَصَابَكُمْ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ
بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا الآیہ ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ
ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ الآیہ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ الآیہ فَتَوَلّٰى
فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ۝ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ۝ كَمْ فِيْهَا

مَنَافِعُ اِلٰی اَجَلٍ مُسَمًّی ثُمَّ مَحِلُّهَا اِلَی الْبَیْتِ الْعَتِیْقِ ۝ وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ
لَمْ یَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ الآیہ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًا بَعْدَ سُوْٓءٍ الآیہ فَسَقٰی
لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰی اِلَی الظِّلِّ الآیہ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضَعْفٍ
قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَّشَیْبَةً الآیہ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَیْمٰنَ وَاَلْقَیْنَا عَلٰی
كُرْسِیِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ۝ وَالَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا
الآیہ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ ۝ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَیْنِ الآیہ ثُمَّ نَظَرَ ثُمَّ
عَبَسَ وَبَسَرَ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ الآیہ اسکے سوا اور بہت نظائر اور شواہد قرآن و حدیث
وکلام عرب مین موجود ہین کہ نہ اوس ملا کو یاد آئے نہ میرزا کو کہ اوسکی تقریر اشکال کو تسلیم کر لیا
اور یہ انصاف نہ کیا کہ ان آیات مذکورہ بالا مین کب انقراض حیات کسی کا درکار ہوا کہ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا
بَیَانَهٗ کی صحت تاخیر کے واسطے حضرت رسالت کا انقراض حیات ضروری ہو بلکہ ثم بعضے وقت ایک لحظہ کی
تاخیر کے واسطے بھی آتا ہی جیسا کہ اس آیت مین فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓی اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ
ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰی رُءُوْسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ یَنْطِقُوْنَ کہ یہ ایک ہی مجلس کا ذکر ہی کہ پہلے
قوم ابراہیم علیہ السلام اپنے دلون مین سوچکر اپنے لوگونکو بولی کہ تمھین ظالم ہو پھر سرنگون ہوکر
خجالت سے حضرت ابراہیم کو بولی کہ تو تو جانتا ہی جیسا یہ بت بولتے ہین اور اس آیت مین بھی ایسی ہی
اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یُزْجِیْ سَحَابًا ثُمَّ یُؤَلِّفُ بَیْنَهٗ ثُمَّ یَجْعَلُهٗ رُكَامًا الآیہ یعنی تو نے نہ دیکھا کہ اللہ
ہانک لاتا ہی بادل پھر اونکو ملاتا ہی پھر اونکو رکھتا ہی تہ پر تہ یہ بات ہر عام و خاص کے معاینے مین ہی کہ
ابر آنا اور مرکب ہوکر تہ بہ تہ ہو جانا کبھی ایک لمحے مین ہو جاتا ہی اور آیات سابقہ مین بھی
بعضی مہلت قلیلہ پر دال ہین اور سوا اسکے اور آیات بھی تاخیر قلیل پر دال ہین چنانچہ
اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰی وَفُرَادٰی ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ بھی اسی قبیل سے
ہی پس معلوم ہوا کہ ثم کا اطلاق اسقدر مہلت قلیل پر بھی درست ہی اسیواسطے ترجمان القرآن حضرت
عبداللہ بن عباس نے ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا کے معنی یون کہے کہ اِنَّ عَلَیْنَا تَبْیِیْنَهٗ بِلِسَانِكَ یعنی
بیان کرا دینا اسکو تیری زبان سے ہمارا ذمہ ہی جیسا کہ صحیح بخاری مین موجود ہو اور امام محی السنہ
نے تفسیر معالم مین بھی اسکو روایت کیا ہی اور دوسری تفاسیر سے بھی یہی سمجھا جاتا ہی کہ جو

اوس قرآن منزل مین مشکل ہو اوسکو تمھین سمجھا کر بیان کر دینا تمھاری زبان سے ہمارا کلام ہی
اور یہی معنی نظم قرآنی سے متبادر ہین نہ یہ کہ جیسا میرزا ن سمجھے ہین کہ حاصل اوسکا یہ ہی کہ ای
محمد تم قرآن جبرئیل سے پڑھ لو اور اوسکے معنی کا بیان ہم نو سو برس کے بعد کر دینگے اور نو سو
برس تک تمام امت محروم البیان رہے جیسا کہ شیعہ بولتے ہین کہ قرآن اصلی چالیس سیپارے
کا امام مہدی کے پاس غار مین ہی جب قریب قیامت ظاہر ہونگے خلق کو دیکھنا نصیب ہوگا
جبتک تمام امت قرآن سے محروم رہیگی فرق اتنا ہی کہ اونھون نے قرآن سے
محروم ٹھیرایا انھونکے بیان سے اور ظاہر ہی کہ قرآن بے بیان معنی بیکار ہی پس انکا اعتقاد
یہ ہوا کہ نو سو برس تک تمام امت کو اللہ تعالی نے بیان معنی مراد سے محروم رکھکر گرفتار خطا
معنوی مین کیا کہ خلاف مراد الٰہی بیان کرتے رہے اور اب نو سو برس کے بعد جب بیان
اوتارا اوسکو لاکھ آدمی مین سے ایک نے مانا اور باقی سب نے اوسکا انکار کیا اگر اوسیوقت بیان
ہوا ہوتا آج تک سب مسلمان راہ راست و معنی صحیح پر رہتے پس اس تاخیر مین سوائے خرابی
گمراہ کرنے امت محمدی کے کیا مصلحت ہوئی یہ نہایت نادانی کا اعتقاد ہی اللہ تعالی باقی
ماندونکو ہدایت کرے اور توفیق فہم درست کی عطا فرما دے اور تاخیر بیان اگرچہ درست
ہی لیکن وقت حاجت تک جیسا کہ حضرت رسالت کے واسطے قرات سے فارغ ہونے تک تاخیر
ہو گئی پس اگر معانی جو نیچوری کچھ بکار آمدنی ہین تو سبکو اسکی حاجت تھی اتنی تاخیر کی کیا وجہ
اور اگر بکار آمدنی نہین ہین اب بھی حاجت نہین ہی البتہ تاویل قرآن یعنی مآل و مصداق آیات
قرآنی کا کبھی بعد عرصۂ دراز کے ظہور پاتا ہی چنانچہ بعضے اخبار کا ظہور ہو چکا اور بعضے کا آیندہ
ہوگا جیسا کہ خروج دابۃ الارض و یاجوج ماجوج وغیرہ حالات قیامت و ایسی تاویل یعنی معانی
محتملہ قرآن کے بھی حد نہین ہی کہ ہر عصر مین علما و اولیا استخراج کرتے جاتے ہین لیکن تفسیر
یعنی بیان مراد الٰہی بانکے آگے حرام ہو اوسکا مدار روایت پر ہو اور حضرت اور صحابہ کرام محکمات
قرآنیہ سے مراد الٰہی نہ سمجھتے تھے اور بیان کرتے تھے اور یہ نہایت نامعقول امر ہی کہ جبرئیل قرآن
لاوے اور مراد کو نہ سمجھے اور اپنے اصحاب کو بھی کہ خاص مخاطب الٰہی وہی ہین نہ سمجھاوے
بلکہ اوس کا بیان نو سو برس تک ایک شخص آیندہ پر معلق رہے کہ وہ اگر چند پوریوں اور گمراہون

کو سمجھاوے اور اوسکے چند بلا واسطی رد کرنی سمجھ لیوین اور تمام امت سلفا اور خلفا محروم رہے
بلکہ یہ امر مخالف قرآن ہی اور ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ کے معنی شیخ جونپوری نے نص قرآن کے
خلاف کیے ہین اسواسطے کہ حق تعالی فرماتا ہی کہ وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ
مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ یعنی اور اوتارا ہمنے طرف تمھارے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ ذکر تاکہ بیان کرو
تم آدمیون کو جو کہ اوتارا گیا ہی طرف اونکے امام محی السنہ فرماتے ہین کہ ذکر سے مراد وحی ہی
اور حضرت رسالت وحی کے بیان کرنے والے تھے اور بیان قرآن کا حدیث سے
ہوتا ہی انتہی وَمَا اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْکِتَابَ اِلَّا لِتُبَیِّنَ لَهُمُ الَّذِی اخْتَلَفُوْا فِیْهِ الآیہ یعنی اور نہین
اوتاری ہمنے تم پر اے محمد یہ کتاب مگر اسواسطے کہ بیان کرو تم اون سے وہ شی کہ جسمین جھگڑ رہے
ہین بیان فرمایا کہ کتاب اوتارنے سے مقصود بیان ہی فقط اب صاف معلوم ہوا کہ بیان قرآن کا کام حضرت رسالت کا ہی پس
کہنا شیخ جونپوری کا کہ بیان قرآن میرا کام ہی مخالف قرآن کے ہی بلکہ یہ امر حضرت کا خاصہ نہین ہی بلکہ تمام پیغمبرون کے
بیان کا عہدہ تھا جیسا کہ دوسری آیت مین فرمایا وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ
لِیُبَیِّنَ لَهُمْ الآیہ یعنی اور نہین بھیجا ہمنے کوئی رسول مگر بیچ زبان قوم اوسکی کے تاکہ بیان کرے واسطے
اونکے انتہی اب انصاف کرنا چاہیے کہ یہ شیخ مدعی مہدویت کسقدر آیات قرآنیہ کے مخالف قرآن کے
معنی کرتے ہین جیسے یہ دعوی ہی کہ بندہ مبیّن مراد اللہ ہو اور اسی طرح دوسرے آیات کے معنی
بھی مخالف احادیث صحیحہ اور تفسیرات صحابہ اور جمہور مفسرین کے بیان کیے چنانچہ سورۂ جمعہ مین
وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ کو خاص اپنے فرقۂ مہدویہ پر حمل کیا حالانکہ صحیح بخاری مین
ابو ہریرہؓ سے روایت ہی کہ ہم بیٹھے تھے پاس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ نازل ہوئی
سورۂ جمعہ اور یہ آیت اوسکی کہ وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ مین نے عرض کیا کہ یہ کون
لوگ ہین یا رسول اللہ حضرت نے جواب نہ فرمایا یہانتک کہ تین بار سوال ہوا اور راوی
مجلس مین سلمان فارسی بھی حاضر تھے حضرت نے اپنا دست مبارک سلمان پر رکھکر فرمایا کہ
اگر ہووے یہان پاس ثریا کے تحقیق پہونچ جاوین اوسکو رجال ان لوگون سے انتہی پس آیت کے
محل کے سوال کے جواب مین ہاتھ سلمان پر رکھ ساتھ اسقدر ثنا وصفت کے بتانا صاف
دلالت کرتا ہی کہ مراد آخرین منہم سے آیت مذکور مین قوم عجم ہین بغیر تخصیص کسی قوم کے

اسواسطے بیضاوی نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہین کہ بعد صحابہ کے قیامت تک ہونگے اسواسطے
کہ حضرت کی دعوت اور تعلیم سب امت کو عام ہی اور آخرین یا امیین پر معطوف ہی یا ضمیر منہم پر
اور بعد صحابہ کی قید اسواسطے کہ لما یلحقوا بہم فرمایا یعنی ابھی انکے ساتھ لاحق نہین ہوئے لیکن
بلکہ آیندہ کو لاحق ہوویںگے اور امام محی السنہ نے تفسیر معالم مین فرمایا کہ منہم اسواسطے فرمایا
کہ جب مسلمان ہوئے تو رشتۂ دینی کے سبب انہین مین ہوگئے اور مراد انسے قوم عجم ہین بدلیل حدیث
ابی ہریرہ کے اور یہی قول ہی ابن عمر و اور سعید بن جبیر اور مجاہد کا اور عکرمہ اور مقاتل نے کہا کہ انسے
تابعین مراد ہین اور ابن زید نے کہا کہ جمیع مسلمان بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے قیامت تک مراد
ہین اور مجاہد سے ایک روایت یہ بھی ہی اب دیکھیے کہ نہ حدیث سے تخصیص مریدین شیخ جونپور
کی نکلتی ہی نہ اقوال ائمہ تفسیر سے ہان البتہ عمومات مین قوم مہدی شریک ہی مگر تمہارا چہ آپکی
مہدویت اول ثابت کیجیے جب اس بشارات پر خوش ہوجیے ورنہ ایسا فرمانا چاہیے کہ این مژدہ
مرا نیست بلکہ دشمنانم راست اور اکثر آیات مذکورۃ الصدر عام ہین اور عام اپنے کل افراد مین حکم
واجب کرتا ہی لیکن نزدیک امام شافعی کے ظنی الشمول ہی پس تخصیص بخبر واحد اور قیاس صحیح ہوتی ہی
اور نزدیک ہمارے قطعی الشمول ہی اسواسطے ابتدا تخصیص کے واسطے دلیل قطعی چاہیے اور ظاہر ہی
کہ آیات مذکورہ مین مخصص ظنی یا قطعی موافق مطلب مخالفان زدہ جونپوری کے موجود نہین ہی پس تخصیص آیات
قرآنی کی حکم نفسانی ہی اور دعوی امر الہی کا کرنا بلا دلیل محض ہی اور اشعار کہ جناب میر نفوی کی
طرف منسوب کیے ہین بعد اثبات صحت سند کے بھی مفید مقصود نہین ہین اسواسطے کہ دلالت
اس بات پر کرتے ہین کہ امام مہدی وقت ابتری ملت اسلامیہ کے قائم ہو کر انتظام ملک و ملت کر دینگے
نہ یہ کہ تمہارے مہدی کی طرح آکر رعایا ہو کر آپ تفرقہ اخراج و مغلوبی مین مبتلا اور محکوم سلاطین
ہو کر رواروی طرد و اخراج مین بکمال بیکسی جیسے آئے تھے ویسے ہی چلے جاوین گے العیاذ باللہ
وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا
اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ
مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا الآیہ یعنی وعدہ کیا ہی اللہ تعالی نے تم مین سے اون لوگون سے
ساتھ کہ جو ایمان لائے اور کام اچھے کیے یہ کہ خلیفہ و حاکم کرے گا اونکو زمین مین جیسا کہ

خلیفہ کیا تھا اون سے پہلون کو اور البتہ جماوے گا اونکے واسطے دین اونکا کہ پسند کر دیا ہی
اونکے واسطے اور البتہ بدل دیگا اونکے خوف کے بعد امن انتہی یہ وعدہ اللہ تعالی نے اہل سنت
کے خلفا اور امرا کے ساتھ وفا فرمایا اور اونکے مخالفین کو آج تک ذلیل و رعیت بنا کر رکھا اور
قریب قیامت تک ایسی رہینگے یہان تک کہ امام مہدی بھی اس وعدے کے موافق سریر
عزت و خلافت پر جلوہ فرماوینگے اور حدیث شریف مین ہی کہ حضرت رسالت سے وعدہ کیا ہی اللہ
تعالی نے کہ آپکی تمام امت پر دشمن کبھی مسلط نہوگا چنانچہ آجتک اسکا ظہور ہی کہ تمام امت کبھی مخالفین
کی مسخر و رعیت نہوئی اس سے بھی مذہب مہدویون کا باطل ہوتا ہی کیونکہ اگر یہی امت محمدی
ہو تو تین سو پچاسی ۳۸۵ برس سے مخالفین کے قبضۂ اقتدار مین کاہے کو گرفتار رہتے دلیل سوادہم
اخرج نعیم بن حماد عن محمد بن الحنفیة قال کنا عند علیؓ فساله رجل عن المهدی
فقال هیهات ثم عقد بیده تسعا فقال ذلک یخرج فی اخر الزمان اذا قیل للرجل الله
الله قتل فیجمع الله له قوما قزعا کقزع السحاب یولف بین قلوبهم لا یستوحشون الی احد
ولا یفرحون باحد دخل فیهم علی عدة اصحاب بدر لم یسبقهم الاولون ولا
یدرکهم الاخرون وعلی عدد اصحاب طالوت الذین جاوزوا معه النهر یعنی
نعیم بن حماد نے حضرت ابن حنفیہ سے روایت کی کہ فرمایا تھے ہم پاس حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے
پوچھا حضرت سے ایک شخص نے احوال مہدی کا پس فرمایا کہ دور ہی پھر عقد کیا اپنے ہاتھ سے نو
کا پھر فرمایا یہ نکلیگا آخر زمانے مین جسوقت کہا جاوے گا اوس مرد سے کہ ڈر اللہ سے
ڈر اللہ سے یعنی بجبر و اکراہ خدا کے واسطے دیکر ڈر بتا کر اونکے ہاتھ پر بیعت کرینگے فرمایا
پس جمع کریگا اللہ تعالی اونکے واسطے ایک قوم اشک یعنی مانند ریزش ابر کے کہ انکے درمیان
الفت ہوگی نہ وحشت کرینگے کسی کے جانے پر اور نہ خوش ہونگے کسی کے آنے پر شمار مین
اصحاب بدر کے برابر ہونگے نہ سبقت لے گئے اونپر اول والے اور نہ اونکے مقام کو پاوینگے
پچھلے لوگ اور بشمار اصحاب طالوت ہونگے جو کہ اونکے ہمراہ نہر سے پار اوترے تھے انتہی
عالم میان مہدوی رسالۂ معاندہ مین لکھتے ہین موافق اس قول کے نکلے حضرت مہدی موعود علیہ السلام
سن نو سو ہجری مین پھر جمع کیا اللہ تعالی آپ کے لیے قوم کو گریہ زاری کرتی ہاری طلب دید

اللہ تعالیٰ میں اور عشق و محبت میں اوسکے مانند نہاری بادل کے بعد اسکے بروایت شیخ الملک
سجاوندی سے اپنے مہدی سے کے اصحاب کا رونا وغیرہ نقل کیا بعد اوسکے اپنے پیر سید یعقوب کے
رونے کا احوال نقل کیا پھر کہا کہ اوس برادر قوم مہدی میں ایسے لوگ ابتک بھی موجود ہین شاید یہ
اشارہ اپنی ذات کی طرف کیا جواب حاصل کلام دو امر ہین ایک یہ کہ صفات منقولہ روایت
مذکورہ انکے مہدی سے کے اصحاب مین موجود ہین پس حقیت مہدویت پر دلیل ہین اور یہ سخن بیکار
محض ہی اسواسطے کہ صفات مذکورہ خصائص مہدی سے نہین ہین کہ کسی دوسری جا نہ پائے جاوین
بل تمام کاملین و طالبان حق اس صفات سے متصف ہوا کرتے ہین البتہ مہدی کے اصحاب مین
یہ صفات بدرجہ کمال موجود ہونگے کہ اس مقام مین متاخرین سے پیش قدم اور متقدمین کے
ہم قدم ہونگے مراد متقدمین سے اونکے جانشین ہین یعنی اولیاء اللہ کیونکہ مطلق التفضیل
راجع طرف ہم جنس و ہمچشموں کے ہوا کرتی ہو نہ انبیا و صحابہ کرام کہ بقرینہ نصوص صحیحہ کہ انکی
تفضیل مین وارد ہین اس تعمیم سے مستثنی ہین اور اس گمان نفسانی کا اثبات زمانہ شیخ جونپور
مین مشکل ہی کہ دعوی بلا دلیل ہی اور ہر شخص اپنے تئین اور اپنے پیشوائوں کو تئین کامل و افضل
سمجھتا ہی یہ کچھ کام نہین آتا ہی کہاں سے ثابت ہوا کہ انکے نفوس کمالات باطنیہ کے متصف تھے
یا بریا و حب جاہ یہ حرکات گریہ و بکا اور ریاضات بیجا و بیجا انسے سرزد ہوتے تھے بلکہ شق
ثانی متبادر و ظاہر ہی کیونکہ مدار عبادت کا صحت اعتقادات پر ہی اور مدار صحت اعتقادات کا بمطابقت
کتاب و سنت و اجماع امت پر ہی اور یہان معاملہ بالعکس واقع ہوا کہ خود انکے مرشد و رہنما نے
ان تینوں کو پس پشت ڈال دیا کتاب و اجماع کی مخالفت بجا بجا اس رسالے سے ثابت ہی اور سنت کی
مخالفت کا خود اوس بزرگ نے اپنی زبان سے اقرار کیا کہ بارہا کہا کہ جو حدیث رسول اللہ کی اس
بندے کے حال سے کے مخالف ہی اوسکو مین تسلیم و قبول نہین کرتا ہون پس اتباع اپنے ہوائے نفس
کی ہوئی کہ صدہا احادیث صحیحہ اپنے حال کے مخالف دیکھ کر رد کر دین مسلمانی اسکا نام ہی کہ اپنے
احوال اخلاق کو مطابق اقوال و افعال حضرت رسالت پناہ کے کرے نہ کہ حضرت رسالت کے
افعال و اقوال کو اپنے مطابق کرے مثل مشہور ہی کہ پیاسا کنوئین کے پاس جاتا ہی نہ کنواں پیاسے
کے پاس آتا ہی یہان یہی آیت صادق آئی کہ اَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلٰهَهُ هَوَاهُ یعنی آیا

پس دیکھا تو نے اوس شخص کو کہ بنایا معبود اپنا خواہش نفس اپنے کو نظم فرو کوش در زہد و صدق و صفا * ولیکن میفزاے بر مصطفی * خلاف پیمبر کسی رہ گزید * کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید *
اور ظاہر ہی کہ بغیر صحت اعتقادیات کے خالی رونا پیٹنا کیا کام آتا ہی شعر عرفی اگر بگریہ میسر شدے وصال * صد سال می توان بہ تمنا گریستن * اور ریاضات بھی سب بیکار ہو جاتے ہین کیا تمکو معلوم نہین ہی کہ خوارج کسقدر عبادات و ریاضات شاقہ کرتے تھے یہان تک کہ حضرت نے اپنے اصحاب کو فرمایا کہ تمھارا نماز و روزہ اونکے نماز و روزے کے سامنے حقیر معلوم ہوگا لیکن قرآن اونکے حلقوم سے تجاوز کرکے مصعد قبول کو نہ پہنچیگا اور دین سے ایسے خارج ہونگے جیسا کہ تیر نشان سے باہر وپار ہو جاتا ہی کہ کچھ اثر اوس مین آلودگی نشان کا نہین رہتا ہی انتہی مختصراً اونکا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھیے کہ فساد اعتقاد سے کسقدر محرومی عائد حال ہوئی اور ریاضات سب تباہ ہوئین اسیطرح جوگی و بیراگی و اتیت و گسائین کسقدر صعوبات ریاضات اوٹھاتے ہین کہ مہدویون سے اوسکا عشر عشیر بھی نہین ہو سکتا ہی حالانکہ وہ سب ہباءً منثورا ہی چنانچہ حق تعالی فرماتا ہی وَقَدِمْنَآ اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰہُ ھَبَآءً مَّنْثُوْرًا ٥
دوسرا امر یہ ہی کہ جناب ولایت مآب نے درمیان اس کلام کے نوکا عقد کیا اس سے مہدوی اشارہ نو سو برس کا سمجھتے ہین اور اوسی سے اپنے شیخ نو صدی کی حقیت مہدویت پر استدلال کرتے ہین لیکن یہ استدلال ممنوع ہی اسواسطے کہ نو سو کی کوئی روایت وارد نہین ہوئی البتہ نو برس مدت سلطنت مہدی کے روایات وارد ہوئے ہین پس وہ روایات دلیل ہین اس بات پر کہ اس روایت مین عقد نو نو برس خلافت کی طرف اشارت ہی اور یہ احتمال جیسا کہ مطابق روایت کے ہی موافق درایت کے بھی ہی کہ ہر عاقل کہیگا کہ نو سے نو برس ہون یا نو مہینے ہون یا نو روز ہون سمجھنا برابر ہی نہ یہ کہ نو سے نو سو برس سمجھنا کہ مخالف دلالت وضعیہ عقود کے ہی اسواسطے کہ واضع عقود نے نو عقد واسطے آحاد کے وضع کیے اور نو عقد واسطے عشرات کے وضع کیے ہین اب جیسا کہ آحاد سے عشرات مراد لینا غلط ہی ویسا ہی مئات یعنی سیکڑے مراد لینا غلط بلکہ اغلط ہی اور علاوہ یہ ہی کہ اہل البیت ادری بما فیہ من الغیر حضرت محمد بن حنفیہ کہ راوی اس کلام کے ہین اور اوس وقت حاضر مجلس تھے اور ظاہر ہی کہ حاضرین بسبب مطلع ہونے کے قرائن حالیہ و مقالیہ

کلام کو غائبین سے بہتر سمجھتے ہیں یہ جانکہ وہ حاضر متکلم کا فرزند مصاحب در حبیب نفس ور ایسے اشخاص
ہووے جیسا کہ وہ اپنے والد بزرگوار کے اصطلاحات و رموز و اشارات کے سمجھنے کی مہارت رکھتا
ہوگا غائبین کہ باوجود بعد مکانی و زمانی کے فہم و فراست میں اوسکے ادنی غلاموں کے پاسنگ کو
نہ پہونچتے ہوں اوسکے ساتھ کیا نسبت رکھتے ہونگے پس جبکہ وہ اس کلام سے نوسو برس
سمجھے دوسرے کا سمجھنا غلط فہمی ہے اور حضرت محمد بن حنفیہ اپنی انگل و تخمین سے فرماتے ہیں کہ مہدی
سنہ دوسو میں قائم ہونگے چنانچہ نعیم کی روایت میں موجود ہے پس ظاہر ہے کہ اگر اپنے والد
منظہر العجائب سے کچھ بھی اشارہ نوسو کا پایا ہوتا تو ایسے قیاس کاہے کو دوڑاتے پس
احتمال نو برس خلافت کا نہایت مدلل معقول ہے اور نوسو کا بغایت لچر و پوچ ہے و اذا جاء
الاحتمال بطل الاستدلال دلیل سیزدہم عالم میان سالہ معارضہ میں رسالہ برہان سے
نقل کرتے ہیں وَيْحًا لِلطَّالِقَانِ فَإِنَّ لِلَّهِ بِهَا كُنُوزًا لَيْسَتْ مِنْ ذَهَبٍ وَلَا فِضَّةٍ وَلٰكِنْ
بِهَا رِجَالٌ عَرَفُوا اللّٰهَ حَقَّ مَعْرِفَتِهٖ وَهُمْ أَنْصَارُ الْمَهْدِيِّ فرمایا علی رضی اللہ عنہ وا سطے
اللہ تعالی کے خزانے ہیں نہیں ہیں زر سے اور سونے سے ولیکن وہ مرد ہیں عارفان باللہ جو
حق معرفت کا ہے یہ مرد انصار ہیں مہدی کے ای برادر یہ سب صاف موجود تھے حضرت مہدی
علیہ السلام میں جواب عجیب اس قوم کی خیانتیں اور تحریفات دریافت کرتے کرتے تھک گیا
مگر یہ لوگ اس فعل سے نہ تھکے اگر ایک شخص ہوئے اوسکا حساب ہوسکتا ہے یہاں سلف سے خلف
تک پیر سے مرید تک سب یہی پیشہ رکھتے ہیں سوائے خداوند سریع الحساب کے کوئی اسکا حساب
نہیں کرسکتا ہے مگر بقول لیکہ مَا لَا يُدْرَكُ كُلُّهٗ لَا يُتْرَكُ كُلُّهٗ ادس دریا کا ایک قطرہ اس تحریر میں
لکھا گیا ہے ابھی عالم میان اور اونکے بزرگون کی اس قسم کی تحریفات اور بزرگیان دلائل گذشتہ
میں بیان ہو چکی ہیں اوسکو دیر نہوئی تھی کہ پھر میان مذکور نے نئے اندیشہ دہی پیشہ آئین
روایت میں بھی اختیار کیا کہ ویحا للطالقان کو کہ اصل کلام مرتضوی میں موجود تھا ویحا للطا
کردیا دوسرے یہ کہ ترجمہ اوسکا بالکل اوڑا دیا تیسرے یہ کہ بہا کنوزا کے ترجمے میں سے بہا کو کہ ضمیر
اوسکی راجع طرف طالقان کے تھی بالکل نکال ڈالا چوتھے یہ کہ بہا رجال میں سے بھی بہا کو نکال ڈالا
جب اتنی ہاتھ چالاکی کرچکے باقی روایت کو اپنے مہدی پر منطبق کردیا کیونکہ ان الفاظ ہوسکے تو

بھی روایت انکے مہدی کی تکذیب کرتی ہی اسواسطے کہ طالقان جیساکہ قاموس مین لکھا ہی ایک
قریہ ہی درمیان بلخ اور مرو کے اور ایک شہر پارچہ کا نام بھی ہی درمیان قزوین اور ابہر کے
کہ صاحب اسمعیل بن عباد وہین کا ہی غرض کہ جناب مرتضوی کے کلام مین طالقان نام مقام ہو
میان مذکور نے اوسکو صیغہ تثنیہ کا جھگڑا ہے کے سبب سے اوسکو مجرور بالیا کرکے للطالقین کر دیا
لیکن جبکہ اعراب اس خوبی سے صحیح کر چکے معنی مین ویسی حیران رہے کہ دو جا ضمیرین لفظ بہا
کی اوسکی طرف راجع دیکھکر گھبرائے کہ یا ضمیر واحد مونث یا جمع کی ہو اور یہان مرجع تثنیہ ہی جب
کچھ نہ بن سکا پرانا ہاتھ یاد آیا بندگون کی پڑھی ہوئی موروثی چھری نکال کر ترجمے مین سب کو
حلال کر اپنی من گھڑت عبارت تراش لی کہ یہان کون پوچھتا ہی قیامت مین جب شاہ ولایت دعوی
کرینگے کہ میرے کلام کو کتر بیونت کرکے مجھپر کیون اتہام کیا وہان کی بھگتان وہی بھگت
لینگے شعر عاقبت کی خبر خدا جانے + اب تو آرام سے گذرتی ہو + جب یہ حال ان میون کا ہی
کہ مسند ارشاد وخلافت مہدی پر بیٹھے ہین اور اپنا لقب صادقین مخبر اے ہین تو دوسرے یہ حال
دیگران اب جناب ولایت مآب کے کلام کے معنی صحیح لکھے جاتے ہین تاکہ معلوم ہو کہ کلام ولایت نظام
ہماری دلیل ہی نہ مہدویون کی اور جناب مرتضوی انکے مہدی کی تکذیب کررہے ہین فرماتے ہین
کہ رحمت ہو مقام طالقان پر کیونکہ اوس مین خدا کے خزانے ہین کہ چاندی وسونے کے نہین
ہین لیکن اوس مقام مین ایسے مرد ہین کہ اونھون نے خدا کو پہچانا ہی جیساکہ حق معرفت کا ہی
اور وہی لوگ انصار اور مددگار مہدی کے ہونگے انتہی اب میان جی آپ فرمائیے کہ تمھارے
مہدی کے کون کون سے طالقانی مرد مددگار وانصار تھے علاوہ یہ کہ تمھارے میران
مطلقا انصار کا انکار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے انصار
ومہاجرین تھے اور مہدی کے فقط مہاجرین ہونگے انصار نہونگے لیکن ثابت ہوا کہ جناب
اسد اللہ الغالب مہدی آیندہ کا ذکر فرمارہے ہین تمھارے مہدی کا ذکر نہین ہی شعر سمجھے کیا
کلام ہی مولی علی سے + تو اپنے شیخ مہدو کو سنا لے + دلیل چہاردہم بقیہ احادیث
وآثار رسالہ معارضہ منہا ما اخرجہ الترمذی یلی رجل من اہل بیتی یواطی
اسمہ اسمی یعنی والی ہوگا ایک مرد اہلبیت میرے سے موافق ہی نام اوسکا میرے نام کے

انتہی ہان بجماعت کثیر عالموں نے عالموں سے امیروں سے فقیروں سے تصدیق و اطاعت کی آپ کی تو کر دیا حق تعالیٰ آپ کو والی اہل بیت سے ہمنام نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ومنہا ما اخرجہ ابن ماجۃ یکون فی امتی المہدی ان قصر فسبع والا فتسع تتنعم فیہ امتی نعمۃ لم یتنعموا مثلہا قط توتی اکلہا ولا تدخر منہا شیئ والمال یومئذ کدوس یعنی میری امت میں مہدی ہوگا اگر کم زندگی کرے گا تو سات ورنہ نو برس نعمت ہوگی اوسمین میری امت ایسی نعمت سے کہ نہ پائی ہوگی ویسا کبھی دیے جائیگی ثمرات اپنے اور نہ ذخیرہ وجمع کریگا کوئی اونسے کوئی چیز اور مال اس روز مثل خرمن پامال کے ہوگا انتہی ثمرات سے مراد وہ فائدے ہین کہ جنکے لیے انسان پیدا ہوا ہی ہان موافق اس حدیث شریف کے سنہ ۹۰۱ نوسوایک ہجری پر بیت اللہ شریف مین حضرت نے دعوی من اتبعنی فہو مومن کا آشکارا کیا پھر جب ہجرت سے پھر نوسو تین ۹۰۳ ہجری پر احمد آباد گجرات مین دعوی مہدویت کا کیا پھر جب ہجرت سے پھر نوسو پانچ ۹۰۵ ہجری مین شہر بدلی مین علانیہ دعوی مہدویت کا اور دعوی تصدیق فرض انکار کفر کا صاف صاف کیا پھر نہ چھپے بلکہ ہمیشہ اسی دعوے پر وفات تک مصر و ثابت رہے اس روسے کو دعوی مہدویت کو کہ کہتے ہین پھر حضرت کے وقت مین پر نعمت ہوئی امت نعمتوں ولایت محمدیہ سے مثل ترک دنیا طلب دیدار خدا تعالی اور توکل تام و ذکر دوام و عزلت ورویت خوابی و قلبی و بصری وغیرہ کے جو احکام متعلق ولایت محمدیہ سے ہین اور دیے گئے فائدے وثمرات پیدایش انسانی کے مثل فنا بے تعین شخصی و بقا شہود ذاتی و تجلیات جبروتی ولاہوتی کے اکثر لوگ مین اور دنیا اور اہل دنیا انکے نزدیک نہایت ذلیل تھے اور مال اس وقت انکی مبارک نظرون مین پامال ہوگیا تھا انتہی مختصرا ومنہا ما اخرجہ ابن ماجۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج ناس من المشرق فیوطئون المہدی یعنی سلطانہ یعنی فرمایا حضرت نے کہ نکلینگے آدمی مشرق سے پامال کرینگے سلطنت کو مہدی کی یا موافقت کرین گے مہدی کی ہان موافق اس حدیث کے کئی بار خروج کرچکے ہندیان جو مشرقی ہین حضرت مہدی کی قوم مبارک پر جو حضرت کی سلطنت ہین اور کئی بار پامال کرچکے قتل و اخراج و حبس و ضرب اور انواع و اقسام سے اور پھر قیامت تک کرتے رہین گے اور معنی وطاء کے موافقت

کے لیوین تو موافقت و تصدیق بھی ہندیون اور خراسانیون سے ہوئی اور مہدی ہو کہ یہی
مشرقی ہین ومنہا ما اخرجہ نعیم بن حماد عن امیر المومنین علی بن ابی طالب
رضی اللہ عنہ قال یؤمی المہدی الی الطیر فیسقط علی یدیہ ویغرس قضیبا فی بقعة
من الارض فیخضر ویورق یعنی فرمائے حضرت علی رضی اللہ عنہ اشارہ کریگا مہدی پرندے کو
تو گر جاویگا اوپر ہاتھ اوسکے اور گاڑیگا سوکھی لکڑی زمین مین تو ہری پتے دار ہوگی نقلیات
مین مذکور ہی کہ شاہ نظام فاروقی سلطان ملک خاندیس بعد تصدیق وصحبت مہدی سے عرض کیے
ایک روز کہ علما کہتے ہین کہ مہدی خشک لکڑی کو سبز کریگا اوسیوقت حضرت مسواک کو گاڑ دیے
تو جھٹ سبز ہو گئی پھر اوکھاڑ لیا اور فرمائے کہ یہ کام بازیگر بھی کرتے ہین لیکن مراد یہ ہی کہ
مہدی خشک لون کو سبز کریگا ومنہا ما اخرجہ نعیم عن طاؤس قال اذا کان المہدی
یبذل المال ویشتد علی العمال ویرحم المساکین یعنی فرمائے طاؤس رحمہ اللہ جبکہ ہوگا مہدی
تو بخشش کریگا مال کو سخت رہیگا اغنیا پر اور رحم کریگا فقرا پر ومنہا ما اخرجہ
نعیم بن حماد عن کعب قال المہدی خاشع للہ کخشوع النسر بجناحیہ یعنی فرمایا
کعب رحمہ اللہ تعالی نے کہ مہدی خاشع ومراقب ہوگا مثل خشوع کرگس کے پھیلون مین ومنہا
ما اخرجہ الضبا عن علی رضی اللہ عنہ قال اسم المہدی محمد یعنی فرمائے علی رضی اللہ عنہ
کہ نام مہدی کا محمد ہو انتہی یہ سب روایات مصنف رسالہ ہمارے نے رسالہ برہان سے نقل
کیے ہین جواب روایت اول مین بگروالی ہونے سے مراد ولایت عامہ وحکومت تامہ
ہی اگر دوسرے احادیث صحیحہ شاہد ہین تو ظاہر ہی کہ یہ صفت تمہارے شیخ متنازع فیہ
مین مفقود ہی پس حدیث تم کو جھٹلاتی ہی اور اگر مراد یہ ہی کہ ایک جماعت کثیر کا پیرو مطاع
بن جانا جیسا کہ تم سمجھے ہو تو یہ بات کچھ خاص مہدی سے نہین ہی بلکہ اہل بیت مین ہزارہا
شخص ہمنام حضرت کے ایسے ہوئے ہین کہ ایک خلق انکی مطیع ومعتقد ہوئی ہی پس کیا خصائص
وتجانب سے تھا کہ اوسکو حضرت رسالت خاص مہدی کے واسطے بیان فرماتے حاصل
یہ کہ مہدی کے صدہا علامات بروایت ثقات ثبوت کو پہونچے ہین اگر ایک شخص مین اکثر علامات
مفقود ہون اور چند ایسے موجود ہون کہ خصائص مہدویت سے نہون اوسکی مہدویت ہرگز

ثابت نہین ہوتی ہی بلکہ اظہر یہی ہو کہ اوس مفقود العلامات سنے حب جاہ و نفسانیت کی راہ سے دعوی کیا ہی اسواسطے کہ معصوم نہین ہی اور اسی سے جواب ساتوین روایت اخیر کا بھی معلوم ہو گیا اور دوسری روایت اور سوا ے اوسکے بعضے اور روایات سے بھی یہی ثابت ہوتا ہی کہ زمانہ مہدی پانچ یا سات یا نو برس کا ہی یعنی احد الامور الثلثہ یہ مفہوم روایات نہین ہی کہ تینون زمانے اوس مین جمع ہون گے اگرچہ شق ثالث بین شقین اولین ضمنا داخل ہین مگر اجتماع ثلثہ منطوق کلام نہین ہی پس تینون وقت مین تین دعوے نکالنا تاکہ کوئی روایت فوت ہونے نہ پائے یہ محنت و فکر رایگان و برباد ہی ایسے غیر ضروری امر مین اسقدر محافظت روایات کی کرنا اور صدہا روایات ضروریۃ المرعایت کو کہ مخالف حال ہین پس پشت ڈالنا یا تحریف لفظی و معنوی کرکے اصل مطلب کو بگاڑ دینا جیساکہ دلائل سابقہ مین مذکور ہی انصاف و دیانت سے بعید ہی بلکہ اس روایت مین بھی اوسکا نمونہ موجود ہی کہ بعضے الفاظ ساقط کرکے ترجمہ نکوس کیا معلوم نہین کہ نسخہ غلط دستیاب ہوا تھا یا عمدا اپنی عادت کے موافق یہ کام کیا لیکن بیان مرادین بلاشبہ تحریف تصدی کی گئی ہی حدیث ابن ماجہ مین عبارت صحیحہ یہی ہی تُؤتِی الْاَرْضُ اُکُلَہَا وَلَا تَدَّخِرُ عَنْهُمْ شَيْئًا الحدیث یعنی دیویگی زمین ثمرات اپنے اور نہ بچا رکھے گی امت سے کوئی شی کے تئین الخ اب اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ ماقبل مین جو نعمت مذکور ہی مراد اوس سے بھی نعمت ظاہری ہی نہ نعمت ولایت محمدیہ جیساکہ ثمرات سے مراد ثمرات ارض ہین یعنی ثمرات پیداوار انسانی مثل فنا و تجلیات وغیرہ کے اسواسطے کہ یہ چیزین ثمرات زمینی سے نہین ہین بلکہ مواہب آسمانی ہین شاید کہ مہدویون کے معارف و حقائق زمین سے اوگتے ہون اور کتاب بیان مین یہ حدیث ابی نعیم کی روایت سے باین الفاظ مذکور ہی کہ یَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ الْمَهْدِیُّ اِنْ قَصُرَ عُمُرُہٗ فَسَبْعُ سِنِیْنَ وَاِلَّا فَثَمَانٌ وَاِلَّا فَتِسْعُ سِنِیْنَ یَتَنَعَّمُ اُمَّتِیْ فِیْ زَمَانِہٖ نَعِیْمًا لَمْ یَتَنَعَّمُوْا مِثْلَہٗ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ یُرْسِلُ السَّمَاءَ عَلَیْهِمْ مِدْرَارًا وَلَا تَدَّخِرُ الْاَرْضُ شَیْئًا مِنْ نَبَاتِهَا اور دار قطنی اور طبرانی کی روایت سے باین الفاظ مذکور ہی کہ

یکون فی امتی المهدی ان قصر عمره فسبع والا فثمان والا فتسع سنین یتنعم فیها امتی نعمة لم یتنعموا مثلها البر منهم والفاجر یرسل الله علیهم السماء

مدرارا ولا تدخر الارض شیئاً من النبات ویکون المال کُدُوساً یقوم الرجل یقول یا مہدی اعطنی فیقول خذ ان دونون حدیثون مین شی کا بیان نبات کر کرو یا گیا پس معلوم ہوا کہ مراد اوس سے ثمرات ونباتات زمینی ہین اور تاویل مہدویہ کی غلطی ہی اور چونکہ یہ حال انکے مہدی کے وقت مین موجود نہوا حدیث مذکور انکی مہدویت کا ابطال کرتی ہی نہ اثبات آو اس کتاب کے مطالعہ کرنے والونکو یہ بات واضح ہوگی کہ ان مہدی متنازع فیہ کو کہ جنہین مراد اللہ کہلاتے مین حق سبحانہ تعالی نے ایک تاثیر عجیب بخشی ہی کہ جو انکے گروہ مین داخل ہوا اور انکا مصدق بنا اوسکو قرآن وحدیث سمجھنے کا ایک نادر سلیقہ اور طرفہ طریقہ ہاتھ لگتا ہی کہ خدا نخواستہ انکے منکرون کو وہ ہاتھ نہین آتا ہی چنانچہ دلائل سابقہ مین جابجا انکے فہم کی خوبیان بیان کی گئین اور آیندہ بھی انشاء اللہ تعالی ہی تذکرہ رہے گا وہی فہم میرانی اس حدیث مین بھی بکار آیا اور اوسی کا تتمہ ہو کہ وَالْمَالُ یَوْمَئِذٍ کُدُوْسٌ کا ترجمہ کرتے ہین اور مال اوس روز مثل خرمن پامال کے ہوگا یہ بزرگ اس مقام مین ایسا سمجھے ہین کہ کاف جار اور دوس مجرور ہو اور بمعنی خرمن پامال کے ہی حالانکہ اسمین سے ایک بات بھی صحیح نہین ہی دوس مصدر ہی بمعنی کوفتن بپای کے بمعنی خرمن کے نہین ہی علاوہ یہ کہ یہان دوس کہان ہی اور کاف جار کہان ہی بلکہ حرف اصلی وجزو کلمہ ہی اسواسطے کہ یہ لفظ کُدُوسٌ ہی بروزن فُعُولٌ کے جمع کُدْس کی کہ بروزن فعل کے بمعنی خرمن کے ہی اور معنی یہ ہین کہ مال اوس روز خرمنہا وانبار ہا ہوگا پس فقرہ بھی دلالت کرتا ہی کہ ماقبل مین بھی ذکر ثمرات زمینی کا ہی اور تکذیب کرتا ہی انکے مہدی کی کہ مال اونکے وقت مین خرمنہا نہ تھا بلکہ مارے بھوک کے اونکے مرید ہلاک ہوتے تھے چنانچہ ملک سید مین جو راسی بہ فاقہ کشی سے مر گیا جیسا کہ مطلع الولایت مین مذکور ہی پس تقریر عالم میان کی کہ مال انکی نظرون مین پامال ہوگیا تھا رایگان وبرباد ہوگئی حیرت ہی کہ مصنفین مہدویہ جار ومجرور کو بھی نہین پہچانتے ہین اسقدر بھی سمجھ مین نہ آیا کہ دار قطنی وغیرہ کی روایت مین یکون المال کدوسا موجود ہی یہ جار ومجرور منصوب کسطرح ہوگیا انصاف کیا چاہیے کہ اس فراست پر قرآن واحادیث مین بلا تامل تاویلات کرتے ہین اور اختراع معانی اور تعارض فی المعانی کا زعم رکھتے ہین اور رسالہ معارضۃ الروایات تصنیف کرتے ہین اور رسالہ شبہات الفتاوی مین شیخ ابن حجر مکی وغیرہ

غلط فہمی اثر تصدیق مہدی متنازع فیہ کا ہی اور عالم میان
درمیان جار ومجرور اور حرف اصلی کے بھی فرق نہین کر سکتے ہین
اور باوجود اسکے شیخ ابن حجر مکی وغیرہ کا رد لکھتے ہین

آئمۂ ہدایت کا رد کرتے ہین اور معتقدین نعلین بجا بجا کر کو دتے ہین کہ میان کے ہاتھ سے
کیا کام ہوا ہی کہ ایسے ایسے علماے نامدار کا رد لکھدیا شعر صائب دو چیز می شکند قدر شعر را
تحسین ناشناس و سکوت سخن شناس ہ اب باقی روایات کے اغلاط سے اعراض و اغماض کر کے
قصہ مختصر کیا جاتا ہی کہ روایت سوم مین شرق سے مراد شرقی بلاد مہدی ہو اسواسطے کہ جسکا
واقعہ بیان ہوتا ہی اوسیکے جہات مراد ہوا کرتے ہین نہ متکلم کے پس مہدی موضع خود اونکین بلاد
شرقیہ سے تھے اون پر یہ حدیث صادق نہین ہی اور اسیطرح لفظ سلطنت بھی قوم مہدی
کی ایک جماعت درویش و فقراء پر غیر صادق ہی اور روایت چہارم مین مہدی مذکورنے جو مراد بیان
کی ہی لفظ بغیر حق کا اور فی لقمة من الارض کا اوسکو رد کرتا ہی اسواسطے کہ دل سینے مین ہوا کرتے ہین نہ بغیر ارض
مین یعنی رستے ہین چنانچہ کریمۂ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ اور مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ
مِّنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهٖ اوسپر شاہد ہی اور علاوہ یہ کہ اگر مراد سبز کرنا لکڑی کا ہی جیسا کہ ظاہر ہی
تو قطع نظر اوسکے ثبوت سے اور قطع نظر اوس سے کہ یہ کرشمہ قبل دعاوی ثلثہ مہدویت سے
واقع ہوا ہی چنانچہ باب دوم سے وقت ملاقات شاہ نظام فاروقی کے معلوم ہوتا ہی پس علامت
مہدویت سے اوسکو کیا علاقہ تب بھی موجب قبول انکے مہدی کے مثبت مہدویت نہین ہی اسواسطے
کہ یہ کام بازیگر بھی کر سکتے ہین اور اگر مراد لون کا سبز کرنا ہی تو وہ بھی مثل مہدویت کے دعوی
محض ہی اور اسکا بھی اثبات چاہیے جیسا کہ چھٹی روایت بھی دعوی محض ہی اوسکا بھی اثبات چاہیے
اور ظاہر ہو کہ جب تک معاملہ باطنی ثابت نکیا جاوے فقط ظاہری ہیئت کرگسی کیا کام آتی ہی
ایک دعوے سے قبل اثبات کے دوسرا دعوی پایۂ ثبوت کو نہین پہونچ سکتا ہی بلکہ طریق اثبات
مہدویت کا یہ ہی کہ کوئی علامت مختصہ مہدی کہ بروایت صحیح ثابت ہوا ور وہ شخص متنازع فیہ مین
پائی جاوے اس طور پر کہ اوسکا وجود اوس شخص مین خصم کے نزدیک بھی مسلم ہو یہ قیود اسواسطے
ہین کہ اگر وہ امر خصائص مہدویت سے نہین ہی یا بروایت صحیح ثابت نہین ہی تو اوسکے پائے جانے
سے مہدویت کسطرح ثابت ہو سکتی ہی اور ایسی بااین ہمہ اگر اوسکا وجود شخص متنازع فیہ
مین خصم کے نزدیک غیر مسلم ہی تو وہ بھی مثل مہدویت کے ایک دعوی محض ہوا اول اوسکا اثبات
چاہیے پھر اوس سے مہدویت کو ثابت کرنا چاہیے اب تم لوگ اپنے مہدی کے احوال باطنیہ

وغیرہ کو دلیل مہدویت کی ٹھیراتے ہو یہ سنے قاعدہ ہی اوسکا وجود ہمارے نزدیک غیر مسلّم ہی اسواسطے کہ
ع باطل ست آنچہ مدعی گوید اول اوسکا اثبات چاہیے آٹھ یا پانچوین روایت ہین عمال کی تفسیر اغنیا کر
کرنا غلط ہی اسواسطے کہ عمال سے مراد عاملان خدمات مملکت ہین مثل تحصیل صدقات و خراج وغیرہ کے
چنانچہ قرآن مین ہی کہ وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا اور چونکہ مہدی متنازع فیہ نہ ملک رکھتے تھے نہ عاملان ملک
یہ روایت اونکی موید نہین ہی بلکہ مکذب ہی دلیل یازدہم بقیہ احادیث از سراج الابصار
منها ما قال علي رضي الله عنه قلت يا رسول الله أمنّا المهدي ام من غيرنا
فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم بل منا يختم الله بنا الدين اي اظهره باتم الظهور
في زمانه واوصل اصحابه في منازل المقربين والصديقين فهم اهل المشاهدة والمعاينة
والمكالمة ولكن لا يعرفهم الا الله واولياؤه كما قال تعالى اوليائي تحت قبائي
لا يعرفهم غيري اخرج هذا الحديث جماعة من الحفاظ في كتبهم منهم ابو القاسم
الطبراني وابو نعيم الاصفهاني وعبد الرحمن بن حاتم وابو عبد الله نعيم بن حماد
وغيرهم ومنها ما روي عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه قال دخل رجل على ابي جعفر
محمد بن علي رضي الله عنه فقال له اقبض مني هذه الخمسمائة درهم فانها زكوة مالي
فقال له ابو جعفر خذها انت فضعها في جيرانك من اهل الاسلام والمساكين من
اخوانك المسلمين ثم اذا قام مهدينا اهل البيت قسم بالسوية وعدل في
الرعية فمن اطاعه فقد اطاع الله ومن عصاه فقد عصى الله اخرجه الامام
ابو عبد الله نعيم بن حماد في كتاب الفتن قلت قد وجد القسمة بالسوية والعدل
في الرعية اي فمن اطاعه فقد اطاع الله واما من عصاه فقد عصى الله فلا يقبل
عدله ومنها ما روي عن كعب الاحبار انه قال اني لاجد المهدي مكتوبا في
اسفار الانبياء ما في حكمه ظلم ولا عيب اخرجه الامام ابو عبد الله نعيم بن حماد
قلت قد تحقق الرواية عن المهدي انه قال ذكر في كتاب الله وكتب الانبياء
ولم يكن في حكمه ظلم ولا عيب كما هو المشهود ومنها ما روي عن الحارث بن
المغيرة البصري قال قلت لابي عبد الله الحسن بن علي كرم الله وجهه باي شيء

يعرف الامام المهدي قال بالسكينة والوقار قلت وباي شي قال بمعرفته الحلال والحرام وبحاجة الناس اليه ولايحتاج الى احد قلت صدق الحارث هكذا كان المهدي ومنها ما روي عن علي بن الهلالي عن ابيه قال دخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو في الحالة التي قبض فيها فاذا فاطمة عند راسه والحديث طويل ذكر في اخره يا فاطمة والذي بعثني بالحق ان منهما مهدي هذه الامة اذا صارت الدنيا هرجا مرجا وتظاهرت الفتن وانقطعت السبل واغار بعضهم بعضا فلا كبير يرحم صغيرا ولا صغير يوقر كبيرا فيبعث الله عند ذلك منهما من يفتح حصون الضلالة وقلوبا غلفا يقوم بالدين في اخر الزمان كما قمت به في اول الزمان اخرجه الحافظ ابو نعيم الاصفهاني في صفة المهدي فانظر ايها المنصف الى قوله عليه السلام وقلوبا غلفا وهو تفسير لقوله حصون الضلالة فعلم ان المهدي يفتح القلوب الغلف بقبضه فيسلؤها بعدله وهذا معنى يملأ الارض قسطا وعدلا كما ملئت جورا وظلما كما ذكر الامام احمد بن حنبل في مسنده ويملأ الله قلوب امة محمد غنى ويسعهم عدله ومنها ما روي عن عبد الله بن عطاء قال سألت ابا جعفر محمد بن علي فقلت اذا خرج المهدي باي سيرة يسير قال يهدم ما قبله كما صنع رسول الله صلى الله عليه وسلم و يستانف الاسلام جديدا كذا في عقد الدرر اي يهدم البدع وما اخطأ المجتهدون فيه من العمليات والاعتقاديات وهذا من خصائصه كما ذكرنا قبل ويدل عليه قوله عليه السلام يقوم بالدين في اخر الزمان كما قمت به في اول الزمان اذ لو لم يحكم بتخطية المخطئين لا يقوم بالدين كما قام به النبي صلى الله عليه وسلم فعلم ان المهدي يكون حاكما بين المذاهب كما ذكرت قبل ومنها ما روي عن علي بن ابي طالب في قصة المهدي قال ولا يترك بدعة الا ازالها ولا سنة الا اقامها كذا في عقد الدرر ومعنى هذا القول انه يكون فاعلا بنفسه وامرا لغيره وهذا المعنى مؤيد

بما ذكر الشيخ سعدي بالفارسية بيت يتيمي كه ناكرده قرآن درست * كتب خانهٔ چند
ملت بشست وای حکم ینسخها فصدق المؤمنون بانها منسوخة لان الكتب
السماوية مغسولة بالماء بل مغسولة عن قلوب من آمن به اي على منسوخه وغيره
المنقولات من عقله الدين وان كان بعضها اضعافا لكن لما وجدت
فيمن ادعى ظهر انها كانت صحاحا في نفس الامر وان لم تبلغ درجتها جواب
حقیقت حال یہ ہی کہ احادیث نہایت مخالف ہین احوال مہدی متنازع فیہ سے اور کلام
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا سراسر تکذیب ابطال انکا کرتا ہی اسواسطے مہدوی لوگ
وادی حدیث مین بکمال احتیاط دونے پاؤن چلتے ہین جب صدہا حدیث و آثار اپنے مخالف
حال دیکھتے ہین وہان کچھ دم نہین مارتے ہین اگر کوئی حدیث مختصر کہ جس مین احوال امام نام
بتفصیل نہین ہی ہاتھ لگی اوسکو غنیمت جانکر دعوی مطابقت کا برپا کرتے ہین یا کسی حدیث
کا ایک ٹکڑا اپنے موافق اور دوسرا انکا مخالف نظر آیا تو اوس مین قطع و برید کرکے پارۂ موافق
کو نقل کرتے ہین حالانکہ جب بامعان نظر و انصاف دیکھا جاتا ہی تو وہ موافق بھی مخالف ہوتا ہی
چنانچہ ابن جامعی صاحب سراج الابصار نے ایسیٰ کیا کہ حدیث اول کے نصف اول کو نقل کیا اور
نصف ثانی کو حذف کیا حالانکہ خدا کے فضل سے وہ نصف اول جسکو اپنا شاہد مدعا بنا کر لائے
ہین وہ بھی انکی تکذیب و تخریب کرتا ہی اسواسطے کہ تمام حدیث بروایت نعیم بن حماد اور ابو نعیم کے
یہ ہی کہ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمِنَّا اٰلِ مُحَمَّدٍ الْمَهْدِيُّ اَمْ مِّنْ غَيْرِنَا فَقَالَ لَا
بَلْ مِنَّا يَخْتِمُ اللّٰهُ بِهِ الدِّيْنَ كَمَا فَتَحَ بِنَا وَبِنَا يُنْقَذُوْنَ مِنَ الْفِتْنَةِ كَمَا اُنْقِذُوْا مِنَ
الشِّرْكِ وَبِنَا يُؤَلِّفُ اللّٰهُ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ بَعْدَ عَدَاوَةِ الْفِتْنَةِ كَمَا اَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ
بَعْدَ عَدَاوَةِ الشِّرْكِ وَبِنَا يُصْبِحُوْنَ بَعْدَ عَدَاوَةِ الْفِتْنَةِ اِخْوَانًا كَمَا اَصْبَحُوْا
بَعْدَ عَدَاوَةِ الشِّرْكِ اِخْوَانًا فِيْ دِيْنِهِمْ یعنی علی مرتضی فرماتے ہین کہ عرض کیا مین نے
یا رسول اللہ مہدی ہم اہلبیت مین سے ہی یا ہمارے غیر سے فرمایا نہین بلکہ ہم مین سے ہی ختم
کریگا اللہ تعالی بسبب ہمارے دین کو جیسا کہ شروع کیا بسبب ہمارے اور ہمارے سبب سے چھوٹ
جاوینگے فتنے سے جیسا کہ چھوٹ گئے شرک سے اور ہمارے سبب سے موافقت کردیگا اللہ تعالی

اونکے دلون مین بعد عداوت شدید ہونے کے جیساکہ موافقت کردی امنکے دلون مین بعد عداوت شرک کے اور
ہمارے سبب سے ہو جاوینگے بعد عداوت فتنے کے مانند بھائی بندون کے جیساکہ ہوگئے بعد عداوت
شرک کے مانند بھائیون کے بیچ دین اپنے کے انتہی خلاصہ حدیث چار باتین ہین ایک یہ کہ نسب امام مہدی کا
اہل بیت کو پہونچتا ہی دوسری یہ کہ مہدی کے سبب سے دین انتہا کو پہونچیگا یعنی کمال پاویگا تیسری یہ
کہ جیساکہ ابتدا مین مسلمان حضرت کے سبب سے شرک سے نجات پائے ہین انتہا مین مہدی کے سبب سے
فتنہ باہم سے نجات پاوینگے چوتھی یہ کہ مہدی کے سبب سے مسلمانون کے دلون سے اختلاف و عداوت
فتنون کی جاکر ایسی موافقت ہوجاویگی کہ مانند بھائیون کے ہوجاوینگے جیساکہ بعد جانے عداوت
شرک کے ہوگئے تھے اور شیخ متنازع فیہ مین چارون باتین مفقود ہین اسواسطے کہ دلیل اول مین گذرا
کہ نسب انکا اہل بیت کو نہین پہونچتا ہی اور دین نے بھی انکے سبب سے کچھ کمال نہ پایا اسواسطے کہ اِنَّ
الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ دین سے مراد اسلام ہی اور حدیث جبرئیل سے معلوم ہوتا ہی کہ اسلام
کہتے ہین شہادت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور قایم کرنے نماز اور دینے زکوۃ اور روزہ رمضان
اور حج بیت اللہ کو اور اس اسلام کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے صحابہ اور تابعین وغیرہ حامیان دین محمدی
نے بہزار جانفشانی نوسو برس مین مشرق سے مغرب تک پھیلایا تھا شیخ جونپوری نے دعوی مہدیت
کرکے سب کو مشرق سے مغرب تک اپنے عقیدے مین کافر ٹھیرایا اور مشارق و مغارب مین سے دین کو
اوٹھادیا اور محنت سعی ہزار سالہ برباد کردی کہ بجز چند مہدیون کے کہ مسلمین ہند کا بھی سوان حصہ
نہین ہین کسیکو مسلمان نہ سمجھا پس ختم دین بھی بکمال دین نہوا بلکہ زوال دین ہوا یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِؤُا
نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ چنانچہ انکے مہدی بھی اس امر معقول کو سمجھ گئے تھے جیسا
کہ مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ جب شیخ جونپور کو معلوم ہوا کہ امر الہی یون ہوتا ہی کہ تجھکو مہدی موعود کیا
انھون نے عرض کیا کہ اس علم کے اظہار سے کیا فائدہ مقصود ہی کیونکہ اب جو شخص ظاہر شریعت محمدی پر
مرتا ہی آتش سے نجات پاتا ہی اور میرے مہدی ہونیکے بعد مجکو جو قبول کریگا فقط وہی مومن رہیگا باقی سب
کافر ہوجاوینگے انتہی دیکھیے اس مہدیت سے انکو بلکہ مغز اسلام ہونیکا خیال خود شیخ موصوف کے ذہن مین بھی
آیا تھا اور یہ اعتراض ایسا معقول تھا کہ انکے دل مین سوا مہدیت کے ڈالنے والے نے بھی اسکا کچھ جواب
نہ دیا چنانچہ لکھا ہی کہ آٹھ برس تک یہی اعتراض کرتے رہے بعد آٹھ برس کے ایک جواب بے معنی کے

طور پر ہوا کہ قضا جاری ہو چکی کہ ہلانے گا ماجور ہوگا ورنہ مجبور ہو جائیگا تیسری بابت فتنے سے نجات پانا
وہ بھی نہوا بلکہ بدستور سابق اہل اسلام مبتلا فتن ہین بلکہ انکے سبب سے ایک فتنہ تازہ انکے مذہب کا
بڑھ گیا چوتھی بابت عداوت جاکر باہم اتفاق ہو جانا اور حدیث موصوف سے بسبب اتحاد ضمائر کے ثابت
ہوتا ہی کہ جو لوگ شر کے سبب سے چھٹلائے گئے ہین وہی لوگ فتنے سے چھڑائے جاوینگے اور اونہین کے
دلون مین اتحاد والفت ہو جاویگی اور وہ سب سلمان ہین نہ فقط فرقہ مہدویہ اور ظاہر ہی کہ مسلمانون مین
تالیف قلوب نہوئی بلکہ اختلاف و عداوت انکے قدم کے وقت سے یوماً فیوماً متزاید ہی علاوہ یہ کہ خود
انکے مذہب مہدوی مین بھی چوہتر فرقے ہو گئے ہین اور اس قوم کا اعتقاد یہی کہ انکے مہدی نے فرمایا ہی
کہ بندے کے گروہ مین چوہتر فرقے ہونگے ایک ناجی باقی تمام ہالک ہین اور فرقہ ناجیہ وہی کہ جامع احکام
یعنی عقیدۂ خود میر پر اعتقاد رکھے چنانچہ انکا شاعر کہتا ہی شعر موعود کے زمان سون فرقہ تہتر مین
ہلاک ہر اک پہ صد لعنت بجا ہر اک ستی بیزار ہو پس معلوم ہوا کہ ان بزرگ کے سبب سے اختلاف رفتہ
دو چند سے بھی زیادہ ہوا کہ تہتر فرقۂ اسلامیہ کے ایک سو سینتالیس فرقے ہو گئے حدیث ترمذی وغیرہ مین
وارد ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ
مِلَّۃً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلٰثٍ وَّسَبْعِیْنَ مِلَّۃً کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّۃً وَّاحِدَۃً قَالُوْا مَنْ
ھِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ یعنی تحقیق بنی اسرائیل متفرق ہوئے بہتر ملت اور
میری امت متفرق ہوگی تہتر ملت پر کہ تمام آگ مین جاوینگے سوا ایک ملت کے صحابہ نے عرض کیا کہ وہ
کون سی ایک ملت ہی یا رسول اللہ فرمایا جس پر مین اور میرے اصحاب ہین انتہی پس اس سے معلوم ہوتا ہی کہ مہدوی
لوگ امت محمدی سے خارج ہین اس واسطے کہ اگر داخل امت ہوتے حضرت فرماتے کہ میری امت
ایک سو سینتالیس پر متفرق ہوگی روایت دوم کا حاصل یہ ہی کہ ایک شخص نے امام محمد باقر
رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ مجھسے یہ پانسو درہم میرے مال کی زکوۃ کے آپ لیجیے آپنے فرمایا کہ تو ہی
انکو اپنے ہمسایے مسلمانون مساکین مین تقسیم کر دے پھر جب ہم اہل بیت مین کا مہدی قائم ہوگا تقسیم
برابر کی اور عدل رعیت مین کریگا پس اوسکی اطاعت و نافرمانی خدا کی اطاعت و نافرمانی ہوگی
انتہی اب بنظر انصاف دیکھنا چاہیے کہ اس سوال کے جواب مین تذکرۂ مہدی کو کچھ مناسبت نہین ہی اور
جب تک مہدی کی سلطنت کی طرف اشارہ نہ کیا جاوے جواب نا مربوط ہی پس حاصل مقام یہ ہی کہ خراج و عشر

وزکوٰۃ چارپایون چرندہ اور اموال تجارت کی تحصیل کرکے اوسکے مصارف مین خرچ کرنا خلفا وسلاطین
اہل اسلام کا کام ہے بمدعی منطوق اس آیت کے کہ خذ من اموالہم صدقۃ اور اسی پر زمانہ
نبوت سے آجتک عمل امت اسلامیہ کا چلا آتا ہی پس حضرت امام محمد باقر نے کہ مانند اکثر ائمہ اہل بیت کے
سلطنت اور امامت ظاہری نہین رکھتے تھے اس کام سے انکار فرمایا اور ایک اہل بیت مین سے
مہدی کی طرف اشارہ فرمایا یعنی ہم ائمہ اہل بیت کو بسبب نہونے خلافت وامامت ظاہری کے عہدہ
تحصیل وتقسیم زکوٰۃ کا نہین ہی البتہ ہم مین امام مہدی کہ امامت ظاہری وباطنی دونون رکھتے ہونگے
زکوٰۃ وغیرہ تحصیل کرینگے اور پھر بالسویہ تقسیم کرینگے اور اس زمانے کے سلاطین چونکہ زکوٰۃ کو موقع
صرف نہین کرتے ہین تو آپ مستحقین ہمسایہ پر تقسیم کردے اور یہ گمان نہین ہو سکتا ہی کہ خود امام
زکوٰۃ دینا اور شخص کو منظور ہوا سواسطے کہ ادنیٰ اعلیٰ سب جانتے ہین کہ بنی ہاشم پر زکوٰۃ لینا حرام
ہواب ثابت ہوا کہ شیخ جونپوری پر امام محمد باقر نے حوالہ نہین کیا ہی اسواسطے کہ یہ بھی بسبب نقصان
سلطنت کے عہدہ اخذ زکوٰۃ کا نہین رکھتے ہین اگر ایسی مطلق لینا درست ہوتا حضرت امام محمد باقر
رضی اللہ عنہ خود ہی سے لیتے پس قسمت بالسویہ سے بھی اشارہ طرف سلطنت وخلافت عامہ کے ہی ورنہ اول
خیرات کہ درویشانہ ہاتھ لگے اوسکو چیلون بالکون مین بالسویہ بانٹ کھانا کونسا مقدمہ عظیم الشان تھا
کہ اوسکی پیشین گوئی بمناسبت ہوتی اور ایسی عدل رعیت سے بھی اشارہ طرف حکومت عامہ سلاطین کے
ہی کہ تمام بلاد اسلامیہ کا شرق سے غرب تک حاکم ہو کر عدل وداد پر مستقیم رہنا نہایت امر عظیم الشان ہی کہ دنیا
مین گنتی کے لوگ ایسے ہوئے ہین ورنہ چند مرید وطالب پر عدل کرنا کچھ نادرات سے نہین ہی کہ قابل اخبار
ہووے ہزارہا بلکہ لکھا اس صفت کے لوگ اس امت مین گذرے ہین کہ اپنی رعیت خاصہ یعنی اہل وعیال
وخادمین وطالبین کے ساتھ بمعاملہ عدل وانصاف بسر اوقات کیے ہین جیسا کہ حدیث شریف مین
ہی کہ کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ یعنی تم سب اپنے متعلقات خاص کے نگہبان ہو
اور ہر ہر سے اوسکی رعیت کا سوال کیا جاویگا اور روایت سوم کا حاصل یہ ہوا کہ کعب احبار نے فرمایا
کہ مین مہدی کو اسفار یعنی کتابون انبیا مین مکتوب پاتا ہون کہ اوسکے حکم مین ظلم وعیب نہوگا و
مصنف سجا ہدی نے لکھا کہ ہمارے مہدی سے روایت ہی کہ اونھون نے کہا ہی کہ میرا ذکر [illegible]
اور کتب الانبیا مین ہی اور یہ کمال شہرہ ہی کہ اون کے حکم مین ظلم وعیب نہی چنانچہ اسکا دعوی مہدی نے کیا

اور دوسرے کا مہدویون نے دعوی محض سے اثبات کسی چیز کا نہین ہو سکتا ہی پہلے اوسکو ثابت کرنا چاہیے کیونکر
معلوم ہوا کہ کتب انبیا علیہم السلام مین تمہارا ذکر ہی وہان ذکر امام مہدی کا ہی اور تمہارا مہدی ہونا کسنے
ثابت ہوا یا اول نزاع ہی اسیکو اپنی دلیل گردانا مصادرہ علی المطلوب ہی گویا کہ حاصل یہ ہوا کہ میرا مہدی ہونا
اس سے ثابت ہوا کہ میرا ذکر کتب انبیا مین ہی اور کتب انبیا مین میرا ذکر ہونا اس سے ثابت ہوا کہ مین مہدی
ہون کوئی عاقل بھی اس استدلال کو پسند کریگا علاوہ یہ کہ کلام کعب احبار سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ اسفار
انبیاے سابقین مین مہدی کا ذکر ہی اور قرآن مین نہین ہی ورنہ ایسے موقع بیان مین اوس سے سکوت کاہے کو
کرتے اور مہدی نے اوسکے خلاف دعوی کیا کہ میرا ذکر کتاب اللہ یعنی قرآن مین اور کتب الانبیا مین بھی ہی
پس دلیل ناقص اور دعوی کامل ہوا اور دوسرا امر یعنی اونکے حکم مین ظلم و عیب نہونے کا دعوی کہ مہدویون نے
کیا ہی وہ بھی ہوی بلا دلیل ہی اور دعوی شہرت کا غلط ہی کہان سے ثابت ہوا کہ تمہارے شیخ کے حکم مین
ظلم و عیب نہ تھا بلکہ تمہاری کتابون سے ثابت ہوتا ہی کہ اونکا حکم ظلم و عیب سے معمور تھا چنانچہ شرح اسکی
دلیل اخلاق مین آویگی انشاء اللہ تعالی اور روایت چہارم کا حاصل یہ ہی کہ علامت پہچاننے
امام مہدی کی یہ ہی کہ صاحب سکینہ و وقار ہونگے اور حلال و حرام کی معرفت رکھتے ہونگے اور لوگ اونکی
طرف حاجت رکھتے ہونگے اور وہ کسیکی طرف حاجتمند نہونگے غرضکہ سکینہ و وقار کا اندازہ معلوم نہوا کہ
کسقدر سکینہ و وقار مہدویت کی علامت ہی کیونکہ مطلق سکینہ و وقار ہر مسلمان مہذب مین ہوتا ہی بلکہ
اکثر اہل دنیا مین بھی ہوتا ہی اسیواسطے تنہا اس علامت کو حارث بن مغیرہ نے معرفت مہدویت مین
کافی نجان کر دوبارہ سوال کیا کہ وبای شیء یعنی اور کس چیز سے پہچاننا فرمایا کہ معرفت حلال و حرام سے
اسکو بھی راوی مذکور نے کافی نہ سمجھا کیونکہ مقدار معرفت معلوم نہوئی اور مطلق معرفت ہر مجتہد و عالم کو
ہوتی ہی اسواسطے سہ بارہ سوال کیا کہ اور کس چیز سے پہچاننا فرمایا کہ حاجت ناس سے پس معلوم ہوا کہ
امور ثلثہ علامت مہدویت کے ہین نہ فقط ایک ایک اور شیخ جونپوری مین دو باتین اخیر کی قطعا مفقود ہین
اور امر اول مین بھی تردد ہی اسواسطے کہ سید جی تقریر مناظرہ دینی مین بھڑک جاتے تھے چنانچہ دلیل دوم مین
کچھ مذکور ہو چکا ہی اور مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ بادشاہ سندھ نے قاضی کو انکے پاس بھیجا کہ ہمارے
قلمرو سے باہر چلے جاؤ میران نے نمانا اور کہا کہ جب حکم خدا کا ہوگا چلا جاؤنگا قاضی نے کہا کہ اطاعت
اولی الامر کی واجب ہی میران نے کہا کہ بادشاہ تیرا ظالم ہی ایسے شخص کو اولی الامر نہین کہتے ہین قاضی نے کہا

کہ اگر کوئی شخص اپنے ملک مین جا ندیوے کیا کیا چاہیے میران نے کہا کہ ممالک ملوک کی ملک وراثت
نہین ہین قاضی نے کہا کیا آپ کسیکی زبردستی پگڑی چھین لین گے میران نے سر مجلس قاضی غریب کی
پگڑی اوسکے سر سے اوتار کر اپنے زانو پر رکھ لی اور کہا کہ پگڑی چھین لینا اسکو کہتے ہین یا ہم نے کسکی جاے
چھینی ہی کہ تو ایسا نالائق سخن زبان پر لاتا ہی قاضی غریب نے جاکر یہ اپنی ذلت اور اونکی شدت بادشاہ
سے عرض کی بادشاہ نے اس حرکت سے آشفتہ خاطر ہوکر ایک لشکر واسطے انتقام اخراج کے روانہ کیا لیکن
دریاخان نے کہ مدار المہام اوس سلطنت کا تھا بادشاہ کی فہمایش کرکے لشکر واپس کروا دیا انتہی مختصراً۔ اب
انصاف کیا چاہیے کہ بیچ مجلس اسقدر معزز صاحب خدمت شرع کی دستار اوتار لینا اور اوسکو سر ننگا
کردینا کون سا سکینہ و وقار کہلاتا ہی کہین صاحب سکینہ و وقار بیجا غصے اور مناظرے مین بیجا ہتک عزت
اور آبروریزی نہین کرتے ہین بات کا جواب بات سے ہوتا ہی نہ ہاتھ سے البتہ حاکم سند دریا دل تھا کہ باوجود
دیکھنے ایسی حرکات کے قدرت انتقام رکھتے ہوے کسقدر سکینہ و وقار کو کار فرمایا حالانکہ اوسکو یہ منطوق
وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِ فَأُولَٰئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِنْ سَبِيلٍ اور منطوق وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِثْلُهَا کے
انتقام پہونچ سکتا تھا لیکن اوسنے سکینہ و وقار کو کار فرمایا اور اس پر عمل کیا کہ فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ
فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ اور حال امر دوم یعنی معرفت حلال و حرام کا یہ تھا کہ باوجود دعوے امامت مہدویت کے
امامت جماعت کے حلال و حرام بھی نجانتے تھے اسواسطے کہ اپنی مہدویت کے منکر کو کافر بلکہ اکفر جانتے تھے
اور نماز جمعہ و عیدین مین اونکے پیچھے اقتدا کرتے تھے چنانچہ انصاف نامے کے باب سوم مین موجود ہی پس
معلوم ہوا کہ اسقدر بھی معلوم نتھا کہ اگر یہ لوگ مسلمان ہین تو انکو کافر کہنا حرام ہی اور اگر کافر ہین تو انکے
پیچھے نماز پڑھنا حرام ہی یہان اسیقدر کافی ہی باقی گفتگو دلیل اخلاق مین آویگی انشاء اللہ تعالی باقی رہا
امر سوم یعنی حاجتمند ہونا آدمیون کا طرف مہدی کے اور حاجتمند ہونا مہدی کا طرف کسی کے
یہ بات شیخ جونپوری مین مفقود تھی اسواسطے کہ سوال نکرنے سے حاجتمندی رفع نہین ہوتی ہی سوال
نکرنا اور بات ہی اور حاجتمندی اور بات ہی چنانچہ حدیث شریف مین ہی کہ ایک شخص نے ایک کپڑا
حضرت رسالت مین پیشکش کیا حضرت نے اوسکو لیا محتاجا الیہا یعنی اس حال مین کہ محتاج تھے طرف
اوس کپڑے کے حالانکہ سوال نکرتے تھے جیسا کہ صحیح بخاری وغیرہ مین یہ قصہ مذکور ہی اور ظاہر ہی کہ
شیخ جونپوری ہمیشہ محتاج ہر چیز کے رہتے تھے خصوصا ملک سند مین کہ مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ

وہان محض بواسطہ فقر کے جو اسی مرید انکا مرگیا فقر و فاقہ و حاجتمندی سب ایک چیز ہی جیسا کہ فقیر و مفلس
و محتاج ایک ہی اور آدمیونکو انکی طرف کیا حاجت تھی اگر ہوتی تو اپنے اپنے ملکون سے کیون اخراج کرتے محتاج
محتاج الیہ کی خواہش کرتا ہی یا اسکو دور کرتا ہی پس ثابت ہوا کہ لوگ انسے مستغنی تھے اور اونکو لوگون سے
حاجت تھی بلکہ دین مین بھی دوسرون کے محتاج تھے چنانچہ انصاف نامہ کے تیرہوین باب مین لکھا ہی کہ
انکے مہدی نے فرمایا کہ نماز کی سنتیں جو مجھسے ادا نہین ہوتی ہین مجکو بتلا دیو بعد چند روز کے میان لاڈ شاہ
نے بتلایا کہ کتب فقہ سے تحقیق ہوا ہی کہ رسول علیہ السلام سنت ظہر کی قبل فریضہ اور بعد فریضہ باہر آکر
ادا فرماتے تھے میران نے کہا کہ اب بندہ بھی باہر آکر پڑھا کرے گا پس ثابت ہوا کہ علامات مذکورہ روایت
چہارم شیخ جونپوری مین بالکل مفقود ہین اور روایت پنجم کا حاصل یہ ہی کہ حضرت نے فاطمہ زہرا سے قسم
کھا کر فرمایا کہ ان دونون یعنی حسن و حسین کی نسل سے مہدی اس امت کا ہی جسوقت کہ دنیا مین ہرج
مرج ہوگا اور فتنے ظاہر ہونگے اور راہین بند ہو جاوینگی اور ایک دوسرے کو لوٹے گا پس بڑا چھوٹے
پر رحم کرتا ہوگا اور نہ چھوٹا بڑے کی توقیر کرتا ہوگا پس قائم کرے گا اللہ تعالی ان دونون سے
ایسے شخص کو کہ فتح کریگا قلعون گمراہی کو اور دلون غلاف دار کو قائم کرے گا دین کو آخر زمانے مین
جیسا کہ قائم کیا مین نے اسکو اول زمانے مین انتہی صاحب سراج الابصار نے اس حدیث کو اپنے مہدی پر
منطبق کرنیکے واسطے حصون الضلالت یعنی قلوب غلف کے لیا اور عطف تفسیری مقرر کیا تاکہ مطلب یہ ہو
کہ مہدی قلعون حقیقی کو فتح نکرینگے بلکہ فقط دلونکو گمراہون کے اپنے فیض سے فتح کرکے اپنے عدل سے
بھر دیوینگے اور کہا کہ یہی معنی ہین اس حدیث کے بھی کہ یملأ الارض قسطا و عدلا کما ملئت
جورا و ظلما یعنی بھر دیگا مہدی زمین کو عدل و انصاف سے جیسا کہ بھری گئی ہی جور و ستم سے
اور اس مراد خلاف ظاہر پر قرینہ پکڑا ہی حدیث امام احمد بن حنبل کو کہ ویملأ اللہ قلوب امۃ
محمد غنی و یسعہم عدلہ یعنی اور بھر دیگا اللہ تعالی دلون امت محمد کو غنا سے اور شامل ہوگا ان
کو عدل مہدی کا انتہی جواب سکا یہ ہی کہ دونون روایتون مین صاحب سراج الابصار نے سرقہ کیا ہی اسواسطے کہ
روایت ابو نعیم کے آخر کا فقرہ اس تاویل کو رد کرتا تھا حذف کر دیا اور روایت امام احمد کا ماقبل و مابعد
کہ اس تاویل کی تخریب اور انکے مہدی کی مداحیت کی تکذیب کرتا تھا تمام حذف کر دیا تاویل و توجیہ خلاف ظاہر
احادیث و قرآن مین کرنا اور معنی ظاہری سے انکار کرنا مذہب فرقہ باطنیہ کا ہی مہدوی لوگ زبان سے

ہوتے ہیں کہ نصوص ظاہر پر محمول ہیں تاکہ فرقہ باطنیہ میں داخل ہو جاویں اور پھر معانی ظاہر سے انکار کرتے ہیں
اور اپنی ولایت باطنیہ مخالف ظاہر کلام کے کرتے ہیں کہ فرقہ باطنیہ بھی پشیمان و حیران ہو جاتے ہیں
دستور تمام جہان کا یہ ہی کہ ایک آیت کے معنی دوسری آیت سے اور ایک حدیث کے معنی دوسری حدیث سے
سمجھتے ہیں کیونکہ خود متکلم سے بڑھ کر کوئی بیان مراد کلام نہیں ہوتا ہی چہ جائے اسکی کہ اوسی حدیث میں
اوسی روایت و سند سے ایک کلام میں دوسرے کلام کا موجود ہووے اور اوسکو کالعدم اور خلاف اوسکے
محض اپنی رائے سے ایک معنی ٹھیرانا سخت جرم و خیانت ہی اسیکو تفسیر بالرائے اور تحریف معنوی کہتے ہیں
اور یہی عادت اہل کتاب کی تھی کہ توریت و انجیل کی لفظی آیت کو دستاویز ٹھیراتے تھے اور بعض سے
روگردان ہوتے تھے کہ نُؤمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ اللہ تعالی اونکو فرماتا ہی اَفَتُؤْمِنُوْنَ
بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ اُولٰٓئِكَ
الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ
علمائے مہدویہ کو چاہیے ہی کہ اپنے حرکات کو علمائے اہل کتاب کے حرکات سے ازراہ انصاف ملا کر دیکھنا کہ
کسقدر مطابق النعل بالنعل ہیں پس چاہیے کہ اس حرکات سے توبہ کرنا ورنہ اوسی وعید شدید کے کہ اونکے
حق میں مذکور ہوا امیدوار رہنا اور اوس وعید کا جزو عاجل یعنی خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خود انپر
نازل ہو چکا ہی کہ ہمیشہ طرد و ضرب و اخراج کے تختہ مشق رہتے ہیں اور کبھی انجام و مآل بظفر و نصرت
نہیں پاتا ہی پس جزو آجل اشد العذاب اخروی کے بھی متوقع رہنا اللہم منزل الکتاب اھدہم
سبیل من اناب لقد فقرہ کہ آخر حدیث ابونعیم سے حذف کر دیا وہ یہ ہی ويملأ الدنيا عدلا
كما ملئت جورا یعنی بھر دیگا امام مہدی دنیا کو عدل سے جیسا کہ بھری گئی ہوگی ظلم سے اب بچشم انصاف
دیکھنا چاہیے کہ بغیر قلعوں اور ممالک فتح کرنیکے دنیا عدل سے کیونکر بھر سکتے ہیں پس کہنا کہ قطعی بالکل
فتح نہونگے بلکہ قلعون سے بھی مراد قلوب ہیں نہایت تحریف ہی ہر عاقل جانتا ہی کہ دنیا کو عدل سے
بھر دینا اوسے تمام یا اکثر مراد ہے لیے بغیر کلام درست نہیں ہوتا ہی اگر دنیا میں سے چند آدمیونکو
عدل سے بھر دیا کہ وہ تمام اہل دنیا کا لاکھواں حصہ بھی نہیں ہیں کیونکر صادق آتا ہی کہ دنیا کو عدل سے
بھر دیا اور تشبیہ کسطرح درست ہوتی ہی کہ جیسا کہ بھری گئی تھی ظلم سے ظاہر ہی کہ ظلم سے تمام یا اکثر

بھری تھی ویسی ہی عدل سے بھی بھرنا تاکہ تشبیہ برابر آوے اور روایت امام احمد بن حنبل کی سالم یہی ہے کہ قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ابشرکم بالمهدي رجل من قريش من عترتي يبعث في امتي على اختلاف
من الناس وزلازل فيملأ الارض قسطا وعدلا كما ملئت جورا وظلما ويرضى عنه
ساكن السماء وساكن الارض ويقسم المال صحاحا بالسوية بين الناس ويملأ قلوب امة محمد
غنى ويسعهم عدله حتى انه يامر مناديا فينادي من له حاجة الي فما ياتيه احد الا رجل
واحد ياتيه يسئله فيقول ايت السادن حتى يعطيك فياتيه انا رسول المهدي
اليك لتعطيني مالا فيقول احث فيحثي لا يستطيع ان يحمله فيلقي حتى يكون قدر ما يستطيع
ان يحمله فيخرج به فيندم فيقول انا كنت اجشع امة محمد نفسا كلهم دعي الى هذا
المال فتركه غيري فيرده عليه فيقول انا لا نقبل شيئا اعطيناه فيلبث في ذلك ستا
او سبعا او ثمانيا او تسع سنين ولا خير في الحيوة بعده فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
بشارت ہو تمکو ساتھ مہدی کے کہ ایک مرد ہے قریش سے اولاد میری سے اوٹھایا جاوے گا امت میری میں
وقت اختلاف آدمیوں کے اور زلزلوں کے پس بھر دیگا زمین کو عدل و انصاف سے جیسا کہ بھری گئی ظلم
و ستم سے اور راضی ہونگے اوس سے رہنے والے آسمان کے اور رہنے والے زمین کے اور تقسیم کریگا مال کو
صحاح برابر آدمیوں میں اور بھر دیگا دلوں امت محمد کو غنا سے اور شامل ہوگا اونکو عدل اوسکا یہانتک
کہ وہ حکم کریگا ایک منادی کو پس ندا کریگا کہ کس شخص کو حاجت ہے طرف میری پس نہ آویگا اوسکے پاس
کوئی مگر ایک مرد کہ امام موصوف کے پاس آکر سوال کریگا پس کہینگے کہ جا خادم کے پاس تاکہ دیوے
تجھکو پس آویگا اوسکے پاس کہ میں بھیجا ہوا مہدی کا ہوں تیری طرف تاکہ دیوے تو مجھکو مال پس کہیگا
کہ بھر لے پھر بھریگا اور نہ اوٹھا سکیگا پس ڈالدیگا یہانتک کہ رہ جاویگا بقدر طاقت اوٹھانے کے
پھر لیکر نکلیگا پس نادم ہوگا پس کہیگا کہ میرا نفس سب امت محمد سے زیادہ حریص ہے کہ سب بلائے گئے
طرف اس مال کے پس سب نے چھوڑا اوسکو سوا میرے پھر پھیریگا اوسکو مہدی پر پس کہینگے کہ ہم
نہیں لیتے ہیں جس چیز کو کہ دیتے ہیں پس ٹھیریگا امام اس حال میں چھ یا سات یا آٹھ یا نو برس
اور نہیں خیر ہے حیات میں بعد اوسکے انتہی آپ ملاحظہ کرنا چاہیے کہ صاحب سراج الابصار کسقدر بڑا ناانصاف
و متعصب شخص ہے کہ اس تمام کلام سے مونہ چھپالیا اور بیچ کے دو فقروں کو ادھر اٹھالیا کہ بھر دیگا

دلون امت محمد کو غنا سے اور شامل ہوگا اونکو عدل اوسکا اور اس سے غنا زہد اور عدل سلطانہ مراد لیا
اور ہرگز سیاق و سباق کلام کو نہ دیکھا کہ ما قبل مین تقسیم مال کا ذکر ہو کہ دال ہی کہ غنا بسبب اوسی تقسیم کے حاصل
ہوئی ہی اور بعد اوسکے قصہ منادی کا مذکور ہی کہ واسطے دینے مال کے ندا کریگا اور لوگ قبول نکرینگے
کیونکہ تقسیمات سابقہ سے غنی آسودہ ہوچکے ہونگے اور پھر قطع نظر اس سے اگر بالفرض غنا سے
غنا قلبی بھی مراد ہو اسی حدیث مین جو دوسرے امور مذکور ہین وہ تمھارے مہدی مین کہان ہین عترت محمدی سے
ہونا کب ثابت ہوا دلیل اول مین اوسکا بیان ہوچکا اور اختلاف و زلزلون کے وقت مین اوٹھانے سے
مقصود یہ کہ اونکے سبب سے وہ اختلاف و زلزلے موقوف ہوجاوین اختلاف موقوف نہوا اور زلزلے
کہان تھے اور زمین کو عدل و انصاف سے کہان بھرا اور زمین کے رہنے والے اونسے کب راضی ہوئے
بلکہ ہر زمین الا اپنی اپنی زمین سے نکالتا رہا پس آسمان والون کو اسی پر قیاس کیجیے **شعر** تو کار زمین را
نکو ساختی * کہ بر آسمان نیز پرداختی * اور منادی نے واسطے عطا کے کب ندا کیا کہ کوئی شخص بسبب غنا
کے طالب ہو سوا ایک کے اور یہ کیا عادت ہی کہ بیچ مین سے ایک بات لے لینا اور باقی سب چھوڑ دینا

روایت ششم کا حاصل یہ ہی کہ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ سیرت مہدی یہ ہوگی کہ نقل
کے بدعات کو ڈھا دے گا جیسا کہ رسول خدا نے کیا اور اسلام کو از سر نو تازہ کردیگا صاحب سراج العیون
نے کہا کہ بدعات اور خطاؤن مجتہدین کو عملیات و اعتقادیات مین ڈھا دیگا اور حاکم ہوگا درمیان
مذاہب کے یعنی ڈھانے بدعات سے مراد یہ ہی کہ بدعات مروجہ اہل اسلام کو موقوف و نابود کردینا تاکہ
اسلام از سر نو تازہ ہوکر مانند زمانہ نبوت کے سنت محض بے آمیزش بدعت ہوجاوے اور یہ امر شیخ جونپور سے
وقوع مین آیا اور یہ مراد نہین ہی کہ ترک بدعات کا زبانی امر کرین یا اپنے چند مریدون پر اوسکو جاری کرین
اس مین مہدی کی کیا خصوصیت ہی تمام علماے دیندار ایسی کرتے ہین اور خطا مجتہدین کے حکم بننے کے
واسطے بہت بڑا علم چاہیے کہ تمام اجتہادیات مجتہدین کے ماخذ استنباط کو پہچاننا پھر طریقون استنباط
کو پہچاننا پھر ماخذ کے مراتب صحت و سقم کو جاننا اور استنباط صحیح کو غیر صحیح سے تمیز کرنا اور تمام شرائط
اجتہاد کے حاصل کرنا یہ کام ایسے شخص کا نہین ہی کہ لوگون سے کہے کہ نماز کی سنتین مجکو بتلا دیا کرو
یا جماعت نماز کے شرائط نہ پہچانے جیسا کہ روایت چہارم مین مذکور ہوچکا اور آیات قرآنی کے معنی
غلط کرے جیسا کہ اس تمام کتاب مین اوسکا جا بجا ذکر ہی اور جیسے مقدمات مین دعوی کشف خلاف عقل

ینقل لاطائل محض ہر پس مہدویونکو ضرور ہی کہ ثابت کردیوین کہ مسائل اجتہادیہ کتنے ہین اور وہ نہین انکے مہدی نے کیا حکم کیا اور
کس کس کو خطا ٹھہرایا ہی اور دلیل تخطیہ ہر مسئلے کی بیان کرین اور بغیر اس اثبات کے اون کی یہ کلام نہین آتی ہی
اور روایت چہارم کا حاصل یہ ہی کہ جناب تضوی فرماتے ہین کہ مہدی کسی بدعت کو بغیر زائل کیے نچھوڑیگا اور کسی
سنت کو بغیر قائم کیے نچھوڑیگا صاحب سراج الابصار نے کہا کہ اسکے معنی یہ ہین کہ آپ عمل کریگا اور دوسرون کو
امر کریگا جیسا کہ شیخ سعدی نے کہا ہی شعر یتیمی کہ ناکردہ قرآن درست ۔ کتب خانہ چند ملت بشست ۔ یہان اگرچہ
گفتگو کی گنجایش بہت تھی لیکن قصد مختصر کیا گیا اسواسطے کہ تمھاری تقریر کے موافق بھی یہ روایت تمھارے
مہدی پر صادق نہین ہی اسواسطے کہ وہ تارک سنت اور آمر و عامل بدعت تھے اسواسطے کہ جہاد کہ بڑی سنت
اور عمدہ سیرت حضرت رسالت ہی اوسپر جبسے مہدی ہوئے کبھی عمل کیا اور زیارت قبر انحضرت رسالت کہ سنت قولی ہی
اور نہایت مؤکد ہی اوسکو ترک کیا اور اوسکے ضمن مین بہت سی سنتین ترک ہوئین مثلاً قبا کو جانا اور مسجد نبوی مین
نماز پڑھنا اور شہدائے احد اور اہل بقیع کی زیارت کو جانا سوائے اوسکے اور بہتسے مشاہد نبویہ کہ تمام امت اونسے اتباعاً
مشرف ہوتی ہی اور صحابہ سے آج تک سب اوس مواقع و مشاہد پر اتباع آنسرور کی کرتے رہے ہین بالکلیہ ان بزرگوار نے
ترک کیے اور بدعات کے زائل کرنے کے بدلے تازہ تازہ بدعات اختراع و ایجاد کین کہ گویا ایک شریعت تازہ تراشی یعنی
تین فرض تازہ نکالے کہ پانچ نماز کے سوا ایک چھٹی نماز فرض ٹھہرائی اور زکوٰۃ کے سوائے ایک عشر نیا ایجاد کیا کہ
دلیل اخلاق اور بحث تسویہ مین اوسکی تفصیل آویگی انشاء اللہ تعالی یہ روایات کہ معتبر تھین اسکا جواب بفضلہ
تعالی بخوبی ہو چکا اور دوسرے روایات کہ اونکی دوسری کتابون مین مذکور ہین اکثر اغالیط و موضوعات اور دلائل نے
معنی اور تطویلات بیجا ہین اونسے اعراض کیا گیا اب دل چاہتا ہی کہ خود انکے پیر و مرشد کے تقریرات کو جو وقت
مباحثہ مہدویت کے سرزد ہوئے ہین گزارش کرون تا کہ سامعین با انصاف خود بدولت کی زبندگیان اور خوبیان
بیان کی سنکر زیادہ تر محظوظ ہووین دلیل شانزدہم مباحثہ شیخ جونپوری کہ بذات خود متصدی اثبات
مہدویت ہو کر خلائق سے مشکلانہ مباحثہ و گفتگو کی ہی اور داد سخنوری و تیز زبانی کی دی ہی مگر اصل مطلب نہ ہر گز
باقی سب کچھ ہی یہ قصہ بتفصیل مطلع الولایت مین لکھا ہی خلاصہ اوسکا یہ ہی کہ جب انکے مہدی ملک خراسان کے
شہر فراہ مین پہونچے وہان کے علما خبر دعوی مہدویت کی سنکر ایک سال تک مباحثہ کرتے رہے جب سب
عاجز ہو گئے وہان کے حاکم امیر ذوالنون نے تمام ماجرا بادشاہ خراسان میرزا حسین کی خدمت مین دار السلطنت
ہرات کو لکھکر روانہ کیا بادشاہ مذکور نے اپنے ملک مین سے چار عالم یعنی ملا علی فیاضی اور ملا محمد شروانی

اور ملا علی گل اور ملا مخدوم کو انتخاب کر کے تمام کتابین اپنے کتب خانے اور تمام شہر کے علما کے کتب خانون کی مع
ایک جماعت علما کے انکے حوالے کین ان سب نے بکمال جانفشانی دو مہینے تک اون تمام کتابون کو اولٹ پلٹ
کر کے چار سوال انتخاب کر کے چارون عالم چار سو سوار کے ساتھ ذابہ کو روانہ ہوے بعد پہونچنے مقام مذکور کے
میران کی خدمت مین آ کر سوال شروع کیے سوال اول تم اپنے تئین مہدی موعود کہتے ہو کس دلیل سے
کہتے ہو اور کہان سے کہتے ہو جواب بندہ نہین کہتا ہی فرمان حق تعالی کا ہوتا ہی کہ ای سید محمد تو مہدی موعود ہی
سوال دوم تم کونسا مذہب رکھتے ہو جواب ہم مذہب مصطفی رکھتے ہین کسی مذہب کے مقید نہین ہین
سوال سوم تم کس تفسیر سے بیان کرتے ہو جواب ہم مراد اللہ بیان کرتے ہین اور جو تفسیر وغیرہ کہ اس بندے کے بیان
کے موافق ہووے وہ صحیح ہی ورنہ غلط ہی سوال چہارم کہ تمام امت مین محال ہی مثلاً کر یوں پوچھے کہ تم دعوی رویت
الہی کا کرتے ہو اور تم خلق کو اوسکی طرف دعوت کرتے ہو جواب میران نے آیات قرآنی فَمَنْ کَانَ یَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ
فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا اور وَمَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى اور اَلَآ اِنَّهُمْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَاۗءِ رَبِّهِمْ
اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ اور لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ اور لَنْ تَرٰىنِيْ وغیرہ سے رویت دار
دنیا مین ثابت کر کے پوچھا کہ قاضی بجنہ گواہ راضی علما نے کہا کہ دو گواہ معتبر میران نے کہا کہ ایک ہم دوسرے مصطفی
صلی اللہ علیہ وسلم گواہی سنتے ہین وبیت حق کی اور سینہ ہاتھ کیطرف اشارہ کر کے کہا کہ دیکھو حاضر ہین جو چاہو
سو پوچھ لیو ملا علی فیاضی بار بار کہتا تھا کہ ای میر ہمکو تمہین ایک گواہ بس ہو جب سب اشکال حل ہو چکے
تصدیق کر کے برخاست کی جب اپنے مقام پر آئے تینون عالمون نے ملا علی فیاضی سے کہا کہ ہمکو تو بغیر مشورے
تمہارے کے بادشاہ کی طرف سے سخن کرنیکا حکم تھا تمنے وقت اشارے میران کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کیون
نہ پوچھ لیا تاکہ حضرت کی آواز سے ہم مشرف ہو جاتے ملا علی نے کہا کہ مینے یہ خیال کیا کہ جب روح مطہر قالب سے
مرکب تھی اوسوقت کا کلام علما جہان نے نو سو برس مین حل کیا ہی اب کہ آمیزش اشباح سے مبرا ہی اگر کلام
کی مراد کو نہ پہونچکر کچھ اشکال لاوین خلل عظیم واقع ہوگا اسواسطے فقط میری گواہی پر مینے اکتفا کیا
اور شواہد الولایت مین لکھا ہی کہ دو طرف اشارہ کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ابراہیم علیہ السلام دو گواہ
حاضر ہین پوچھ لیو اور جواب ملا علی مین یون لکھا ہی کہ متعلد کو سخن مخبر صادق کا کافی ہی اگر ہم اس سے پر ہوتے
حاجت پوچھنے کی نہ تھی اوسیوقت اپنی مراد کو پہونچتے اور محمد رسول اللہ اور ابراہیم خلیل اللہ کو دیکھتے شکر
خدا کا بجا لاتے نہ پوچھے جو لوگ کہ اونکے حضور مین سے تھے وہ مراد کلام کو نہ پائے ہین اب کہ بمقام ارواح ہین

نہ معلوم کہ بعد پوچھنے کے ہم کیا سمجھتے جواب اس مقام میں چند اشکال ہیں اشکال اول یہ
برس تک علماے ہرات باہم مباحثہ کرتے رہے پھر دو مہینے تک علماے ہرات ان سوالات اربعہ کو کتابوں سے انتخاب
کرتے رہے یہ چودہ مہینے ہوئے ہیں پھر مطلع الولایت میں لکھتا ہے کہ بعد سوال و جواب کے علماے ہرات تصدیق
مہدویت کی کرکے ملا علی یہین صحبت میں رہے اور تین شخص بادشاہ کے پاس گئے بادشاہ نے اونکی زبانی
سب کیفیت سنکر مصدق بنکر زیارت شیخ کے واسطے کوچ کیا لیکن بعض منزل کے راہ میں بسبب
ضعف پیری کے مر گیا اور شواہد الولایت میں لکھا ہے کہ راہ سے قریب سبزوار کے خبر موت شیخ جونپوری کی
سنکر پھر گیا لیکن بادشاہ اور شیخ الاسلام وغیرہ علماے ہرات و فضلا اور اکثر خلائق اوس شہر نے تصدیق مہدویت
کی کی غرضکہ یہ مدت آنے جانے علما اور نیز بادشاہ کی چودہ مہینوں پر اور اضافہ ہوئی حالانکہ کل قیام شیخ موصوف
کا فراہ میں نو مہینے ہے جیسا کہ تمام کتب مہدویہ سے ثابت ہے چنانچہ باب دوم میں مذکور ہو چکا پس نو مہینے میں اتنے
مہینے کیونکر داخل ہو گئے دوم یہ کہ سرزمین ہند میں کہ چند غربا و رعایا معتقد ہوئے اور سلاطین و حکام
ہمیشہ نکال کرتے رہے جیسے اب تک مذہب اہل مذہب موجود ہیں اور خراسان میں اگر بادشاہ و علما و رعایا
مصدق ہوئے تھے چاہیے تھا کہ وہان یہاں سے زیادہ یہ مذہب باقی ہوتا کیونکہ الملک و الدین توامان و الناس
علی دین ملوکہم قول مشہور ہے اور ایسی دستور ہے کہ جس ملک کا بادشاہ و حکام جس مذہب کو قبول کرتے ہیں
رعایا بھی اوسپر قدم رکھتے ہیں اور اوس بلاد میں وہ مذہب مدت تک رسوخ پاتا ہے اور فروغ پکڑتا ہے حالانکہ اوس ملک میں
مذہب مہدویت کا کوئی نام بھی نہیں جانتا ہے اور قبر شیخ موصوف کو اسقدر جانتے ہیں کہ ایک ہندی سید
کی یہ قبر ہے اور یہ بھی کسیکو نہیں معلوم ہے کہ ان بزرگ نے دعوی مہدویت کا کیا تھا یا مذہب مہدویوں کا کیسا
ہوتا ہے اور کہان ہے اور نہ کسی تاریخ عجم میں مذکور ہے کہ سلطان میرزا حسین اور امیر ذوالنون اور علماے خراسان
نے تصدیق کی تھی حالانکہ ہند و گجرات کی تاریخ میں باوجودیکہ بجز چند رعایا کے کوئی حاکم و مرزبان مصدق
نہوا تھا تفصیل انکے رواج و اخراج کا مسطور ہے سوم یہ کہ یہ چار سوال اس قابل نہ تھے کہ تمام علماے ہرات دو مہینے
کی دردسری کرکے انتخاب کرتے باوجود اسقدر ورق گردانی کے اونکے دل پر پردہ پڑ گیا تھا کہ تمام علامات
و خصائص مہدی کہ احادیث صحاح میں مذکور ہیں بھول گئے اور چار باتیں ایسی لیکر چلے کہ ہر شخص بول
سکتا ہے کہ میں ایسا ہوں کہ کسی مذہب کا مقید نہیں ہوں اور جو تفسیر میرے موافق ہو سو صحیح ہے باقی سب غلط
ہے اور میں امر الہی سے دعوی کرتا ہوں اور میری بات پر گواہ محمد رسول اللہ ہیں یہ سب مہدی بادلیل اپنی

کن دعوون کو مہدویت کی دلیل ٹھہرائی اور سید جی راکسیکی سمجھ مین نہ آئی چہارم یہ کہ سوال و جواب اول ایسا ہی
کہ سوال از آسمان جواب از ریسمان اسواسطے کہ مہدی موعود بامر الٰہی نہین ہوتا ہی پس جبکہ مہدی موعود ہونیکی دلیل
پوچھی حقیقت مین مہدی بامر الٰہی ہونیکی دلیل پوچھی اوسکا جواب یہ دیا کہ مین مہدی بامر الٰہی ہون یعنی
سوال دلیل کے جواب مین عین دعوے کا اعادہ کر دیا اگر کوئی ادنی سمجھ والا بھی ایسی گفتگو کرے لوگ
ہنسین سگے چہ جائے کہ مہدویت کا مدعی ایسی تقریر کرے اور علماے خراسانی بآسانی راضی ہو جاوین پنجم
یہ کہ سوال دوم کا جواب بھی ایک دعوی محض ہی فقط ترک تقلید سے اگر کوئی مہدی ہو جاوے تو ہزارون لامذہب
کہ مقید کسی مذہب کے نہین ہین مہدی ہو جاوین ترک تقلید کے واسطے ایک مقام علمی ہی جبتک وہ مقام ثابت
نکرین ترک تقلید حرام ہی اور مقام علمی خود اونکی بول چال سے معلوم ہوتا ہی پس فقط دعوی کیا کام آتا ہی
مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید ششم یہ کہ سوال سوم کا جواب بھی دعوی محض ہی اور بہتر از وہم ہی اسواسطے
کہ تفاسیر علمانے اپنے ہواے نفس سے نہین لکھی ہین تفسیر بالراے گناہ سخت ہی مدار تفسیر کا روایت پر ہی پر روایات
صحیحہ ثابت ہوا ہی کہ فلانی آیت کی مراد حضرت رسالت پناہ نے کہ جن پر یہ قرآن اوترا ہی اسطرح بیان
فرمائی ہی اوسکو مفسرون نے نقل کیا ہی اور بعضی جا معنی ایک آیت کے دوسری آیت سے سمجھے گئے ہین پس وہ
تفسیر خود حضرت رب العزت کیطرف سے ہوئی اب یہ کہنا کہ جو تفسیر بندے کے بیان کے موافق ہو وہ صحیح ہی
باقی غلط ایسا کہنا ہوا کہ خدا و رسول جو معنی کہ بندے کے بیان کے موافق بیان کرین وہ صحیح ہین اور اگر بندے کے
مخالف بیان کرین وہ غلط ہین استغفر اللہ العظیم کوئی مسلمان بھی ایسا سخن زبان پر لاتا ہی اور پھر یہ دعوی
کہ مین خدا کی مراد بیان کرتا ہون کہانسے ثابت ہوا کہ تم خدا کی مراد بیان کرتے ہو ہفتم یہ کہ صاحب
مطلع الولایت سوال چہارم مین خود لکھتا ہی کہ رویت دنیاوی تمام امت مین محال ہی جب تمام امت کے
نزدیک محال ہوئی امت کا اجماع ہوا اوسکے بطلان پر اور اجماع دلیل قطعی ہی خصوصا اجماع صحابہ
کہ تمام امت مین وہی افضل ہین انکے مہدی کے نزدیک اوسکا منکر کافر ہوتا ہی پس لازم آیا کہ رویت
دنیاوی کے محال قطعی ہونے کے بھی قائل ہین اور اوسکے ممکن بلکہ موجود ہونیکے بھی قائل ہین عجب تقریر ہی اور عجب
فہم ہی اشکال ہشتم یہ کہ میران نے دعوی رویت پر دو گواہ ٹھہرائے ایک آپ اور ایک نسبت حضرت
رسالت پناہ کی طرف کی اور یہ نہ سمجھے کہ آپ اس دعوے مین مدعی ہین گواہ کیونکر ہو سکتے ہین یہ خطا صریح ہی ایسی
ایسی کھلی بات بھی نہ سمجھے آخر کو صاحب شواہد الولایت نے کہ اوسکی تصنیف مطلع الولایت سے متاخر ہی

اسی قباحت سے بند و بست کے واسطے حضرت ابراہیم کا نام بڑھا کر دو گواہ کر دیے معلوم ہوا کہ جیسا کہ حضرت
ابراہیم علیہ السلام پر افترا ہی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی افترا ہی کیونکہ ان حضرات کا نہ کلام کسی نے سنا
اور نہ انکو کسی نے اوس مجلس میں دیکھا کلام نہ سننے کے خود ملا علی وغیرہ ملایان ہمراہی مقر ہیں اور نہ دیکھنا بھی
خود ملا علی کے قول سے ثابت ہوتا ہی کہ شواہد الولایت کی عبارت میں مذکور ہوا کہ ملا علی نے جواب دیا کہ اگر ہم
اس رتبے پر ہوتے حاجت پوچھنے کی تھی اوسیوقت اپنی مراد کو پہونچتے اور محمد رسول اللہ اور ابراہیم خلیل اللہ کو
دیکھتے الخ پس معلوم ہوا کہ میران نے فقط ایک اشارہ ہوائی کیا کہ نہ وہاں کوئی نظر پڑا اور نہ کسیکا آواز سنا گیا
پس گواہی ہرگز ثابت نہوئی اور فقط میران کا دعوی محض بے دلیل و شاہد رہ گیا **اشکال نہم** آیات مذکورۃ الصدر
کہ میران نے اثبات رویت دنیاوی کیواسطے نقل کیے ہیں ہرگز اون سے رویت دنیوی پر استدلال
نہیں ہو سکتا ہی کیونکہ آیت اول فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ
أَحَدًا کے معنی یہ ہیں پھر جو شخص امید رکھتا ہو اپنے رب سے ملنے کی پس چاہیے کہ کرے نیک کام اور نہ
شریک کرے اپنے رب کی عبادت میں کسیکو مراد لقاے رب سے رجوع طرف اللہ تعالی کے دار آخرت میں کہ تمام
اعمال عبادات اوسیدن کیواسطے ہیں یا دیدار خداوند عالم کا اوس عالم میں کہ اوس سے بہتر کوئی نعمت نہیں ہی
اور آیت دوم وَمَنْ كَانَ فِي هَٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ وَأَضَلُّ سَبِيلًا کے معنی یہ ہیں کہ اور جو کوئی
رہا اس جہان میں اندھا سو وہ پچھلے جہان میں اندھا ہی اور زیادہ دور پڑا راہ سے حضرت عبد اللہ بن
عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ معنی یہ ہیں کہ ما قبل میں جو نعمتیں اس جہان کی رَبُّكُمُ الَّذِي يُزْجِي سے تفضیلا
تک کہی ہیں جو شخص اون نعمتوں میں باوجودیکہ معاینہ کرتا ہی اندھا یا وہ شخص دار آخرت میں کہ اوسکا معاینہ
نہیں کیا ہی اور دیکھا نہیں ہی اندھا اور گمراہ تر ہی اور یہ معنی نظم قرآنی سے نہایت مناسب ہیں کیونکہ بعد
ذکر ان نعمتوں کے ذکر آخرت کا فرمایا اس آیت میں کہ يَوْمَ نَدْعُو كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ فَمَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ
فَأُولَٰئِكَ يَقْرَءُونَ كِتَابَهُمْ وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا یعنی جس دن ہم بلاوینگے ہر فرقے کو ساتھ اونکے سردار کے
پھر جسکو ملا اوسکا نامۂ اعمال اوسکے سیدھے ہاتھ میں سو وہ لوگ پڑھینگے اپنا نامہ اور ظلم نہوگا اونپر ایک
تاگے کا بعد ان دونوں تذکروں کے فرمایا ومن کان فی ہذہ اعمی الایۃ اور دوسرے مفسرین نے یہ معنی
کہے ہیں کہ جو شخص اس دنیا میں خدا کی قدرت اور آیات او حق بات دیکھنے سے اندھا رہا پس وہ آخرت
میں بھی اندھا اور گمراہ تر ہی اور حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ جو شخص دنیا میں کافر گمراہ رہا وہ آخرت میں

بھی اندھا اور زیادہ تر راہ بھولا ہو ہی آور آیت سوم أَلَا إِنَّهُمْ فِي مِرْيَةٍ مِنْ لِقَاءِ رَبِّهِمْ أَلَا إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ
مُحِيطٌ اسکے معنی یہہ ہین آگاہ ہو وہ لوگ دھوکے مین ہین اپنے رب کی ملاقات سے آگاہ ہو تحقیق وہ رب
گھیر رہا ہی ہر چیز کو یعنی قیامت مین انکو دھوکا اور شک ہی اور رب ہر چیز کو گھیر رہا ہی یعنی ہر چیز کی اسکو
خبر ہی کوئی چیز اوسکے علم سے باہر نہین ہی آور آیت چہارم لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ
وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ کے معنی یہہ ہین کہ اوسکو نہین پا سکتی آنکھین اور وہ پا سکتا ہی آنکھونکو اور وہ بھید
جاننے والا خبر رکھنے والا ہی انتہی معتزلہ کہتے ہین کہ دیدار الہی جیسا کہ دنیا مین نہین ہی آخرت مین بھی نہین ہی
اور اس آیت کو اپنی دلیل ٹھہراتے ہین اور اہل سنت یہہ اعتقاد رکھتے ہین کہ دنیا مین نہین ہی مگر آخرت مین ہوگا
اسواسطے جواب دیتے ہین کہ اس آیت مین نفی ادراک کی ہی اور ادراک کہتے ہین احاطے کو اور شی کی کنہ پا لینے
کو اور یہہ بات البتہ آخرت مین بھی نہو گی فقط دیدار ہوگی کہ دوسرے آیات و احادیث سے ثابت ہی اگرچہ یہان
اوسکا کچھ ذکر نہین ہی اور ابن عباس اور مقاتل نے کہا کہ اس آیت مین دنیا کی رویت کی نفی ہی یعنی
دنیا مین ابصار اوسکو ادراک نہین کر سکتے ہین اور آخرت مین دیکھا جاویگا اور آیت پنجم وَلَمَّا جَاءَ مُوسَى
لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ قَالَ رَبِّ أَرِنِي أَنْظُرْ إِلَيْكَ قَالَ لَنْ تَرَانِي وَلَكِنِ انْظُرْ إِلَى الْجَبَلِ فَإِنِ اسْتَقَرَّ
مَكَانَهُ فَسَوْفَ تَرَانِي فَلَمَّا تَجَلَّى رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَخَرَّ مُوسَى صَعِقًا فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ سُبْحَانَكَ
تُبْتُ إِلَيْكَ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ کے معنی یہہ ہین اور جب پہنچا موسی ہمارے وقت پر اور کلام کیا
اوس سے اوسکے رب نے بولا اے رب تو مجکو دکھا کہ مین تجکو دیکھون کہا تو مجکو ہرگز نہ دیکھیگا لیکن تو دیکھ ادہر
پہاڑ کیطرف جو وہ اگر ٹھہرا اپنی جگہہ پر تو آگے تو دیکھیگا مجکو پھر جب نمود ہوا رب اوسکا پہاڑ کیطرف کر دیا
اوسکو ڈھاکر برابر اور گر پڑا موسی بیہوش پھر جب چونکا بولا تیری ذات پاک ہی مینے توبہ کی تیرے پاس
اور مین سب سے پہلے یقین لایا انتہی قصہ اسکا یون ہی کہ حضرت موسی علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے مصر مین
وعدہ کیا تہا اللہ تعالی جب تمہارے دشمن فرعون و قبط کو ہلاک کریگا تمکو ایک کتاب دیگا کہ اوسمین تمام امر
و نہی کا بیان ہوگا پھر جب اللہ تعالی نے فرعون کو غرق کیا اور بنی اسرائیل کو نجات دی حضرت موسی نے
جناب باری مین اوس کتاب کی درخواست کی حکم ہوا کہ تیس دن روزہ رکھو حضرت تیس روزے موافق
فرمان کے جب پورے کر چکے اپنے موہنہ کی بو کو کہ بسبب روزون کے پیدا ہوئی تھی مسواک سے صاف
کر ڈالا لیکن خداوند عالم سے بات کرنا ہی حکم ہوا کہ تم نہین جانتے ہو کہ روزہ دار کے موہنہ کی بو ہمارے

نزدیک مشک کی بو سے بہتر ہی اب بس روزے اور رکھو جب یہ وقت بھی پورا ہو چکا موسیٰ علیہ السلام
غسل کر کے اور کپڑے صاف کر کے طور سینا پر حاضر ہوئے اوسیکا ذکر ہی کرو ولما جاء موسی لمیقاتنا پس
دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے سات فرسنگ تک میدان طور میں تاریکی اتاری ہی اور شیطان و درجانوروں زمینی کو
وہاں سے ہانک کر صاف کر دیا ہی اور آسمانوں کے پردے اوٹھ گئے ہیں کہ ملائک ہوا میں کھڑے ہوئے نظر آتے ہیں
اور عرش الٰہی ظاہر معلوم ہوتا ہی اور قلم کی کشش کی آواز سنا جاتا ہی پس کلام الٰہی شروع ہوا اور مناجات دراز گو ہی
سطر چیر ہوئی کہ موسیٰ نے سنا اور جبرئیل کہ اونکے ساتھ تھے اونہوں نے سنا حضرت کلیم اللہ سلام اللہ علیہ
ملاقات و کلام سے اسقدر ذوق و شوق میں آ گئے کہ باوجودیکہ جانتے تھے کہ دنیا میں دیدار نہیں ہی لیکن کمال اشتیاق
سے پکار اوٹھے کہ رب ارنی انظر الیک جناب باری نے فرمایا لن ترانی تو مجکو ہرگز نہ دیکھ سکیگا کیونکہ کسی
بشر کو طاقت نہیں ہی کہ دنیا میں مجھپر نظر کرے جو دنیا میں میری طرف نظر کریگا مرجاویگا موسیٰ نے کہا الٰہی میں تیرا
کلام سنکر مشتاق دیدار کا ہوا ہوں اور تجکو دیکھکر مرجانا میرے نزدیک بے دیدار جینے سے بہتر ہی کوہ زبیر کہ دنیا
میں سب پہاڑوں سے بڑا وہی تھا حکم ہوا کہ اسکی طرف نظر کرو اگر یہ تجلی کی تاب لا سکا اور اپنی جگہ پر قائم رہا
تو تم بھی دیکھ سکو گے پس جناب باری تعالیٰ نے اول اپنی مخلوقات میں کی سخت ہولناک چیزیں نمودار کیں
کیونکہ جو کہ مخلوقات کے ہیبت کی تاب نہ لا سکیگا وہ خالق کے مہابت کی کیا تاب لاویگا اور شاید اسواسطے
بھی کہ ان چیزوں کو دیکھکر کچھ مزاج خوگیر عادت پذیر ہو جاوے پس پہلے صواعق اور رعد و برق پہاڑ کے
ہر طرف چار چار فرسنگ تک احاطہ کیں اور آسمانوں کے فرشتوں نے موافق حکم کے نمودار ہونا شروع کیا
پہلے آسمان نیلے کے فرشتے بڑی آوازوں سے مانند سخت کڑکنے بادل کے خدا کی تسبیح و تقدیس کرتے ہوئے
سامنے آ گئے پھر آسمان دوم کے فرشتے مانند شیروں کے تسبیح و تقدیس کرتے ہوئے روبرو آ گئے
یہ حالت دیکھ اور سنکر حضرت موسیٰ کے جسم و سر کے تمام بال کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ میں یہ سوال
کر کے نادم ہوا اب میں جانتا ہوں کہ کچھ صورت نجات کی ہو جاوے ان ملائک کے سردار نے کہا کہ اے موسیٰ صبر کر دیکھا کہ تم نے سوال
کیا ہی صبر کرو یہ جو تم نے دیکھا ہی سو بہت میں سے تھوڑا ہی پھر آسمان سوم کے فرشتوں کا ایک لشکر عظیم مانند
کرگسوں کے کمال شدت اور زلزلے کے ساتھ تسبیح و تقدیس کرتا ہوا اترا اور رنگ اونکے مانند شعلوں آگ کے
تھے حضرت موسیٰ نہایت گھبرا کر اپنی زندگی سے مایوس ہو گئے ان ملائک کے افضل فرشتے میکائیل نے
کہا کہ اے فرزند عمران اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو تاکہ ایسی چیزیں دیکھو کہ جن پر صبر نہ ہو سکیگا پھر آسمان چہارم کے

فرشتے ایسے اوترے کہ فرشتگان سابق میں کوئی اونکے مشابہ نہ تھا رنگ انکے شعلۂ آتشی کے مانند اور خلقت
انکی مانند برف سفید کے اور انکی تسبیح اور تقدیس کی آواز سب فرشتوں گذشتہ سے بزرگ تھی پس موسی علیہ السلام کا
دل کانپنے لگا اور لیٹنے سے گھٹنا بجنے لگا اور گریہ و بکا آغاز کیا سردار ملائکہ نے کہا کہ ای فرزند عمران جو
کچھ مانگے ہو اوس پر صبر کیے رہو جو دیکھا ہے بہت میں کا تھوڑا ہے پھر آسمان پنجم کے فرشتے نازل ہوے کہ
سات رنگ پر تھے کہ نہ اونکے مثل کبھی دیکھے تھے اور نہ ویسی آواز کبھی سنی تھی شعاع اونکی انوار کے
نگاہ پر غالب تھی قریب تھا کہ اونکے دیکھنے سے بصارت جاتی رہے حضرت موسی کو تاب دیکھنے
کی نہ تھی اور دل خوف سے بھر گیا اور حزن و غم سخت ہوا اور کثرت سے رونے لگے تب اونکے
سردار نے کہا کہ ای ابن عمران اپنی جا سے پرے ہو کہ بعضی چیزیں ایسی دیکھو گے جن پر صبر نہ کر سکو گے پھر اللہ
تعالے نے چھٹے آسمان کے فرشتوں کو فرمایا کہ نازل ہو میرے اوس بندے پر کہ جسنے میرے دیکھنے
کی طلب کی ہے پس اس طرح پر اوترے کہ ہر فرشتے کے ہاتھ کا نور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا ایک درخت
خرما آتش کا ہاتھ پر اوگا ہے لیکن چمک اوسکی آفتاب سے بھی زیادہ تھی اور لباس اونکے مانند شعلہاے
آتش کے تھے جب تسبیح و تقدیس کرتے تھے سموات سابعہ کے سب فرشتے اونکو جواب دیتے تھے
باواز شدید بولتے تھے کہ سبوح قدوس رب العزۃ ابدا لا یموت اور ہر فرشتے کے سر پر چار چہرے تھے جب
حضرت موسی نے یہ حال دیکھا پکار کر اونکی تسبیح کے ساتھ تسبیح کرنے لگے اور رو رو کر کہنے لگے کہ ای رب میرے
یاد کر مجھکو اور اپنے بندے کو مت بھول جا مجھکو معلوم نہیں کہ میں یہاں سے نجات پاتا ہوں یا نہیں اگر نکلتا
جاتا ہوں اور اگر ٹھہرتا ہوں مرتا ہوں سردار ملائکہ نے کہا کہ ای ابن عمران قریب ہے کہ خوف تیرا بڑھے گا اور دل تیرا
اوکھڑ جاویگا پس صبر کر جس چیز کے واسطے کہ سوال کیا تھا پھر اللہ تبارک و تعالے نے حکم کیا کہ ساتوں
آسمان کے ملائک میں عرش اوٹھایا جاوے پس جبکہ نور عرش ظاہر ہوا پہاڑ عظمت الہی سے پھٹ گیا اور تمام ملائکہ
سموات آواز بلند پکارے کہ سبحان القدوس رب العزۃ ابدا لا یموت پس پہاڑ کو زلزلہ ہوا اور درخت پہاڑ اور اوسکے تمام پہاڑ ٹکڑے
ٹکڑے ہو گئے در صورتیکہ حضرت موسی سلام اللہ علیہ بیہوش ہو کر منہ کے بل گرے کہ روح ساتھ نہیں اور جب پتھر پہاڑ کے
اونکو اوپر تلے سے اور نیچے [illegible] بشکل قبہ کے کر دیا تا کہ جل نجاویں پھر اللہ تعالے نے اپنی رحمت سے روح کو بھیجا اپنا
موسی [illegible] پانو کے بوسے ہوے اوٹھے اور کہنے لگے کہ ایمان لایا میں تجھپر ای رب تصدیق کی میں نے
کہ کوئی شخص تجھکو دیکھکر زندہ نہ رہے گا جو شخص تیرے فرشتوں کو دیکھیگا اوسکا دل اڑ جاویگا

تیری اور کیا عظمت ہی تیرے فرشتون کی تو رب الارباب ہی اور الہ الآلہہ ہی اور ملک الملوک ہی کوئی شی تیری برابری
نہین کر سکتی ہی اور نہ کوئی شی تیرے سامنے قائم ہو سکتی ہی تیرے واسطے حمد ہی نہین ہی کوئی شریک تیرا کیا عظمت ہی
تیری اور کیا جلال ہی تیرا تو رب العالمین ہی عبد اللہ بن سلام اور کعب الاحبار نے فرمایا کہ عظمت الٰہی مین سے پہاڑ پر
بقدر سوراخ سوئی کے تجلی ہوئی تھی کہ اوسکو برابر کر دیا اور سدی نے کہا کہ بقدر خنصر کے تجلی ہوئی تھی اسکی دلیل یہ ہی
کہ ثابت نے انس سے روایت کی ہی کہ حضرت رسالت مآب نے آیت فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ لِلْجَبَلِ پڑھکر ابہام کو خنصر کے بند
اعلی پر رکھکر فرمایا کہ اسقدر ہوئی تھی کہ پہاڑ دھسگیا اور سہیل بن سعد سے روایت ہی کہ اللہ تعالی نے ستر ہزار پردونمین
سے بقدر درہم نور ظاہر کیا کہ پہاڑ کو زمین کے برابر کر دیا وَخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا کلبی نے کہا کہ جمعرات کے دن موسی
بیہوش گرے کہ عرفہ کا دن تھا اور توریت جمعے کے روز دسوین ذی الحجہ کو عنایت ہوئی واقدی نے کہا کہ جب موسی
علیہ السلام گرے آسمان کے فرشتے بولے کہ ابن عمران کا سوال رویت کیا ہوا اور بعض کتابون مین لکھا ہی کہ جس وقت
موسی غشی مین پڑے ہوئے تھے ملائک آسمانون کے اونکے پاس آکر بولے کہ ای بیٹے حائض عورتون کے تو نے
طمع کی تھی رب العزت کے دیکھنے کی پس جب حضرت موسی کو افاقہ ہوا اور پہچانا کہ مین نے ایک بڑی بات کا سوال
کیا تھا کہ میرے لائق نہ تھا بولے کہ سُبْحَانَکَ تُبْتُ اِلَیْکَ یعنی تو پاک ہی اور مین نے توبہ کی سوال رویت سے
وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اور مین پہلا مومن اور ایمان لانیوالا ہون اسبات پر کہ تو دنیا مین نہین دیکھا جاویگا انتہی یہ
خلاصہ ہی تفاسیر معتبرہ کا مثل معالم التنزیل وغیرہ کے اس تمام بیان سے معلوم ہوا کہ تمام مفسرین کے نزدیک کہ
صحابہ و تابعین بھی اونمین ہین آیات مذکورۃ الصدر سے وقوع رویت دنیوی نہین ثابت ہوتا ہی اور سب لوگ شیخ
جونپور کے خلاف معنی بیان کیے ہین اور شیخ نے عجیب استدلال کیا ہی کہ بعض آیات کہ نفی وقوع رویت پر دلالت
کرتی ہین جیسا کہ لن ترانی اور لا تدرکہ الابصار اوسکو بھی استدلال وقوع رویت مین پیش کیا یہ عجیب ماجرا ہی کہ کچھ
عقل و نقل سے علاقہ نہین رکھتا البتہ سوال حضرت موسی امکان پر دلالت کرتا ہی لیکن لن ترانی صاف نفی وقوع پر
دال ہی اور یہان کلام فقط وقوع مین ہی نہ امکان مین غرضکہ اس سب بیان سے معلوم ہوا کہ معنی آیات کے جیسا کہ
شیخ موصوف سمجھے ہین مخالف روایت و درایت ہین پس بموجب اس قاعدے کے کہ اذا جاء الاحتمال بطل
الاستدلال آیات سے باوجود قائم ہونے ایسے احتمالات ملا کے استدلال وقوع رویت پر نہین ہو سکتا ہی اور مذہب
اہل سنت کا یہ ہی کہ رویت اللہ تعالی کی آخرت مین ممکن ہی عقلا اور سمعا اور واقع ہی سمعا کہ آیات و احادیث دال ہین اور دنیا
مین ممکن ہی عقلا اور امکان سمعی مین اختلاف ہی اور اتفاق ہی امت کا کہ رویت اللہ تعالی کی دنیا مین واقع نہین ہی

کسیکے واسطے سوا حضرت رسالت کے شب معراج مین بلکہ بعضونکا اوسمین بھی اختلاف ہے چنانچہ علم کلام کی معتبر
کتابونمین اسکی تفصیل مذکور ہی اور شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ ترجمۂ مشکوۃ مین لکھتے ہین کہ سلف و خلف مین سے کسی
شخص سے دیکھنا حق سبحانہ کا صحت کو نہ پہونچا اور اولیا اور مشائخ طریقت سے کوئی اسکا قائل نہین ہی اور کسی نے
اس امر کا دعوی نکیا اور مشائخ بالاتفاق کہتے ہین اسکے مدعی کی تکذیب و تضلیل ہے اور انوار فقہ شافعی مین لکھا ہی کہ جو
شخص کہے کہ خدا تعالی کو دنیا مین سر کی آنکھ سے عیان دیکھتا ہون مین اور اللہ تعالی بالمشافہہ مجھسے کلام کرتا ہی
کافر ہوجاویگا انتہی اس بیان سے بخوبی ثابت ہوا کہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دنیا مین رویت بصری سوائے
حضرت رسالت کے کسیکے واسطے شرعی نہین ہے پس عالم میان نے استفسار کبیر کے حاشیے پر عبارت شیخ عبدالحق رح کی کہ
در امکان رویت حق در دنیا خود هیچکس را خلافی نیست و اگر درین عالم آنچه ممکن است اهل الله را غایت قرب و کمال حاصل
نشده باشد دیگر کجا و کی حاصل خواهد شد یا رب مگر رویت بصری را بخصوص بدار آخرت موقوف و آن نشاة داشته باشد
و نیست بران دلیل قاطع و با وجود حصول رویت بصری درینجا بوجهی که مناسب این نشاة باشد تواند که بعضی تفاصیل
وجوه و حالات موقوف نشاة آخرت بوده باشد تا آخر کہ فصل ثالث اس باب سے نقل کی ہی کہ مشعر رویت بصری
دنیاوی پر ہی وہ حضرت رسالت کے حق مین ہی نہ دوسرون کے اسواسطے کہ وہان فقط حضرت کی رویت معراجی کا
ذکر ہی ورنہ شیخ شروع باب رویت اللہ تعالی مین اسقدر شدت سے انکار کرین کہ اوپر مذکور ہوچکا پھر اوسی باب کی فصل
ثالث مین اقرار کرین کسیکی عقل مین نہین آتا ہی سوائے عالم میان کے کہ انکا فہم سب سے علیحدہ ہی اگر کوئی شخص ادنی
تامل اوس مقام مین کریگا صاف کہیگا کہ یہان حضرت کی رویت کا ذکر ہی فقط اسواسطے کہ تامل مین اوسکے سر اسر حضرت کی
رویت بصری نبوی مین اختلاف صحابہ کا مذکور ہی اور متصل اس عبارت کے اول یہ عبارت ہی و تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ورای ابنای خلق و قول ایشان خصوصا در شب معراج کہ اتم و اکمل و اعلی و ارفع مقام قرب وی است در امکان رویت
حق در دنیا خود الی آخرہ اور ضمیر اور فقرۂ آنچہ ممکن است اور ایسی راجع طرف آنحضرت کے ہی اور لفظ غایت قرب
و کمال کا بھی دال اسی امر پر ہی کہ مراد حضرت رسالت ہین اور یہ دلیل بعثت لاتمم اخلاق یہ دلیل مہدویون کی
مدار ہبود و طرہ دلائل ہی کہ اسی پر مہدویت شیخ جونپوری کا مدار قرار ہی اور سب سے اول عبدالملک سجاوندی کو یہ تدبیر
سوجھی کہ جب احادیث نبویہ اپنے شیخ کے سراسر مخالف دیکھے استدلال اشکل ہے خلاف استدلال کیا چنانچہ اسمین
بہت ہاتھ پاؤن مارے اور کمال الطرائق سے اوسکو سراج الابصار مین بیان کیا خلاصہ اوسکا یہ ہی کہ اسکے اخلاق
جیسے انبیاء علیہم السلام کی نبوت کی تصدیق کی گئی اونہین اخلاق سے ہمنے اپنے شیخ کی مہدویت کی بھی تصدیق

کی کیونکہ اخلاق اصل علت تصدیقات کے ہیں بعد اوسکے بہت طول و تفصیل سے اقوال علما و روایات اس مقدمے
میں کہ اخلاق انبیا دلیل صدق و علت تصدیق ہوتے ہیں نقل کیں چنانچہ عبارت شرح عقائد نسفی کی وقد
یستدل ارباب البصائر علی نبوتہ بوجہین آخر تک نقل کی بعد اوسکے طوالع سے نقل کیا کہ اخلاق عظیمہ
صدق حضرت رسالت مآب پر شاہد تھے جیسا کہ ملازمہ صدق اور اعراض دنیا سے تمام عمر اور سخاوت اس درجے پر کہ
ایک روز کے قوت سے زیادہ کبھی نہ رکھا اور شجاعت اس حد پر کہ کبھی قدم نہ ہٹا اگرچہ مثل احد کے واقعہ ہولناک سامنے آیا اور فصاحت
اس درجے پر کہ تمام بلغا و فصحاے عرب کو ساکت کر دیا اور امر دعوت پر باوجود تحمل مصائب سخت کے اور ترفع اغنیا سے
اور تواضع ساتھ فقرا کے ثابت رہے اجتماع ان صفات کا اوس ذات مطہر میں اعظم معجزات اور اقوی دلالات نبوت سے ہے انتہی
بعدہ درر و نقل ہے صاحب سراج الابصار نے کہا کہ جب ارباب بصائر کے نزدیک اخلاق حمیدہ سے نبوت ثابت ہو جاتی
ہے بجز ادعاء نبوت میں تو اب کوئی شخص ایک امر ممکن کا کہ نبوت سے کم ہے دعوی کرے اور موصوف بتمام اخلاق حمیدہ ہو وہ اوسکی
تصدیق میں کیا تامل ہے اور یہ دلیل عقلی ہے روبرو احادیث ظنیہ سے کیونکہ اوسکا انکار ورد ہو سکتا ہے بعد اوسکے تفسیر علاقی
سے راغب کا کلام نقل کیا کہ ارباب بصارت کو اخلاق کریمہ دلیل کافی ہے اور قاصرین کو کہ فرق درمیان کلام اللہ و کلام بشر کے
نہیں پہچان سکتے ہیں معجزہ درکار ہے اسواسطے بعضے محققین نے کہا ہے کہ قاصر معجزات سے اعتقاد اصادق اور اعمال صالحہ پر
استدلال کرتا ہے اور کامل ان دونوں کے کمال سے کسی شخص میں اوسکے صدق و وجوب اتباع پر استدلال کرتا ہے پس جو شخص
کہ ان دونوں قوت علمی و عملی سے معالجہ امراض نفوس کا کرے ہم جانیں گے کہ وہ نبی صادق اور طبیب حاذق ہے انتہی بعد
اوسکے مصنف مذکور نے اپنے مہدی کے اصحاب کی ریاضت کا بیان کیا کہ انکو طبیبا امراض روحانیہ کا بنایا بعد اوسکے
تفسیر نیشاپوری کی عبارت جواب اشکال امام رازی میں نقل کی کہ دعوت الی الخیر اور دعوت الی الشر سے فرق درمیان صاحب
معجزہ اور ساحر کے اور الہام ملکی اور وسوسہ شیطانی میں معلوم ہو سکتا ہے بعد اوسکے کلام امام ابو محمد نصر آبادی کا انکی تفسیر
کاشف المغنی سے نقل کیا تفسیر اس آیت میں کہ وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ
وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ اور جب لیا اللہ نے اقرار نبیوں کا کہ جو
کچھ میں نے تمکو دیا کتاب اور علم پھر آوے تم پاس کوئی رسول کہ سچ بتاوے تمہارے پاس والے کو تو اوسپر ایمان لاؤگے اور اوسکی
مدد کروگے یعنی مصدق لما معکم کے معنی یہ ہیں کہ اسکے اقوال و افعال تمہاری کتاب کے موافق ہوں یہ آیت
اگرچہ قرآن میں ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کیواسطے نازل ہوئی ہے لیکن حکم اسکا انبیاے سابق میں بھی جاری
تھا کہ سب انبیا اور امتوں میں اسکے بموجب امر تھا کہ جب کوئی مرد صالح اقوال افعال و احوال میں موافق انبیاے سابق

دجال کے اونہیں ظاہر ہوکر دعوی نبوت کا کرتا تھا اونپر اوسکی تصدیق واجب ہوتی تھی پھر اگر کسیکو اونمیں سے شبہہ
رہتا تھا معجزہ طلب کرتا تھا اور جو شخص کہ معجزہ دیکھنے کے پہلے ایمان لاتا تھا اوسکا ایمان اقوی ہوتا تھا
مانند ایمان ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کیونکہ اصل مقدمہ نبوت مین اخلاق ہین اور معجزہ ظاہر مین سحر کے مشتبہ ہوجاتا ہے
اور لیکن امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین جبکہ ہووے کوئی ولی موصوف باخلاق انبیا کمال ولایت مین پھر لاوے کوئی
خطاب خدا اور رسول کی طرف سے اور خبر دیوے لیٹے احوال مین سے باذن اللہ کسی ممکن بات کی کہ شرع اوسکو قبیح سمجھتا ہو
واجب ہوتا ہی خلق پر کہ قبول کرین اوس بات کو اور نہین جائز ہوتی ہے تکذیب اوسکی بشرطیکہ قبل اسکے اوسکی
زبان پر کبھی شطح ظاہر ہوا ہو اور سکر اوسکا ممزوج بہ صحو ہوا اور صحو غالب ہووے اور سکر محض نہو ورنہ پس اوسکی تکذیب
ایسی ہی جیسا کہ کسی خبر کی تکذیب کرین کیونکہ تکذیب مین اوسکی تکفیر ہی اور تکفیر مومن صالح کی کفر ہی اور اخبار اسکی
جانب الٰہی سے بواسطے روح رسول اللہ کے دلیل قطعی ہوگی کہ دلیل ظنی اوسکی مقابلے مین ساقط ہوجاوے گی کیونکہ
جو شخص کہ اس متعلم کو پہونچے گا خدا تعالی پر افترا کریگا پس ذات اوسکی واجب التصدیق ہوگی اسلیے کہ وجوب تصدیق
انبیا علیہم السلام کی بسبب خصال محمودہ موافقہ خصال انبیا گذشتہ کے ہوتی ہے پس خصلت علت ہے تصدیق کی
مصنف
اور وہ موجود ہے اس ولی مین پس حکم اوسی پر وارد ہوگا اور یہ اصول فقہ حنیفہ سے ہی انتہی کلام غرضکہ اسیطرح
صاحب سراج الابصار نے بعد اسکے حدیث ابتداء وحی کی نقل کی کہ اوسمین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اخلاق نبویہ سے
استدلال اوپر نفی خوف کے کیا کہ واللہ ما یخزیک اللہ ابدا انک لتصل الرحم وتحمل الکل وتکسب
المعدوم وتقری الضیف وتعین علی نوائب الحق اور حدیث ہرقل کی نقل کی کہ اوسنے بھی حضرت
رسالت کے اخلاق سے آپکی نبوت پر استدلال کیا اور کلام امام ابو حامد محمد غزالی کا نقل کیا کہ اونہون نے حضرت رسالت
کے اخلاق بیان کرکے کہا ہے کہ ان تمام اخلاق کا اجتماع کذاب مین غیر متصور ہے اور احوال حضرت کے شواہد ناطقہ ہین
حضرت کے صدق پر یہانتک کہ اعرابی جاہل دیکھکر بولتا تھا واللہ ما ھذا وجہ کذاب پس تصدیق نبوت
کی معرفت احوال سے ہوتی ہی خواہ بمشاہدہ یا بتواتر تسامع جیسا کہ کوئی شخص طب و فقہ کی حقیقت کو جانتا
ہووے وہ اطبا اور فقہا کو اونکے مشاہدہ احوال اور سماع اقوال سے بھی پہچان سکتا ہی اور اگر مشاہدہ نصیب
نہووے اونکی تصنیفات دیکھنے سے یقین ہوجاویگا کہ مثلا شافعی فقیہ ہین اور جالینوس طبیب ہی ایسیہی جو
معنی نبوت کے سمجھ جاوے پھر قرآن و احادیث کا مطالعہ کرے تیقن حاصل ہوجاویگا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اعلی درجات نبوت پر ہین اور بعد اونکے متولات کے تجربے سے اس یقین کی تائید ہوجاویگی کہ کیسا سچ

نکلا یہ قول کہ من عمل بما علم ورثہ اللہ علم ما لم یعلم یعنی جسنے ایک علم پر عمل کیا اوسکو اللہ تعالی ایک علم لدنی مرحمت فرماتا ہی اور کیسے سچے ہوے اس قول مین کہ من اعان ظالما سلطہ اللہ علیہ یعنی جسنے کسی ظالم کی مدد کی اللہ تعالی اوسی ظالم کو اوسپر مسلط کرتا ہی اور کیسا سچ ہوا اس قول مین کہ من اصبح وہمومہ ہم واحد کفاہ اللہ ہموم الدنیا والاخرۃ یعنی جسنے سب فکرین چھوڑکر ایک فکر خدا کی رکھی اللہ تعالی اوسکی دنیا اور آخرت کی فکرون کے واسطے کفایت کرتا ہی ایسی جب ہزارون ہزار بات کا تجربہ کریگا تجکو یقین بے شبہہ و شک حاصل ہوجاویگا پس اس طریق سے یقین طلب کرنا عصا کو اژدہا کرنے سے او چاند کو شق کرنے سے کہ اوسکے ساتھ اگر دوسرے قرائن و احوال کا ملاحظہ نکیا جاوے اشتباہ سحر و نظر بندی کا بھی ہوجاتا ہی اولیکن ذوق باطن سے پہچاننا یہ درجہ عالی ہی جیسا کہ آنکھ سے دیکھ لیے یا ہاتھ پکڑ لیے کے برابر ہی یہ سواے طریق صوفیہ کے حاصل نہین ہوتا ہی انتہی بعد اوسکے مصنف نے مکرر بیان کیا کہ اکثر صحابہ کرام حضرت کے اخلاق و اقوال پر ایمان لاے جیسا کہ ابوبکر صدیق اور علی مرتضی اور ابوذر اور ضماد طبیب او بریدہ ہمراہ ساٹھ سوار کے اور عبد اللہ بن سلام اور عبد اللہ بن ابی بن سلول نے مع اپنے رفقا کے بعد ملاقات کے بیعت کی اور اسکا باپ ونیکا حالت مرض مین اسلام لایا اور نجاشی بادشاہ حبش مع امرا و رہبان علما کے قرآن سنکر ایمان لایا بلا تفتیش بلاغت وغیرہ کے اسیطرح تمام عرب بعد فتح مکہ دیکھکر ایمان لاے اور جن بمجرد سماع قرآن کے ایمان لائے پس معلوم ہوا کہ ایمان محض محبت الہیہ اور مناسبت باطنیہ کہ الارواح جنود مجندۃ فما تعارف منہا ائتلف وما تناکر منہا اختلف اور معجزہ دیکھکر کم لوگ ایمان لاتے ہین اسواسطے کہ صحت معجزے کی بھی محتاج طرف اخلاق کے ہی اور دلالت اخلاق پر سواے اس منقولات کے یہ آیت بھی دلیل ہی کہ ام لم یعرفوا رسولہم اے بالامانۃ والصدق ونور العقل والعلم من غیر التعلم وحسن الاخلاق مفسرین کا اسی معنی پر اجماع ہی بعد اوسکے اپنی قوم کی ثنا و صفت بہت سی بیان کی کہ اوصاف اونکے مانند اوصاف اصحاب انبیاے علیہم السلام کے ہین اور پہر اونکو لوگ منسوب بگمراہی کرتے ہین حالانکہ جبکہ اخلاق سے نبوت ثابت ہوجاتی ہی مہدیت کے ثبوت مین کیا تامل ہی انتہی ملخصاً جواب خلاصہ شرح حقیقت خلق کا کہ جسپر علما و عرفاے اسلامی اور حکماے یونانی کا اتفاق ہی اور کتب اخلاق مثل احیاء العلوم او اخلاق ناصری وغیرہ اور سے مالامال ہین اسطرح پر ہی کہ جیسا کہ خلق بالفتح صورت ظاہر کو کہتے ہین اسیطرح خلق بالضم صورت باطن کو کہتے ہین کیونکہ انسان مرکب ہی دو چیز سے ایک جسد کہ بصارت چشم سے معلوم ہوتا ہی دوسرے روح کہ بصیرت دل سے پہچانی جاتی ہی لیکن روح مرتبے مین جسد سے اشرف ہی اور جیسا کہ جسد ظاہر کو ایک ہیئت و صورت ضرور ہی قبیح ہو یا حسن ایسی روح کو بھی ایک ہیئت و صورت ہوتی ہی قبیح ہو یا حسن اوسی ہیئت

روحانی کو خلق کہتے ہین اگر وہ ہیئت اچھی ہوئی خلق حسن ہوا اور اگر ہیئت بد ہوئی خلق قبیح و بد ہوا پس خلق کہتے ہین ہیئت راسخہ نفسانی کو کہ جس سے افعال بلا تکلف بآسانی صادر ہوویں نیک یا بد لیکن اگر ایسی ہیئت ہی کہ اوس سے ایسے افعال سرزد ہوتے ہین کہ شرعاً اور عقلاً پسندیدہ ہوتے ہین اوس ہیئت کو خلق حسن بولینگے اور اگر ناپسندیدہ ہوتے ہین خلق قبیح بولینگے لیکن ہر دو شرط مذکور الصدر ضرور چاہیئے ایک یہ کہ وہ ہیئت نفس مین راسخ و ثابت ہووے ورنہ اگر کبھی کبھی آدمی سے مثلاً اوس جوش سبب یا بغیر اغراض کے صادر ہوئی سخاوت اوسکا خلق نہوگی دوسرے یہ کہ بغیر تکلف و بآسانی اوس سے وہ فعل صادر ہووے ورنہ اگر بہ تکلف مال خرچ کیا یا حالت غضب مین بمشقت اپنے تئین ضبط کیا سخاوت و حلم اوسکا خلق نہوگا بالجملہ خلق نام ہے ہیئت باطنیہ کا اور جیسا کہ صورت ظاہر کا حسن مطلق فقط آنکھ کے یا ناک کے یا رخسار کے اچھے ہونے سے حاصل نہین ہوتا ہے بلکہ تمام سراپا حسن چاہیئے تب حسن ظاہر کامل ہوگا ایسی باطن مین چار ارکان ہین جب یہ چارون مین حسن آویگا تب حسن خلق تمام ہوگا وہ چار یہ ہین قوت علم اور قوت غضب اور قوت شہوت اور قوت عدل قوت علم یعنی دانش معروف بہ نفس عاقل و نفس ملکی کہ مبدا ہے فکر و تمیز و شوق ادراک حقائق کا اوسکا حسن یہ ہے کہ اقوال مین صدق و کذب کو بآسانی جدا جدا پہچان لیوے کہ یہ سچ ہے اور یہ جھوٹ ہے اور اعتقادات مین حق و باطل مین بآسانی تمیز کر سکے اور افعال جمیل و قبیح مین فرق پہچان سکے جب یہ قوت درست ہوئی آدمی حکیم ہوا کیونکہ حکمت دو قسم ہے حکمت نظری یعنی چیزونکو جسطرح پر کہ نفس الامر مین ہین ویسی جاننا بقدر طاقت بشری کے دوسری حکمت عملی یعنی جیسا کہ چاہیئے ہے ویسی کام کرنا بقدر اپنے حوصلے اور طاقت کے اور قوت غضبی معروف بہ نفس سبعی کہ مبدا ہے خشم و دلیری و تسلط و تکبر و جاہ و دفع مضار کا اوسکا حسن یہ ہے کہ تابع قوت علم و حکمت کے رہے کہ سختی کی جا سختی اور نرمی کی جا نرمی موافق فرمان عقل کے کرے تاکہ جوش نہ لے وقت اور نہ جاوے حد سے واقع نہووے اور صفت حلم و شجاعت اوسکی تابع ہے پیدا ہووے اور قوت شہوت معروف بہ نفس بہیمی کہ مبدا ہے شہوت نکاح و خواہش اکل و شرب و شوق لذائذ و جلب منافع کا حسن اوسکا بھی یہی ہے کہ تابع قوت علم و حکمت کے رہے کہ موافق حکم عقل و حکمت کے حظ حاصل کرے اور اسکے مخالف اتباع ہوا و ہوس نکرے تاکہ صفت عفت کی کہ سخاوت اوسکو تابع و لازم ہے پیدا ہووے اور قوت عدل اوس قوت کا نام ہے کہ جسوقت علم کو اول سے اعتدال و توسط پر کرے ان دونون قوتون غضب و شہوت کو بطور مذکور القدر اپنے اسکے تابع کرتی ہے اور حد سے متجاوز ہونے نہین دیتی ہے اور جب ان تینون کے ترکیب سے حسب یک حالت اعتدالی خالی از افراط و تفریط سے پیدا ہوتی ہے اوسکو فضیلت عدالت بولتے ہین اور یہی خلق حسن ہے اور افراط و تفریط قبیح ہے چنانچہ

افراط قوت غضبیہ تہور ہی اور تفریط جبن ہی یہ دونون خلق قبیح ہین اور درجۂ متوسط شجاعت ہی وہی خلق حسن ہی
ایسی قوت شہویہ کی افراط شرہ اور تفریط کو خمود شہوت کہتے ہین کہ دونون نامحمود ہین اور متوسط عفت ہی کہ خلق
نیک ہی ہی اسیطرح حکمت بھی درجہ میانہ نام اور اوسکی افراط کو کربزی کہتے ہین یعنی بغیر ضرورت و بیموقع
فکرین دوڑانا اور تفریط کو بلہ کہتے ہین یعنی باختیار وارادت استعمال عقل کا نہ کرنا نہ کر رو خلقت اسیواسطے تمام علماے
متقدمین و متاخرین کا اتفاق ہی کہ اصول و اجناس فضائل کے چار ہین حکمت و شجاعت و عفت و عدالت اور فروع
اسکے بیشمار ہین اور بقدر مشہور کتب اخلاق مین مذکور ہین چنانچہ ذکا و سرعت فہم و صفاے ذہن و سہولت تعلم و حسن
تعقل و تحفظ و تذکر یہ انواع جنس حکمت کے ہین اور نجدت و بلند ہمتی و ثبات و حلم و سکون نفس و شہامت و تحمل و تواضع
و حمیت و رقت جنس شجاعت کے انواع ہین اور حیا و رفق و حسن ہدی و مسالمت و صبر و قناعت و وقار و ورع
و انتظام و سخا جنس عفت کے انواع ہین اور صداقت و الفت و وفا و صلۂ رحم و مکافات و حسن شرکت و حسن قضا و تودد
و تسلیم و توکل و عبادت جنس عدالت کے انواع ہین اور اضداد انکی رذائل و بداخلاق ہین اور کوئی شخص مستحق مدح اور مفاخرت کا
نہین ہوتا ہی مگر انھین صفات سے خواہ اوسکی ذات مین ہون یا اوسکے آبا و اسلاف مین اور سوا اسکے اگر کوئی دولت
و مال سے فخر کرے عقلا کے نزدیک قابل اعتبار نہین ہی لیکن دو قسم کی معرفت یہان مشکل ہوتی ہی ایک کہ
یہ فضائل چہارگانہ اور انکے فروع اکثر غیر فضائل کے سبب مشاکلت ظاہری کے مشتبہ ہوجاتے ہین اونمین فرق و تمیز کرنا
نہایت دشوار ہوتا ہی اور اکثر لوگونکو دھوکا واقع ہوتا ہی اسواسطے کہ فضیلت کو سے کہتے ہین کہ اوسکا مبدا اچھی فضیلت
ہو نہ رذیلت چنانچہ اکثر لوگ تحصیل علم و حکمت اور تکمیل قوت عاقلہ مین نہایت جانفشانی اور عرق ریزی کرتے ہین
حالانکہ مبدا اور سبب اسکا یہ ہوتا ہی کہ جاہ و منزلت اور بزرگی و رفعت و نام آوری خلق پیدا کرین پس رذیلت
تکبر کی اسکا سبب ہوئی یا اسواسطے کہ مال و عیش اور لذائذ اکل و شرب و مس علم کے سبب سے حاصل کرین پس
حرص و شہوت اوسکا سبب ہوئی یہ علم فضیلت نہوا بلکہ رذیلت ہوا کیونکہ مبدا اسکا خراب تھا وہ علم فضیلت ہی
کہ مبدا اوسکا یہ ہو کہ حق و باطل مین تمیز کرون اور پھر باطل سے اجتناب اور حق کو اختیار کرون تاکہ روح انسانی کمال
پاوے اور قابل قرب حضرت الوہیت کے ہووے اسیطرح بعضی لذات و شہوات دنیاوی سے اعراض کرتے ہین
اور سبب اوسکا کچھ اغراض فاسدہ ہوتی ہین اوسکو عفت نہین کہسکتے یا مال کثیر خرچ کرتے ہین بغرض شہوات کے
یا بریا یا طمع جاہ یا قرب شاہ یا دوسرے اغراض دنیاوی کی خاطر سے یہ سخاوت نہین ہی ایسی بعضون سے افعال شبیہ
شجاعت صادر ہوتے ہین بغرض تحصیل مال کے چنانچہ قطاع الطریق وغیرہ کرتے ہین یا واسطے نام وریا کے

یا بسبب بے صبری کے مصائب پر چنانچہ بعض خودکشی کیا کرتے ہیں اس سبب کو شجاعت نہیں کہتے بلکہ خالی حمق سے نہیں ہے
کہ ایسے نفس شریف کو ایسی چیزوں کے واسطے خطرہ ہلاک میں ڈالتے ہیں بلکہ شجاع وہ شخص ہے کہ اپنی جان کو حمایت
حق اور اعلائے دین الٰہی اور مصلحت دو جہان کے واسطے کہ حیات فانی چند روزہ سے بہتر ہے صرف کرے غرض کہ اسی طرح
کی صورتیں فضائل کی مانند زہد تقوی و ریاضات و عبادات شاقہ اور جود و ترک دنیا و توکل وغیرہ بہت سے لوگوں سے
صادر ہوتی ہیں حالانکہ اغراض فاسدہ مثل ریا و سمعہ و حب جاہ و ابقائے نام و تحصیل ریاست و پیشوائی اونکے بواطن میں موجود ہوتی ہیں اور
کا اوپر اطلاع نہایت دشوار ہوتی ہے مگر خاص خاص لوگ بقرائن افعال و حرکات پہچان لیتے ہیں کہ یہ شخص عاری فضائل
حمیدہ اور اخلاق ستودہ سے ہے بلکہ پابند و اسیر ہوا و ہوس نفسانی کا ہے کہ نفس کی دوسری اغراض کے واسطے ان مصائب
و تکالیف کو منظور نفس کا مکر و ... اعاذنا اللہ من ذلک مشکل دوسری یہ کہ جیسا کہ اضداد فضائل مذکورۃ الصدر
کے رذائل و بد اخلاق ہیں ویسے ہی ہر فضیلت کے واسطے ایک حد ہے اور کمال اخلاق یہ ہے کہ تمام فضائل اپنی حدود پر رہیں
اگر کوئی فضیلت اوس حد سے تجاوز کرے خواہ بجانب افراط یا بجانب تفریط وہ فضیلت رذیلت ہو گئی پس جس قدر کہ
اس حد سے بعد و فاصلہ ہوتا جاوے گا رذالت بڑھتی جاوے گی مثال حد فضیلت کی مانند نقطۂ مرکز دائرہ کے ہے کہ دور تر
نقطۂ محیط دائرہ سے وہی ہوتا ہے اور مثال رذائل کی جیسا کہ نقطے اطراف مرکز کے کہ شمار سے باہر ہیں خواہ محیط پر
واقع ہوں یا داخل محیط کہ یہ سب بہ نسبت مرکز کے محیط سے نزدیک ہیں ایسی فضیلت کی ایک حد ہے کہ رذائل سے
نہایت بعید ہے اور انحراف اوس حد سے جس جانب کو کہ اتفاق پڑے قریب ہے رذیلت سے اور یہی ہے فضیلت اسی واسطے علمانے
کہا ہے کہ فضیلت وسط میں ہوتی ہے اور رذائل اطراف میں پس اس سبب سے مقابلے میں ہر فضیلت کے رذائل بے انتہا ہوتے
ہیں اور ملازمت فضیلت پر ایسی ہے جیسا کہ ایک خط مستقیم پر کہ درمیان دو نقطوں کے ہووے چلنا اور ارتکاب
رذائل ایسا ہی جیسا کہ اوس خط مستقیم سے انحراف کرکے اطراف کے خطوط غیر مستقیم پر چلنا اور ظاہر ہے کہ دو
حد کے درمیان خط مستقیم ایک ہو سکتا ہے فقط اور خطوط غیر مستقیم غیر متناہی ہو سکتے ہیں اسی سبب سے استقامت
طریق فضیلت پر ایک نہج پر ہوتی ہے اور واسطے انحراف اوس نہج کے طور بے شمار ہوتے ہیں اسی سبب سے التزام طریق
فضائل میں نہایت صعوبت واقع ہوتی ہے اور ارتکاب رذائل بغایت نفس پر آسان ہوتا ہے چنانچہ حدیث شریف میں
وارد ہے کہ حفت الجنۃ بالمکارہ وحفت النار بالشہوات یعنی طریق جنت کے نفس پر سخت و مکروہ ہیں
اور طریق دوزخ کے نفس کے مرغوب ہیں اور اسی سبب سے کہتے ہیں کہ خدا کی راہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے
زیادہ تیز ہے اور صراط مستقیم کی بھی مثال ہے کہ جو شخص اوس پر برابر چلا او سیدھی برابر اوتریگا اور اگر اوس سے پھسلا اوس کی

پہونچے گا اور جہنم میں کہ مانند دائرہ کے محیط ہی اور انھیں کا ثمرہ ہی واقع ہوگا اور ظاہر ہی کہ یہ مرکز دو خط مستقیم فضائل
کہ کمال اعتدال اور نہایت اخلاق ہی اخلاق حضرت قبلہ گاہی رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہین کہ اِنَّکَ
لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ اونکی شان مین وارد ہی اور ذات عالی صفات آنحضرتؐ کی مستجمع اخلاق تمام انبیاء و مرسلین کی
بلکہ متمم و مکمل اون اخلاق کی واقع ہوئی کیونکہ حضرت کو امر الٰہی ہوا کہ فَبِھُدٰھُمُ اقْتَدِہْ یعنی انبیاے ما قبل کی پیروی کو
اختیار کرو اور ظاہر ہی کہ حضرت سے نافرمانی امر الٰہی کی غیر متصور ہی پس لازم آیا کہ حضرت قبلہ گاہی رسول الٰہی نے
سب اخلاق و سیرتین انبیاے سابقین کی حاصل فرمائین اور چونکہ بعضے اخلاق باقی تھے اونکو بھی تمام و کامل
فرمایا چنانچہ ارشاد ہوا کہ بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ یعنی بھیجا گیا مین تا کہ کامل کرون اخلاق بزرگ کو و نیز
در قائل شعر حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری ٭ آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری ٭ پس اب راہ خدا طلبی کا
منحصر ہو گیا حضرت کے طریق و روش اختیار کرنے پر چنانچہ فرمان ناطق نازل ہو چکا کہ وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ
دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ یعنی جو شخص کہ سواے اسلام کے کوئی دین ڈھونڈھیگا ہرگز قبول نکیا جاویگا اوس سے بلکہ انبیاے
اولوالعزم کو بھی سواے پیروی حضرت کے کچھ چارہ نہین ہی چنانچہ فرمایا لَوْ کَانَ مُوْسٰی حَیًّا مَا وَسِعَہٗ اِلَّا اتِّبَاعِیْ
یعنی اگر ہوتے موسیٰ علیہ السلام زندہ نہ گنجایش رکھتی اونکو سواے پیروی میری کے اور عیسیٰ علیہ السلام کا اوترنا اور
حضرت کی پیروی کرنا خود مانند آفتاب کے روشن ہی پس جو شخص کہ حضرت کے ان اخلاق مین جسقدر قریب
و مشابہ ہی وہ اسی قدر خداے آفریدگار سے بھی قریب ہی اور جسقدر کہ اخلاق محمدی سے دور ہی اوسی قدر قرب حضرت
الوہیت سے بھی دور ہی اور جو شخص کہ جامع ہی بکمال ان اخلاق کا مستحق اس امر کا ہی کہ خلق مین بمنزلے فرشتے
مطاع کے رہے کہ سب خلق اوسکی طرف رجوع کرے اور جمیع افعال مین اوسکی اقتدا کرین اور جو شخص کہ ان سب
اخلاق سے جدا ہو گیا اور انکے اضداد سے موصوف ہوا وہ مستحق اس بات کا ہی کہ بلاد عباد مین سے نکل جاوے کیونکہ وہ
شیطان لعین سے قریب ہو گیا بالجملہ واجب یہی ہوا کہ تمام اخلاق مین اخلاق محمدی دستور العمل مقرر کیے جاوین
اور اونھین کی اقتدا کی جاوے بلکہ مستدل معدودی نے دلیل مذکورۃ الصدر مین جو عبارت تفسیر کاشف المعانی کی
نقل کی ہی اوسمین جابجا مصرح ہی کہ اقوال و افعال ہر نبی کے موافق کتاب انبیاے سابقین کے اور مطابق روش
انبیاے سابق و حال کے چاہیے ہوتے تھے اور اس امت مین اخلاق ولی کے مطابق اخلاق انبیا کے چاہیے ہین
امر ضروری ہی کہ جو خبر کہ وہ ولی دیتا ہی شرع اوسکو صحیح سمجھتا ہو بلکہ حکماے یونان بھی اخلاق مین اتباع شرع آسمانی
کی ضرور و لابد سمجھتے تھے چنانچہ اخلاق ناصری مین لکھا ہی کہ کتاب نیقوماخیا مین کہا ہی کہ ناموس اکبر اللہ تعالیٰ

کی معرفت ہے اور ناموس دوم معرفت ناموس اکبر کے چاہیے اور ناموس سوم ریناہ ہے پس ناموس خدا عزوجل یعنی قانون
تدبیر و سیاست پیشوا سب ناموسوں کا ہی اور ناموس دوم حاکم ہی کہ اوسکو پیروی ناموس الٰہی کی چاہیے کرنا اور ناموس
سوم اقتدا کرے ناموس دوم کی اور تنزیل قرآنی سے بھی یہی معنی سمجھے جاتے ہیں چنانچہ فرمایا کہ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ
الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيدَ الآیہ آمدم بر سر مطلب کہ مدار وصل و محک
و تمیز علیہ و اسطے تمیز و شناخت اخلاق حسنہ کے اخلاق و سیرت محمدی اور شریعت آنحضرت کی ٹھہری کہ اوس سے ثابت
ثابت ہو جاویگا کہ اخلاق و احوال اس شخص کے موافق کتاب و سنت کے ہیں تب وہ اخلاق دلیل اوسکی ولایت پر
ہونگے پس ثبوت ولایت موقوف ہوا مطابقت اخلاق پر کتاب و سنت کیساتھہ اب شیخ جونپور کا حال سننا چاہیے
کہ شیخ موصوف بولتے ہیں جیسا کہ اونکے عقیدہ شریفہ میں لکھا ہی کہ جو حدیث کہ موافق حال اس بندے کے ہو وہ صحیح ہی
اور جو حکم و بیان کہ تفاسیر وغیرہ میں مخالف بیان اس بندے کے ہی وہ صحیح نہیں ہی اور جو اعمال بیان کہ اس بندے سے
ہیں تعلیم خدا اور اتباع مصطفی سے ہیں اور ہم کسی مذہب کے مقید نہیں ہیں اگر کوئی چاہے کہ ہمارا صدق معلوم
کرے چاہیے کہ کلام خدا اور اتباع رسول علیہ السلام سے بیچ احوال و افعال ہمارے کے ڈھونڈھے اور فہم کرے
انتہی یہ اولٹا معاملہ ہوا کہ کتاب و سنت کو اپنے مطابق ہونا چاہتے ہیں پس ثابت ہوا کہ اونکا حسن اخلاق ثابت
نہیں ہو سکتا ہی کیونکہ بنا اثبات حسن اخلاق مطابقت کتاب و سنت پر اور یہاں وہ مفقود ہی بلکہ کتاب و سنت کا
اثبات اپنی مطابقت پر موقوف جانتے ہیں اور اوسپر طرہ یہ کہ بولتے ہیں کہ اگر کوئی چاہے کہ ہمارا صدق معلوم کرے
چاہیے کہ کلام خدا اور اتباع رسول سے احوال و افعال ہمارے میں ڈھونڈھے حالانکہ اتباع رسول سے ابھی خود انکار کیا کہ خلاف
رسول کو اپنا تابع ٹھہرایا اب اتباع رسول کیونکر ثابت ہو سکتی ہی اور کلام خدا کی اتباع بھی ثابت نہیں ہو سکتی ہی
اسواسطے کہ جو معنی کلام خدا کے صحیح مروی حسن تفسیر سے بیان کیے جاوینگے اور وہ مخالف شیخ کے ہونگے
بولینگے کہ یہ صحیح نہیں ہیں صحیح وہ معنی ہیں کہ جو موافق بیان و احوال اس بندے کے ہیں پس تابع کلام خدا کے
نہوے بلکہ کلام خدا کو اپنی خواہش کے تابع چاہتے ہیں وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَاءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ
وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ الآیہ اگر کہیں کہ قرآن کو ہم اپنے تابع نہیں کرتے ہیں بلکہ قرآن کے معنی کو ہم اپنے
تابع کرتے ہیں جواب اسکا یہ ہی کہ قرآن عبارت عربی ہی اوسکے معنی ضرور چاہیے کرنا اور جب کوئی معنی موافق
قاعدے عربیت اور روایت کے کریگا تم کہوگے کہ روایت ظنی ہی اور میرا بیان قطعی ہی جو معنی کہ میرے
مخالف ہیں غلط ہیں چنانچہ اس قسم کے معانی اپنے عندیے کے موافق اکثر انھوں نے کیے ہیں کہ کچھہ

مذکور ہو چکے ہیں اور باقی آیندہ آوینگے انشاء اللہ تعالی اور چونکہ اتباع قرآن کی بنا معنی پر ہی جب کہ معنی کا اعتبار
اپنے بیان پر ہوا اتباع اپنی ہوئی نہ قرآن کی اور آپکے بیان کا قطعی ہونا خود اتباع قرآن پر موقوف تھا جبکہ
اتباع قرآن اُنکی قطعیت بیان پر موقوف ہوا اور محال لازم آیا اور یہی تقریر اتباع احادیث میں بھی ہی کہ تمھاری
ولایت جب ثابت ہوگی کہ تم اپنے اخلاق کو مطابق احادیث کے ثابت کروگے یعنی جب تک کہ تمھارے اخلاق
مطابق احادیث کے نہونگے قابل اعتبار کے نہونگے اور ولایت ثبوت کو نہ پہونچے گی پس یہ کہنا کہ جو حدیث میرے
احوال و اخلاق کے مطابق ہی وہ صحیح ہی باقی غلط نہایت بموقع ہی کیونکہ ابھی اخلاق بمطابقت ان احادیث کے
پایۂ اعتبار کو کہاں پہونچے ہیں کہ محک صحت احادیث کا ٹھہرائے جاویں خلاصہ کلام یہ ہوا کہ ثبوت اخلاق حسنہ
موقوف ہی مطابقت احادیث و تفاسیر صحیحہ پر اب یہ کہنا کہ ثبوت احادیث و تفاسیر موقوف ہی انھیں اخلاق
حسنہ پر دور محال ہی کہ کوئی عاقل نکہے گا اگر کہیں کہ وہ احادیث و تفاسیر کہ جن پر ثبوت اخلاق موقوف ہی وہ اور ہیں
اور جنکا ثبوت کہ اخلاق پر موقوف ہی وہ دوسرے ہیں جواب اسکا یہ ہی کہ ثبوت اخلاق و نہیں احادیث و تفاسیر سے
کیا جاتا ہی کہ جسمیں ذکر اخلاق کا ہی اور اپنے اخلاق و احوال کے مطابق کرکے بھی وہی احادیث و تفاسیر آزمائی
جاوینگی کہ جسمیں ذکر اخلاق ہی ورنہ یوں کہا ہو کہ جو حدیث و تفسیر کہ اوسمیں ذکر آسمان و زمین کا ہو اور بندے
کے حال کے موافق نہو وہ غیر صحیح ہی یہ نہایت نامعقول ہی اور اگر کہیں کہ احادیث متواترہ قطعیہ اور آیات
قطعیہ کہ جنکی صحت میں کلام نہیں ہی اخلاق شیخ کے اول اونکے مطابق ہو کر مثبت ولایت ہوگئے بعد
اوسکے احادیث و تفاسیر ظنیہ کی صحت مطابقت اخلاق مذکورہ پر کہ دلیل قطعی ہیں موقوف ہی جواب
اسکا یہ ہی کہ احادیث غیر متواترہ ظنیہ کہ اوسمیں بعضی مشہور اور بعضی آحاد صحیح ہیں بالاتفاق سب قابل استدلال
و مفید ظن ہیں خصوصاً فضائل اعمال میں کہ احادیث ضعیفہ بھی مقبول ہیں چہ جائیکہ صحیح بلکہ خود مہدویوں کی
کتاب انصافنامے کے باب علم میں مضمرات سے نقل کیا ہی کہ جو شخص خبر واحد اور قیاس کا انکار کرے اور کہے
کہ وہ حجت نہیں ہی وہ شخص کافر ہو جاتا ہی پس جب کہ یہ احادیث مفید ظن ہیں اب اگر بعضے اخلاق یا علامات
مہدویت کہ ان احادیث میں مذکور ہیں وہ شیخ جونپور میں مفقود ہیں تو لامحالہ ظن اسبات کا ثابت ہی کہ شیخ ناقص
الاخلاق ہیں اور مہدی نہیں ہیں اور ظاہر ہی کہ اس ظن کے ہوتے ہوے قطعیت کمال اخلاق یا ثبوت مہدویت
کی فاسد و باطل ہی کیونکہ قطعی و یقینی وہ امر ہوتا ہی کہ اوسکے جانب مخالف کا ظن بلکہ وہم بھی نہو اور تقسیم اسکی
یہ ہی کہ ہر خبر دو حال سے خالی نہیں ہی یا اوسمیں احتمال مضمون مخالف کا برابر نہیں ہی اور اس خبر کے برابر ہی

قوت مین اوسکو شک کہینگے اور اگر دونون مین ایک غالب اور دوسرا مغلوب ہی تو غالب کو ظن اور مغلوب کو وہم کہتے
ہین اور اگر اوس خبر مین احتمال مضمون مخالف کا بالکل نہین ہی تو اوسکو جزم کہتے ہین اب اسکے بھی دو حال ہین
کہ یا واقع کے موافق ہی یا مخالف اگر مخالف ہی تو وہ جزم جہل مرکب ہی اور اگر موافق ہی تب بھی دو حال ہین کہ
کسیکے اغوا اور فہمایش سے وہ اعتقاد زائل ہوسکتا ہی یا نہین اگر ہوسکتا ہی تو وہ تقلید ہی اور اگر زائل نہین ہوسکتا
تو یقین ہی اب ظاہر ہی کہ جب شیخ کے اخلاق کہ دلیل تھے ولایت و مہدویت کے اونکی جانب مخالف مثل دلائل
ظنیہ یعنی بدلائل احادیث آحاد و مشاہدہ ہوئے دعوی کمال اخلاق اور ولایت و مہدویت کا جزمی و یقینی ہرگز نہ بالکہ
مظنون یا مشکوک یا موہوم ہوگیا اب اس کمالی اخلاق و ولایت سے احادیث و تفاسیر کو کہ جنپر نوسو برس سے
امت کا عمل چلا آتا ہی رد کر دینا کسقدر بیباکی و جرأت ہی خدا اور رسول پر کہ کوئی ایماندار اوسکا روادار نہوگا۔
دوسرا جواب یہ ہی کہ بہت سے اخبار ظنیہ مشترک المعنی جب مجتمع ہوجاتے ہین تو وہ معنی قطعی ہوجاتے ہین چنانچہ
متواتر کی حقیقت یہی ہی کہ بہت سے اخبار آحاد جب ایک بات پر متفق ہوئین وہ بات مرتبہ یقین کو پہونچ گئی اگرچہ ہر
واحد جداگانہ ظنی تھی مثال اوسکی محسوسات مین یہ ہی کہ رسی بالون کی بسبب اجتماع و اتفاق بالون کے کسقدر قوی
و مضبوط ہوجاتی ہی حالانکہ بجز بالون کے اوسمین اور کچھ نہین اور ہر بال علیحدہ نہایت ضعیف تھا اور یہ متواتر
دو قسم ہی ایک یہ کہ لفظ خبر بھی تمام روایات مین متغیر نہو اوسکو متواتر اللفظ و المعنی بولتے ہین دوسری یہ کہ الفاظ روایات
کے مختلف ہوون لیکن کسی ایک معنی کے ادا کرنے مین تمام روایات متفق رہین اور حد تواتر کو پہونچ جاوین
اوسکو متواتر المعنی کہتے ہین وہ بھی قطعی ہوتی ہی چنانچہ یہان بھی ایسی ہی واقع ہوا ہی کہ صدہا احادیث و آثار علامات
مہدی آخر الزمان کے بیان مین وارد ہین کہ رسائل علماء محدثین مثل عقد الدرر اور القول المختصر فی علامات
المہدی المنتظر اور البرہان فی علامات مہدی آخر الزمان اور العرف الوردی فی اخبار المہدی
وغیرہا کے ان احادیث و آثار سے مملو ہین چنانچہ ایک رسالہ قول مختصر مین فقط شیخ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے
دوسو علامات مہدویت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ و تابعین سے نقل کی ہین اور چونکہ یہ علامات شیخ جونپوری
مین بالکل مفقود ہین حتی کہ اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہونا یا باپ کا نام عبد اللہ ہونا کہ امور عامۃ الورود اور
کثیرۃ الوجود سے ہی اسقدر بھی اون رنگوا کے حق مین ثابت نہوسکتا ہی چہ جا علامات نادرۃ الوجود کے جیسا کہ دلائل
سابقہ مین بشرح و بسط مذکور ہوچکا پس یہ روایت اسبات پر دال ہی کہ شیخ متنازع فیہ مین علامات مہدویت
کی مفقود ہی اور اس مقدمہ کو دوسرے مقدمہ سے ملانے سے لازم ہی کہ شیخ دعوے مہدویت مین کاذب ہی یہ مضمون مقدمہ ثانی کا فقد

علامت محمدیت ہونا بالتخصیص وتعیین علامت اور دعوی محمدیت مین کاذب ہونا قدر مشترک ہی تمام روایات مین اور ظاہر ہی کہ تمام روایات قدر مشترک کے حق مین بہ تواتر ہین پس قدر مذکور متواتر و قطعی ہوگی اور دلیل قطعی بطلان دعوی شیخ کا ثابت ہوا اور کذب بھی کہ تمام ادیان مین گناہ و خلق بد ہی ثابت ہوا پس حسن اخلاق قطعی ہوا بلکہ بطلان اوسکا قطعی ہوا پس ایسے اخلاق کو محکی احادیث حضرت صادق و مصدوق کا ٹھہرانا محال شرعی ہی **جواب تیسرا** یہ کہ اس تیرہ سو برس مین ہفت اقلیم مین اہل سنت و جماعت مین صدہا بلکہ ہزارہا ایسے کاملین صاحب اخلاق حمیدہ گذرے ہین کہ تمام قطعیات و ظنیات احادیث پر عمل کر کے کوئی دقیقہ دقائق اخلاق واجبہ و مسنونہ بلکہ مستحبہ و مندوبہ سے بھی فرو گذاشت نکیا ہی اور صدہا کرامات باہرہ و خوارق ظاہرہ ہوگئے ہین اپسے حضرات جیسا کہ شیخ جونپوری سے کیفیت مین بڑھے ہین کیفیت مین بھی زیادہ ہین کیونکہ شیخ قطعیات کے فقط عامل ہین اور یہ حضرات تمام قطعیات و ظنیات کے عامل ہین اور ہر قسم کے خلق محمدی کہ تتبع مین خواہ روایت قوی سے ثابت ہو یا ضعیف سے پس انکے اخلاق کی جانب غالب ہوئی اور یہ سب شیخ مذکور کے باب محمدیت مین تکذیب کرتے ہین پس بموجب اقرار مہدویونکے کہ اخلاق کو دلیل قطعی جانتے ہین شیخ مذکور کا کذب قطعی ہوا **جواب چوتھا** یہ کہ صحابہ کرام سے لیکر آج تک کسی صحابی یا امام یا مجتہد یا عالم یا عارف یا غوث یا قطب نے یہ دعوی نہین کیا ہی کہ میرے اخلاق ایسے کامل ہین کہ اب جو حدیث کہ میرے حسب حال ہو وہ صحیح ہی باقی سب غلط ہین پس یہ دعوی بدعت ہوا اور بدعت بلاشبہ اخلاق سیئہ سے ہی نہ اخلاق حسنہ سے **جواب پانچوان** یہ کہ شیخ مذکور کا دعوی یہ بھی ہی کہ مین تابع تام رسول خدا کا ہون کہ میرا قدم اتباع آنحضرت مین ایسا ثابت ہی کہ سر مو تجاوز نہین کرتا ہون۔ اور بخوبی روشن ہی کہ اتباع تام جب ہوگا کہ تمام سنن و اخلاق محمدیہ پر عمل ہووے اور چونکہ اجناس اخلاق چار ہین جیسا کہ مذکور ہوئے اور فروع انکے بیشمار اور تحقق اجناس ضمن فروع مین ہوتا ہی اور فروع باخبار ظنیہ مروی ہین کیونکہ احادیث ان سوا چند حدیث کے متواتر نہین ہی اور قرآن مین بھی تفصیل تام نہین ہی بلکہ بطور اصول یا اجمال کے مذکور ہین اور جا تفصیل احادیث ظنیہ مین اور جسوقت فقط قطعیات پر اختصار ہوا اوسوقت تابع تام نہوئے بلکہ تابع ناقص ہوئے اور دعوے اتباع تام مین کاذب ہوئے اور کذب قطعا اخلاق بد سے ہی پس بد اخلاق ہونا قطعی ہوا نہ خوش اخلاق ہونا **جواب چھٹا** یہ کہ قرآن سب قطعی ہی اور عمل بالقرآن کے یہ معنی ہین کہ قرآن کے معانی پر عمل کرنا اور معنی انھین تفاسیر مرویہ سے کہ آنحضرت اور صحابہ کرام سے مروی ہین معلوم ہوتے ہین پس صحت اخلاق موقوف ہوئی عمل بالقرآن پر اور عمل بالقرآن موقوف انھین تفاسیر کی صحت پر اب اگر صحت ان تفاسیر کی موقوف

اخلاق پر ہووے مقدم کا مؤخر ہونا اور موقوف علیہ کا موقوف ہونا لازم آتا ہی اور وہ محال ہی اب بعد اسکے بعض
وہ اقوال و افعال شیخ جونپوری اور انکے خلفا کے گذارش کرتے ہیں کہ جنکا منشا اور مبدا اخلاق بد قبیح
ہوتے ہیں اسیواسطے ہر ایک کی تعبیر بدخلقی کی گئی ہی تاکہ ناظرین با انصاف پر ظاہر ہووے کہ باوجود اس دعوی انکار
لاغیری اسکے مقدمہ اخلاق میں کس قدر انکے اقوال و افعال مخالف قطعیات قرآن کے بھی ہیں اور مخالف احادیث کے
بھی ہیں اور کس درجہ اتباع قرآن اور سنت حضرت رسالت پناہ سے دور پڑے ہیں اور معلوم ہووے کہ قول انکا کہ ہم کسی امر
قطعی متواتر کے خلاف نہیں کرتے ہیں جو کی منشے اصل ہی بلکہ قطعی متواتر کے بھی خلاف کرتے ہیں اور سنت
نبوی غیر قطعی کے بھی مخالف چلتے ہیں بدخلقی اول نسبت مذہب اہل غیر میں بدترین صفات سے ہی اور تمام
ادیان مذاہب میں اسکا گناہ و معصیت ہونا یقینیات سے ہی اور نص قرآنی بھی اسکی نہی پر دال ہی کہ ولا
تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ الایہ یعنی اور نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کے آپسمیں ناحق الایہ اور سوا
اسکے اور بہت سی آیات اور احادیث دال ہیں اس بات پر کہ کسی مسلمان یا کافر ذمی کا مال کھانا حلال نہیں ہی
اور چونکہ یہ مقدمہ سب عالم میں یقینیات سے ہی زیادہ نقل دلائل کی حاجت نہیں ہی خصلت شیخ جونپوری کی اسبابمیں
نقل کیجاتی ہی وہ یہ ہی کہ انصاف نامہ کے آٹھویں باب میں مذکور ہی کہ بی بی شکر خاتون اور چند شخص دوسرے میران اسکے
پاس سے ٹھٹھہ کو روانہ ہو گئے میاں نظام الپ آب تک بطور مشایعت کے انکے ہمراہ گئے اون لوگوں نے چند ٹوکرہ گڑ کا
اس بلاد کا تحفہ اور واسطے کرایہ کشتی کے انکو دیے تھے میاں نظام وہ ٹوکرہ گڑ کو فراموشی سے وقت مراجعت کے
اپنے ساتھ واپس لے آئے جب دوسرے روز یاد آیا چاہا کہ امانت گڑ کو دریا کے کنارے پر جاکر پہنچا نا
اسکے مہدی نے منع کیا اور کہا کہ بخورید یعنی کھاؤ اور نوش جان فرماؤ اگر حق تعالی اسکی پرسش فرماوے اوس وقت میرا
دامن پکڑ لینا کیونکہ یہ لوگ سرگردان ہو کر چلتے ہیں اگر حق تعالی قوت دیوے جو کچھ انکے پاس ہی مار کر سب میں
چھین لیوں مصنف کتاب اسکے لکھتا ہی ای عزیز یہ لوگ مہدویت سید محمد سے برگشتہ ہوئے تھے لیکن ہجرت
چھوڑ کے اپنے وطن کو جانے کے واسطے گجرات کو جاتے تھے انتہی اور واضح ہو کہ یہ حکم شیخ مذکور کا جیسا کہ آیت مذکورہ الصدر کے مخالف
ہی اس آیت کے بھی مخالف ہی اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا یعنی تحقیق اللہ تعالی فرماتا ہی
تمکو کہ ادا کرو امانتوں کو طرف اہل امانات کے یہ آیات و احکام کہ خداوند عالم سے نازل کیے ہوئے ہیں شیخ نے اوسکے
مخالف حکم کیا اور جو کہ اللہ تعالی کے نازل کیے ہوئے احکام کے موافق حکم نکرے اوسکے حق میں اللہ تعالی
قرآن مجید میں بہت جا پر وعید شدید فرماتا ہی کہ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ و من

لَمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ یعنی
اور جو لوگ کہ حکم کرین موافق نازل کیے ہوئے اللہ تعالی کے پس وہ لوگ کافر ہین ظالم ہین فاسق ہین اگر کوئی کہے کہ شاید
شیخ مذکور کے دین وآئین مین تارک صحبت منافقت کا مال کہا جانا حلال ہوجاتا ہوگا اسواسطے فرمایا کہ نجو یہ جواب اسکا
یہ ہی کہ شیخ موصوف کا دین وآئین اگر مطابق دین وآئین محمدی کے ہی تو لازم آئی مخالفت آیات مذکورۃ الصدر کی اور اگر
انکا دین وآئین کچھ شئ جدید جیز تازہ قسم بحکم فقیر سے ہی تو لازم آئی مخالفت اس آیت کی کہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ
دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا یعنی آج کے دن کامل کردیا مینے واسطے
تمہارے دین تمہارا اور تمام کردیا تمپر نعمت اپنی اور پسند کیا واسطے تمہارے اسلام کو دین تبیان بھی معلوم ہوا
کہ دین محمدی کامل ہوچکا ہی اوسمین کسی طرح کمی بیشی ممکن نہین ہی اور دین پسندیدہ خدا کے پاس اسلام ہی اور دین
اسلام مین پرایا مال کہانا حرام ہی اور اس آیت کے مخالفت بھی لازم آتی ہی کہ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ
وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ ہین اور خاتم النبیین ہین کہ بعد آپکے
کوئی پیغمبر ایسا نہین ہوسکتا ہی کہ دین جدید واحکام تازہ نکالے کہ شریعت محمدیہ کو منسوخ کرے اس امر مین
مہدوی بھی ہماری متفق ہین چنانچہ آیندہ آویگا انشاء اللہ تعالی علاوہ یہ ہی کہ مہدی مذکور کا خود اقرار موجود ہی
کہ مال مسلمانونکا اگرچہ جیسے مہدویت کے منکر ہون لینا حلال نہین ہی چہ جائے معتقدین مہدویت کے چنانچہ
اوسی انصاف نامے کے باب پنجم مین لکہا ہی کہ میران مذکور نے کہا کہ جو لوگ کہ کلمہ گو ہین اونسے جزیہ لینا نچاہیے
اور اونکی عورتون پر سے نکاح تصرف نچاہیے کرنا اسقدر حرمت کلمے کی رکھنا چاہیے اور میان خوندمیر نے بعد جنگ کے کچھ اسباب
مخالفین کا دلیا اور میرانجیونکو لینے سے منع کیا اور میران نے سفر خراسان مین سرحد ولایت مسلمانان مین ریگ
کھیتون سے کچھ نلیا جب ملک کفرستان مین پونہچے حالت اضطرار مین لینے کی اجازت دی انتہی اس سے ثابت ہوا کہ یہ حکم
دوکری بیگانہ نکہا جانیکا صرف از راہ قوت غضبیہ یا شہویہ سے تہا کسی دین وآئین سے طرہ یہ ہی کہ مال غیر مین تصرف
کرنا حرام ہے اگر بھی مستوجب حرمت و عقوبت ہی اور یہاں تو معاملہ اوس سے بھی بدتر ہوا کہ شیخ موصوف اوس تصرف
حرام کو حلال سمجہتے ہین چنانچہ اونکی تقریر مذکورۃ الصدر سے ظاہر ہی سبحان اللہ اس اخلاق پر بولتے ہین کہ میرے اخلاق کو
آحادیث رسول اللہ کو آزمایا کرو بد خلقی و وہم کذب و افترا بدترین صفات سے ہی خصوصًا افترا اللہ تعالی پر کرنا کہ
ایک بات حقتعالی نے اپنے تئین نہین بتلائی ہی اوسمین دعوی غیب دانی کا کرنا جیسا قال اللہ تعالی وَمَنْ اَظْلَمُ
مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا یعنی اوس سے زیادہ کون ظالم ہی جسنے کہ اللہ تعالی پر افترا کیا کسی دروغ بات کا

فمن اظلم ممن کذب علی اللہ یعنی پھر کون ظالم تر اوس سے کہ جسنے جھوٹھ بولا اللہ تعالی پر اور حدیث شریف
مین ہے کہ من تشبع بما لم یعط کان کلابس ثوبی زور یعنی جو شخص جتلاوے چیز کہ اوسکو عطا نہین ہوئی ہے وہ
مانند اوس شخص کے ہے کہ دو کپڑے زور کے پہنے ہے یعنی سراپا جامہ زور کا رکھتا ہے کیونکہ عرب کا سراپا لباس دو کپڑون یعنی
تہبند و چادر مین ہو جاتا ہے اور قول زور اسقدر بدتر گناہ ہے کہ قرآن مجید مین اوسکو شرک اور بت پرستی کے برابر کے بیان
فرمایا ہے کہ فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور یعنی کنارہ پکڑو ناپاکی سے کہ بت ہین اور کنارہ
پکڑو قول زور سے حالانکہ شیخ جونپوری نے کنارہ نہ پکڑا چنانچہ انصاف نامے کے باب ہیجدہم مین لکھا ہے کہ میران سے پوچھا
گیا کہ یاران مہدی کو حضرت عیسی سے ملاقات ہوگی فرمایا کہ بعضے شخصونسے ملاقات ہوگی اور یہی نقل ہے سید محمود اور سید
خوندمیر اور میان نعمت اور میان لاد اور سوا اونکے اور اکثر مہاجرین سے کہ ان سب نے میران سے پوچھا کہ کسان
مہدی کو حضرت عیسی سے ملاقات ہوگی فرمایا ہان ہوگی پس مشہور ترین یہی نقل ہے اور میان ملک جیو نے کہا کہ ہم کیا
جانتے ہین کہ کتنے شخص مہاجران مہدی ہین کیونکہ میران بہت ملک پھرے ہین بہت آدمیونکو فیض پہنچا ہے
خدا جانے کہ کہان ظہور ہوگا انتہی اس کلام سے بخوبی ظاہر ہے کہ مراد یاران مہاجران و کسان مہدی سے ایک ہے یعنی یاران
و مصاحبان بلا واسطہ اور اسی سبب سے میان ملک جیو کو توجیہ کرنے کی حاجت ہوئی کہ بولے کہ میران چونکہ بہت
ملک پھرے ہین اور اصحاب اونکے متفرق ہین شاید کسی ملک والے طویل العمر ہوکر ملاقات کرلیوین ورنہ اگر مراد یہ ہوتی
کہ اس مذہب والے ملاقات کرینگے یا نہین تو خود اس سوال کی حاجت نہ تھی کیونکہ سب کو معلوم تھا کہ آخر تابعان مذہب
اور اولاد و احفاد اونکے مدت تک رہینگے پھر ملاقات حضرت عیسی مین کیا شبہہ تھا کہ سوال کرتے اور اپنے مذہب کو
باوجود جاہل اسلام جاننے کے کب گمان کرتے ہونگے کہ چند روز مین اسکا اثر و نشان باقی نہ رہیگا اور حضرت عیسی سے
شاید ملاقات نہووے تا کہ اس اشکال کو حل کرتے اور لفظ یاران مہاجران کی اضافت طرف مہدی کے صاف دال
تخصیص ہے موافق قاعدہ مقررہ کے یعنی خاص مہدی کے یار و اصحاب بلا واسطہ اور بدخلقی سوم صاف اسی معنی کی
مؤید ہے پس ثابت ہوا کہ یہ بزرگ معتقد علم غیب مین محض قیاس و گمان سے بے الہام و اعلام الہی کے ایک پیش گوئی کر بیٹھے
کہ وہ سراسر واقع کے خلاف نکلی کیونکہ ظاہر ہے کہ عیسی علیہ السلام ابھی تک نازل نہوے اور تمام اصحاب شیخ مذکور کے تمام
ہو چلے اگر کوئی باقی ہے تو ثابت کرین چار سو برس کے عمر والا مہدی کا یار کہان چھپا ہوا حضرت عیسی سے ملنے اور اپنے
شیخ کو سچا کرنے کے واسطے بیٹھا ہے کہ نول مین ہے یا دھارواڑ مین ہے جنگل مین ہے یا بار و اطوار مین ہے اور کیا باعث ہے
کہ ان میونکی راہ اوسکے سامنے کل کے بچے ہین یا قصہ لکھتے ہین اور اوس اصل اصول کی طرف متوجہ نہین ہوتے

بدخلقی سوم کہ دوم مذکور کی ہم جنس ہے اور اسکو بخوبی ثابت روشن کردیتی ہے اور وہی مخالفت قرآن اور
استحقاق وعید کا اسکو لازم تھا اسکو بھی لازم ہے انصاف نامہ کے باب ہجدہم مین لکھا ہے کہ میان خوندمیر نے
کہا کہ مین آج کی رات متوجہ تمام بیٹھا تھا اور میران کو بچشم خود دیکھتا تھا مینے پوچھا کہ میران جیو حضرت عیسیٰ
کسوقت آوینگے فرمایا نزدیک بعدہ سوال کیا مینے کہ آپ سے ساٹھ برس بعد آوینگے کہا کہ نزدیک پھر
مینے پوچھا کہ آپکے پچاس برس بعد آوینگے فرمایا نزدیک پھر پوچھا مینے کہ آپسے چالیس برس کے بعد کہا نزدیک پھر پوچھا مینے
کہ آپسے تیس برس پیچھے کہا نزدیک پھر سوال کیا مینے کہ آپسے بیس برس بعد آوینگے فرمایا نزدیک پھر پوچھا مینے
کہ آپسے دس برس بعد آوینگے فرمایا کہ نزدیک یہ دیکھو حضرت عیسیٰ حاضر ہین پوچھ لو بعدہ میان کو رکہتے ہین کہ بعد
اسکے حضرت عیسیٰ سے بہت چیزین پوچھین مگر یہ فراموش ہوگیا کہ پوچھون تم کب آوگے اور اس حکایت کا شاہد یہ ہے
کہ بعد بیس برس کے کم و بیش زیادہ مین شیخ محمد خراسانی نے دعوی عیسیٰ کا کیا تھا انتہی سیاق اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ میان
خوندمیر کو بعد انتقال میران کے حالت مکاشفہ مین اس گفت و شنود کا اتفاق پڑا ہے پس معلوم ہوا کہ میران بعد انتقال
بھی اسقدر شوق پیش گوئی کا رکھتے ہین کہ اس عالم سے بھی آکے اپنے خاص الخاص خلفا پر نمودار ہوکر ایسی
بے محل پیش گوئیان کرجاتے تھے یا میان خوندمیر کی یہ اڑائیان ہین کیونکہ کذالک ینشأ لینة هو
عرفها وحسن نبات الارض من کرم البذر اور تعجب کی جا ہے کہ امر عیسیٰ کا سوال میران سے اس
جدوجہد کے ساتھ کیا اور جب خود آئے عیسیٰ تو سب کچھ پوچھا اور یہی اصل بات بھول گئے اور واضح ہو کہ اعداد
مذکورہ عبارت بالا تمام تحدید و تعیین پر دال ہین نہ تقلیل و تکثیر پر مانند و تستغفر لہم سبعین مرۃ یا ولتنظر
نفس ما قدمت لغد کے کہ یہان یہ موقع نہیں ہے اسواسطے کہ سبعین و غد وغیرہ واسطے تکثیر و تقلیل کے
محاورہ مین مستعمل ہین نہ دس اور بیس اور تیس اور چالیس و پچاس و ساٹھ جسوقت کہ بترتیب تعداد پوچھی جاوین
کہ وہان صاف تعیین مراد ہوتی ہے دوسرے یہ کہ یہ اعداد عبارت سائل ہین جو خوندمیر ہین کہ مذکور ہوئے ہین عبارت مجیب مین
اور ظاہر ہے کہ سائل سوال تعیین کا کرتا ہے پس جواب بھی اسی پر محمول ہوگا یعنی نزدیک ہے اس عدد سے بھی کم
مطلق نزدیکی پر دلالت کرے کہ خلاف قرینے سوال کے ہے پس صاحب انصافنامہ کا اسکو ولتنظر نفس لغد
پر حمل کرنا ہی غلطی ہے اگر یہی معنی ہوتے کہ مانند قیامت کے قریب ہے تو مصنف انصافنامہ سے پہلے میان خوندمیر سمجھتے
کہ خود سائل مزاج دان تھے پھر ساٹھ و پچاس و چالیس وغیرہ سے تنزل کرتے ہوئے دس تک کاہے کو آتے اصل
یہی بات ہے کہ میان ایک عدد کی تعیین چاہتے تھے اور میران دس سے بھی نزدیک بتلاتے تھے تب اس سے کم عدد کا

نام لیتے تھے اور یہی گمان اوسوقت کے تمام شیخ وشاب کے خیالات میں جاگزین تھا کہ جیسا کہ مہدی یکایک آ گئے حضرت عیسیٰ امروز فردا میں عنقریب اوترنے ہیں چنانچہ پیر کو مہدی بنتے ہوئے دیکھکر مریدونکو عیسیٰ بننے کا تمنا شوق ہوا کہ ایک شیخ محمد خراسانی نے دعوی کیا جیسا کہ مذکور ہوا بادشاہ مہدیہ نے اوسکا سر کاٹ ڈالا چنانچہ کتب نقلیات میں مذکور ہی اور انصاف نامے میں باب ہجدہم میں مسطور ہی کہ میان ابراہیم نے نزدولہ میں میان نعمت نے بھی دعوی عیسویت کا کیا تھا اوسکو کہا گیا عیسیٰ بیٹے مریم کے ہیں اور یہ کہان باپ ظالم ابن ظالم ہیں اور شیخ بھیک نے بھی میران کے دعوی عیسویت کا کیا تھا میران نے کہا کہ تجھکو عیسیٰ کسنے کیا تجکو مہدی کسنے کیا مان تیری خالی تھی عیسیٰ فرزند مریم کے ہیں نگے اگر تو دعوی عیسیٰ کا کریگا کافر ہوجاویگا بعد چندروز کے شیخ بھیک نے اس دعوے سے رجوع کیا میران نے کہا کہ بالائے آسمان سے کیونکر نیچے گئے بعدہ فرمایا کہ معلم تھا۔ بدخلقی چہارم یہ بھی دوم اور سوم کی قسم ہی اور جو کچھ انکو لازم تھا اسکو بھی لازم ہو وہ یہ ہی کہ کتاب پنج فضائل میں فضائل سید محمود میں منقول ہی کہ عادت حضرت میران کی یہ تھی کہ بلا ناغہ نماز جمعے کے واسطے جایا کرتے تھے ایک جمعے کو بہ ستور سابق جامع مسجد میں آ کر نیت نماز وتر کی باواز بلند باندھی وہان کے قاضی خطیب نے سنکر کہا کہ یہ ذات مہدی موعود نہیں ہے اسنے متابعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کی کہ نماز وتر کی ادا کی جمعے سے رخصت ہو اس کو دوسرا جمعہ نصیب نہوگا جب حضرت میران وہان سے روانہ ہوئے قاضی خطیب نے سامنے آ کر پوچھا کہ تولد خوندگار کا کس روز ہی اور دعوی خوندکار کا کس روز اور موت خوندگار کی کس روز ہی فرمایا کہ روز دوشنبے کو یس تولد نے سب توابع ولواحق کی تصدیق کر کے صحبت اختیار کی جب وہان سے مراجعت کی اثنائے راہ سے بیماری شروع ہوئی کہ وجود گرم ہوا انتہی ملخصا روز تولد اور روز دعوی مہدویت البتہ معلوم ہوسکتا ہی کہ مقدمات گذشتہ سے تھا لیکن روز موت امر غائب ہی وہ کسطرح معلوم ہوسکتا ہی وہان قیاس وتخمین کو دخل نہیں ہے کہا اللہ تعالیٰ نے وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ یعنی اور نہین جانتا کوئی نفس کیا کریگا کل اور نہین جانتا کوئی نفس کہ کس زمین میں مریگا لیکن شیخ بخلاف آیت مذکورہ کے جرأت کر کے اوسکو بھی روز تولد اور دعوے پر قیاس کر کے بطور قیاس الغائب علی الشاہد کے معین کردیا کہ روز موت بھی روز دوشنبہ ہی لیکن غیرت الٰہی نے اس جرأت کو ناپسند فرما کر اس دعوے کا جھوٹھ آشکار کردیا کہ اوسی ہفتے میں بروز پنجشنبہ اونکی روح کو قبض فرمایا چنانچہ شواہد الولایت اور مطلع الولایت وغیرہ میں موجود ہی کہ انتقال انکا روز پنجشنبہ کو نوزدہم ذی القعدہ سنہ ۹۱۰ نہصد دہم میں ہوا شہر دوشنبے کو بدخلقی پنجم انصاف نامے کے باب ہفتم میں منقول ہی کہ میان خوندمیر نے کرات ومرات روایت کیا ہی کہ میران نے

بدخلقی چہارم کس غلط [illegible] گوئی ہے کہ شیخ نے دعوی کیا کہ میری موت کا روز دوشنبہ ہی اور روز پنجشنبے کو انتقال کیا

بدخلقی پنجم شیخ مہدویہ کا یہ اعتقاد کہ تمام قرآن میں کوئی آیت منسوخ نہیں ہے مخالف نصوص قرآن کے ہے

تمام قرآن مین کسی آیت کو منسوخ نہ رکھا ہی انتہی یہ اعتقاد شیخ مذکور کا بھی خلاف قرآن کے ہی اسواسطے کہ اللہ تعالی خود نسخ کا
اقرار فرماتا ہی اور پیروان کو انکار ہی چنانچہ سورۂ بقر مین ارشاد فرمایا کہ مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا
أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ یعنی جو کہ منسوخ کرتے ہین ہم کوئی آیت یا بھلا دیتے ہین ہم اوسکو تو لاتے ہین ہم بہتر
اوس سے یا مانند اوسکے کیا تجکو معلوم نہین ہی کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہی اور سورۂ نحل مین فرمایا وَإِذَا بَدَّلْنَا آيَةً مَكَانَ
آيَةٍ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مُفْتَرٍ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ یعنی اور جب بدلتے ہین ہم ایک آیت
بجاے دوسری آیت کے اور اللہ بہتر جانتا ہی جو اوتارتا ہی تو کہتے ہین کفار نہین ہی تو مگر مفتری بلکہ اکثر اونمین لا یعلم ہین
ان دونون آیتون مین نسخ کا ذکر ہی فرق اتنا ہی کہ پہلی مین لفظ نسخ و انساء کر تعبیر کی گئی اور دوسری مین بلفظ تبدیل
اوسی مضمون کو ادا فرمایا اور سورۂ رعد مین فرمایا يَمْحُو اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ یعنی محو
کرتا ہی اللہ جو چاہتا ہی اور ثابت رکھتا ہی اور اوسکے پاس ہی اصل کتاب انتہی ان آیات ثلثہ مین سے سورۂ نحل
ادل و احکم ہی مقصود پر اسواسطے کہ اول مین تعلیق ہی اور ثالث مین تعمیم ہی بالجملہ بنص قرآنی نسخ ثابت ہوا اسیواسطے
جمہور مسلمین اعتقاد رکھتے ہین کہ نسخ جائز ہی عقلا اور واقع ہی سمعا البتہ یہود اور مشرکین عرب کو نسخ سے انکار تھا
کہ کہتے تھے دیکھو محمد اپنے اصحاب کو آج ایک بات کا حکم کرتے ہین اور کل کو اوس سے رجوع کرکے اوسکے برخلاف
حکم کرتے ہین چنانچہ اونکی رد کے واسطے اللہ تعالی سے یہ آیات نازل فرمائین اور فرمایا یہ طعن کرنیوالے جاہل ہین
کہ حکمتون نسخ سے بے خبر ہین اور یہود دو فرقے تھے بعضے جواز نسخ کے عقلا منکر تھے اور بعضے جواز عقلی کے قائل
تھے لیکن سمعا جائز نہین جانتے تھے اور بس ہنسئے مین گویا کہ خوشہ چین انکا مسلمانون مین سے ایک شخص ابو مسلم بن بحر
کہ قرآن مین وقوع نسخ کا منکر ہو اور اوسکے قدم بقدم شیخ جونپوری نے رکھا کہ قرآن مین کسی آیت کو منسوخ نہ ٹھہرایا
حالانکہ جا بجا قرآن مین ناسخ و منسوخ موجود ہی اور یہ بھی بایک قرات حضرت مسعود ہی چنانچہ فرماتے ہین کہ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ
عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ بنا، علیہ متقدمین کے نزدیک بقدر پانسو آیت کے کلام مجید مین منسوخ الحکم تلاوت مین موجود
ہی اور متاخرین کے نزدیک بسبب اختلاف اصطلاح نسخ کی معدودے چند سے زیادہ نہین ہی چنانچہ شیخ جلال الدین
سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بمطابقت قاضی ابو بکر بن العربی کے منسوخات سلف مین سے منقح کرکے بیس آیات منسوخ ٹھہرائی
ہین اور شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اونمین سے بھی تنقیح و تفتیش کرکے کل پانچ آیات منسوخ ٹھہرائی ہین
کہ اونمین بے نسخ کے قائل ہوئے نہین بنتا ہی وہ آیات خمسہ یہ ہین اول كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ
الآیۃ منسوخ ہی ناسخ اسکی آیت يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ الآیۃ اور حدیث لا وصیۃ لوارث اور اجماع امت

دوم ان یکن منکم عشرون صابرون الایہ منسوخ ہی اور اسکے بعد کی آیت اسکی ناسخ ہی سوم لا یحل لک النساء من بعد الایہ منسوخ ہی اور ناسخ اسکی آیت ہی کہ انا احللنا لک ازواجک اللاتی الایہ چہارم اذا ناجیتم الرسول فقدموا الایہ منسوخ ہی اسکے بعد کی آیت اسکی ناسخ ہی پنجم قم اللیل الا قلیلا الایہ منسوخ ہی اور آخر سورت اسکی ناسخ ہی یہان اسیقدر کلام اجمالی کافی ہی اسواسطے کہ منہیرت بمقام مانع تفصیل ہی باقی

ششم تحریف آیات قرانی باب تحریف کا اس قوم مین بنہایت شائع و رائج ہی کہ بلا خوف و خطر اسکو اپنا پیشہ مقرر کیے ہیں کہ جیسا دل چاہتا ہی ویسا آیات الہی کے معنی مین تغیر و تبدیل کر لیتے ہین بلکہ بعض وقت الفاظ کی تغیر بھی کر دیتے ہین پس تحریف لفظی و معنوی دونون انمین موجود ہین اور اس کثرت سے ہین کہ شمار اسکا مشکل ہی کیونکہ ہر روز کا یہ روز مرہ ہی مگر یہان بطور نمونے کے چند مثالین اونکی مذکور ہوتی ہین تاکہ اوسپر باقی کو قیاس کر لیا جاوے کہ اندک دلیل بسیاری باشد و مشتے نمونہ از خروارے

تحریف اول پنج فضائل مین یہین عبارت منقول ہی نقل است حضرت میران درحق میران سید محمود سورہ النجم نصال فرمودہ اند بدین عبارت فاوحی الی عبدہ ما اوحی بھائی میران سید محمود ما کذب الفواد ما رای بھای میران سید محمود افتمارونہ علی ما یری بھائی میران سید محمود ولقد راہ نزلۃ اخری بھائی میران سید محمود عند سدرۃ المنتہی بھائی میران سید محمود عندہا جنۃ الماوی بھائی میران سید محمود اذ یغشی السدرۃ ما یغشی بھائی میران سید محمود ما زاغ البصر وما طغی بھائی میران سید محمود لقد رای من آیات ربہ الکبری بھائی میران سید محمود انتہی عقلا انصاف پسند پر ظاہر ہی کہ اس مقام مین کسقدر ظلم و حق پوشی عمل مین لائی ہی کہ آیات اور کہا سید محمود بن سید محمد جونپوری کہ ہر آیت کا منبا اوسکو بنا دیا کہ نہ روایت کے مطابق نہ درایت کے موافق روایت کا حال خود اظہر من الشمس ہی کہ باتفاق روایات ان آیات مین ذکر حضرت رسالت پناہ کا ہی نہ سید محمود کا اور درایت بھی اسی پر دال ہی کہ صدر کلام مین حضرت رسالت پناہ اور جبرئیل کا ذکر ہی کہ والنجم اذا ہوی ما ضل صاحبکم وما غوی وما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی علمہ شدید القوی ذو مرۃ فاستوی وہو بالافق الاعلی ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی فاوحی الی عبدہ الایات ترجمہ قسم ہی تارے کی جب گرے بہکا نہین تمہارا رفیق یعنی پیغمبر اور نہ راہ نہین چلا اور نہین بولتا اپنے چاوسے نہین یہ وہ مگر وحی کہ وحی کیے جاتے ہی سکھایا اوسکو سخت قوت والے نے زور آور نے پھر سیدھا بیٹھا اور وہ تھا اونچے کنارا آسمان پر پھر نزدیک ہوا اور لٹک آیا پھر رہ گیا فرق دو کمان کا میانہ یا اوس سے بھی نزدیک پھر حکم بھیجا

اللہ نے اپنے بندے پر آخر آیات تک انتہی صاحبکم سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین کہ مصاحبت ساتھ مخاطبین کے
اونھین کو تھی نہ سید محمود کو کہ صدہا برس کے بعد پیدا ہوا اور شدید القوی سے جبرئیل مراد ہین پس باقی آیات مین بقرینہ
سیاق وسباق کے حضرت جبرئیل مراد ہین نہ سید محمود طرفہ یہ کہ بعضی جا پر سید محمود کا جوڑ لیا ہے سو قع ہو کہ اطفال
مکتب بھی ناپسند کرینگے چنانچہ بیان ہو کہ عندہا جنۃ الماوی یعنی نزدیک سدرۃ المنتہی کے جنت الماوی ہی
یہان ہا ضمیر مؤنث راجع طرف سدرہ کے ہی سوا اوسکے کوئی ضمیر نہین ہی کہ سید محمود کیطرف راجع ہووے
پس ہان ہر جوڑ بھائی میران سید محمود کا کیونکر درست ہو اعلی ہذا القیاس دوسری آیات مین بھی یہ جوڑ نہایت
نامعقول ہو کہ کوئی صاحب فہم پسند کریگا **تحریف دوم** شواہد الولایت کے باب ہفتدہم مین لکھا ہی کہ شیخ
جونپورے نے اپنے خلیفہ خوندمیر کو فرمایا کہ حضرت مصطفی نے خداتعالی سے واسطے نصرت ولایت اپنی کے مانگا
تھا کہ وَاجْعَلْ لِّي مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِيرًا یعنی اور بنادے مجکو اپنے پاس سے ایک حکومت مددگار مراد
ذات تمھاری ہی اوس وقت مین عمر میان خوندمیر کی اٹھارہ برس کی تھی انتہی سلطانا نصیرا سے مراد خوندمیر لینا نہ عقلا
درست ہی نہ نقلا نقلا ظاہر ہی کہ کسی روایت مین اسکا ذکر نہین ہی اسواسطے کہ مجاہد نے کہا کہ مراد سلطانا نصیرا سے
دلیل واضح ہی اور حسن بصری نے کہا کہ مراد یہ ہو کہ ایک بادشاہ قوی میرے تابع کردے کہ بسبب اوسکے اعداے
دین کو شکست دیوین اور دین الہی کو قائم کرون موافق اس سوال کے اللہ تعالی نے وعدہ کیا کہ ملک فارس اور روم
وغیرہما کا تمکو دیا جاویگا چنانچہ ویسیہی ہوا اور عقلا اسواسطے کہ سلطان نصیر کے معنی یہ ہین کہ صاحب سلطنت اور
نصرت ہو اور خوندمیر ایک شخص فقیر تھے کہ ہمیشہ مقہور و مغلوب سلاطین کے رہے یہانتک کہ آخر کو مع رفقا
وتوابع کے بحال لاچاری مارے گئے اور منصور نہوسے پھر ناصر کیا ہو سکتے ہین اور ولایت کے سلطان نصیر
ہونے کے واسطے حضرت جناب شاہ ولایت کہ جنسے تمام دنیا مین فیض ولایت منتشر ہوا اور کرورہا اولیا و اغواث
وابدال و اقطاب اونکے نور و فیض سے مستفید ہوے کیا کم تھے کہ میان خوندمیر کی درخواست کی جاتی مگر سبب
ایسے کلمات کے سرزد ہونیکا یہی ہو کہ حضرات صحابہ اور ائمہ اہل بیت کے انوار ولایت سے اطلاع نہین ہی کہ خوندمیر
وغیرہ کی ولایت کو اونسے افضل اور زیادہ تر جانتے ہین اگر شمہ بھی اون حضرات کے مقامات کو پہچانتے
ایسے لایعنی سخن زبان پر نہ لاتے **تحریف سوم** پنج فضائل مین لکھا ہی کہ حضرت میران نے فرمایا اِنَّا
عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ مراد سموات سے انبیا ہین اور مراد ارض سے اولیا
ہین اور مراد جبال سے علما ہین فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا امر القتال وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ

میان سید خوندمیر انہ کان ظلوما جہولا انتہی سبحان اللہ میران نے آیت کے معنی کیا بیان کیے کہ زمین
و آسمان کے قلابے ملا دیے شاید کہ میران کے نزدیک قرآن عربی زبان نہین ہے کہ لغت و محاورہ عرب کے
موافق اوسکے معنی بیان کیے جاوین بلکہ جیسا خیال لگ جاوے ویسے معنی کر دینا ورنہ ایسے نے محاورہ معنی
نکرتے کیونکہ زبان عرب مین لفظ انسان البتہ بسبب عموم معنوی کے شامل انبیا و اولیا و علما کو ہے پر یہ کہ سموات کے
معنی انبیا ہووین اور ارض کے معنی اولیا ہووین و جبال کے معنی علما ہووین اور انسان فقط میان خوندمیر ہووین
اور یہ قباحت میران کے خیال مین نہ آئی کہ جب انسان سے مراد خاص خوندمیر ہوئے تو انہ کان ظلوما جہولا
کی ضمیر بھی خاص اونہین کی طرف راجع ہوئی پس ظلوم و جہول اونہین کا لقب ٹھہرا صلاح نشد ملا شد
مدح کا ارادہ تھا سو ہجو ہو گئی دوسری صریح غلطی یہ ہوئی کہ علما کی ضمیر طرف امر قتال کے راجع کی اس ضرورت سے
کہ امانت سے مراد امر قتال ہووے کہ انبیا و اولیا و علما نے اوسکے اوٹھانے سے انکار کیا اور خوندمیر نے اوسکو اوٹھا
لیا حالانکہ ہزارہا سال سے انبیا اولو العزم اور اولیائے کاملین و علمائے حقانی ہمیشہ راہ خدا مین جہاد و قتال کرتے رہے
بالخصوص حضرت خاتم الرسالت و اونکے حامیان دین ہونے کہ اونکا بڑا اہم کام یہی ہے کہ ہمیشہ جہاد و قتال پر کمر
بستہ ہو کر کسقدر جانفشانی کی ہے کہ شرق سے غرب تک خدا کا دین پھیلا دیا کالظہر من الشمس ہے میان خوندمیر نے کونسا
ایسا بڑا قتال کیا کہ مستحق اس منقبت کے ہوئے کہ آپ مہدی کی پیرشی میں چند آدمیون کے ساتھ گجرات مین
مسلمانون سے دو روز لڑے کہ ایک روز کی جنگ مین آنکھیں پھوٹ گئیں اور دوسرے روز کی جنگ مین کل
پچاس ساٹھ آدمیکے ساتھ مارے گئے کہ اوس جنگ سے نہ کچھ اسلام کی تائید ہوئی نہ کوئی ملک کفار کا دار الاسلام
مین داخل ہوا بلکہ انہین کے چند فقرا ہمراہی تباہ و خوار ہو گئے در آیت کے یہ معنی صحیح ہین کہ تحقیق ہمنے
عرض کیا امانت کو آسمانون اور زمین اور پہاڑون پر پھر ان سب نے انکار کیا اوسکے اوٹھانے سے اور اوس سے
ڈر گئے اور اوٹھا لیا اوسکو انسان نے تحقیق وہ ہے بڑا ظالم اور نادان انتہی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ
صحابہ و تابعین سے منقول ہے کہ مراد امانت سے اہل عبادت و فرائض الٰہی ہین کہ جو اپنے بندون پر فرض کیے ہین انکو آسمان
و زمین و جبال پر پیش کیا بطور تخییر کے کہ اگر تمہارا دل چاہے اس امانت کو اوٹھا لو لیکن اگر اسکو برابر ادا کرو گے ثواب
پاؤ گے اور اگر ضائع کرو گے عقاب پاؤ گے اونھون نے عرض کیا کہ اے پروردگار ہم تیرے امر کے مسخر ہین گے ہم
ثواب و عقاب نہین چاہتے ہین پھر حضرت آدم علیہ السلام کو فرمایا کہ اے آدم تو اس امانت کو اوٹھا دیگا انھون نے
بسر و چشم کرکے اوٹھا لیا اللہ تعالی نے فرمایا کہ یہ تمہاری اور تمہاری اولاد کی گردن مین قیامت تک رہیگی اور معنی ظلوم کے

یہ ہین کہ اپنے نفس پر ظلم کیا اور جہول کے یہ معنی کہ انجام کار اور عاقبت امر سے بیگران مصرعے خوب ہے شعر آسمان بار امانت نتوانست کشید ؛ قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند ؛ اور یہ بھی معلوم ہے کہ ظلم اور جہل کا لحوق حقیقت مین اولاد آدم مین سے اونھین کے مستحق ہین ہر کہ جنھون نے اس امانت کو ضائع کیا خصوصاً منافقین و منافقات اور مشرکین و مشرکات ہین بخلاف مومنین و مومنات کے کہ جب وہ ضعیف تھے اوس امانت مین حتی الوسع کوشش کی مستحق التفات الٰہی اور مغفرت و رحمت نامتناہی کے ہوئے چنانچہ بعد اس کے فرمایا لِیُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِیْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَیَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا اور میران کے معنی مین ایک یہ بھی خلل انداز ہے کہ جب انسان سے خاص خوندمیر مراد ہوئے تو تعلق لیعذب اللہ الآیہ کا بے معنی ہو جاتا ہے **تحریف چہارم** شواہد الولایت کے باب بست و ہشتم مین لکھا ہے کہ میران نے فرمایا کہ بھائی خوندمیر فرمان حق تعالیٰ کا ہوتا ہے کہ اِنَّآ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ مین کوثر سے مراد ذات تمہاری ہے اور اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آخر رکوع تک تمہارے حق مین ہے غرض اسیطرح یہ داستان بہت دراز ہے ایک تحریف لفظی انکے خلیفہ کی بیان کر کے مختصر کی جاتی ہے پنج فضائل مین لکھا ہے کہ ایک روز انکے خلیفہ ولاور کے سامنے یوسف نے وقت وعظ کے سورۂ اخلاص شیخ صاحب کے لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ پر پہنچا ولاور نے کہا لَمْ یَلِدْ یُوْلَدُ پھر یوسف نے کہا لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ کہا یَلِدُ یُوْلَدُ عبد الملک نے کہا یوسف چپ ہو میانجی ولایت کا شرف بیان کرتے ہین جو کہتے ہین حق ہے انتہی سبحان اللہ تعالیٰ عما یقول الظالمون علواً کبیرا قرآن با بسم اللہ سے سین والناس تک متواتر و قطعی ہے اگر کوئی ایک حرف کا بھی انکار کرے کافر ہو جاتا ہے پھر کیا اندھیر ہے کہ ایسی آیت کہ حق تعالیٰ کے صفات مین وارد ہے کہ نہ اوسنے کسیکو جنا ہے اور نہ وہ کسی سے جنا گیا اور یہ شخص اسکا انکار باصرار و تکرار کرتا ہے کہ یلد یولد ہے پس یہ معنی ہوئے کہ خدا تعالیٰ جنتا بھی ہے اور جنا بھی گیا یعنی اوسکو اولاد بھی ہے اور اوسکے ماں باپ بھی ہین سبحانہ و تعالیٰ عما یشرکون ملاحظہ کرنے کا مقام ہے کہ یہ ولاور بڑے خلیفہ کامل و مکمل شیخ جونپور کے ہین انکے فہم و اعتقاد کا یہ حال ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ کی جناب مین اس قدر بے باک ہین وائے برحال پیران اور اس بیان تحریفات سے حال شیخ خلیفہ کی قرآن فہمی کا بھی بخوبی واضح ہو گیا کہ اسی فہم و قرآن دانی پر فرماتے تھے کہ جو تفسیر بندہ کے بیان کے موافق ہو وہ معتبر ہے ورنہ غیر سبحان اللہ یہ حال ہے اور یہ قال ہے کتب مذہب مین تحریفات لفظیہ و معنویہ کرنا پیشہ اہل کتاب یہود و نصاریٰ کا تھا چنانچہ قرآن مجید مین انکی مذمت موجود ہے کہ یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ الآیہ یعنی بدلتے ہین کلام کو اسکے ٹھکانون سے آخر آیت تک و [illegible]

أَفَتَطْمَعُونَ أَنْ يُؤْمِنُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ یعنی اب
کیا تم مسلمان توقع رکھتے ہو کہ وہ مانین تمہاری بات اور ایک لوگ تھے اون مین کہ سنتے تھے کلام اللہ کا پھر اوسکو
بدل ڈالتے تھے بعد بوجھ جانیکے اور انکو معلوم ہے انتہی اور معنی تحریف کے تبدیل تغییر ہین یعنی مائل کر دینا ایک چیز کو
اوسکے حق سے چنانچہ قلم کا قط جب مائل ہوتا ہے اوسکو محرف کہتے ہین اور تحریف یا لفظی ہے یا معنوی لفظی یہ کہ مثلاً
قرآن کے الفاظ اصلیہ آسمانیہ کو بدل دینا جیسا کہ اولاد ... سے سرزد ہوا لم یلد و لم یولد سے ... اور معنوی یہ کہ معنی
قرآن کو روایت اور قاعدہ عربیت کے خلاف کرنا چنانچہ انکے شیخ نے کہا کہ سموات کے معنی انبیا اور ارض کے معنی اولیا
اور جبال کے معنی علما کہ یہ معنی نہ زبان عرب کے ہین نہ کسی آیت سے ثابت ہین اور دوسرے تحریفات مذکورۃ الصدر مین
بھی یہی حال ہے اور طرہ یہ ہے کہ ایسے معنی نے موقع پر بھی جابجا بولتے جاتے ہین کہ مراد الٰہی بس یہی ہے حالانکہ سب قائل
ہین اسبات کے کہ تفسیر بالرای کفر ہے اور تفسیر اسکو کہتے ہین کہ مراد الٰہی کا بیان کرنا بطور قطع و جزم کے چنانچہ شیخ مذکور کی غرض
یہی ہے کیونکہ وہ اور انکے معتقدین انکے تمام بیانات کو قطعی جانتے ہین اور تاویل اسے کہتے ہین کہ اول معنی اوسکو
مسلم رکھکر ایک دوسرے معنی بطور احتمال کے بیان کرنا بشرطیکہ لفظ اوسکی محتمل ہو ورنہ جیسا کہ شیخ موصوف نے بیان
کیے کہ یہ معنی قابل تاویل ہونیکے بھی نہین ہین پھر جا تفسیر کی یہ طریقہ فرقۂ باطلۂ باطنیہ کا ہے کہ نصوص کو ظاہر پر محمول نہین
جانتے ہین اور جو دل چاہا سو قرآن و حدیث کے معنی اپنی سمجھ لیتے ہین اور یہ فرقہ بالاتفاق گمراہ ہے طرفہ یہ ہے کہ سراج الابصار
سے معلوم ہوتا ہے کہ مہدویہ بھی اس فرقے کو گمراہ کہتے ہین اور نصوص کو ظاہر سے پھیرنا نہایت برا جانتے ہین اور آپ
وہی مسلک باطنیہ کے رکھتے ہین بلکہ چند قدم اون سے بھی آگے چلتے ہین چنانچہ باطنیہ کے معنی کو مہدویہ کے معنی سے
مقابلہ کیجیے باطنیہ کہتے ہین کہ آیت وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ وَطُورِ سِينِينَ وَهَذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ مین مراد تین
سے حضرت علی ہین اور زیتون سے فاطمۃ الزہرا اور طور سے حسن مجتبیٰ اور بلد امین سے مہدی قائم بامر اللہ مراد ہین
اور شیخ جونپوری کہتے ہین کہ آیت إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا
وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ یعنی ہمنے دکھائی امانت آسمانونکو اور زمین کو اور پہاڑون کو پھر سب نے
قبول نکیا کہ اوسکو اوٹھاوین اور اوس سے ڈر گئے اور اوٹھا لیا اوسکو انسان نے الخ مراد سموات سے انبیا ہین اور
ارض سے اولیا اور جبال سے علما اور انسان سے خود میران ہین اب بنظر انصاف دیکھنا چاہیے کہ ان دونون
معنی مین ہرگز فرق نہین جیسا کہ انکے معنی خارج قانون لغت اور روایت سے ہین ویسے ہی انکے معنی بھی خارج
قانون لغت عرب اور روایت سے ہین پس فرقۂ مہدویہ اور باطنیہ مین کیا فرق ہے [illegible]

احادیث کا ذہبا اور بے اصل روایت کرنا اور ہر قول کی نسبت طرف حضرت رسالت پناہ کے بلاخطر کر دینا یہ خصلت
مخالف ہی اس حدیث قطعی متواتر المعنی کے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ
مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ یعنی جو شخص کہ جھوٹھ بولا مجپر بقصد الپس بھیر اوسے جاے اپنی آگ مین ملا علی قاری نے اپنے رسالہ موضوعات
مین اس حدیث کے اسناد و طرق روایت باستیعاب تمام بیان کیے ہین اور کہا کہ یہ حدیث متواتر المعنی ہی اور قریب ہی
کہ متواتر اللفظ بھی ہووے اور شیخ جلال الدین سیوطی نے فرمایا کہ اس حدیث کے راوی ایک سو صحابہ سے زیادہ ہین اور
کوئی گناہ کبیرہ ایسا نہین ہی کہ کوئی شخص اہل سنت مین سے اوسکے مرتکب کی تکفیر کیا ہو سوا اس گناہ کے کہ شیخ
ابو محمد جوینی والد امام الحرمین نے فرمایا کہ جو شخص کہ رسول خدا پر قصدًا جھوٹھ بولیگا کافر اور خارج الملت ہو جاویگا اور اس
قول مین امام ناصر الدین مالکی بھی انکے تابع ہوئے ہین اور امام نووی نے شرح مسلم مین کہا کہ جو شخص جانتا ہو کہ یہ حدیث
موضوع ہی یا ظن غالب ہو موضوع ہونیکا اوسپر حرام ہی اوسکا روایت کرنا اور وہ داخل ہی اس وعید مین خواہ وہ حدیث
قسم احکام سے ہو یا ترغیب و ترہیب وغیرہ کی قسم سے ہو یہ سب حرام اور اکبر الکبائر ہی باجماع مسلمین کے انتہی ملخصًا کلام
متعلق اس مقام سے آخر کتاب مین بھی آویگا انشاءاللہ تعالی غرضکہ اس قدر گناہ ہی غلط حدیث روایت کرنا
کہ امام جوینی باوجود اس شدت احتیاط تسنن کے تکفیر کے بھی قائل ہوئے اور اکبر الکبائر ہونے مین تو کسیکو شک و شبہہ نہین ہی
اور اس کام کے کرنیوالے کے واسطے دوزخ مقرر ہونا بحدیث قطعی متواتر ثابت ہی با این ہمہ بدعیون کے پیر و مرید
و شیخ و شاب سب اس کام مین مبتلا ہین اور انکی کتابین مثل شواہد الولایت اور نفحا فنامے وغیرہ کے اسقدر احادیث
باطلہ سے لبریز ہین کہ حساب و شمار اوسکا دشوار ہی یہان چند مثالین انکے اکابر و پیشواؤن کی فقط بیان کیجاتی
ہین کیونکہ ایک بار روایت حدیث موضوع کی بھی واسطے ابطال حسن اخلاق کے کافی ہی مثال اول انصاف نامے
کے باب اول مین لکھا ہی کہ علماے نے سوال کیا کہ تم ولایت کو نبوت پر فضل دیتے ہو میران نے جواب دیا کہ بندہ فضل نہین دیتا ہی
بلکہ رسول اللہ نے فرمایا ہی اَلْوِلَایَۃُ اَفْضَلُ مِنَ النُّبُوَّۃِ بعدہ علماے نے کہا کہ ولایت نبی کی نبوت پر افضل ہی نہ ولایت
دوسرے کی میران نے کہا کہ بندے نے کب کہا ہی کہ بندے کے تئین نبی پر فضل ہی انتہی جواب الولایۃ
افضل من النبوۃ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہین ہی کسی کتاب حدیث سے اسکا حدیث ہونا
ثابت نہین ہوتا ہی اور نہ کوئی محدث مستند یا عارف معتمد اسکے حدیث ہونیکا قائل اور فتوحات مین لکھا ہی
کہ کسی عارف کا قول ہی ایسی قول کو کسیکا طرف رسول خدا کے نسبت کر دینا اسکو بھی وضع کہتے ہین جیسا کہ شرح نخبۃ الفکر
اور اوسکے حواشی مین لکھا ہی کہ حدیث موضوع کبھی نفس واضع کا کلام ہوتا ہی اور کبھی وضاع دوسرے شخص کا

بعض سلف صالح کیطرف سے حکما کا قول یا اسرائیلیات یعنی روایات بنی اسرائیل سے لیکر طرف رسول خدا کے نسبت
کر دیتا ہے یا حدیث ضعیف الاسناد کی اسناد نکال کر دوسری اسناد صحیح اوسکے ساتھ ترکیب کر دیتا ہے اور باعث وضع کا یا
بیدینی ہوتی ہے جیسا کہ زندیقین واسطے گمراہ کرنے مسلمین کے احادیث کاذبہ بناتے ہیں یا غلبہ جہل سبب ہوتا ہے چنانچہ
بعضے عابد و زاہد لوگ احادیث فضائل اعمال میں وضع کرتے ہیں کہ خلق کو عبادت پر رغبت ہووے اور نہایت جہل و نادانی سے
اسکو نیکی جانتے ہیں اور یہ لوگ سخت ترین ضائعین ہیں کیونکہ جبکہ اسکو دینداری جانتے ہیں کبھی توبہ نہیں کرتے
ہیں اور خلق بسبب انکے زہد و عبادت کے معتقد ہوکر انکے قول پر تقلید و اعتماد کرتی ہے یا سبب وضع کا افراط تعصب
ہوتا ہے یا اتباع ہوے یا اظہار نوادر و غرائب اور تمام یہ اقسام حرام ہیں بالاجماع اور اتفاق ہے اسپر کہ ذکر حدیث موضوع کو روایت
کرنا بغیر بیان اوسکی موضوعیت کے حرام ہے اسواسطے کہ فرمایا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مَنْ حَدَّثَ عَنِّي
بِحَدِيثٍ يُرَى أَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ أَحَدُ الْكَاذِبِينَ رواہ مسلم یعنی جو شخص کہ بیان کرے میری طرف سے
کوئی حدیث حالانکہ جانتا ہے کہ وہ جھوٹھ ہے پس وہ ایک جھوٹھوں میں سے ہے یعنی جیسا کہ اوسکا بنانے والا جھوٹھا ہے
ویسی یہ سنانے والا بھی جھوٹھا ہے اور رسول اللہ پر جھوٹھ بولنا بہرحال قطعاً اعظم کبائر سے ہے چنانچہ مذکور ہو چکا
اب بیان شیخ جونپور کے واسطے دو خطا میں سے ایک خطا بالضرور لازم ہوتی ہے یعنی اگر جانتے تھے کہ لا اولاد آیۃ
افضل من النبوۃ حدیث نہیں ہے اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف عمداً اوسکو منسوب کر دیا تو مرتکب
اس گناہ کبیرہ کے ہوئے اور اگر نہیں جانتے تھے اور بلا عمد غفلت سے روایت کر دیا تو وہ دعوی غلط ہوا کہ مجکو اللہ تعالی
نے تمام مخلوقات کا علم بسیار دیا ہے جیسا کہ دانہ رائی کا کسیکے ہاتھہ میں ہووے اور وہ اوسکی کیفیت پر بخوبی مطلع ہووے
جیسا کہ باب سی و یکم شواہد میں موجود ہے اور یہ کذب باندھنا ہوا خداے عالم پر یہ بھی اکبر کبائر سے ہے اور اول سے کیا
کم ہے بعنوان دیگر اگر یہ حدیث نہیں ہے تو اسکا روایت کرنا بطور مذکور حرام ہوا اور اگر بالفرض حدیث ہے تو یہ کہنا
غلط ہوا کہ صاحب فتوحات نے جو کچھ لکھا ہے لوح محفوظ کے موافق ہے جیسا کہ شواہد میں ہے اسواسطے کہ مذکور ہو چکا
کہ صاحب فتوحات نے اسکو قول بعض العارفین کا قرار دیا ہے اور ظاہر ہے کہ نوشتہ صاحب فتوحات سے وہی نوشتہ مراد
ہے جو کہ شیخ جونپور کے زمانے میں اونکے نسخ تصانیف متداول موجود تھے اور وہی نسخے اوس زمانے کے لکھے ہوئے
فتوحات وغیرہ کے ابتک موجود ہیں اور اون میں مخالفات و مناقضات دعاوی شیخ جونپور کے بھی موجود ہیں
سبحان اللہ طرفہ ماجرا ہے کیا باوجودیکہ ایک حدیث کی روایت کرنے میں بھی صحیح و غلط کا تفرقہ نہیں کر سکتے ہیں دعوی
یہ ہے کہ احادیث بندے کے رسول کے مطابق کرکے امتحان کر لیا کرو کہ اگر موافق نکلے صحیح ہے ورنہ غلط ہے واللہ تعالی

علی التصفون سوال دیگر یہ ہے کہ تقریر بالا میں شیخ نے فرمایا کہ بچے نے کب کہا ہے کہ بندے کے تئین نبی پر فضل ہے حالانکہ
مشہور ہے کہ دعوی مساوات کا حضرت خاتم الرسالت کے ساتھ کیا ہے اور اوس سے لازم آتا ہے دعوی فضل کا ہزارہا
انبیا پر پس انکار غلط ہوا یا وہ دعوی تسویے اصل لوگون نے مشہور کر دیا ہوگا اور خدا کرے ایسی ہو تاکہ شیخ انکار بلا تامل
صادق رہین منہ لزوم کذب جائز ہے اور اگر تطبیق یون یون کہ مراد یہ ہے کہ مین بحیثیت ذاتیہ خود نبی پر فضل نہین کہتا
ہون اور بسبب ولایت محمدیہ کے کہ بعینہا مجھ مین موجود ہے مساوات رکھتا ہون جواب اسکا یہ ہے کہ ولایت محمدیہ اوصاف
نفس قدسیہ محمدیہ سے ہے اور اوصاف و لعوارض کا بعینہا منتقل ہونا باتفاق حکما و متکلمین کے محال ہے پس تمہاری ولایت
تمہارے اوصاف نفسانیہ سے ہوئی اب مراد حیثیت ذاتیہ سے کیا ہے اگر ماہیت انسانیہ مراد ہے تو کلام بے معنی ہے
کیونکہ ماہیت انسانیہ مین سب افراد متساوی الاقدام ہین حتی کہ انبیا بھی فرماتے ہین کہ انما انا بشر مثلکم اوس
نظر سے کوئی عاقل کسی کو کسی پر تفضیل نہین دیتا ہے پس مراد حیثیت ذاتیہ سے لامحالہ یہی ہوگا کہ مین اپنے اوصاف
ذاتیہ کی راہ سے اپنے تئین نبی پر فضل نہین دیتا ہون پھر اونھین اوصاف کی راہ سے دعوی تسویہ کا کرنا کہ
جس سے ہزارہا انبیا پر فضل لازم آتا ہے غلط ہوا یا یہ انکار غلط ہوا بہر حال گنجائش چنین گاہی چنان سے گریز نہین ہے
اشکال دیگر یہ ہے کہ اگر بالفرض ولایت افضل ہو وے نبوت سے اور بالفرض تمہاری ولایت حضرات انبیا کی
ولایت سے کیفیت مین برابر ہو وے جب بھی مساوات نہین ہو سکتی ہے کیونکہ نبوت تشریعی کہ فی نفسہا فضیلت
عمدہ ہے وہان زائد موجود ہے وہ مرجح پڑے گی تفضیل حضرت رسالت مآب کی پس تسویہ بہر حال باطل ہے یہان سیقدر
کافی ہے زیادہ تفصیل بحث تسویہ مین آویگی انشاء اللہ تعالی شال دوم صاحب شواہد الولایت آغاز باب اول جز ۱
لکھتا ہے کہ بدر منیر سید خوندمیر نے بعض الآیات مین لکھا ہے کہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکل نبی نظیر فی
امتہ ای مثلہ ولا یکون مثلہ الا من کان لہ درجۃ عند اللہ مثل درجۃ النبی فاذا کان
لہ درجۃ النبی لابد ان یکون خلیفۃ فی زمانہ ولخاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم یکون نظیر
فی امتہ وہو المہدی انتہی کلامہ رضی اللہ عنہ انتہی کلام صاحب الشواہد ایک رسالہ ہے خوندمیر کا
مصدر بہ بعض الآیات من القرآن والاحادیث فی حق المہدی اوس مین لکھا ہے کہ لکل نبی نظیر فی امتہ
حدیث نبوی ہے یعنی ہر پیغمبر کا ایک نظیر اوسکا ہم درجہ ہوا کرتا ہے اونکی امت مین اور اپنے دوسرے رسالے مشہور بہ مکتوب
ملتانی مین لکھتے ہین کہ از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خبر آمدہ است بتعیین ختم الاولیا اور سوا اسکے بعضے اور
احادیث نے اصل بھی روایت کیے ہین چنانچہ حدیث انی لاعرف اقواما ہم منی الخ اور حدیث آہ واشوقاه

الا انما اخوانی یکونون من بعدی شانہم کشان الانبیاء والخوان سب کا اثبات انکے ذمے پر ہی کہ من
ادعی فعلیہ البیان حالانکہ آثار کذب وضع کے بخوبی ظاہر و نمایاں ہین اور غرض انکی ان احادیث سے یہ ہی کہ
شیخ جونپوری بلکہ اونکے مریدونکی مساوات صریحی ساتھ انبیا علیہم السلام کے ثابت کرین اور ظاہر ہی کہ اتنا بڑا
مقدمہ کہ خلاف اجماع مسلمین اور مخالف نصوص صحیحہ کے ہی ایسے بے اصل گمنام روایات سے ہرگز ثابت
نہین ہوسکتا ہی لیکن گناہ وضع حدیث کا نقد وقت ہی اور عجب حیرت ہی کہ سمجھتے ہین کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے
خبر تعین ختم الاولیا کی کی ہی حالانکہ یہ خلاف ہی محدثین سے کا اور صوفیہ کرام کا اتفاق ہی کہ خاتم الاولیا اصطلاح جدید ہی
کہ قرون سابقہ مین کہین اسکا ذکر نہ تھا چنانچہ ابن جوزی کی کتاب الثبات مین ہی کہ لفظ خاتم الاولیا کا باطل ہی
اور اوسکی کچھ اصل نہین ہی اور شیخ مؤید کی شرح فصوص سے ثابت ہوتا ہی کہ مقام خاتم الاولیا کا ذکر محمد بن
علی حکیم ترمذی رحمہ اللہ تعالی کے وقت سے شروع ہوا ہی اور تتمہ مقام بحث تسویہ مین آویگا انشاء اللہ تعالی
اگر مہدوی لوگ جواب دیوین کہ شاید ہمارے پیران سیر انکو صحت ان احادیث کی برخلاف تمام محدثین سے کے راہ
باطن سے معلوم ہو گئی ہوگی جواب اسکا یہ ہی کہ یہ عین مدعی ہی کہ جسپر خلاف کو دلیل گردانی تھی اور ہم مانع ہین لسند
بد اخلاقی کے اب نہ منع یا سند عین مدعی ہوسکتا ہی بلکہ اثبات مقدمہ ممنوعہ یعنی حسن اخلاق کا خارج سے
کرنا چاہیے موافق داب مناظرہ کے علاوہ یہ ہی کہ میرانکی تکذیب بسبب مخالفت کلام فتوحات پھر بھی موجود ہی بد خلقی
ہشتم یہ کہ جو فعل کہ حضرت رسالت پناہ نے اپنے خاص گھر مین جاری کیا ہی اور امت کے واسطے بھی روا رکھا اور
بعد ان حضرت کے خلفاء راشدین اور ائمہ اہل بیت نے بھی اوسپر عمل کیا ہی اوسکو فعل لعین قرار دینا استغفر اللہ العظیم
چنانچہ انصاف نامے کے باب نہم مین لکھا ہی کہ میران تعین کو لعین کہا کرتے تھے اور خود میر ہمیشہ اپنی وعظ مین
بیان کرتے تھے کہ تعین لعین ہی اور باوصف اسکے اگر کوئی کسی جا سے وظیفہ پاتا تھا اور اوسکے لانے کی اجازت
مانگتا تھا اجازت دیتے تھے انتہی سبحان اللہ یہ عجب ڈھنگ ہی کہ یہان عقل انسان کی دنگ ہی یعنی تعین وجہ
معاش کو ملعون قرار دینا اور پھر اوسکے لانیکی اجازت دینا یعنی فعل ملعونکو رواج دینا پس قول اور ہوا اور فعل اور ہوا
اور اگر حال دستور اکا ملاحظہ کیجیے تو ظاہر ہوتا ہی کہ کسقدر یہ طعن بے اصل ہی اسواسطے کہ خود حضرت رسالت پناہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے محاصل خیبر وغیرہ سے معاش اپنے ازواج مطہرات کا سالیانہ مقرر کر دیا تھا کہ سال بھر کا قوت
ہر بی بی کو اوسمین سے مرحمت فرماتے تھے چنانچہ صحیح بخاری مین جابجا اسکا ذکر ہی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ قبل خلافت
تجارت پارچے کی کرتے تھے جب مسند خلافت پر بیٹھے فرمایا کہ میری قوم کو معلوم ہی کہ میرا پیشہ میرے اخراجات خانگی کو

کافی تھا اب کہ مین مسلمانون کے سرکام مین مشغول ہو اسمسلمانونکا کام کرونگا اور آل ابوبکر اس مال مین سے کھاوینگے
پس خرچ یومیہ بیت المال مین سے اپنے واسطے مقرر کرلیا چنانچہ نصف گوسفند مع لوازم ومصالح اوسکے زبیت المال سے
ہکا روزینہ مقرر تھا اور اسیطرح دوسرے خلفاے راشدین مین سے جسکو حاجت ہوتی تھی اپنا معاش خزانۂ بیت المال سے
معین فرماتے تھے اور جسکو حاجت نہوتی تھی وہ فقط حسبۃً للہ کار ریاست کیا کرتے تھے اور امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ
عنہ نے اپنی خلافت مین تمام مہاجرین وانصار اور اہل بیت کا سالیانہ خزانۂ سرکاری سے مقرر فرمایا چنانچہ صحیح بخاری مین
ہی کہ صحابۂ بدریین کے واسطے حضرت عمر فاروق نے پانچ پانچ ہزار مقرر کیے تھے انتہی فتح الباری مین ہی کہ حدیث مالک
بن اوس مین ہی کہ حضرت عمر مہاجرین کو پانچ پانچ ہزار اور انصار کو چار چار ہزار اور ازواج مطہرات مین سے ہر ہر کو بارہ بارہ ہزار
دیا کرتے تھے اور سب بلا انکار اوسکو لیتے تھے بلکہ بعضے تقاضا بھی کرتے تھے چنانچہ حدیث ترمذی مین ہی کہ جب فاروق
اعظم نے حضرت اسامہ بن زید کے ساڑھے تین ہزار درہم مقرر فرمائے اور اپنے فرزند عبد اللہ بن عمر کے تین ہزار مقرر
کیے اونھون نے عرض کیا کہ آپ نے اسامہ کو مجھپر کس وجہ سے تفضیل دی آج تک اوسکو مجھپر کسی مشہد مین سبقت نہین
ہوئی ہی فرمایا وجہ اس تفضیل کی یہ ہی کہ اوسکے باپ کے ساتھ رسول خدا کو تیرے باپ سے بڑھکر محبت تھی اور اسامہ کے
ساتھ حضرت کو تجھسے بڑھکر محبت تھی پس مینے اپنی محبت پر رسول خدا کی محبت کو اختیار کیا انتہی مختصرًا اسیطرح
حضرت امام حسن وحسین و علی مرتضی اور تمام صحابۂ مہاجرین وانصار اور ازواج مطہرات نے ان تعینات کو قبول فرمایا
اور کبھی کسینے اوسکو ناروا و ممنوع نہ کہا بلکہ آج تک امت کا اوسی پر عمل ہی پس اجماع صحابہ سے یہ بات ثابت ہوئی اور
خود شیخ جونپوری کا مقولہ ہی کہ منکر اجماع صحابۂ نبوت کافر ہوتا ہی چنانچہ یہ قول انکا چند مقام مین بحوالہ کتب مہدویہ
منقول ہوچکا ہی پس ایسے اجماعی امر کو ملعون بولنا نہایت نے علمی و بداخلاقی ہی اور خلق وحکمت سے نہایت بعید ہی
شاید کہ منشا اس خطا کا یہ ہی کہ میران اور خوندمیر ایسا سمجھے ہین کہ وجہ معاش ایک جا سے معین ہونیسے توکل مین
خلل آتا ہی حالانکہ یہ سراسر خطا ہی اسواسطے کہ اگر ہزار جا سے معین ہووے اور آدمی کا اعتماد خدا پر ہووے نہ اس
تعینات پر وہ متوکل ہی اور اگر کہین سے کچھ معین نہووے لیکن اسکا خیال خلق پر ہووے وہ متوکل نہین ہی کیونکہ
ترک اسباب کا نام توکل نہین ہی بلکہ ترک اعتماد بر اسباب کا نام توکل ہی اسی سبب سے جب کہ ایک اعرابی نے حضرت رسالت
مین عرض کیا کہ ناقے کو توکلًا علی اللہ کھلا چھوڑدون یا کہ باندھون اور توکل کرون فرمایا اِعْقِلْھَا وَتَوَکَّلْ یعنی باندھ
اوسکو اور توکل خدا پر رکھ اور اونٹ باندھنے پر بھروسا نکر اسی قصے کی طرف مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اشارہ فرماتے ہین
کہ شعر گفت پیغمبر بآواز بلند ٭ بر توکل زانوے اشتر ببند ٭ اور انبیا علیہم السلام ساز وسامان کے آمادہ کرنے مین

کوتاہی نہیں کرتے تھے چنانچہ حضرت خاتم الرسالت تحت جنگ کے خود سر مبارک پر رکھتے تھے اور زرہ پہنتے تھے اور تیر و شمشیر و سپر وغیرہ ہمراہ لیتے تھے اور ہنگام شدت غلبۂ اعدا کے خندق اطراف مدینے کی تیار کروائی تھی اور باین ہمہ اعتماد بجز ذات حق کے کسی پر نہیں کرتے تھے چنانچہ حق سبحانہ نے فرمایا کہ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ یعنی اصحاب سے تدابیر جنگ وغیرہ میں مشاورہ کر ولیکن بعد عزم کار کے سر و کار توکل و اعتماد خدا پر رکھو اور وجود اسباب البتہ مبتدی ناقص کو خلل انداز توکل ہوتا ہے اور منتہی کامل کا وہ مقام ہے کہ کسیقدر اسباب ہوں اوسکی نظر سر مو ادھر نہیں پھٹکتی ہے اور ہرگز اوسکا دامن توکل غبار آلودہ نہیں ہوتا ہے اور یہ مقام علی ہے کہ انبیاء و مرسلین اور اولیاے کاملین کو حاصل ہوتا ہے شاید کہ شیخ جونپوری اور میاں جی نور محمد مرتبۂ ابتدا میں تھے اس سبب سے تعین سے گھبراتے تھے بدخلقی نہم ترک کسب حلال کہ شیخ جونپوری اور تمام اونکے خلفا کی یہ عادت تھی بلکہ آج تک اونکے فقرا و مشائخ میں بھی التزام ہے کہ کسب حلال کے نزدیک نہیں جاتے ہیں اور ایسا احتراز کسب حلال سے رکھتے ہیں جیسا کہ کوئی حرام چیز سے اجتناب کرتا ہے لیکن زبان سے اوسکی حرمت کا اقرار نہیں کرتے ہیں چنانچہ جب کسی نے شیخ موصوف یا اونکے پیرو ان سے اس مقدمے میں سوال کیا تو جواب دیا کہ ہم کسب کو حرام نہیں کہتے ہیں لیکن ذکر حق فرض ہے اور کسب یا جو چیز کہ مخل ذکر الٰہی ہو وہ حرام ہے اسواسطے ہم کسب نہیں کرتے ہیں جواب اسکا یہ ہے کہ یہ حال ناقصین کا ہے کہ کسی کام میں مشغول ہونے سے خدا کی یاد میں فرق آجاتا ہے اور کاملین کا یہ مقام ہے کہ کسی کام میں مشغول ہوویں دل اونکا یاد حق سے غافل نہیں ہوتا ہے کہ دل بیار و دست بکار اور خلوت در انجمن ہمیشہ اونکے واسطے موجود ہے چنانچہ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں شعر

اگر مال و جاہ ست و زرع و تجارت ٭ چو دل با خدا ایست خلوت نشینی ٭ اور اسکے سمجھنے کے واسطے یہ نظیر بتاتے ہیں

کہ جیسا کہ ایک شخص کے دونوں ہاتھ میں دو سبوچے پانی کے ہیں اور ایک سبوچہ اوسکے سر پر ہے اور راہ میں اپنے رفقا کے ساتھ وہ باتیں کرتا چلا جاتا ہے اب یہ شخص اتنے کام کرتا جاتا ہے ایک پاؤں سے چلنا دوسرے آنکھ سے راہ کا دیکھنا تیسرے کان سے باتیں سننا چوتھے زبان سے جواب بھی دیتے جانا پانچویں اس سوال و جواب کے مضمون کو سمجھنا اور باین ہمہ اصل توجہ خاطر اوسکی اور خیال کلی طرف سر کے گھڑے کے ہوتا ہے کیونکہ اندک غفلت میں وہ ضائع ہو جاویگا پس یہ اشغال کثیرہ اوسکے اس رابطۂ قلبی اور پیوند باطنی میں مخل نہیں ہوتے ہیں اسیطرح کاملین طریقت اگرچہ صدہا اشغال ظاہری رکھتے ہیں لیکن ایک لحظہ دل اونکا یاد حق سے غافل نہیں ہوتا ہے چنانچہ حق تعالیٰ اونکی تعریف و ثنا فرماتا ہے کہ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللّٰهِ یعنی ایسے مرد ہیں کہ نہیں غافل کرتی ہے اونکو خرید و فروخت یاد الٰہی سے پس معلوم ہوا کہ نہ شیخ موصوف کو یہ مقام حاصل تھا نہ اونکے خلفا کو ورنہ کسب حلال سے

ف بدخلقی نہم شیخ مع خلفا وغیرہم کی کسب حلال سے اجتناب کرنا اور اس سنت انبیاء سے محروم رہنا اور کسب کو مخل یاد الٰہی سمجھنا جیسا کہ مقام ناقصان طریقت کا ہے

کہ پیشہ انبیاء و رسل کا ہی اور صحابہ و اہل بیت اور علمائے مجتہدین اور کمل اولیا اسکو اختیار کیے ہین اسقدر اجتناب کرتے
کہ آج چار سو برس سے ابتک کوئی اسکے نزدیک نہین جاتا ہی اور کسی نے اختیار کیا تو اسکو درویش تارک نہین سمجھتے
ہین اور اس کام سے ایسا بھاگتے ہین جیسا کہ برہمن گوشت گاؤ سے بھاگتا ہی حالانکہ صحیح احادیث مین اسکی فضیلت
اور تاکید تمام مذکور ہی چنانچہ صحیح بخاری مین ہی کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اکل احد طعاما
قط خیرا من ان یاکل من عمل یدیہ وان نبی اللہ داود علیہ السلام کان یاکل من عمل یدیہ یعنی کھایا
کسی نے کوئی طعام کبھی بہتر اس سے کہ کھاوے اپنے دو ہاتھ کے عمل سے اور تحقیق پیغمبر خدا داؤد علیہ السلام کھاتے تھے
کسب اپنے سے یعنی کسب انبیا اور مرسلین کی سنت ہی اور داود علیہ السلام زرہ بنا کر اپنا قوت کیا کرتے تھے چنانچہ
اللہ تعالی فرماتا ہی وَاَلَنَّا لَہُ الْحَدِیْدَ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِی السَّرْدِ یعنی اور نرم کر دیا ہمنے اوسکے آگے لوہا
کہ بنا کشادہ زرہین اور اندازے سے جوڑ کڑیان اتنی عجیب کہ حرفہ زرہ بافی کے باب مین امر الٰہی ہوا کہ بنا کشادہ زرہین
اور ذکر داودی مشہور ہی کہ وہ حیوان بھی اونکا ساتھ ذکر کرنے لگتے تھے کہ حکم تھا یَا جِبَالُ اَوِّبِیْ مَعَہٗ وَالطَّیْرَ
یعنی ای پہاڑو رجوع سے پڑھو اوسکے ساتھ اور اڑتے جانور وا اور فرزند انکے حضرت سلیمان علیہ السلام باوجود
اوس شان و شوکت سلطنت کے زنبیل و بوریا بنکر اپنا قوت فرماتے تھے اسیطرح ہر پیغمبر کا کچھ حرفہ و کسب تھا
کہ اوس سے اپنی قوت بسری کرتے تھے اور حضرت خاتم ارشاد فرماتے ہین کہ جُعِلَ رِزْقِیْ تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِیْ وَجُعِلَ الذِّلَّۃُ
وَالصَّغَارُ عَلٰی مَنْ خَالَفَ اَمْرِیْ یعنی مقرر کیا گیا رزق میرا نیچے سایہ نیزے میرے کے اور گدائی کی ذلت اور حقارت
اوپر اوس شخص کے کہ مخالفت کی امر میرے کی یعنی حضرت کا کسب یہ ٹھہرا کہ جہاد کرنا اور بزور نیزہ و شمشیر رزق پیدا کرنا
اور مہدویون نے اسکی بھی مخالفت کی کہ کبھی سنت جہاد ساتھ کفار کے انکے مہدی نے بعد مہدی کے اور مہدویون نے
قائم نکی بلکہ اگر جنگ کیا تو مسلمانون سے کیا جیسا کہ حدیث شریف مین خوارج کے حال مین مذکور ہی کہ بت پرستونکو
چھوڑ دینگے اور اہل اسلام کو قتل کرینگے ایسی حال انکا بھی ہی پس اس مخالفتون کے سبب ہمیشہ ذلیل و حقیر یعنی
اپنے مخالفین کی رعیت ہو کر نوکر رہتے ہین چنانچہ مشہور ہی کہ چاکر دکو کہدے پہ ہی اور کبھی عزت سلطنت اونمین سے
کسیکو نصیب نہوئی پس صادق ہوا قول حضرت کا کہ گدائی کی ذلت اور صغار میرے مخالف امر پہ جیسا کہ صحیح
بخاری مین ہی اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان
اطیب ما اکلتم من کسبکم وان اولادکم من کسبکم یعنی تحقیق پاکیزہ تر اور حلال تر غذا اونمین و غذا ہی کہ
اپنے کسب سے کھاؤ تم اور تحقیق اولاد تمھاری بمنزلہ کسب تمھارے کے ہی یعنی اگر اولاد کچھ تمھاری خدمت گذاری

کرین وہ بھی ایسا ہی گویا اپنے ہاتھ کے کسب سے کمایا اور امام احمد نے روایت کیا کہ قیل یا رسول اللہ ای الکسب
اطیب قال عمل الرجل بیدہ وکل بیع مبرور یعنی عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ کونسا کسب پاکیزہ تر ہے
فرمایا عمل کرنا مرد کا بدست خود اور ہر خرید و فروخت کہ صحیح و مقبول شرع ہو یعنی اگرچہ اولاد و غلامون کے ہاتھ سے
عمل کسب کروانا بھی اپنا ہی کسب ہے لیکن اپنے ہاتھ سے مشقت کر کے کمانا اوس سے بھی پاکیزہ تر ہے اور بیع و شرا جو ایسے
کہ صحیح موافق مسائل فقہیہ کے ہووے اور امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی نے روایت کیا ہے کہ قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم طلب کسب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ طلب کرنا کسب کا جس سے رزق حلال ہم پہونچے فرض ہے بعد فرض کے یعنی ایمان و غیرہ فرائض کے بعد کسب حلال بھی
فرض ہے اب خیال کیجیے کہ مہدویون کے شیخ اور تمام اونکے فقرا چار سو برس سے تقریبا تارک اس فرض کے ہیں اور سب
گناہگار خدا کے ہیں کہ کسب کہ پیشہ انبیا اور مرسلین کا ہے اوسکو چھوڑ کر لقمۂ خیرات پر منحصر ہو کر بیٹھ رہتے ہیں
بدخلقی وہم یہ کہ دعوی اہل سنت جماعت میں ہونیکا کرنا اور مذہب پر خارجیون کے چلنا کہ مرتکب معاصی کو
کافر جاننا تفصیل اسکی یہ ہے کہ شرح عقائد نسفی و غیرہ کتابون عقائد اہل سنت میں مصرح ہے کہ اعتقاد اہل سنت کا
یہی ہے کہ بسبب کرنے گناہ کبیرہ کے آدمی مومن ایمان سے خارج ہو کر کفر میں داخل نہیں ہوتا ہے اور اعتقاد معتزلہ کا یہ ہے
کہ مرتکب کبیرہ کا ایمان سے خارج ہو جاتا ہے لیکن کفر میں بھی داخل نہیں ہوتا ہے بلکہ درجۂ درمیانی میں رہتا ہے اور
اعتقاد خوارج کا یہ ہے کہ آدمی مومن گناہ کبیرہ بلکہ صغیرہ کرنے سے بھی کافر مطلق ہو جاتا ہے اور اسی اعتقاد خوارج کو
میران مہدی نے بھی پسند فرمایا کہ اشیاے دنیوی اگرچہ حلال و مباح ہوں ان میں مشغول رہنے والے بلکہ اونکا
ارادہ رکھنے والے کو بھی کافر مطلق ٹھہرایا چنانچہ انصاف نامے کے باب پنجم میں لکھا ہے کہ میران نے فرمایا کہ وجود
حیات دنیا کفر ہے چنانچہ زنان و فرزندان و اموال و حیوانات و زراعات و عمارات و ملبوسات و ماکولات وغیرہ جو کہ
انکا مرید ہو اور انہیں مشغول ہو وہ کافر ہے اور جو کہ انکا ارادہ رکھے اور اوس ارادے میں مشغول ہو وہ بھی کافر ہے
اگر کوئی شخص اوسکے ساتھ صحبت کرے یا اوسکے گھر کو جاوے یا اوسکے ساتھ الفت رکھے وہ ہماری آل سے
نہیں ہے یعنی غیر مہدوی ہے اور آل محمد سے نہیں ہے اور آل خداے تعالی سے نہیں ہے انتہی اب سوال یہ ہے
کہ زنان و فرزندان و ملبوسات و حیوانات سواری خود میران اور اونکے خلفا کے پاس ہمیشہ رہتے تھے پس اگر فقط
وجود ان اشیا کا کفر ہے جیسا کہ آغاز کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ کہا وجود حیات دنیا کفر ہے تو نہایت مشکل ہے
آن پڑی کہ جس چیز کو آپ کفر بولنا پھر اوسکا اختیار کرنا اور اگر مراد یہ ہے کہ ان اشیا میں مشغول ہو کر یاد الہی سے

بدخلقی یہ ہے کہ دعوی اہل سنت جماعت میں ہونیکا کرنا اور مذہب پر خارجیوں کے چلنا کہ مرتکب معاصی کو کافر جاننا

غافل ہونا کفر ہی جیسا کہ آخر کلام سے مترشح ہی تو اس ترجیح بلا مرجح کے کیا معنی ہین کہ زنان و فرزندان و ملبوسات و حیوانات
بالتکلف بسر و چشم اختیار کرنا بلکہ سنت انبیا کی سمجھنا اور زراعات و ماکولات و تجارات وغیرہا اموال کسب و اکتساب
سے اجتناب ایسا کرنا جیسا کہ کوئی حرام و کفر سے احتراز کرتا ہی جیسا اون چیزون کو اختیار کیا تھا ان چیزونکو بھی اختیار
کرنا تھا اور مشغول نہین ہونا تھا جیسا کہ انبیا و مرسلین کرتے تھے چنانچہ ما قبل کی بدخلقی مین مذکور ہو چکا یہ کیا
معنی ہین کہ آدھے تیر اور آدھے بٹیر کا لکھاؤن کلکلون کا پرہیز اور رطل فرما جاتا ہی کہ اس قول پر انکے مذہب والون
مین سے کسی نے عمل نکیا الا ماشاء اللہ و للنادر کالمعدوم چنانچہ ظاہر ہی کہ تمام مہدویہ قسم قسم کے حیلون دنیوی
مثل تجارت و زراعت و نوکری و مزدوری وغیرہ اشغال دنیوی مین ہمیشہ مشغول رہتے ہین بلکہ اکثر ان مین کے
کسب حلال و حرام مین تمیز نہین کرتے ہین پس یہ سب انکے مہدی کے قول کے موافق کفار و غیر مہدی ہوئے
کیونکہ آن مہدی سے نہین ہین گے یہی معنی ہین کہ غیر مہدی ہین یہ سزا اسکی ہی کہ انھون نے اون بزرگ کی پاس خاطر سے
ہمکو ستایا تھا اللہ تعالی نے اونھین بزرگ کو ان پر مسلط کر دیا کہ انکو یک قلم کافر کر دیا الحق ہر کہ خلق خدا برنجانید و بیازارد
تا دل مخلوق بدست آرد خدای تعالی ہمان مخلوق را بروی گمارد تا دمار از روزگارش برآرد **بدخلقی یازدہم**
سنت اجابت دعوت کو ترک کرنا چنانچہ باب ششم انصافنامے مین نہایت تاکید ہی کہ دائرے کے باہر موافقین
مذہب کے مکان پر بھی اسطے ضیافت کے نجانا اور اگر طعام اندرون دائرے کے لاتے تھے خلفاے میران بلا تامل
کھاتے تھے انتہی اجابت دعوت طعام سنت حضرت خاتم الرسالت ہی اور احادیث بکثرت اس باب مین وارد ہین
چنانچہ صحیح بخاری مین ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لو دُعیتُ الی کراعٍ لاجبتُ ولو اُهدی
الی کراعٌ لقبلتُ یعنی اگر دعوت کیا جاؤن مین طرف ایک پاچہ کے حاضر ہونگا مین اور اگر ہدیہ بھیجا جاوے
طرف میرے ایک پاچہ البتہ قبول کرونگا مین اور ابو داود نے روایت کیا کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من دعی فلم یُجب فقد عصی اللہ و رسوله و من دخل علی غیر دعوة دخل سارقا و خرج مغیرا
یعنی جو شخص کہ بلایا گیا طرف طعام کے پس قبول نکیا اور حاضر نہوا تحقیق نافرمانی کی اوسنے خدا و رسول کی
اور جو کہ داخل ہوا بغیر دعوت داخل ہوا چور کے مانند اور نکلا لوٹیرے کی طرح اور بخاری و مسلم کی حدیث مین
ہی کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شر الطعام طعام الولیمة یدعی لها الاغنیاء و یترک
الفقراء و من ترک الدعوة فقد عصی اللہ و رسوله یعنی بدترین طعامونکا طعام ولیمہ ہی کہ جسکے واسطے
اغنیا بلائے جاوین اور فقرا چھوڑ دیے جاوین اور جسنے کہ قبول نکیا دعوتکو تحقیق نافرمانی کی خدا و رسول کی

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہی کہ قبول کرنا دعوت کا واجب یا سنت موکدہ ہی اور مسلم کی روایت مین یہ ہی کہ قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اذا دعی احدکم الی طعام فلیجب فان شاء طعم وان شاء ترک یعنی جب بلایا
جاوے ایک تم مین کا طرف طعام کے پس چاہیے کہ حاضر ہووے پھر اگر چاہے کھاوے اور اگر چاہے نکھاوے یعنی سنت یا واجب
اجابت ہی اور وہ تمام ہی حاضر ہونیکا ور کھانے نہ کھانیکا اختیار ہی اور اگر عذر روزہ وغیرہ کا نرکھتا ہووے کھانا مستحب ہی
اب لحاظ کیجیے کہ شیخ جونپوری اور اونکے خلفا کو کھانے سے انکار نہ تھا اگر کوئی اندر دائرے کے کھانا لاتا تھا کھا لیتے
تھے انکار فقط حاضر ہونے سے تھا اور وہی واجب یا سنت ہی غرض کہ اسی طرح سے بہت سی مخالفت سنت محمدی کی انکی
ذات مین تھی پس دعوی اتباع تام کا نرے سعی محض ہی اور اسی مخالفتون کے تدارک کے واسطے انھون نے قاعدہ گڑھا
تھا کہ جو حدیث میرے مخالف ہو وہ نامقبول ہی ایسا ہرگز نہین ہی بلکہ جو عمل تمھارا مخالف حدیث ہو وہ نامقبول اگرچہ
اور حدیث مقبول ہی مخالفت احادیث عین بداخلاقی ہی چنانچہ مسطور ہو چکا مقدمہ دعوت مین بہت احادیث [illegible]
لیکن زیادہ لکھنا کچھ ضرور نہین ہی کیونکہ خطاب اس قوم سے ہی کہ انصاف قبول حق کی عادت تخلق نہین رکھتے ہین
واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم بدخلقی دوازدہم کہ اس امل تمام بداخلاقیون کی جڑ
یہ ہی کہ علم سیکھنے سے منع شدید کرنا چنانچہ انصاف نامے کے باب نہم مین لکھا ہی کہ میران علم پڑھنے سے منع کرتے تھے
اور کہتے تھے کہ اگر تم لوگ علم رکھتے میری مہدویت کو قبول کرتے ایک شخص نے پوچھا اگر اجازت ہووے وقت فرصت
کے کچھ مین پڑھ لیا کرون کہا اسوقت بھی مت پڑھو بلکہ سو رہو اور اونکے خلیفہ خوندمیر نے کہا کہ اگر قرآن کو [illegible]
حق تلاوتہ کے طور پر پڑھین جب بھی پردہ نور ہوتا ہی درمیان بندے اور خدا کے اور یاد خدا سے وہ چھوٹ
جاتا ہی اور میران نے کہا کہ قرآن سمجھنے کے واسطے نور ایمان بس ہی انتہی تمہید جواب اخلاق مین بخوبی واضح ہو چکا کہ
علم حکمت سے اخلاق ہی کہ اوسی کے دلالت کے مطابق قوت غضبیہ و شہویہ مہذب کیجاتی ہین سو واسطے کہ جب آدمی کو
علم نہ ہوا تمیز درمیان نیک و بد کے نکر سکیگا الیں جملہ کب اوسکا پابند ہو کر اپنی قوت غضب و شہوت خلاف حکمت
و شریعت کے مستعمل کرکے خلق سیئی بھی پیدا کریگا اور میران کا یہ قول کہ قرآن سمجھنے کے واسطے نور ایمان کافی ہی
نادرست ہی سو واسطے کہ اگر مراد یہ ہی کہ نفس ایمان کا نور کافی ہی تو ظاہر البطلان ہی کیونکہ ہر مومن بے علم قرآن نہین سمجھ
سکتا ہی بلکہ اوسکے الفاظ بھی نہین پڑھ سکتا ہی اور اگر مراد یہ ہی کہ نور ایمان کامل کا کافی ہی تو کمال ایمان اعمال پر موقوف
ہی کیونکہ بغیر اعمال ایکو مومن فاسق کہینگے نہ مومن کامل اور صحت اعمال علم احکام و عقائد پر موقوف ہی وہ بدون [illegible]
علم کیا جانتا ہی کہ دین اسلامی مین کیا کیا کام فرض و واجب و مستحب و مباح ہین کہ اونکو علی حسب المراتب اختیار کرے اور

کیا کیا کام حرام ومکروہ ہین کہ اون سے اجتناب کرے تا کمال ایمانی حاصل ہووے پس نور ایمان کامل بے علم حاصل نہین
ہوتا ہی خواہ کتابین پڑھکر علم حاصل کرے یا زبانی علما سے مسائل دینی پوچھکر یاد کرلیوے بہر حال ممانعت علم سیکھنے سے
نہایت قبیح ہی اور اوسپر یہ دلیل کہ اگر تم علم سیکھتے میری مہدویت کو قبول کرتے صاف دلالت اسپر کرتی ہی کہ مہدویت
انکی سوا جہلا کے اور کسیکے قابل پسند و قبول نہین ہی اور ظاہر ہی کہ جہلا حق و باطل مین کیا تمیز رکھتے ہین کہ اونکی پسند
معتبر ہووے وہ کیا جانتے ہین کہ مہدی کیسا ہوگا اور اوسکے کیا علامات ہین انکا پسند کرنا اور علما کا کہ واقف علامات
اور احوال مہدی سے ہین ناپسند کرنا دلیل بطلان مہدویت کی ہی شعر صائب ؎ چیز می شکند قدر شعر را ✤ تحسین ناشناس
وسکوت سخن شناس ✤ اور بیان شیخ ندیم کے کہ ذکر کو تلاوت قرآن سے افضل کہا مخالف ہی فرمان خدا اور رسول کے اسواسطے
کہ حدیث قدسی ہی کہ قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول الرب تبارك وتعالی من شغله القرآن عن
ذکری ومسئلتی اعطیته افضل ما اعطی السائلین وفضل کلام الله علی سائر الکلام کفضل الله
علی خلقه رواه الترمذی والدارمی والبیهقی فی شعب الایمان کذا فی المشکوة یعنی فرمایا رسول خدا
صلی الله علیه وسلم نے کہ فرمایا ہی رب تبارك وتعالی نے جو شخص کہ باز رکھے اوسکو قرآن ذکر میرے سے اور دعا و سوال میرے سے دیتا
ہون مین اوسکو افضل اوس چیز سے کہ دیتا ہون سوال کرنیوالونکو اور بزرگی کلام خدا کی باقی کلاموں پر مانند بزرگی
خدا کے ہی اپنے مخلوق پر انتہی اور ذکر بھی قسم دعا سے ہی کیونکہ یاد و ثنا کنایۃً طلب و سوال ہی پس جب فرمایا کہ سائلین
سے افضل دیتا ہون تلاوت کرنیوالے کو اوس مین ذاکرین بھی آگئے جیسا کہ سیاق وسباق کلام کا اسی پر دلالت
واضح رکھتا ہی اور بیہقی نے شعب الایمان مین حضرت عائشہ صدیقہ رضی الله عنہا سے روایت کیا کہ فرمایا
پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم نے قراءة القرآن فی الصلوة افضل من قراءة القرآن فی غیر الصلوة و
قراءة القرآن فی غیر الصلوة افضل من التسبیح والتکبیر والتسبیح افضل من الصدقة والصدقة
افضل من الصوم والصوم جنة من النار یعنی پڑھنا قرآن کا نماز مین افضل ہی پڑھنے قرآن سے غیر نماز مین
اور علما نے کہا ہی کہ نماز مین بھی تفریق ہی کہ کھڑے ہوکر پڑھنا افضل ہی بعد اوسکے بیٹھکر اور قرآن پڑھنا
غیر نماز مین بہتر ہی تسبیح وتکبیر سے علما نے کہا کہ اگرچہ اذکار نماز مین ہووین اسواسطے کہ تسبیح وتکبیر وتحمید وتہلیل
تمام جزو قرآن ہین اور قرآن جو کہ کل ہی افضل ہی جزو سے اور تسبیح افضل ہی خیرات مال سے اور خیرات مال افضل ہی
روزے سے اور روزہ سپر ہی آتش دوزخ سے لیکن یہ جو مشہور ہی کہ عبادت مالی افضل ہی عبادت بدنی سے مراد
ہی کہ سوا نماز و قرات قرآن اور ذکر کے باقی عبادات سے افضل ہی اور انمین ترتیب سطور الصدر ملحوظ ہی اور امام احمد

بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ فرمایا دیکھا میں نے رب العزت کو خواب میں پس پوچھا میں نے کہ کون سی عبادت
افضل ہے فرمایا تلاوت قرآن بار دیگر میں نے پوچھا کہ فہم معنی کے ساتھ ارشاد ہوا بفہم یا بے فہم انتہی اور فضائل علم کے حد
و حساب سے خارج ہیں مگر بطور نمونے کے چند آیات و احادیث مسطور ہوتی ہیں يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِينَ اٰمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ
اُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ یعنی بلند کریگا اللہ تعالیٰ اونکے جو ایمان لائے ہیں تم میں اور ان لوگوں کے جو دیے گئے ہیں
علم بڑے درجے قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ یعنی کہو اے محمد کیا
برابر ہوتے ہیں وہ لوگ کہ علم رکھتے ہیں اور وہ لوگ کہ بے علم ہیں اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا یعنی نہیں ڈرتے
ہیں اللہ سے اوسکے بندوں میں سے مگر علما اور مشکوٰۃ میں ہے کہ کثیر بن قیس نے روایت کیا کہ میں مسجد دمشق میں پاس
ابو الدردا رضی اللہ عنہ کے بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا اور کہا کہ اے ابو الدردا میں مدینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
تمہارے پاس آیا ہوں ایک حدیث پوچھنے کے واسطے کہ میں نے سنا ہے کہ تم وہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت
کرتے ہو سوائے اسکے اور کچھ حاجت یہاں آنے کی مجکو نہ تھی ابو الدردا نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے سنا ہے کہ یقول من سلک طریقا یطلب فیه علما سلک الله به طریقا من طرق الجنة وان
الملائكة لتضع اجنحتها رضا لطالب العلم وان العالم ليستغفر له من في السموات ومن في
الارض والحيتان في جوف الماء وان فضل العالم على العابد كفضل القمر ليلة البدر على سائر
الكواكب وان العلماء ورثة الانبياء وان الانبياء لم يورثوا دينارا ولا درهما وانما ورثوا العلم
فمن اخذه اخذ بحظ وافر رواه احمد والترمذي وابو داود وابن ماجة والدارمي وسماه الترمذي
قیس بن کثیر یعنی فرماتے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو شخص کہ چلا ایک راہ کہ طلب کرتا ہے اوس میں علم
دین کو چلاویگا اوسکو اللہ تعالیٰ ایک راہ میں راہوں بہشت سے اور تحقیق فرشتے رکھتے ہیں بازو اپنے واسطے
رضامندی طالب علم کے اور تحقیق عالم کے واسطے مغفرت مانگتے ہیں رہنے والے آسمانوں کے اور رہنے والے
زمین کے اور مغفرت مانگتی ہیں عالم کے واسطے مچھلیاں درمیان پانی کے اور مقرر فضیلت عالم کی عابد پر ایسی ہے
جیسے کہ فضیلت قمر کو ہے شب بدر میں دوسرے ستاروں پر اور مقرر علما وارث پیغمبروں کے ہیں اور تحقیق پیغمبروں نے
دینار درہم کا وارث نہیں چھوڑا ہے اور سوائے علم کے میراث نہیں چھوڑی ہے پس جسنے کہ سیکھا علم کو پایا نصیب کامل اور ترمذی کی
حدیث میں ہے کہ ذکر لرسول الله صلى الله عليه وسلم رجلان احدهما عابد والآخر عالم فقال
رسول الله صلى الله عليه وسلم فضل العالم على العابد كفضلي على ادناكم ثم قال رسول الله صلى الله

علیہ وسلم ان اللہ وملائکتہ واہل السموات والارض حتی النملۃ فی جحرہا وحتی الحوت فی
الماء لیصلون علی معلم الناس الخیر یعنی ذکر کیا گیا روبرو حضرت رسالت پناہ کے دو مرد کا ایک عابد ہے اور
دوسرا عالم پس فرمایا حضرت نے کہ فضیلت عالم کی عابد پر مانند فضیلت میری کے ہے اوپر ادنی تمہارے کے پھر
فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق اللہ تعالی اور فرشتے اوسکے اور اہل آسمان و زمین یہانتک کہ چیونٹی اپنے
سوراخ میں اور یہانتک کہ مچھلی پانی میں البتہ درود بھیجتے ہیں اوپر تعلیم کرنے والے آدمیونکے علم خیر کو اور ترمذی اور ابن ماجہ
کی حدیث میں ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد
یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک فقیہ سخت تر ہے شیطان پر ہزار عابد سے اور ابن ماجہ بیہقی نے روایت
کیا کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم یعنی طلب کرنا علم کا فرض ہے
اوپر ہر مسلمان کے اور دارمی نے روایت کیا کہ سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن رجلین کانا فی بنی
اسرائیل احدہما کان عالما یصلی المکتوبۃ ثم یجلس فیعلم الناس الخیر والآخر یصوم النہار ویقوم
اللیل ایہما افضل قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضل ہذا العالم الذی یصلی المکتوبۃ
ثم یجلس فیعلم الناس الخیر علی العابد الذی یصوم النہار ویقوم اللیل کفضلی علی ادناکم یعنی سوال
کیا گیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے حال دو مرد کا کہ بنی اسرائیل میں تھے ایک عالم تھا کہ نماز فرض پڑھ لیتا تھا
بعد اوسکے بیٹھتا تھا کہ تعلیم کرتا تھا آدمیونکو خیر کی اور دوسرا روزہ رکھتا تھا دن میں اور نماز میں کھڑا رہتا تھا رات بھر
ان دونوں میں کون افضل ہے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بزرگی اس عالم موصوف الصدر کی اوس عابد مذکور پر مانند
بزرگی میری کے ہے اوپر ادنی تمہارے کے اور ترمذی نے روایت کیا کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تعلموا الفرائض والقرآن وعلموا الناس فانی مقبوض یعنی سیکھو تم فرائض کو اور قرآن کو اور تعلیم کرو آدمیونکو
اسواسطے کہ میں قبض و وفات کیا جاؤنگا اور بیہقی نے روایت کیا کہ سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ما حد العلم الذی اذا بلغہ الرجل کان فقیہا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حفظ
علی امتی اربعین حدیثا فی امر دینہا بعثہ اللہ فقیہا وکنت لہ یوم القیامۃ شافعا وشہیدا
یعنی سوال کیا گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کیا ہے حد علم کی کہ جب پہنچے مرد اوس حد کو ہووے فقیہ پس فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص کہ یاد کرے میری امت کے لیے چالیس حدیثیں اونکے دین کے مقدمے میں
اوٹھاویگا اوسکو اللہ تعالی قیامت میں بیچ زمرہ فقہا میں ہوونگا میں روز قیامت اوسکے گناہوں کا شفاعت

کرنیوالا اور نیکیونکا گواہی دینے والا چنانچہ اسی ثواب کی امید پر محدثین سلف و خلف نے رسائل چہل حدیث کے
تصنیف فرمائے ہیں اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العلم
ثلثة اٰیة محکمة او سنة قائمة او فریضة عادلة وما کان سوی ذلک فهو فضل یعنی فرمایا پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم نے علم تین ہین آیت محکم یعنی کتاب یا حدیث کہ ثابت و صحیح ہو موافق شرائط علم حدیث کے یا فریضہ عادلہ
یعنی احکام کہ مستنبط ہین کتاب و سنت سے باجماع و قیاس کے برابر ہین وجوب عمل مین ساتھ احکام کتاب و سنت کے اور جو
علم کہ سوا اسکے ہے وہ زائد ہے انتہی بالجملہ ثابت ہوا کہ علم نہایت عالی چیز ہے کہ کوئی عبادت اسکو نہین پہونچتی ہے اور
یہ بھی ثابت ہوا کہ احادیث مذکورة الصدر اسی علم ظاہر کی فضیلت مین وارد ہین کہ جسکو علم معاملہ بولتے ہین
نفقط علم باطن کے حق مین کہ جسکو علم مکاشفہ اور علم لدنی اور علم حقیقت کہتے ہین کیونکہ احادیث مین تاکید تعلیم و تعلم
کی ہے اور تعلیم و تعلم اسی علم ظاہر سے متعلق ہے نہ علم لدنی سے کیونکہ علم لدنی کا حال یہ ہے کہ حدیث شریف مین آیا ہے
کہ من عمل بما علم ورثه الله علم ما لم یعلم یعنی جو شخص کہ عمل کریگا اوس علم پر کہ جانا اور پڑھا ہے روزی
کریگا اوسکو اللہ تعالی علم اوس چیز کا کہ نہ جانا اور نہ پڑھا ہے اور حضرات صوفیہ اس حدیث کی شرح مین کہتے ہین کہ جب
آدمی علم ظاہر پر عمل کرتا ہے اور اوسکے موافق خدا کی عبادت بجا لاتا ہے اللہ تعالی اوسکے دل پر ایک دوسرا علم الہام فرماتا ہے
کہ اوستادان ظاہری سے اوسکو نہ پہونچا تھا پھر جب اوس علم ثانی پر عمل کرتا ہے علم ثالث الہام فرماتا ہے اسیطرح
ہر علم عمل کا سبب پڑتا ہے اور ہر عمل موجب علم کا ہوتا رہتا ہے پس علم اول علم ظاہر ہے اور وہی اصل بنیاد ہے ان سب
علوم لدنیہ کا اور باقی سب علوم علم لدنی اور علم باطن ہین کہ اوسی علم ظاہر پر عمل کرنے سے حاصل ہوتے ہین چنانچہ
آیت واتقوا الله ویعلمکم الله مین اسطرف اشارہ ہے یعنی اور تقوی و پرہیزگاری اختیار کرو اللہ تمکو تعلیم فرماویگا
اور دوسری آیت مین ہے کہ والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا یعنی اور جن لوگون نے مجاہدہ
اور ریاضت کی ہماری راہ مین بتاوینگے ہم اونکو راہین اپنی پس معلوم ہوا کہ علم باطن فقط موہبت الٰہی ہے کہ
پڑھنے اور سیکھنے سے علاقہ نہین رکھتا ہے اور جس جگہ سیکھنے اور پڑھنے کی تاکید ہے مراد اوس سے علم ظاہر ہے اور
علم ظاہر موقوف علیہ اور بنیاد علم باطن کی ہے کہ جب علم ظاہر پر برابر عمل کیا جاتا ہے علم باطن خود بخود الہام
ہوتا ہے کیونکہ درگاہ الٰہی مین بخل نہین ہے بندے مین قابلیت ہونے کی دیر ہے اور اگر علم ظاہر نہوا تو عمل اول ہی مین
خلل واقع ہوگا پس علم باطن بھی اوسپر مترتب نہوگا اسیواسطے حضرات صوفیہ نے فرمایا ہے کہ ان دونون علمون کی
نسبت تن و جان و پوست و مغز کی ہے شعر علم باطن ہمچو مسکہ علم ظاہر ہمچو شیر ۔ کی شود بے شیر مسکہ کی شود بے پیر پیر

پس شیخ جونپور کہ علم ظاہر کے سیکھنے سے منع کرتے ہیں گویا کہ تمام علوم لدنیہ کی راہ بند کرتے ہیں اور معرفت الٰہی سے
محروم رکھتے ہیں بیت بے علم نتوان خدا را شناخت ٭ اور منشا غلطی کا یہ ہوا کہ سُن پایا ہی کہ حضرت خاتم الرسالۃ
امی تھے استغفر اللہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک یہ نہیں جانتے ہیں کہ وہاں بھی شب و روز جبرئیل واسطے تعلیم کے حاضر تھے
کہ عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَىٰ وغیرہ آیات دال ہیں اور نبوت موہبت الٰہیہ ہی کہ نہ سابقہ ریاضت و محنت کے مرحمت
ہوتی ہی بخلاف ولایت کے کہ کسبی ہی کہ اول کسب و ریاضت چاہیے تب حاصل ہووے اور کسب و ریاضت موقوف ہی علم
شرعی پر ہر شخص اپنا قیاس حضرات انبیا پر کسطرح کر سکتا ہی ہر ایک کیواسطے جبرئیل سا معلم کہاں ہے نصیب ہی گا پس اپنی
اوقات کے موافق کوئی مسلم اختیار کرنا چاہیے اسی سبب سے تمام اولیا اور مشائخ طریقت مانند شیخ عبد القادر جیلانی
و جنید و شبلی و بایزید بسطامی و شیخ شہاب الدین سہروردی و خواجہ معین الدین چشتی و خواجہ بہاؤ الدین نقشبند وغیرہم کے
کہ حساب اونکا مشکل ہی سب علما ہیں کہ اول تحصیل علوم ظاہری کر کے بعد طریقت میں قدم رکھے ہیں اور اگر کوئی بے علم
داخل طریقت ہوا چاہتا تھا پہلے اوسکو علم سیکھنے کا حکم فرماتے تھے اور اگر کوئی شاذ و نادر بجذبہ الٰہی بغیر علم پڑھے
کسی مقام کو پہونچ جاوے وہ شیخ نہیں ہوتا ہی جب تک کہ بعد جذب کے علم پڑھکر سلوک اختیار نکرے اور مجذوب سالک
ہو نے لیس اسکو بعد جذب کے ہنگام سلوک میں علم کی حاجت ہوئی جیسا کہ سالک مجذوب کو قبل جذب کے سلوک میں علم کی
ضرورت ہوتی ہی یہ دونوں شیخ ہیں کہ منصب کہتے ہیں اور مجذوب محض اور سالک محض شیخ نہیں ہو سکتا ہی جیسا کہ
عوارف وغیرہ کتابوں میں اہل طریقت میں مذکور ہی اور صاحب سراج نے نہایت تعصب بلکہ جہالت سے انکار
اس مقدمے کا کیا اور کہا کہ ہم لوگ علوم کے سیکھنے سے منع نہیں کرتے ہیں حالانکہ یہ انکار غلط ہی کیونکہ دست اویز
خود انکے مہدی کی ان باتوں پر موجود ہیں جیسا کہ مذکور ہو چکیں کہ وہ سونے اور قیلولہ کو علم پڑھنے پر ترجیح دیتے تھے
اور سخت منع کرتے تھے چنانچہ آغاز قول میں اونکی معتبر کتابوں سے منقول ہو چکا بد خلقی سیزدہم اپنے پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم پر جفا کرنا اور اونکی روح اطہر کو ناخوش کرنا یعنی بیت اللہ کو جانا اور زیارت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے واسطے مدینہ طیبہ کو نجانا اور جنکی بدولت کعبے کو پہچانا اور حج کرنا جانا اونکے ساتھ ناشکری و
احسان فراموشی پیش آنا کہ اونکے مرقد اطہر پر حاضر نہونا اور بیگانہ وار مدینے سے روگردان ہو کر فقط مکے سے
حج کر کے واپس آنا اور حضرت کی شفاعت خاص کی کہ واسطے زائر قبر اطہر کے موعود ہی ہو انکار چنانچہ حدیث شریف میں
وارد ہی کہ مَنْ زَارَ قَبْرِي وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي یعنی جسنے زیارت کی میری قبر کی واجب ہو گئی اوسکے واسطے
شفاعت میری اور حضرت کی شرف ملاقات کی قدر نجاننا کہ زیارت قبر اطہر مانند ملاقات حیات کے ہی چنانچہ

حدیث شریف میں ہے کہ من زار قبری بعد وفاتی کان کمن زارنی فی حیاتی یعنی جسنے زیارت کی میری
قبر کی ہوا مانند اوس شخص کے کہ ملاقات کی مجھسے میری زندگی بیچ اور بالفرض اگر حاصل کرنے اس شرف و منقبت کا
ارادہ نکیا تو مجش روح اطہر کا بھی خوف نکیا اسواسطے کہ حج کرکے بغیر زیارت شریف کے مراجعت کرنے میں روح مقدس کو
جفا کرنا ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی یعنی جسنے کہ حج بیت اللہ کا کیا اور میری
زیارت نہ کی پس تحقیق مجھپر جفا کیا اور علی مرتضی حضرت رسالت پناہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا من زار قبری بعد
موتی فکانما زارنی فی حیاتی ومن لم یزر قبری فقد جفانی یعنی جسنے کہ زیارت کی میری قبر کی بعد موت
میری کے پس گویا کہ ملاقات کی مجھسے میری زندگی میں اور جسنے کہ نہ زیارت کی میری قبر کی پس تحقیق کہ مجھپر جفا کیا
اوسنے چنانچہ شیخ جونپوری نے کہ اپنے تئیں مہدی مشہور کرتے ہیں ایسی کیا کہ بیت اللہ کا حج کیا اور بغیر زیارت
حضرت رسالت کے مدینے سے موںھ موڑ کر ہندوستان کا رستہ لیا اور اس عیب کے دبانے کے واسطے حیلہ کیا کہ مجکو
حضرت رسالت پناہ نے فرمایا کہ میرے پاس مت آؤ سیدھے گجرات کو چلے جاؤ کہ تمہارے دعوی مہدیت کی وعدہ گاہ
ہے اور اوسکا وقت ظہور بھی قریب ہے جیسا کہ مطلع الولایت میں مسطور ہے اور حقیقت میں یہ وہی بات ہے کہ عذر
گناہ بدتر از گناہ اور کذب اس کلام کا ظاہر ہے اسواسطے کہ سفر آمد و رفت مدینے کا کل ایک مہینے کا ہوتا ہے اسقدر دعوی
مہدویت کی کیا جلدی تھی کہ اوس سفر مبارک کو چھوڑ کر تاخت گجرات کو مقدم رکھا حالانکہ گجرات میں آکر شہر
احمد آباد مسجد تاج خان میں متصل دروازہ جمال پور کے اٹھارہ مہینے اقامت کرکے دعوی مہدویت کا سنہ ۹۰۵
نو سو تین میں دعوی کیا ہے سو دو برس کے بعد کیا ہے پس ایک مہینے کا سفر مدینہ ترک کرنا بخیال دعوی مہدویت کے
اور پھر گجرات میں آکر اس قدر تاخیر دعوی کرنا نہایت تعجب کی وجہ ہے علاوہ یہ کہ دعوی گجرات میں کیا خود ہوتا
کیا مدینے میں دعوی کرنے سے کچھ شرم دامن گیر ہوتی تھی اور علاوہ یہ ہے کہ اس کشف مخالف شرع پر عمل کیا اور یہ
خیال نکیا کہ جب حضرت رسالت حالت زندگی میں اپنی زیارت قبر کی اسقدر تاکید فرماوینگے کیونکر بعد رحلت کے لوگوں کو
عالم مکاشفے میں زیارت سے منع فرماوینگے زیارت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی باجماع علمای دین قولاً و فعلاً
افضل سنن اور اکد مستحبات سے ہے قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں زیارت قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
ایسی سنت ہے کہ اوسپر اجماع ہے اور بعض علمای مالکیہ اوسکو واجب لکھتے ہیں اور نزدیک امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے
زیارت آنحضرت کی افضل مندوبات اور اکد مستحبات سے ہے قریب بدرجہ واجبات کے اور کثرت سے حدیثیں اس مقدمے
میں وارد ہیں چنانچہ جذب القلوب وغیرہ کتابوں میں اسکی تفصیل موجود ہے پس جب ایسے امر اجماعی کے برخلاف کوئی

کشف والہام ہووے اوسپر عمل نچاہیے بلکہ وسوسہ نفسانی اوسکو سمجھنا چاہیے اور زیادہ تر موجب حیرت یہ ہی کہ خود
شیخ جونپوری کا بھی یہی اعتقاد ہی چنانچہ شواہد کے چوبیسوین باب مین لکھا ہی کہ میران نے فرمایا ایک شخص کو کہ اوسکو کشف
کسنا نچاہیے کہ رعایت شرع محمدی کی جسمین قائم نہووے پھر فرمایا کہ معلومات تمھاری تو رین پڑین کہ خلاف شرع
محمدی کے کیا تمنے سبحان اللہ قول یہ اور فعل وہ کَفٰی بِنَفْسِكَ الْیَوْمَ عَلَیْكَ حَسِیْبًا اللہ تعالی فرماتا ہی
اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ یعنی کیا حکم کرتے ہو
تم لوگونکو نیک کام کا اور بھولتے ہو آپ کو اور تم پڑھتے ہو کتاب پھر کیا نہین سمجھتے ہو بدخلقی چہاردہم یہ کہ ارادہ
اتباع سنت محمدی کا کرنا لیکن بسبب کم علمی کے وہ مخالف سنت کے ہو جانا چنانچہ شواہد الولایت کے باب بست و ہشتم
مین لکھا ہی کہ شیخ جونپوری روز انتقال اپنی بی بی کے گھر مین تھے اور عادت یہ تھی کہ زمین مین میخین واسطے
شناخت نوبت ازواج کے گاڑی تھین جب ان میخون سایہ پہونچتا تھا ایک بی بی کے گھر سے دوسری
بی بی کے گھر جانے کی نوبت آتی تھی اوس روز جب سایہ میخ پر پہونچا فرمایا کہ مجکو بی بی ملکان کے گھر مین لے چلو بی بی
ملکان وہان حاضر تھین اونھون نے عرض کیا کہ آپ تختی ہی اور مین خود یہان حاضر ہون اور مینے اپنی نوبت تمکو بخشدی
آپ یہین رہو اور بی بی بوان نے بھی یہی مضمون بکمال اصرار عرض کیا میران نے جواب دیا کہ خوب تمنے اپنا حق بخشا لیکن
حد شرع محمدی کی کہ خدا تعالی نے حکم کیا ہی کون شخص بخش سکتا ہی بعد اوسکے پھر دو تین بار بی بی ملکان وغیرہ
نے یہی مضمون عرض کیا لیکن میران نے قبول نکیا اور کہا کہ یہ لوگ ہماری رعایت کرتے ہین لیکن شرع محمدی کی رعایت
نہین کرتے ہین الغرض نمانا اور بی بی ملکان کے گھر مین بہر طور لے گئے پہونچایا انتہی میران کی اس حرکت مین
چند قباحتین پائی گئین ایک یہ کہ خلاف حضرت رسالت مآب کے کیا سو اسواسطے کہ صحیح بخاری کی حدیث ہی کہ
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یسئل فی مرضه الذی مات فیه این انا غدا این انا غدا
یرید یوم عائشة فاذن له ازواجه ان یکون حیث شاء فکان فی بیت عائشة حتی مات
عندها یعنی بتحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرض موت مین ہر روز پوچھتے تھے کہ مین کل کس بی بی
کے گھر مین ہونگا اشتیاق تھا نوبت حضرت عائشہ کا ازواج مطہرات نے یہ مطلب سمجھ کر اذن دیا کہ جس جاے
حضرت کا دل چاہے وہان رہین پس حضرت حجرۂ عائشہ مین تشریف فرما رہے یہانتک کہ اونھین کے پاس رحلت
فرمائی اب غور کیا چاہیے کہ جب حضرت رسالت نے رخصت ازواج مطہرات کی قبول فرمائی شیخ جونپوری کہ کمال اتباع کا
دعوی کرتے ہین انکو بھی لازم تھا کہ قبول کر لیتے اور طریقہ محمدیہ پر عمل کرتے کیونکہ حضرت رسالت سے بڑھکر تقوی

نہین ہی بلکہ وسوسۂ نفس ہی چنانچہ کیا خوب کسینے کہا ہی شعر فرو کوش در زہد و صدق و صفا ☆ ولیکن میفزا ے
بر مصطفی ☆ دوسری قباحت یہ کہ نوبت شب باشی حق بیبیونکا ہی اگر کوئی بی بی اپنی نوبت دوسری کو حلال کر دے
دے حلال ہو جاتی ہی چنانچہ حدیث سابق سے بھی ظاہر ہوا اور دوسری حدیث متفق علیہ مین بھی ہی کہ ان سودة
لما کبرت قالت یا رسول اللہ جعلت یومی منک لعایشة فکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم یقسم لعایشة یومین یومها ویوم سودة یعنی سودہ رضی اللہ عنہا کہ ازواج مطہرات سے
مین جب کبیر السن ہوئین عرض کیا یا رسول اللہ کر دیا مینے اپنا روز نوبت واسطے عایشہ کے پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
عایشہ کے واسطے دو روز نوبت فرماتے تھے ایک خود اونکا روز اور ایک بی بی سودہ کا روز اسیطرح شیخ جونپوری کے واسطے
بھی بی بی ملکان اپنی نوبت بی بیون کو دیتی تھی اور انھون نے اس حلال کو بمنزلہ حرام کے سمجھ کر انکار کیا تیسری
قباحت یہ ہی کہ تمام فقہا اور محدثین کا اتفاق ہی کہ شب باشی مین عدل واجب ہی یعنی جتنے ساعات شب ایک عورت
کے گھر مین رہے اوسیقدر دوسری کے پاس بھی رہے اور دن مین حساب ساعتون اور لحظون کا ضرور نہین ہی کیا دخل
کسی فقیہ نے بھی ایسی ہی اور کسی جاے یہ نہین آیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی گھڑیون کا حساب کر کے عورتون پر تقسیم
فرماتے ہون پس شیخ کبلی اور اسقدر باریک بینی اس مقدمے مین حرکت زائد لاحاصل تھی چوتھی قباحت یہ کہ
شیخ موصوف باوصف اسکے دعوی علم غیب و اطلاع جمیع احکام کا رکھتے تھے اس حال تک بھی کہ ہنگام مرگ قریب
پہونچا اسقدر نجانتے تھے کہ حد شرعی بخشنے سے نہین بخشی جاتی ہی وہ کون سی ہی اور حقوق قابل بخشنے کے کون سے
مین کہ نوبت ازواج کو کہ حق الناس ہی اور مانند دوسرے حقوق العباد کے بخشا جاتا ہی اوسکو حد الٰہی ٹھہرایا اور کہا کہ اس
حد شرعی کو کون شخص بخش سکتا ہی اور یہ نجانا کہ وہ بخش سکتا ہی کہ جسکا یہ حق ہی یعنی ان بی بیان کا بخش سکتی ہی جیسا کہ
بی بی سودہ نے حضرت عایشہ کو اپنا حق نوبت بخشدیا اور وہ حدود کہ جنکو بخشنا بندون سے نہین ہو سکتا ہی وہ حقوق الٰہی ہین
اسواسطے کہ حد کی تعریف یہ ہی کہ عقوبت مقدرہ و معینہ کہ واسطے حق خداے تعالی کے واجب ہوئی ہو ایسی حد ہین
حاکم کے پاس پہنچنے کے بعد شفاعت درست نہین ہی پس تعزیر کو حد نہین کہینگے کیونکہ مقدر و معین نہین ہی اور قصاص کو
حد نہین کہتے ہین کیونکہ اگرچہ عقوبت معینہ ہی لیکن حق بندے کا ہی اسواسطے بخش دیا جاتا ہی اور قرآن سے
اوسکا عفو ثابت ہی کہ فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ یہ آیت
بھی اگر شیخ موصوف کو یاد آجاتی جانتے کہ جب قصاص کا حق عفو ہو سکتا ہی دوسرے حقوق الناس کیون عفو ہونگے
بالجملہ یہ ثمرات اسکے ہین کہ اپنے تئین بھی علم کیطرف توجہ نہین ہی اور دوسرونکو بھی اوسکی طرف مائل ہونے سے

مانع ہوتے ہین بدخلقی یازدہم یہ کہ بسبب اپنی مہدویت کے انکار کے تمام اہل اسلام کو مشرق سے مغرب تک
کافر جاننا اور انکے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز سمجھنا چنانچہ انصاف نامے کے باب دوم مین لکھا ہے کہ میران نے کہا کہ انکار کرنا مہدیت
سید محمد بن سید خان سے کفر ہو اور ملا احمد خراسانی نے سید محمود فرزند میران سے پوچھا کہ منکران مہدی کو کیا فرماتے
ہو کہا کافر کہتا ہون مین ملا احمد نے کہا اگر مین انکار کرون سید محمود نے کہا اگرچہ بایزید ہووے اور انکار مہدی کا کرے
کافر ہو جاوے اور باب سوم مین لکھا ہے کہ میران نے کہا کہ نماز پیچھے منکران مہدی کے پڑھنا نہ چاہیے اگر پڑھی ہون
اعادہ کرین آور موضع بہدیوالی مین اکثر مہاجرین میان نعمت مجتمع ہوئے تھے گفتگو یہی تھی کہ منکرین کے پیچھے نماز
نہ چاہیے گزارنا بعد ہ بعضے یارون نے اعتراض کیا کہ خود میران نے نماز جمعہ اور نماز ہر دو عید کی پیچھے مخالفین کے
ادا کی ہے اگر روا نہوتا کیون پڑھتے بعدہ میان خوندمیر اور میان نعمت وغیرہ نے کہا کہ ہم اس گفتگو مین نہین پڑتے
ہین جو کچھ میران نے کہا ہے وہ ہمکو کرنا چاہیے اور جس چیز سے منع کیا ہے چاہیے کہ اوس سے ہم باز رہین مصنف
کتاب مذکور کا کہتا ہے کہ اس مجلس مین یہ ناقل حاضر تھا اور باب ہشتم مین لکھا ہے کہ خوندمیر نے کہا کہ مہدویوں کو مسجد جامع
اور عیدگاہ مین بجمعیت اور سلاح و لباس عمدہ جانا چاہیے تاکہ مخالفین اونکی کثرت دیکھکر سوختہ ہووین اور باب
چہارم مین لکھا ہے کہ شہر ٹھٹھہ مین میران عوت کر رہے تھے ایک ملا اپنے لڑکے کے واسطے خواہان دعا ہوا میران نے
جواب دیا کہ اگر حق تعالی قوت دیوے ان لوگون سے جزیہ لیوین مین او خوندمیر نے کہا کہ یہ لوگ حربی ہو گئے ہین
اور خوشی میران اور اونکے یارون کی نہ تھی کہ علما مخالفین کے گھر علم پڑھنے اور وعظ سننے کے واسطے کوئی جاوے
اور خوندمیر بہت تشدد کرتے تھے اور کہتے تھے کہ کوئی شخص ہمارے دائرے سے تمہارے پاس علم پڑھنے کو نہ آویگا
یہانتک کہ علما کے پاس جاوے اور دوستی کرے مخالف آیت اور مخالف مہدی کا ہووے آیت یہ ہے یاایھا الذین
آمنوا لاتتخذوا بطانۃ من دونکم الآیہ انتہی جواب اسکا یہ ہے کہ کلام مذکور العدر سے معلوم ہوتا ہے
کہ میران و خوندمیر اپنے مخالفین کو حربی اور کافر و قابل جزیہ جانتے تھے ہمکو اوسکا جواب دینے کی حاجت نہین ہے
بلکہ خود میران و خوندمیر کی زبان سے اسکا جواب لو لیتے ہین وہ یہ ہے کہ اوسی کتاب انصاف نامے کے باب پنجم مین
لکھا ہے میران نے کہا کہ جو شخص کہ کلمہ کہے اوس سے جزیہ نچاہیے لینا اور اونکی عورتون مین سے نکاح تعرض
نچاہیے کرنا اسطرح حرمت کلمے کی چاہیے رکھنا اور یہ بھی لکھا ہے کہ خوندمیر نے جنگ کے بعد اسباب مخالفین کا
نلیا اور لینے سے منع کیا اور میران نے سفر خراسان مین سرحد ولایت مسلمانون تک اونکی کشت زار سے
کچھ نلیا جب ملک کفرستان مین پہونچے اضطرار مین لینے کی اجازت دی انتہی بیان سے معلوم ہوا کہ اپنے

مخالفین کو حربی نہین جانتے تھے بلکہ اونکے اموال اور جورو تونکو مانند اموال اور اعراض مسلمانون کے اپنے پر
حرام جانتے تھے یہانتک کہ میان غوث ہمیسے اونکے ہاتھون پر جان دیا اور اونکا مال نہ لیا اور میران نے سفر خراسان مین تمام
اضطرار مین بھی اونکے کشت زار پر دست دراز نکیا اور ذمی بھی نہین جانتے تھے اسواسطے کہ میران نے کبھی
انسے جزیہ نچاہے لینا اور علاوہ یہ کہ وہ لوگ اونکے ذمے مین کب آئے تھے کہ ذمی ہوتے اور اونکی حمایت میں
بلکہ خود اونکی رعیت تھے اور مستامن بھی نتھے کیونکہ وہ لوگ کب انسے امن مانگ کر انکے ملک مین گئے تھے انکا
ملک کہان تھا بلکہ یہی اونکے ملک مین اونکے امن مین بسر کرتے تھے اور منافق بھی نتھے اسواسطے کہ منافق وہ ہوتا ہے
کہ اپنا اعتقاد کو چھپاوے وہ لوگ اپنے عقائد کو کبھی میران اور مہدویون کے سامنے نہین چھپاتے تھے بلکہ برسر ملاقات
خود ان پر احتساب قائم کرتے تھے پس جبکہ کافر حربی اور ذمی و مستامن و منافق نٹھیرے معلوم ہوا کہ خود میران اور خوندمیر
کے اعتقاد مین بھی وہ لوگ مسلمین تھے کہ باطل تھے. سو سوے اسکے کوئی احتمال دیگر باقی نہین ہے اور احکام بھی اسکے
اونکے حق مین میران و خوندمیر جاری کرتے تھے اب جو کلام مذکور الصدر سے معلوم ہوتا ہے کہ میران اور خوندمیر
وغیرہ اپنے مخالفین کی تکفیر کرتے تھے اور حربی یا قابل جزیہ و غیر قابل اقتدا نماز جانتے تھے محض تعصب اور نفسانیت
سے تھا کہ مسلمانون کو دیدہ و دانستہ کافر بولتے تھے اور شدت غضب اور غلبۂ تعصب مین اس نحو کے
انجام کا خیال نہین کرتے تھے اور اندیشہ اور خوف اسبات کا نہین کرتے تھے کہ مسلمانونکو کافر جاننے سے آدمی
آپ کافر ہو جاتا ہے یہ مقتضا نہایت بے احتیاطی اور نا عاقبت اندیشی کا ہے آدمی خدا ترس و دیندار کبھی ایسی
جرات نہین کرتا ہے چنانچہ محرر اوراق باوجود اسقدر ظلم اور زیادتی ان بزرگوارون نا عاقبت اندیش کے ابھی تک
صراط مستقیم احتیاط پر چلا جاتا ہے اور کبھی اپنے زبان اور قلم کو انکی تکفیر سے آلودہ نہین کرتا ہے اور یہ جو تمام امت
اسلامیہ کی تکفیر کر رہے ہین اسکا انتقام خدائے داد رس پر حوالہ کرتا ہے کہ وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ
جواب دوم یہ کہ کلام مذکور الصدر مین جو انکے اقرار سے ثابت ہوا کہ خود میران اور انکے تمام مہدویون اور خلفا
نے نماز جمعہ اور عیدین کا پیچھے مخالفین کے پڑھنا صحیح اور درست سمجھا ہے اور اوسپر عمل کیا ہے اور دوسری کتابون
سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ کبھی میران نے جمعے اور عیدین مین اقتدا مخالفین سے انکار نکیا بلکہ ہمیشہ
ہندستان و عربستان و خراسان مین جمعہ اور عیدین پیچھے مخالفین کے پڑھا کیے ہین چنانچہ آج تک انکی قوم کا
اسی پر عمل ہے اب سوال کیا جاتا ہے کہ یہ کونسی شریعت اور دین ہے کہ جمعہ اور عیدین کافر کے پیچھے صحیح ہو جاوے
شریعت محمدیہ مین تو ہرگز نہین ہے اگر ہو تو ثابت کرو اور اگر میران نے کوئی شریعت تازہ تراشی ہے تو وہ دعوی

میران کا غلط ہوا کہ ہم شریعت تازہ نہین لائے کیونکہ ہم مین اور تم مین باب شریعت مین کچھ فرق نہین ہی جیسا کہ شواہد کے باب
بستم مین منقول ہی پس معلوم ہوا کہ مہدی نہ تھے کہ ایسے دعوے باطل کرتے تھے اور اگر شریعت تازہ نہین لائے
ہین جیسا کہ ادعا ہی تو کافر کے پیچھے نماز جمعہ و عیدین پڑھنا بمقتضاے شریعت محمدیہ کے خطاے بدیہی ہی جب معتقد
مسئلہ دینی نجانتے تھے یا جانکر اوسکے مخالف عمل کرتے تھے تب بھی مہدی نہ ہوے کہ مہدی کے حق مین ہی
يَقْفُوا أَثَرِي وَلَا يُخْطِئُ یعنی میرے قدم پر چلے گا اور خطا نکریگا اور اگر مخالفین حقیقت مین کافر نہ تھے اور وہ ضابطے
اونکے پیچھے جمعہ اور عیدین ادا کرتے تھے تو اونکو کافر بولنا اور نماز پنجگانہ اونکے پیچھے ناروا سمجھنا خطاے فاحش ہوا
تب بھی مہدویت اونکی گئی اور دوسری خطا یہ ہوئی کہ جمعہ و عیدین اور نماز پنجگانہ دین تفرقہ کرنا خلاف اجماع مسلمین ہی کہ
جسکے پیچھے جمعہ صحیح ہی اوسکے پیچھے پنجگانہ بھی صحیح ہی جواب سوم یہ کہ سند تکفیر مخالفین کی یہ حدیث ہی مَنْ أَنْكَرَ خُرُوجَ الْمَهْدِيِّ
فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ یعنی جسنے انکار کیا خروج مہدی کا پس تحقیق کافر ہوا اوس چیز کا کہ اوتاری گئی ہی محمد صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم پر جیسا کہ صاحب سراج الابصار نے امام ابوبکر اسکافی کی فوائد الاخبار اور ابو القاسم سہیلی کی شرح السیر سے اور فصل الخطاب سے
نقل کیا ہی اور یہ حدیث احادیث آحاد ظنیہ سے ہی کہ بہ تقدیر صحت بجز ظن کے مفید جزم و یقین کو نہین ہی اور اسلام
امت محمدیہ کا قطعی یقینی ہی پس اس ظنی سے اوس قطعی یقینی کے زائل ہونیکا حکم کیونکر ہو سکتا ہی اور اگر کہین
کہ جب حضرت مہدی نے اس حدیث کی تصدیق و تصویب کی اور اوسکے مطابق اپنے مخالفین کی تکفیر کی تو حدیث
قطعی ہو گئی جواب اوسکا یہ ہی کہ اول تو تقریر دوری ہی کہ صحت تکفیر موقوف ہوئی صحت مہدویت پر اور صحت
مہدویت موقوف ہی صحت تکفیر پر گویا کہ تکفیر ناحق آثار خلق قبیح سے ہی کہ بطلان مہدویت اوسکو لازم ہی اور علاوہ یہ ہی
کہ خود تمھارے مہدی سے حکم تکفیر مذبذب ہی جیسا کہ جواب اول و دوم مین مذکور ہوا کہ صاف معلوم نہین ہوتا ہی کہ
منکرین کو کافر جانتے تھے یا مسلمان بلکہ معلوم ہوتا ہی کہ متردد رہتے تھے کہ کبھی احکام اسلام کے اونپر جاری
کرتے تھے اور کبھی احکام کفر اون مظلومون کی طرف منسوب کرتے تھے پس جب کہ خود متردد ہوے حکم جزمی نہوا
اور حدیث بھی مفید جزم نہوئی پس اسلام قطعی و ثابت کیونکر زائل ہو سکتا ہی اور جواب حقیقی یہ ہی کہ حدیث
مسطور کا مطلب یہ ہی کہ پیشتر خروج مہدی کے خروج مہدی موعود کا انکار نچاہیے بلکہ اعتقاد رکھنا چاہیے کہ مہدی
موعود آنے والا ہی جیسا کہ اب ہم سب معاشر اہل سنت کو اعتقاد ہی اور بعد خروج امام ممدوح کے تصدیق کرنا چاہیے
کہ غایت اعتقاد سابق کی یہی ہی جیسا کہ ہم سب اوسوقت تصدیق کرینگے انشاء اللہ تعالی اور مہدویہ جو خود یہ
تو اوسوقت بھی از قسم گذشت کرتے رہینگے اور منکر مہدی موصوف کے ہونگے اب انصاف کرنا چاہیے کہ

ہر چیز کے واسطے کچھ علامات مختصہ ہوتی ہین کہ جنسے وہ چیز پہچانی جاتی ہی پس مہدی کے واسطے بھی علامات ہین
کہ جسمین پائی جاوین وہ مہدی ہی ورنہ ہر شخص دعوی کر بیٹھے کہ بندہ مہدی موعود ہی کیونکہ آدمی ہی اور محمد نام رکھتا ہی
اور یہ امر مشترک ہی اس سے مہدیت ثابت نہین ہو سکتی ہی پس علامات مہدیت کے احادیث مین مذکور ہین اون علامات کا
مین موجود چاہیے ہونا تا کہ اوسکی تصدیق لازم ہو اور انکار کفر ہو پس وہی علامات تعریف مہدی کی ہوئی اور تعریف مین
ضرور ہی کہ جامع اور مانع و مختص معرف ہو وے کہ دوسرون سے مابہ الامتیاز واقع ہو پس اسقدر علامات مذکورہ
احادیث کہ جن سے مہدی غیر مہدی سے متمیز ہو جاوے اور وہ علامات دوسرون مین موجود نہووین ذات مدعی
مہدویت مین ضرور ہین اب اگر بانصاف دیکھیے تو شیخ جونپوری مین سب علامات مفقود ہین سواے اسکے کہ محمد نام تھا
اسواسطے کہ ابتک انکا نسل فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہونا اور باپ کا نام عبد اللہ ہونا بھی ثابت نہوا حالانکہ یہ علامات
عامہ سے ہین کہ تنہا مثبت مہدویت کے نہین ہو سکتے ہین چہ جاے دوسری علامات کی اور حال اخلاق خود ظاہر ہی کہ اکثر
مخالف احادیث و قرآن کے ہین اور اخلاق مہدی سے نہایت مخالف ہین اور دعویہاے کمالات باطنیہ کے
غیر مسموع ہین کیونکہ وہ امور باطنیہ ہین فقط تمہاری بانی ہین وہ خود محتاج اثبات ہین مہدویت کا اثبات کیا کر سکتے
ہین پس ایسے شخص کی مہدویت کا اقرار احادیث کثیرہ کا انکار ہی اب اگر انصاف کیجیے تو انکی تصدیق گناہ ہی اور انکار
موجب اجر و ثواب ہی اور اگر بلا علامات مذکورہ احادیث تصدیق واجب و انکار کفر ہو وے تو کوئی کس کس کی
تصدیق کرے اسواسطے کہ کچھ فقط شیخ جونپوری مدعی مہدویت کے نہین ہین بلکہ اون سے اول بہت سے مدعی
گذر چکے ہین یہ بھی منجملہ اونکے اور مقتدی اونکے ہین چنانچہ تفصیل اون جھوٹے مہدیونکی موافق لکھنے
قاضی ارتضا علیخان مرحوم اور حضرت شیخ علی متقی مرحوم کے یہ ہی کہ ایک اونمین سے محمد بن تومرت مغربی اکر
جو سن پانچسو چودہ ہجری مین اتفاق سے عبد المومن کومی کے مغربی ملکون مین نکلا تھا ریاست پیدا کر کے
مال و اسباب لوگون کے لیکر بڑا فساد برپا کیا اور اپنی مہدویت ثابت کرنیکے واسطے چند لوگون کو قبرون مین پوشیدہ
رکھا تھا تا وہ کہا کرتے رہین کہ یہ مہدی موعود ہی اس حیلے سے اکثر جاہلون کو دام گمراہی مین لایا آخر بخوف
راز فاش ہونیکے جو لوگ کہ قبرون مین پوشیدہ تھے انکو جیتے ہی قبرون مین دفن کر دیا اور آپ مہدی معصوم
کہلایا بعد تھوڑے عرصے کے حاکم وقت کے ہاتھ سے مقتول ہو کر بدلا اپنے دعوے کا پایا دوسرا احمد بن
عبد اللہ مسمی جو نواسا یہودی کا مجوسیہ عورت کا جنا ہوا الملوک عبیدہ کا پوتا تھا مہدیت کا جھوٹا دعوی کرتا
ہوا شام کیطرف سے نکلا نسبت اپنے نسب کی حضرت اسمعیل بن امام جعفر صادق علیہ السلام کیطرف کر کے

مغرب اور شام اور مصر اور خراسان کے ملکون کے اکثر لوگونکو اپنے تصرف مین لایا اور مغرب کیطرف ایک شہر بسایا
نام اوس شہر کا مہدیہ رکھکر تخت گاہ اپنی بنلیا فساد اور برائیان اوس سے اور اوسکی اولاد اور تابعدارون سے
بہت ہوئین دنیا مین کسی فاسق و فاجر سے نہوئین آخر سلطان صلاح الدین نے اس شجرۂ ملعونہ کی جڑ اوکھاڑی اور
اسکے باقی لوگونکو چنگیز خان نے ہلاک کیا چنانچہ حالات اوسکے اور اوسکی اولاد کے ابن کثیر اور ابن جوزی اور حافظ
عماد الدین اور شمس الدین بن خلکان نے اپنی اپنی تاریخ کی کتابون مین تفصیل سے لکھے ہین ۔ اسمعیل بن جعفر صادق کیطرف
اسکے نسب کی نسبت کی نفی کی ہے تیسرا ازبک نامے ایک شخص اسی جھوٹے دعوے پر اوٹھکر مہدی کہلایا
شہر زور کے پہاڑون کی طرف نکل کر ایک بڑی لشکری کو اپنا تابعدار کیا آخر اوس طرف کے امیر محمد خان کردی نے
اوسپر فوج کشی کر کے اوسکو قتل کیا اور جماعت کو اوسکی پراگندہ کر دیا اور اوسکے بھائی کو اسیر کرکے راہ راست
پر لایا چوتھا ایک کیمیا گر سید محمد نے سات سو ہجری مین ملک مغرب کیطرف سے نکل کر دعوی مہدیت کا
کیا اور اکثر اوس طرف کے لوگونکو مطیع کر لیا آخر دروغ اوسکا نچلا چند مدت مین مع اپنی جماعت کے مارا گیا
پانچوان محمد بن عبد اللہ نامے نے ۹۱۰ نو سو دس ہجری مین اطراف مصر مین ایک جنگلی جماعت کے ساتھ خروج کیا
تھا آخر کو اوس طرف کے حکام کے ہاتھ پر قید ہوکر توبہ کی چھٹے سید محمد نور بخش جونپوری کہ اولیائے
مغلوب الحال سے ہین ایک گروہ اونکو مہدی موعود جانکر ضلالت مین پڑے ہین حالانکہ صاحب معارج الولایت
کہتا ہے کہ سید محمد نوربخش جونپوریکو ایک روز حال آیا دیکھتے کیا ہین کہ ایک شخص مخاطب ہوکر کہتا ہے کہ
انت مہدی یعنی تو مہدی ہے انھون نے سمجھا کہ مین مہدی موعود ہون ایک مدت تک اسی دعوے پر رہے
آخر جب حج کو چلے اثنائے راہ مین انکو کشف ہوا کہ مین مہدی باین معنی ہون کہ ہدایت یافتہ ہون یا رہنمائی خلق کی
طرف عبادت الہی کے نہ مہدی موعود ہون پس اس دعوے سے باز آکر مریدون اور ہمراہیون کو اس اعتقاد سے
پھیر دیا اور کہا کہ جب اس سفر سے پلٹونگا باقی مریدونکو بھی اس اعتقاد سے باز رکھونگا آخر اثنائے راہ مین وفات پایا
بعد اوسکے ہمراہیون نے غائبونکو یہ خبر پہونچائی بعضے اس عقیدے سے پھر گئے اور بعضے پہلے اعتقاد پر اڑے
رہے ساتوین شیخ اویس رومی جو سلطان بایزید کے زمانے مین تھے اور یہ سلطان بھی اولیاء اللہ مین ہے اور ان
شیخ کے تین خلیفے تھے ایک دن خلفا کو بلا کر کہا کہ مجکو کشف سے معلوم ہوتا ہے کہ مین مہدی ہون تم بھی اپنے
باطن کیطرف متوجہ ہو اور جو کچھ پاؤ مجھسے بیان کرو چنانچہ خلفا ایک مدت تک متوجہ رہکر بولے کہ ہمکو معلوم
ہوتا ہے کہ تم حق پر ہو پس سلطان سے ذکر کیا سلطان نے کہا کہ تم خروج کرو مین تمھارے ساتھ ہون

اور بادر کو حاضر ہوئیں بعد چند روز کے جب باطن کی طرف رجوع کیا معلوم ہوا کہ الہام ربانی نہ تھا بلکہ خطرۂ شیطانی تھا
اور اس عزم سے پھر گئے اور سلطان کو بھی مطلع کر دیا آٹھواں ایک شریف بلاد مغرب میں شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے
ہیں کہ وہ ہمارے زمانے میں موجود ہیں صاحب شوکت عظیمہ ہیں کہ بلاد مغرب میں چار مہینے کی راہ تک وسعت ملک فتح کیا ہے اور تک
وہ دعوی مہدویت کا کرتا ہے اور بعضے لوگ ایسے ہیں کہ وہ خود دعوی مہدویت کا نہیں کیے ہیں بلکہ اوس سے انکار کرتے رہے
ہیں لیکن معتقدین اونکے اونکو مہدی جانتے ہیں چنانچہ شیعہ کہتے ہیں امام محمد بن حسن عسکری مہدی ہیں اور اللہ تعالی نے
اونکو طفولیت میں جامع علم و حکمت کیا اور منصب امامت کا دیا اور لقب اونکا حجت اور صاحب الزمان اور مہدی ہے اور سنہ ۲۵۵
دو سو پچپن ہجری میں پیدا ہوکر پانچ یا نو یا سترہ برس کی عمر میں باختلاف الروایات سرداب سر من رای میں پوشیدہ ہو گئے
آخر زمانے میں ظہور کرینگے اور تمام زمین پر حاکم ہو کر ظلم و اختلاف مذاہب اوٹھا دینگے جوابات اسکے خاتم المحدثین حضرت
شاہ عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور سید المتکلمین مولوی سید علی صاحب سلمہ اللہ تعالی کی تصانیف میں
بخوبی مسطور ہیں یہاں حاجت علاوے کی نہیں ہے کیونکہ کلام ساتھ قوم دیگر کے ہے اور ایک جماعت کہتی ہے کہ محمد بن
حسن مثنی بن امام حسن رضی اللہ عنہما کہ بڑے پاک ذات تھے مہدی ہیں اور وہ منصور عباسی کی ریاست میں
خروج کرکے مقام احجار الزیت پر کہ قریب مدینہ منورہ کے ہے مقتول ہوئے انمیں کچھ علامات مہدویت کی ظاہر
تھیں البتہ حدیث حضرت رسالت پناہ کی کہ مارا جاویگا ایک ولد میرے سے پاک ذات احجار الزیت میں انکے حق میں صادق ہے
اور بعضے لوگ کہتے ہیں کہ امام محمد باقر بن امام زین العابدین علیہما السلام مہدی ہیں باوجودیکہ وہ حضرت فرماتے تھے
کہ لوگ مجکو مہدی سمجھتے ہیں حالانکہ میں قریب موت کے پہونچا ہوں اور میرے میں کچھ علامات مہدویت کے نہیں ہیں اور فرقہ
کیسانیہ روافض میں سے محمد بن حنفیہ بن علی مرتضی رضی اللہ عنہما کو مہدی جانتے ہیں اور دعوی کرتے ہیں کہ انھوں نے
وفات نہیں پائی ہے بلکہ کوہ رضوی میں مختفی ہیں اور دو شیر دشمنوں سے انکی نگہبانی کرتے ہیں اور دو چشمے شیر و شہد کے
انکے پاس جاری ہیں وہ ان سے اپنی غذا کرتے ہیں آخر زمانے میں نکلینگے خرابی عالم کو عدل و انصاف سے بدل دینگے کثیر حمیری
سے کہ دو شاعر تھے اس اعتقاد پر بہت سے ابیات اونکے بیچ میں لکھے ہیں جیسا کہ مہدویوں جونپوری میں مہری
شاعر نے دیوان مہری لکھا ہے کہ باطول اور بیتوں سے دین کو ثابت کرے اور وفات حضرت محمد بن حنفیہ کا خلافت
عبد الملک بن مروان میں ثابت ہے اور ایک گروہ عمر بن عبد العزیز خلیفہ عادل مروانی کی مہدویت کے قائل تھے
اور ایک گروہ محمد بن عبد اللہ الملقب مہدی باللہ ثالث ملوک بنی عباس کی مہدویت کے قائل تھے حالانکہ
وہ ایک بادشاہ فاسق و فاجر تھا القصہ جیسا کہ مہدویان جاہل اوس مہدی اخلاق و خوارق عادات اپنے مہدی کا کرتے ہیں

اسیطرح یہ سب معتقدین ان مدعیان مہدویت کے بھی دعوی کرتے تھے اور ہر فرقہ اپنے معتقد فیہ کے اخلاق و خوارق
مین دعوی تواتر روایات کا رکھتا تھا جیسا کہ مہدوی رکھتے ہین اور تمام فرقے اونکے اس امر اور دعوے کا قائل تھا
جیسا کہ مہدوی قائل ہین اور ندرت سے ہین اور بعض دیگر علامات کے بھی مدعی تھے اور اکثر علامات مذکورۂ احادیث کہ اون
لوگون مین مفقود تھے اوسکی کچھ پروا نہین کرتے تھے جیسا کہ مہدوی لوگ کرتے ہین اب ان مدعیان مہدویت کا
ابطال مہدوی لوگ کس دلیل سے کرتے ہین سو بیان کرین کہ اوسی دلیل سے ہم انکا بھی ابطال کر سکتے ہین اگر
کہین کہ اونکے اخلاق و خوارق کا تواتر ممنوع ہی ہم کہتے ہین کہ ایسیہی تمہارے شیخ کے اخلاق و خوارق کا تواتر بھی
ممنوع ہی بلکہ خود تمہاری کتابون سے اونکی بداخلاقیان کہ منافی ولایت ہین بلکہ عوام مومنین کی شان کے بھی خلاف ہین
ثابت ہین جیسا کہ مذکور ہو رہی ہین اس سے ظاہر ہوا کہ بنا اثبات مہدویت کی علامات مذکورۂ احادیث نبویہ پر ٹھہرائی
جاوے کہ اوس سے ان تمام مدعیان مخذولان مہدویت کا مہدی ہونا مع مہدویت شیخ جونپوری کے زائل و باطل ہو جاوے
اور فقط حضرت امام مہدی آیندہ متصف بعلامات مہدویت پر اعتقاد منحصر ہو جاوے والحق احق بالاتباع

بدخلقی شانزدہم شیخ جونپوری نے ایسا خلق اختیار کیا ہی کہ بقول مشہور نہ خویش ماند نہ بیگانہ جیسا کہ اپنے
عہد مین اپنے منکرین کو کافر ٹھہرایا ویسی اپنے معتقدین مہدویہ کو بھی منافق و مشرک بنایا چنانچہ انصاف نامے کے
باب یازدہم مین لکھا ہی کہ تین پہر ذکر کرنا صفت منافقون کی ہی اور چار پہر ذکر کرنا نہ ذکر مشرکون کا ہی اور ایک
دوسرے رسالے اس قوم مین مسطور ہی کہ میران نے فرمایا کہ تین پہر ذکر کرنیوالا منافق ہی اور چار پہر ذکر کرنیوالا مشرک
ہی اور پانچ پہر کا ذکر کرنے والا مومن ناقص ہی اور آٹھ پہر کا ذکر کرنیوالا مومن کامل ہی فقط اب دیکھیے کہ مہدوی
لوگ کس خرابی مین گرفتار ہوے کہ ہمارے یہان سے بھاگ کر وہان گئے تھے طلب ولایت و دیدار خدا کے واسطے
وہان لینے کے دینے پڑ گئے کہ یک قلم مشرک و منافق بلکہ اون سے بھی بدتر ٹھہرائے گئے اسواسطے کہ تین چار پہر کا
ذکر بھی کس مہدوی سے ہو سکتا ہی کیونکہ اکثر اپنے کسب و شغل و سیر و گشت مین مشغول رہتے ہین اور کسب اشغال دنیوی
کے ساتھ دوام ذکر رہنا یہ مقام انکو نصیب نہین ہی ورنہ کسب کہ پیشۂ انبیا ہی اوسکو مانع الذکر جانکر کیون حرام
کہتے اور علاوہ اس قلت ذکر کے بموجب زبان انکے مہدی کے دوسری دلیل کفر بھی اس قوم مین موجود ہی چنانچہ
بدخلقی سیزدہم مین مذکور ہو چکا کہ میران نے فرمایا ہی کہ زنان و فرزندان و اموال و حیوانات و زراعات و عمارات و ملبوسات و ماکولات
وغیرہا جو کہ الکا مرید ہو اور انمین مشغول ہو وہ کافر ہی اور جو کہ الکا ارادہ رکھے اور اوس ارادے مین مشغول ہو وہ بھی کافر
ہی انتہی حالانکہ یہ تمام اشیاے مذکورۂ بالا اس قوم کے ادنی اور اعلی پاس موجود رہتی ہین اور ذکر نہ پاس و چار پاس

منتفی ہوتا ہی پس موافق فرمان حضرت میران ماہر البیان کے تمام مہدویہ کافر و منافق و مشرک ٹھہرے اور اگر ہزارون
مین کوئی ایک آدھ اس شرط عام الورود سے بچ گیا وہ کس حساب مین ہی کہ النادر کالمعدوم اب مہدویون نے اپنے مہدیکا
یہ وارد دوستی بچانے کے واسطے یہ داؤن نکالا ہی کہ مرتے وقت ترک دنیا کر لیتے ہین یعنی جب حیات سے مایوس
ہو جاتے ہین ایک میان پیرزادے آ کر انکو ترک دنیا سکھا کر اونکا اسباب سامان جو تعالی آپ سمیٹ کر لیجاتے ہین اور کہتے
ہین کہ اسوقت عجیب عجیب حرکات مخالف عقل و نقل کے عمل مین آتی ہین اب غور کیجیے کہ یہ شخص کہ ملک الموت
اسکے سر پر آ پونہچے ہین دنیا کو ترک کرتا ہی اور اس ترک سے قرب الٰہی ڈھونڈھتا ہی حالانکہ قرب الٰہی اوس فعل سے حاصل
ہوتا ہی کہ جس مین بندے کو قدرت کرنے اور کرنے کی موجود ہو اس شخص کو قدرت دنیا رکھنے کی کہان ہی بلکہ موت جبراً
اوس سے دنیا چھوڑ والتے ہین کہ نہ مرد والے بیہوش لے سے دنیا کو چھوڑا یا دنیا نے اوسکو چھوڑا یہ تارک الدنیا ہوا
یا متروک الدنیا ہوا غرضکہ انکے پیرزادے اپنی کمائی کے واسطے یہ حیلہ اور فریب تجویز کر لئے ہین کہ تمام مہدوی عمر بھر
اسپر اعتماد کر کے بکمال حظ نفس دنیا مین مصروف رہتے ہین اور اپنے مہدی کے اقوال کو ہرگز کان نہین لگاتے ہین
اور بموجب فرمان انکے مہدی کے تمام عمر کفر و نفاق و شرک مین مبتلا رہتے ہین اور جانتے ہین کہ مرتے وقت کا ترک
کفایت کرتا ہی حالانکہ خود انکے مذہب کے موافق یہ ترک تو یہ مرتے وقت کی نامقبول ہی چنانچہ انکے رسائل مین بحر
کہ سیدن میان صاحب نے توضیح المراتب مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص اپنی اوقات لہو و لعب مین گذرانی اور ہمت اپنی
شب و روز تدبیر ماکولات و ملبوسات و مشروبات مین صرف کرے بلکہ بعضے گناہون کبائر کا بھی مرتکب ہووے اور بایزعم
ظن یہ رکھتا ہی کہ اپنے مرنیکے وقت خدا تعالی کو دیکھیگا یہ غرور و فریب وعدۂ نفس ہی کہ اوسکو ہوسکتا ہی اوسنے ہوس
خام پکائی اور خیال باطل باندھا مثال اوسکی یہ ہی کہ کسینے زہرے کا تخم بویا اور امید گندم کی رکھی اور تنبیہ آیات سے
مطلع نہین ہی کہ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ایضاً فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ وَمَنْ
یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ بلکہ موت اوسکو اوسی حال مین آملے گی جسمین اوسکی عمر گذرا ہی جیسا کہ فرمایا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے کما تعیشون تموتون وکما تموتون تبعثون یعنی جس حال مین زندگی کاٹوگے اوسی حال مین مروگے اور جسحال مین مروگے
اوسی حال مین اٹھائے جاوگے اور اللہ تعالی نے خبر دی ہی کہ وَلَیْسَتِ التَّوْبَۃُ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ حَتّٰی اِذَا
حَضَرَ اَحَدَہُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْاٰنَ وَلَا الَّذِیْنَ یَمُوْتُوْنَ وَہُمْ کُفَّارٌ اُولٰٓئِکَ اَعْتَدْنَا لَہُمْ عَذَابًا
اَلِیْمًا یعنی نہین ہی توبہ اون لوگون کے واسطے کہ برے کام کرتے ہین یہان تک کہ جب حاضر ہوئی ایک شخص کو
اون مین سے موت بولا کہ مینے اب توبہ کی اور نہ اون لوگون کے واسطے کہ کافر مرتے ہین ان لوگون کے واسطے

مہیا کیا ہے جنے عذاب دردناک انتہی تمام ہوئی تقریر سید میان کی آو ثابت ہوا کہ توبہ وقت مرگ مذہب مہدویہ مین
نامقبول ہے یہ پچھلے پر ناد ون نے اپنی کمائی کے واسطے تراشی ہے علاوہ یہ ہے کہ باب اول عقیدہ یازدہم مین مذکور
ہو چکا کہ اونکے مہدی کے نزدیک ملک سے ہجرت نکرنے والا بھی منافق ہے پس بعد ترک مذکور کے بھی ہجرت نکرنے کے سبب سے
منافق ہے غرض کہ مہدوی لوگ ہر چند کہ اپنے مہدی پر پھولے ہوے ہین لیکن مہدی کے نزدیک یہ لوگ ہرگز مہدوی
نہین ہین بلکہ مسلمان بھی نہین کیونکہ مہدی انکو مشرک و منافق و کافر ٹھہرا گئے ہین جیسا کہ مذکور ہو چکا سبحان اللہ
از ینجا رانده و از آنجا مانده غرضکه کرد و خویش آید در پیش خطا خود انھین مہدویوں سے بھولی کہ ہمارا دین آسان سہل
انھون نے چھوڑا جیسا کہ حضرت رسالت پناہ فرماتے ہین اتیتکم بالحنفیۃ السھلۃ البیضاء یعنی لایا ہون
مین تمھارے واسطے دین ایکطرف والا آسان روشن اور جناب باری نے ارشاد کیا کہ ھو اجتبٰکم وما جعل علیکم
فی الدین من حرج یعنی اللہ نے تمکو پسند کیا اور نہین رکھی تم پر دین مین کچھہ مشکل اب ثابت ہوا کہ یہ مشکل کہ شیخ جونپوری نے
خلق خدا پر رکھی ہے کہ اگرچہ تین چار پہر برابر ذکر و فکر الٰہی مین جان مارے تب بھی اسکو مشرک و منافق جانتے ہین خلاف
حدیث و قرآن ہے بد خلقی ہفتدہم یہ کہ شیخ جونپوری کتا رکھتے تھے حالانکہ کشت زار رکھتے تھے اور نہ شکار کھیلتے تھے
اور نہ گلہ گوسفند غیرہ کا پالا تھا کہ حاجت کتے کی ہوتی اور عذر درست ہوتا پس بغیر ان تین عذر کے کتا رکھنا خالی گناہ سے
نہ تھا اور خلاف سنت محمدیہ کا تھا کیونکہ اس شریعت مین کتے کا رکھنا گناہ ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ جس
گھر مین کتا ہوتا ہے فرشتے اوس مکان مین نہین آتے ہین اور جو شخص کتا رکھتا تھا حضرت رسالت پناہ اوسکے گھر مین تشریف فرما
نہوتے تھے اور صحیح بخاری اور مسلم مین ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اتخذ کلبا الا کلب
ماشیۃ او صید او زرع انتقص من اجرہ کل یوم قیراط یعنی جو شخص کہ رکھیگا کتا سوائے کتے مواشی
پالنے کا یا کھیتی کے کم ہوگا اجر اوسکے سے ہر روز ایک قیراط قیراط ایک نام انگ کو کہتے ہین لیکن اوس عالم کے قیراط کی تعداد
اللہ تعالی کو معلوم کہ کسقدر ہے اور یہ حدیث بھی صحیحین مین ہے کہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر بقتل
الکلاب الا کلب صید او غنم او ماشیۃ یعنی حکم فرمایا آنحضرت نے قتل کرنے کتوں کا سوائے
کتے شکار یا بکریون کے یا لفظ ماشیہ کا فرمایا چونکہ مدینہ مطہرہ انوار نبی اور ملائکہ رحمت کے اوترنے کی جاے ہے اور کتے
ناپاک ہین منغول ملائکہ سے اسواسطے حکم ہوا کہ اوس شہر مطہر کو آلودگی کتون سے پاک کرین اور سوا اسکے بہت احادیث
اس جانور کی مذمت مین وارد ہین اور تمام امت اسلامیہ کو اس جانور سے انکار ہے اور صحابہ اور ائمہ اہل بیت اور اولیا
کاملین مین سے کسی کی یہ عادت نہ تھی کہ سوائے ضرورات ثلثہ مذکورہ کے ایک کتا بھی پالا ہو یا ساتھہ لئے ہوے پھرا کرین

جیساکہ شیخ جونپوری نے اس بدعت کو اختیار کیا تھا پھر طرہ یہ ہے کہ عذر گناہ بدتر از گناہ معتقدین اوس کتے کی وہ بزرگیان
اور پاکیان بیان کرتے ہین کہ اپنے مہدی کے اصحاب پر اوسکو تفضیل دیتے ہین چنانچہ ولی یوسف کہ انکے تابعین سے
ہین سالہ حجۃ المنصفین مین لکھتے ہین کہ ایک کتا میران کے دنبال رہا کرتا تھا جہان اترتے تھے کتا بھی اترتا
تھا وہ کتا پانچ وقت بانگ نماز کہتا تھا اور مؤذن غیرت مند اس کتے سے ننگ کرکے خواب سے بیدار ہوتا تھا اور وہ
کتا ہر روز صبح کو دو زانو بیٹھ کر ذکر خفی کیا کرتا تھا اور اوسوقت اگر اوسکے روبرو طعام رکھا جاتا تھا ہرگز نہ کھاتا تھا
اور اوسکو بھی صورت دیا کرتے تھے لوگون نے پوچھا کہ حال اس کتے کا کیا ہوگا فرمایا یار سگ اصحاب کہف کا ہوگا انتہی
اس حیثیت بڑے بڑے پیشوا مہدویون کے مانند ملک جی مہاجر مہری اور ولی یوسف وغیرہ کے اپنی تصانیف مین تمنا
کرتے ہین کہ مہدی کا کتا ہو دین اور کاش اوسکے مقام کو پہونچکر اوسکے ساتھ انکا بھی حشر ہو اور اتنا نہین سمجھتے ہین
کہ خدائے عالم کے کتون کا یہ حال ہے کہ ملائکہ رحمت اونکے نزدیک نہین آتے ہین پس مہدی کے کتون کو کون پوچھتا ہے
آپ دانشمندون سے سوال ہے کہ یہ کتا مہدی کا کہ جو فقط اذان کہتا تھا یہ اذان کس لہجے مین ہوتی ہے آواز بشری تھی
یا عوعو کلابی تھی اگر آواز بشری تھی تو کیا وضع تھی پوربی جونپوری ادا تھی یا مارواڑی صدا تھی یا گجراتی مد
تھی اور فقط ایک غنغناہٹ تھی یا کچھ کلمات اذان بھی ادا ہوتے تھے اگر ادا ہوتے تھے تو سب بنی آدم سمجھتے
تھے یا فقط مہدوی لوگ اس فہم سے مشرف تھے لیکن یا نہین آگ لگی اندھے کو سوجھی اور گونگے نے تان گائی
بہرے نے بوجھی اور جسوقت مین مؤذن دیگر کی کیا حاجت تھی اور وہ مؤذن بشری کیون پھر اگر غیرت سے بیدار
ہوتا تھا بھی سگ خوش الحان مسجد مہدی کے واسطے مؤذن کافی تھا اور اگر آواز بشری نہ تھی بلکہ فقط ایک عوعو بھی
تو اسکا کیا اعتبار ہے ایسے بہت سے کتے پکارا کرتے ہین بسین کیا بزرگی ہوئی مرغون کی اذان مشہور ہے اگر کتے نے
بھی صدا کی کیا کمال ہوا اور طرفہ یہ ہے کہ اس کتے کو استقدر بڑھایا کہ مؤذن مہدی پر کہ بلاشبہ صحابی مہدی کا تھا
اس سگ کو تفضیل دے دی کہ اس سگ مہدی کی ایسی تاثیر ہی تھی کہ اسکی خوش اوقاتی دیکھکر مؤذن مہدی شرماتا
تھا کہ ننگ کرکے اسکی اذان سننے کے بعد بیدار ہوتا تھا گویا وہ غریب اس کتے سے بھی بدتر تھا آخر وہ بھی
مہدی کا تربیت یافتہ صحابی مقرب ہوگا کہ سفر و حضر مین رفیق تھا اوسکا مادہ استعداد قابلیت بھی نہ رکھتا تھا کہ کتے کے
برابر تو فیضیاب ہوتا اور مہدی کی سرکار مین اس کتے کا نام بھائی بگا یا بھائی کالو تھا جیسا کہ شواہد الولایت سے معلوم
ہوتا ہے اور شیخ فضائل سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سنت سگ دوری کی خاندان مہدی مین جاری ہے چنانچہ میان سید محمود
مہدی ثانی کے پاس بھی ایک کتا تھا اوسکا نام ایک وزبی بی ملکان نے اوسکو اینٹ کا ٹکڑا مارا میان نے کہا کہ اگر وہ

کتا ہو اوسکو مار و لیکن وکت نہین ہی بی بی نے کہا کہ میران جی یہ بھائی کالو کے بجا ہی کہا ہان یہ اوسکا بھائی ہی عرض جنکی
یہ سب خوبیان علم و عقل نہونے کی ہین کہ جس سے بیزار ہین بلکہ ممنوعات سے جانتے ہین سچ ہی کہ نادان دوست سے
دانا دشمن بہتر بد خلقی ہنر دیہم - کہ شیخ جونپوری حج بیت اللہ سے لوگون کو باوجود فرضیت و استطاعت کے
منع کیا کرتے تھے اور اپنے خلیفہ میان دلاور کے حجرے کو بمنزلہ کعبے کے ٹھہرایا تھا کہ اوسکے تین شوط کعبۃ اللہ
کے سات شوط بلکہ تمامی ارکان حج کے قائم مقام جانتے تھے چنانچہ پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز ایک نے بابا پیا
ولا نے میران سے کہا کہ مینے نیت کی ہی کہ حج ادا کرون اگر آپ رضا دینگے جاونگی فرمایا جاؤ یاد خدا مین مشغول رہو
اوسنے بعد چند روز کے پھر آ کر کہا کہ میران جی بندی کے پاس زاد راحلہ موجود ہی اور راہ مین امن ہی اور تندرستی
بھی حاصل ہی اگر رضا ہووے جاؤن فرمایا جاؤ تین مرتبہ میان دلاور کے حجرے کا طواف کرو اوسنے ویسے ہی کیا
بار سوم مین خدا کو دیکھکر مستغرق ہوئی میران نے خرچ دیکے بھیجا جب ہوشیار ہوئی انتہی غرضکہ اس سنت جدید کو
انکی اولاد و خلفا نے بسرو چشم قبول کیا اور حکم خدا و رسول کو کہ متعلق حج مین نہایت تاکید سے ہی پس پشت ڈال دیا
یہان تک کہ اگر کوئی دوسرا شخص ارادہ کرتا تھا اوسکو منع کرتے تھے اور وہی حجرہ دلاور کہ قبلہ موروثی و آبائی
تھا بتلا دیتے تھے چنانچہ پنج فضائل مین لکھا ہی کہ میران سید محمود کے وقت مین میان لی جامع نقلیات
اور میان یوسف حاضر ہوئے میان یوسف نے عرض کیا کہ اگر رضا ہووے مین حج کر کے آؤن سید محمود نے فرمایا جاؤ
طواف حجرہ میان دلاور کا کرکے آؤ اگر حج تمھارا قبول نہووے حج کو جانا چنانچہ میان یوسف طواف کر کے افتان
و خیزان آئے اور کہا کہ مینے اپنے خدا کو بچشم سر دیکھا انتہی سبحان اللہ معلوم نہین کہ انھون نے کسکو اپنا خدا
سمجھا ہی کہ وہ حجرہ دلاور کے طواف مین نظر آتا ہی اور خداے عالم کے بیت اللہ کے طواف مین نظر نہین آتا ہی
بالجملہ ان لوگون کے نزدیک حجرہ دلاور کعبہ شریف سے افضل ہوا اور فرض خدا کے کہ رکن اسلام ہی بندگان خدا کو
منع کیا اور سراسر مخالفت خدا و رسول کی کی کہ خدا کی راہ سے بندگان خدا کو باز رکھا اور طواف حجرہ مذکور مین
خداے عالم کا نظر آنا غلط محض ہی بلکہ فریب شیطان ہی وہ ایسے ہزارون شعبدے بتاتا ہی اور جاہل عابدون کو
بہکاتا ہی ایک عابد کو دعوی تھا کہ مین بارہ برس سے خدا کو دیکھکر سجدہ کیا کرتا ہون ایک عالم محدث نے پوچھا
کہ کسطرح دیکھتے ہو کہا دریا پر تخت ہوتا ہی اوسپر جلوہ فرما ہوتے ہین عالم نے کہا کہ صحیح مسلم کی حدیث سے
ثابت ہوتا ہی کہ ابلیس اپنا تخت دریا پر بچھاتا ہی اور افواج اپنی اطراف عالم کو واسطے گمراہ کرنے خلق کے روانہ
کرتا ہی اوس بزرگ نے فورًا توبہ کی اور کہا کہ استغفر اللہ بارہ برس سے مجھکو اس ملعون نے دھوکا دیکر اپنا سجدہ کروایا

اور بنا فیہا معتبرہ مین لکھا ہی کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قطب ربانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین اپنی سیاحی
کے وقت مین ایکروز ایک صحرا مین پہونچا اور وہان چندروز توقف کیا ایکروز تشنگی نے نہایت غلبہ کیا اور سوخت
ایک ٹکڑا ابر کا مجھپر سایہ انداز ہوا اور اوسمین سے مانند شبنم کے مجھپر برسا کہ مین سیراب ہوگیا بعد اوسکے ایک ایسا نور نظر
پڑا کہ افق آسمان اوس سے نورانی ہوگیا اور ایک صورت نمودار ہوئی اور ایک آواز ہوا کہ ای عبد القادر مین تیرا پروردگار
ہون حرام چیزین مینے تجھپر حلال کردین جو چاہے سو کر مینے کہا اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ دور ہو
ای ملعون پس یکایک وہ نور تاریک ہوگیا اور وہ صورت دھوان ہوگئی اور مجھسے کہا کہ ای عبد القادر تو نے
بسبب اپنے علم کے میرے ہاتھ سے نجات پائی اس کرشمے سے مینے ستر اہل طریقت کو گمراہ کردیا ہی لوگون نے
عرض کیا کہ آپ نے کیونکر معلوم کیا کہ وہ شیطان ہی فرمایا اس قول سے کہ محرمات کو مین نے تجھپر حلال کردیا انتہی
دیکھیے ان حضرات طریقت جہان خلاف شریعت کچھہ دیکھتے تھے اپنے علم کی بدولت معلوم کرلیتے تھے کہ یہ کرشمہ
شیطانی ہی یہان جب انکے معتقدین نے شرع سے علم کی ممانعت کردی یہ بیچارے کیونکر پہچانین کہ یہ کرشمہ شیطانی
ہی اگر ذرہ بھی دین کی سمجھہ ہوتی پہچان لیتے کہ حج سا فرض خدا کا اسکو الہام منع کرنے والا خدا کیطرف سے نہین ہی
بلکہ شیطان کیطرف سے ہی اسواسطے کہ اللہ تعالی قرآن مجید مین جابجا تاکید حج بیت اللہ کی فرماتا ہی کہ اَتِمُّوا
الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ یعنی پورا کرو حج اور عمرے کو خدا کے واسطے وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ
اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ یعنی اور حق ہی اللہ تعالی کا لوگون
پر قصد کرنا بیت اللہ کا اوس شخص پر کہ استطاعت رکھتا ہی اوسکی طرف آنے کی اور جسنے کفر کیا پس اللہ تعالی بے
نیاز ہی عالمین سے انتہی دیکھیے کسقدر تاکید ہی کہ حج نکرنیکو کفران نعمت فرمایا انتہی اسیطرح حدیث شریف مین علی کی
روایت سے وارد ہی کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یمنعه من الحج حاجة
ظاهرة او سلطان جائر او مرض حابس فمات ولم يحج فليمت ان شاء يهوديا وان شاء نصرانيا
یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسکو نہ روکے حج سے محتاجی ظاہر یا بادشاہ ظالم یا مرض روکنے والا
پس مرجاوے وہ شخص اور حج نکرے پس وہ شخص چاہے یہودی مرے اور چاہے نصرانی مرے انتہی دیکھیے کسقدر تہدید ہی
کہ اگر بلا عذر حج نکیا تو فرمایا کہ ایسا شخص چاہے یہودی مرے چاہے نصرانی مرے اور یہ فرمایا کہ اگر چاہے
دنیا وسکے جھوٹ سے کا طواف کرلے اور جب یہ کعبہ ابراہیم علیہ السلام تیار کرچکے حکم الہی ہوا کہ وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ
بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَى كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ یعنی پکار دے لوگون مین حج کیواسطے

کہ آوین تیری طرف پیادہ پا اور دبلے دبلے اونٹون پر چلے آتے راہون دور سے پس حضرت ابراہیم حسب الحکم مقام
ابراہیم کے پتھر پر کھڑے ہوے اور وہ مانند بلند پہاڑ کے اونچا ہو گیا پس حضرت ابراہیم نے دونون کانون مین
اونگلیان رکھکر چارون طرف متوجہ ہوکر پکارا کہ ایہا الناس تمھارے رب نے ایک بیت بنایا ہی اور تمپر اوس بیت کا
قصد کرنا فرض کیا ہی اپنے رب کا حکم قبول کرو پس جنکی تقدیر مین حج کرنا تھا اونھون نے اپنے باپ دادا کی پشتون اور ماؤن
کے رحمون مین سے جواب دیا کہ لبیک اللھم لبیک چنانچہ معالم التنزیل مین منقول ہی اور یہ کہین نہین ہی
کہ حضرت ابراہیم یہ بھی پکارے ہون کہ چاہے اس بیت کو آنا اور چاہے گجرات مین ایک لاور فقیر ہوگا اوسکے
جھوپڑے کا طواف کر لینا واللہ المستعان علی ما تصفون اسکے سوا اور بہت سے آیات و احادیث اس بیت پاک کے
حج مین وارد ہین کہ ان سب کا خلاف کیا شیخ جونپور اور اونکے بیٹے سید محمود مذکور نے بدخلقی نوزدہم یہ کہ یہی
میان لاور کہ جنکے جھوپڑے کو شیخ جونپور اور اونکے بیٹے نے کعبہ اور حج کی جاے بلکہ تجلی گاہ الٰہی مقرر کیا ہی شیخ جونپور
انکے حق مین فرماتے ہین کہ میان لاور کو عرش سے تحت الثریٰ تک ایسا روشن ہی جیسا کہ ہاتھ مین دانہ رائی کا
ہووے چنانچہ پنج فضائل مین مذکور ہی حالانکہ یہ لاور ایسی غیب دانیان ایسی بیان کرتے تھے کہ نص قرآن کے
مخالف ہوتی تھین چنانچہ اوس پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز میان لاور مراقبے مین بیٹھے تھے ان مین آیا
کہ رام و لچھمن و سیتا نے دنیا مین بہت ریاضت کی تھی حال انکا کیا ہوگا اوسیوقت حکم الٰہی ہوا کہ ہمارے بندے نے
یاد کیا ہی لیجاؤ ملائکہ نے اونکو ویسی مسلسل انکی پیٹھ کے پیچھے لاکر کھڑا کیا میان لاور نے متوجہ ہوکر سبب اس گرفتاری کا
پوچھا وہ لوگ ہاتھ پیشانی پر مارکر روے اور بولے کہ ہماری زہد و ریاضت مین چونکہ خدا مقصود نتھا سب ضائع ہوئین
اب اس عذاب مین گرفتار ہین اس لحظہ آپ کی نظر کے سبب عذاب سے امن ہی جب نظر خود نکارت غائب ہوگے پھر ملائکہ
عذاب کرینگے میان یوسف نے پوچھا کہ میانجی یہ لوگ آتشی ہین انکو عذاب کس چیز کا ہو فرمایا انکو عذاب مہرہ کا ہی کہ
لطیفے درکات مہری کے ہین انکا نام زمہریر ہی انتہی یہان قطع نظر اس بحث سے کہ رام وغیرہ خاکی ہین یا آتشی
میان لاور کا اعتقاد یہ معلوم ہوا کہ جن شیاطین کو کہ آتشی ہین عذاب آگ کا نہ ہوگا بلکہ زمہریر کا ہوگا اور قرآن مجید مین
صریح وارد ہی کہ جن کو بھی عذاب آتش ہی چنانچہ یہ آیت اوسپر شاہد ہی قَالَ ادْخُلُوا فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ
مِنْ قَبْلِكُمْ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ فِي النَّارِ یعنی فرمایا داخل ہو تم ساتھ اور امتون کے کہ گذر چکی ہین پیشتر تمسے
قسم جن و انس سے آگ مین اور تحقیق اس کی کہ جن جو آتشی ہین انکو آتش سے کیونکر عذاب ہوتا ہی کتاب بستان الجنان
کی فصل پنجم اہل جنات مین مرقوم ہی یہان بسبب غرابت مقام کے اعادہ نکیا گیا اور حیرت کا مقام ہی کہ مہدویہ جسکے

بدخلقی نوزدہم شیخ مہدویہ نے غلط خبر دی کہ میان لاور کو عرش سے تحت الثریٰ تک سامنہ دانہ رائی کے روشن ہی کیونکر میان لاور کے
حال رام وغیرہ کا نہ پہچانا اور خلاف قرآن کے حکم کیا کہ جن پر عذاب آگ کا نہین ہی

حق مین کہے کہ اسکو عرش سے فرش تک مانند دانے رائی کے روشن ہی اور اسکو معلوم نہووے کہ رام و لچھمن و سیتا کا کیا
حال ہی اور یہ بھی معلوم نہووے کہ جنکو عذاب آتش ہی اور آیت مذکورۂ بالا بھی یاد نہووے یہ وہی میان ہین کہ
لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ کو یلد یولد پڑھتے تھے چنانچہ مذکور ہو چکا واہ وہ وصف ہی اور یہ کشف ہی بدخلقی ستم
یہ کہ پنج فضائل مین لکھا ہی کہ میران نے فرمایا کہ خدا تعالی نے میان نظام کو ایسا کشف دیا ہی کہ عرش سے فرش تک بلکہ
فلک سے سمک تک انکے سامنے ایسا ہی جیسا کسی کے ہاتھ مین دانہ رائی کا ہووے انتہی حالانکہ اس رنگ کو قطع نظر
زمین و آسمان کے اپنے عقائد ایمانیہ بھی برابر معلوم نہ تھے پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک دن انکے پاس دو شخص مرید
ہونے کو آئے ایک کو مرید کیا اور دوسرے کو دوسرے روز کا وعدہ کیا جب کل کو آیا اسکو مرید کیا عبد الرحمن نے
پوچھا کہ اس تاخیر مین کیا حکمت تھی کہا کہ مینے دیکھا کہ اسکی پیشانی پر مقبول لکھا ہی اور لوح محفوظ مین بھی مقبول
لکھا ہی لیکن علم قدیم مین مردود ہی پس جد اسے سجدہ کر کے علم قدیم مین مقبول لکھوا دیا انتہی آپ خیال کیجیے کہ اس رنگ کو
اسقدر بھی معلوم نہ تھا کہ علم قدیم الٰہی نہین بدلتا ہی ورنہ جناب باری مین صفت جہل کی لازم آوے مثلاً اسی مثال
خاص مین لازم آتا ہی کہ نظام کا اعتقاد یہ تھا کہ اب تک اللہ تعالی اس شخص کو مردود جانتا تھا اور وہ آج میری
کوشش سے مقبول ہو گیا تو دانست الٰہی آج تک غلط و جہل تھی تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا
اور اس کشف عرشی و فرشی پر تاریخ دانی بلکہ قرآن دانی آپ کی ایسی تھی کہ اب تک بھی معلوم نہ تھا کہ شداد کہان کا ہی
اور باغ ارم کس سرزمین پر بنا ہی اور قصۂ سکندر کیا ہی اسواسطے کہ پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز عبد الفتح نے
شاہ نظام سے پوچھا کہ سنا جاتا ہی کہ اس کوہ قاف مین ایک درخت ہی کہ ثمرہ اسکا آدمی ہین کہ در خزان بار زدہ بعلاقہ
بکثرت اوس مین معلق ہین جب سکندر ذوالقرنین وہان پہنچے ایک دختر کے ساتھ اوسینے جوش کر جماع کیا
اوس دن سے اسدم تک قطرات خون اوس درخت سے ٹپکتے ہین شاہ نظام نے کہا سچ ہی تم بھی دیکھو پس دو انگلیان
عبد الفتح کی آنکھون پر رکھدین اور بعد لمحے کے کہا دیکھو جب دیکھا تو وہی درخت کے نیچے موجود تھے اوسنے پوچھا
میان جی سکندر نے آدمیون کو اسی پہاڑ پر سوار کیا تھا فرمایا ہان ایک آدمی کو پہاڑ پر بھیجا کہ دیکھے اس طرف
کیا ہی وہ جب سر کوہ پر پہونچا اس جانب دیکھکر ہنسا اور کود پڑا دوسرے کو زنجیر آہنی کمر مین باندھکر بھیجا وہ بھی
تبسم کر کے زنجیر توڑ کر کود پڑا پس سکندر نے درگاہ الٰہی مین متوجہ ہو کر استفسار حقیقت حال کا کیا حکم ہوا کہ
وہان بہشت شداد ہی کہ ان لوگونکو نصیب ہوئی انتہی سبحان اللہ اسقدر بھی معلوم نہ تھا کہ درخت مین آدمی
کہان سے آئے آدمی وہ کہ حضرت آدم کی نسل سے ہووے نہ کہ درخت سے نکلے چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ یعنی اے آدمیون ہمنے پیدا کیا تمکو ایک نر اور ایک مونث
سے یعنی آدم و حوا علیہما السلام سے اور یہ بھی خیال نکیا کہ سکندر کہ جنکی نبوت مین اختلاف ہی اور ولایت مین اتفاق
ہی وہ بغیر نکاح خضر و خرق سے جماع کیونکر کرینگے اور یہ بھی معلوم نہ تھا کہ بہشت شداد کو وقائع کے پردے کہان ہر
وہ بہشت ہر ادنیٰ و اعلیٰ کو معلوم ہی کہ شہر عدن کے صحرا مین تھی اور اسیکا نام ارم ہی اسواسطے کہ بانی اسکا شداد
بن عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح ہی پس اس مکان جنت نشان کا نام بھی اپنے جد کے نام پر رکھا تھا اور اس
عاد کی اولاد کو بھی عاد کہتے ہین لیکن انمین سے متقدمین کو عاد اولیٰ اور ارم بھی کہتے ہین اور متاخرین کو عاد اخیرہ
کہتے ہین چنانچہ زمخشری نے تفسیر کشاف مین لکھا ہی اور عاد اخیرہ زمین احقاف مین متصل حضرموت کے رہتے تھے
اور انکے پیغمبر ہود علیہ السلام تھے قصہ انکا قرآن مجید مین جابجا مذکور ہی اور عاد اولیٰ کہ بانی شہر ارم ہین مساکن انکے
قریب شہر عدن کے تھے قصہ انکا قرآن مجید مین دو جا پر فقط بطور اجمال کے مذکور ہوا ایک سورۂ نجم مین کہ أَهْلَكَ
عَادًا الْأُولَىٰ اور دوسرے سورۂ فجر مین کہ أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ الَّتِي
لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ اور تفصیل اس قصے کی تفسیر عزیزی وغیرہ تفاسیر معتبرہ مین موجود ہی اب اگر کوئی مہدوی
صاحب اپنے بزرگون سے حسن ظن باقی رکھنے کے واسطے یہ توجیہ کرین کہ یہ بہشت باوجودیکہ چالیس کوس کی وسعت مین مربع الجوانب
تھی کہ ہر جانب دس کوس کی مسافت ہوتی تھی اور دیوارین اوسکی سونے چاندی کی اینٹون سے تیار ہو کر پانسو
گز کا ارتفاع رکھتی تھین اور اندر اوسکے ایک ہزار محل عالیشان مرصع زمرد و یاقوت سے تھا بعد ہلاک ہونے
شداد کے نظر سے آدمیون کے غائب ہو گئی ہی شاید اوڑکر کوہ قاف کے پردے پر پہنچ گئی ہو اور میان
نظام کا کشف سچ ہو جواب اسکا یہ ہی کہ یہ بات نہ عقل سے ثابت ہو سکتی ہی نہ کسی نقل معتبر سے بلکہ فقط تمہارا
خیال خام ہی اور وہ مکان اوسی سرزمین میں موجود ہی چنانچہ بروایات معتبرہ ثابت ہوا کہ عبد اللہ بن قلابہ رضی اللہ
عنہ کہ اصحاب حضرت رسالت پناہ سے ہین ایک دن اوس صحرا مین وارد تھے کہ ایک اونٹ انکا بھاگا یہ اوسکے
پیچھے دوڑے اور متصل شہر ارم کے پہنچے اللہ تعالیٰ نے وہ شہر ان پر مکشوف کر دیا بمجرد دیکھنے اوسکے منارات اور
دیوارون کے مدہوش و مبہوت ہو گئے دل مین خیال کیا کہ شکل اسکی مشابہ بہشت موعود کے ہی شاید عالم وادی مین
مجھپر وہ بہشت منکشف ہوئی ہی جب اندر داخل ہوئے دیکھا کہ مکانات و انہار و اشجار تمام مشابہ بہشت کے ہین لیکن
شہر مین کوئی شخص نہین ہی تھوڑے جواہر و یاقوت کہ صحن کوشکون مین بچھے تھے چادر مین اوٹھا لیے اور تنہائی سے
خوف کرکے باہر چلے آئے اور روانہ دمشق کو ہوے جب وہان پہونچے معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے گئے اوس وقت کے

بیان قوم عاد اور عاد اولیٰ اور عاد اخریٰ اور بہشت شداد جو عبد اللہ بن قلابہ رضی اللہ عنہ کو دکھائی دی تھی

خلیفہ نے کہ یہ ماجرا بیان کیا معاویہ نے پوچھا کہ یہ شہر خواب مین دیکھا ہے یا بیداری مین کہا بیداری مین مینے دیکھا ہے اور
علامات اوس مقام کے مجھکو سب یاد ہین کہ کوہ عدن سے فلان سمت مین اسقدر فاصلہ پر ہے اور اوسکی دوسری جہت مین
فلانہ درخت ہے اور فلانی طرف فلانہ چاہ ہے اور یہ دیکھو جواہر و یاقوت جو وہان سے اوٹھا لایا ہون میرے پاس
موجود ہین خلیفہ موصوف یہ سنکر نہایت متعجب ہوے اور علماے عصر سے استفتا کیا کہ دنیا مین کوئی ایسا شہر ہے
کعب احبار وغیرہ علما نے جواب دیا کہ ہان ہے اور قرآن مین اوسکا ذکر ہے کہ اِرَمَ ذَاتِ العِمَادِ کلا یہ اور اللہ تعالی نے
اوسکو نظر سے پوشیدہ کر دیا ہے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک آدمی میری امت کا اوس شہر مین
داخل ہوگا سرخ رنگ کوتاہ قد ابرو اور گردن پر خال رکھتا ہوگا اور اونٹ کی تلاش مین وہان پہنچیگا جب معاویہ نے
یہ سب اوصاف عبد اللہ بن قلابہ مین مطابق پائے کہا واللہ وہ مرد یہی ہے چنانچہ یہ قصہ تفسیر عزیزی اور کشاف
اور بیضاوی اور مدارک مین بھی تفصیلاً اور اجمالاً مسطور ہے ۲۱ بدخلقی لیست و یکم یہ کہ میران کو دعوی تھا کہ مین
تابع تام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہون اور جسقدر اتباع مجھکو حاصل ہے کسیکو حاصل نہین ہے اور اثبات اس دعوے
مین یہان تک جد و کد تھی کہ زوائد اور غیر ضروری اور غیر اختیاری امور واسطے اظہار مطابقت اور متابعت کے
ثابت کیے جاتے تھے اور جو چیزین کہ سنن موکدہ حضرت رسالت بلکہ آنحضرت پر واجبات و فرائض سے تھین اوسکو
مطلقاً ترک کر دیا تھا بیان اوسکا یہ ہے کہ میان ولی یوسف رسالہ تحفۃ المنصفی مین لکھتے ہین کہ ایک وزیر میران کو ہے
ایک دندان بار و چار دندان پیشین کا اونکے وہان سے جدا ہو گیا اتباع کے واسطے انتہی اور شواہد الولایت کے باب
چہارم مین لکھا ہے کہ شیخ دانیال جونپوری نے بعد تولد میران کے انکے والد میان عبد اللہ سے پوچھا کہ تمنے
فرزند نو تولد کی کنیت کیا مقرر کی ہے اونہون نے کہا کہ ہمارے جد کا نام سید قاسم تھا اسواسطے اوس لڑکیکو
ہم ابو القاسم بولتے ہین انتہی غرضکہ یہان تک مطابقت کی فکر ہے کہ شاید جنگ و جدل ایک دانت بھی گرا دیا
اور مطابقت کنیت کے واسطے کوئی بیٹا قاسم نام نہ تھا تو دادے کے نام پر اسم شے مسمی ابو القاسم مقرر کر دیا
اور جہاد ساتھ کفار کے کہ حضرت رسالت مآب پر فرض تھا اور سنت قائمہ اور طریقہ دائمہ آنحضرت کا تھا اور پیر بعد
دعوے مہدویت کے کہ وقت اتباع تام کا وہی ہے کبھی عمل نکیا اور جو سنتین آنحضرت کی کہ ضمن جہاد مین ہین مانند
قرائن جنگ و تقسیم غنائم اور اخذ جزیہ اور فدیہ اور فتح بلاد اور نشر اسلام اور ہدم بتخانہا اور حکمرانی بلاد اور عدل و انصاف
مین العباد اور اجراے حدود و احکام وغیرہ صدہا سنن جو عادات حضرت سید کائنات کو ترک کر دیا اور کبھی اقامت انکا
ارادہ نکیا پس باوجود اسقدر مخالفت کے تابع تام کیونکر ہوے اور سوائے اسکے اور بہت سی سنتین ہین لوگون نے ترک کی ہین

چنانچہ وقت دعا کے ہاتھ اوٹھانا خصوصًا بعد فرض نمازون کے کہ سنت مستمرہ ہی کہ آنحضرت کے وقت سے
آج تک تمام اہل اسلام اوسپر متفق ہین اس قوم مین مطلقًا ممنوع و موقوف ہو چلا تاکہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہی
کہ وقت مقبولیت دعا کا بعد نمازون فرض کے ہی اور طریق مسنون دعا کا یہ ہی کہ دونون ہتیلیان پھیلانا اور آسمان کے
سامنے کرنا اور دونون مونڈھون تک اونچا کرنا اور بعد فراغ دعا کے ہاتھون کو موتھہ پر پھیر لینا چنانچہ ابو داؤد
مین ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلوا اللہ ببطون اکفکم ولا تسئلوہ بظھورھا فاذا فرغتم
فامسحوا بہا وجوھکم یعنی سوال کرو اللہ تعالی سے باطن ہتیلیون سے اور نہ سوال کرو پشت ہتیلیون سے پس
جب فارغ ہو پھیر لیو ہتیلیون کو اپنے چہرون پر اور ترمذی مین ہی کہ حضرت عمر فاروق فرماتے ہین کہ کان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اذا رفع یدیہ فی الدعاء لم یردھما حتی یمسح بھما وجھہ یعنی تھی عادت
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ جب اوٹھاتے تھے دونون ہاتھ اپنے دعا مین نہ اوتارتے تھے اونکو یہان تک
کہ پھیر لیتے تھے اونکو اپنے چہرہ شریف پر اور حصن حصین مین نقل کیا کہ آداب دعا سے ہی بسط الیدین
ت مس یعنی کھولنا دونون ہاتھون کا روایت کیا اسکو ترمذی اور حاکم نے ورفعھما ع وان یکون
رفعھما حذو المنکبین د امس یعنی اور اوٹھانا دونون ہاتھون کا طرف آسمان کے نقل کی
یہ صحاح ستہ مین اور یہ کہ ہووے اوٹھانا دونون ہاتھون کا برابر مونڈھون کے روایت کی یہ ابو داؤد و احمد و حاکم نے
اور ترمذی مین ہی کہ قیل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای الدعاء اسمع قال جوف اللیل
الآخر ودبر الصلوات المکتوبات یعنی لوگون نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ کون سی دعا مستجاب تر ہی
فرمایا درمیان پچھلی رات کے اور پیچھے فرض نمازون کے اور نسائی مین بھی روایت ہی کہ نمازون فرض کے بعد وقت اجابت
دعا ہی غرض کہ دعا کے وقت ہاتھ اوٹھانا خصوصًا بعد فرض نمازون کے سنت حضرت کی ہی اور اس باب مین احادیث
صحیحہ بکثرت وارد ہین کہ اونکا حصر اس رسالے مین نہین ہو سکتا ہی بلکہ معلوم ہوتا ہی کہ دعا مین ہاتھ اوٹھانا سنت
انبیاے سابقین کی بھی ہی چنانچہ صحیح بخاری کے کتاب الانبیا مین ہی کہ جب حضرت ابراہیم اپنے فرزند اسمعیل کو مع
اونکی والدہ کے بامر الٰہی مکے مین بیت اللہ کے پاس رکھکر چلے بعد چند قدم کے جب اونکی نظر سے غائب ہوے
بیت اللہ کی طرف موتھہ کرکے دونون ہاتھ اوٹھاکر یہ دعا کی رَبِّ اِنِّیْ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ
عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَھْوِیْ اِلَیْھِمْ وَارْزُقْھُمْ مِّنَ
الثَّمَرَاتِ لَعَلَّھُمْ یَشْکُرُوْنَ الحدیث پس معلوم ہوا کہ ہاتھ اوٹھانا وقت دعا کے جیسا کہ سنت محمدی ہی

سنت ہر یہ وہم بھی ہی اور منشا غلط اس قوم کا شاید کہ حدیث مسلم ہی صلوۃ الاستسقا مین بروایت انس رضی اللہ عنہ
کے کہ ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان لا یرفع یدیہ فی شیء من دعائہ الا فی الاستسقاء حتی
یُری بیاض ابطیہ یعنی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نہ تھے کہ نہین اوٹھاتے تھے ہاتھ اپنے کسی دعا مین مگر استسقا مین
یہانتک کہ نظر پڑتی تھی سفیدی بغلون اونکے کی انتہی اور ظاہر ہی کہ اس حدیث مین مطلق ہاتھ اوٹھانے کی نفی
نہین ہی بلکہ اس کیفیت سے کہ سفیدی بغلون کی نظر پڑے اسیواسطے امام نووی نے شرح اس حدیث مین فرمایا کہ
ظاہر اس حدیث سے وہم ہوتا ہی کہ حضرت سوا استسقا کے ہاتھ نہین اوٹھاتے ہین اور حالانکہ ایسا نہین ہی بلکہ
ثابت ہوا ہی حضرت کا ہاتھ اوٹھانا دعا مین سوا استسقا کے بہت مقامون مین اور وہ مقامات حد و شمار سے
زیادہ ہین اور مین نے اون مین سے قریب تیس حدیث کے جمع کی ہین صحیحین سے اور شرح مہذب کے آخر باب صفۃ الصلوۃ مین
اونکو نقل کیا ہی مین نے اور تاویل اس حدیث کی یہ ہی کہ رفع بلیغ کہ جس مین سفیدی بغلون کی نظر پڑے سوا استسقا کے
نہوا یا یہ کہ انس نے نہ دیکھا اور دوسرون نے دیکھا کہ حضرت نے اور دعاون مین بھی دست مبارک بلند فرمائے اور دیکھنے
والے مواضع کثیرہ مین کی جماعات ہین ایک شخص پر کہ حاضر ہووے اوس واقعے مین مقدم رکھے جاوینگے اور یہ تاویل
ضرور ہی کیونکہ احادیث کثیرہ دوسرے مقامات غیر محصورہ کے باب مین آئی ہین تمام ہوا کلام امام نووی کا اور بھی تائید
اوس روایت سے کہ ہین کہ جسمین بہت مواضع کا ذکر ہی اور صحیح بخاری کی کتاب الصلح مین ایک حدیث طویل کے
مذکور ہی کہ ایکروز حضرت بنی عمرو مین کچھ نزاع تھا اونکے مصالحے کے واسطے تشریف لے گئے تھے جب وہان سے
مراجعت کی دیکھا کہ ابو بکر صدیق امامت نماز پر کھڑے ہین حضرت صفوف پھاڑکر اونکے پیچھے صف اول مین کھڑے ہوئے
جب ابو بکر صدیق کو معلوم ہوا پیچھے ہٹنے لگے حضرت نے اشارہ کیا کہ بدستور امامت پر کھڑے رہو فرفع ابو بکر
یدیہ فحمد اللہ ثم رجع القہقری یعنی پس اوٹھائے ابو بکر نے دونون ہاتھ اپنے پس حمد خدا کی بجا لائے پھر
پچھلے پاؤن پھرے اور بعد فراغت نماز کے جب حضرت نے پوچھا کہ مینے اشارہ کیا تھا تم کیون کھڑے نرہے کہا
کہ نہین لائق ہی ابو قحافہ کے بیٹے کو کہ امامت کرے روبرو رسول اللہ کے اور خیر جاری شرح بخاری مین ہی کہ جب
حضرت کو ابو عامر رضی اللہ عنہ کے قتل کی خبر پہونچی دونون دست مبارک دعا کے واسطے اوٹھائے اور صحیح بخاری مین
باب التکبیر عند الحرب مین ہی کہ جب صبح کے وقت لشکر محمدی خیبر پر پہونچا اوسوقت اہل خیبر اپنے کھیتی پھاوڑے لیکر نکلے
تھے کہ ناگاہ نگاہ لشکر اسلام پر پڑی گھبرا کر قلعے مین بھاگے کہ محمد مع لشکر آن پہونچے پس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے
دونون دست مبارک اوٹھائے اور کہا کہ اللہ اکبر خربت خیبر انا اذا نزلنا بساحۃ قوم فساء صباح

للنگذ دین یعنی اسد اگر خراب ہوئی خیبر ہم جسوقت اوترے میدان کسی قوم مین بری ہوئی صبح کنانکی غرض کہ
اسقدر روایات ہاتھ اوٹھانے مین وقت دعا کے وارد ہین کہ شمار سے باہر ہین پس ثابت ہوا کہ ہاتھ اوٹھانا وقت دعا کے
سنت مستمرہ ہی کہ انبیاے سابقین سے آنحضرت تک جاری تھی پس آدمی جبتک دعا کرے ہاتھ اوٹھانا مسنون ہی اور
چونکہ دعا بعد نماز فرض کے مستجاب ہوتی ہی جیسا کہ ترمذی اور نسائی کی حدیث سے ثابت ہوا پس بعد نماز پنجگانہ
کے بھی دعا مانگنا اور ہاتھ اوٹھانا مسنون ہی اور عمل مہدویونکا خطا ٹھہرا اور ایک سنت انبیا یہ بھی ہی کہ بکریان
چرانا چنانچہ صحیح بخاری مین کتاب الانبیا مین ہی کہ صحابہ کرام نے حضرت سے پوچھا کہ اکنت ترعی الغنم قال
وھل من نبی الا وقد رعاھا یعنی کہا آپنے بھی بکریان چرائی ہین فرمایا کہ جو پیغمبر ہوا ہے بکریان چرائی ہین انتہی
اب دیکھیے کہ شیخ جونپوری باوجود دعوے اتباع تام کے اسپر عمل نکرکے اس شغل کو کفر بولتے ہین چنانچہ عقیدہ چہاردہم اور بدخلقی
دہم مین مذکور ہو چکا کہ حیوانات و زراعات وغیرہا کو کفر جانتے تھے شیخ جونپوری کے اخلاق اسقدر حضرت رسالت سے
مخالف ہین کہ اونکو سواے کراما کاتبین کے کوئی حصر کتابت مین نہین لاسکتا یہ بیان بقدر نمونے کے اسی پر بس
کفایت کی گئی کہ مشتے نمونہ از خروارے باشد و دانہ ز دیگ بسیار ورنہ تمام کتاب حقیقت مین انھین اخلاق مخالفہ کے بیان
مین ہی اب تھوڑی سی خوبیان انکے خلفا و توابع کی بیان کرکے بحث تمام کیا جاتا ہی تتمہ خلفا و توابع شیخ کے
بعضے احکام و عادی خوارق خلاف نقل و عقل کے بیان مین منہا انصاف نامے کے باب ہشتم مین لکھا ہی کہ میان
علی دھولیہ نے شہر ناگور مین بیچ دائرے میان نعمت کے انتقال کیا اور پچاس فیروزے ترکہ چھوڑا میان نعمت نے
سویہ کرکے تمام اہل دائرے کو تقسیم کردیا اور پسر دختر متوفی مذکور کے دھولقہ مین موجود تھے انکو کچھ نہ بھیجا
اور قصبہ برلی مین میان فقیہ محمد راجپوت کے ہاتھ مار گیا میان نظام نے اوسکے اقربا کو خبر کرکے ترکہ اوسکا
سپرد کردیا جو مہدی نے سنکر کہا کہ نیک کیا یہ حق فقرا و مہاجرین کا تھا اگر اقربا اوسکے ہجرت و جہاد کرین تم مین سے
ہونگے انکے ساتھ حق صلہ رحم کا بجا لانا چاہیے انتہی یہ بنا الفاسد علی الفاسد ہی کہ اول ایک شریعت تازہ یہ نکالی
گئی کہ ہجرت کرنا یعنے اپنا گھر اور وطن چھوڑنا فرض ہی حالانکہ فرض یہ ہی کہ دار الملک کفار سے ہجرت کرکے دار الملک
اسلام مین جانا اور اسیواسطے جبتک مکہ فتح نہوا تھا صحابہ مکے سے ہجرت کرکے مدینے کو آتے تھے جب مکہ معظمہ
فتح ہوکر دار الاسلام ہوگیا حکم ہوا کہ لا ھجرۃ بعد الفتح یعنی نہین ہی ہجرت بعد فتح کے یعنی اب مکے سے
ہجرت کرنا کچھ ضرور نہین ہی بخلاف مہدویون کے کہ جس حکومت سے ہجرت کرتے ہین پھر اوسی حکومت مین
دوسری بستی مین رہتے ہین چنانچہ خود مہدی جونپور اپنے وطن سے کہ دار الحکومت بادشاہان اہل سنت کا تھا

ہجرت کرے پھر اونھین کی حکومت مین گجرات وسندہ وغیرہ مین سے پھرتے تھے اور خلفا انکے گجرات مین اپنی اپنی
بستیون سے نکلکر اوسی ملک گجرات مین دوسری بستیون مین متوطن ہوگئے تھے پس ہجرت کہ شریعت محمدیہ مین
مقرر ہی وہ مقصود نہ تھی بلکہ ایک شرع تازہ وپاکر اتباع رہبانان اہل کتاب کا تھا کہ اوسمین فقط وطن وخانہ قدیم کا
چھوڑنا اور ایک سرا خانہ دوسرے مقام مین بنانا مقرر کر رکھا تھا اول یہ ہجرت دین اسلامی مین فرض نہین ہی بلکہ
ممنوع ہی کہ لا رھبانیۃ فی الاسلام پھر اس ہجرت فاسدہ پر یہ حکم مقرر کرنا کہ ترکہ مہاجر کا اوسکے اقربا کو نہ
پہونچے دوسرے مہاجرین اگرچہ اغیار واجانب ہون بالسویہ بانٹ لیوین یہ حکم شروع اسلام مین تھا کہ بسبب موالات
دینی اور ہجرت کے ایک دوسرے کے وارث ہوتے تھے نہ بسبب قرابت کے صورت اسکی یہ تھی کہ جب صحابہ کرام ہجرت
کرکے مدینے مین انصار کے پاس اوترے حضرت نے دو دو آدمیون مین مواخات اور برادری کروادی تھی اور جب
اون مین سے ایک شخص مرتا تھا دوسرا وارث ہوتا تھا اور اوسکے اہل قرابت کو کچھ نہین ملتا تھا بعد اوسکے
یہ حکم منسوخ ہوگیا اور ناسخ اوسکی یہ آیت نازل ہوئی کہ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ
مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ الآیہ یعنی اہل قرابت بعض انکے اولی ہین ساتھ بعض کے کتاب اللہ اور حکم خدا مین
مومنون اور مہاجرون سے یعنی اقربا کا آپس مین وارث ہونا کتاب اللہ کی رو سے بہتر ہی اس سے کہ مومنین اور مہاجرین
بسبب برادری ایمانی اور ہجرت کے وارث ہووین اوس روز سے آج تک حکم منسوخ ہی اب میان نعمت خوندمیر
چاہتے ہین کہ اوس ناسخ کو موقوف کرکے پھر اوسی منسوخ پر عمل کرین یہ سراسر مخالفت قرآن و حکم خدا کے جاودان
کی ہی اور یہ حکم انکا جیسا کہ اوس آیت کے مخالف ہی ویسی آیت میراث کے مخالف ہی کہ اللہ تعالی نے ہر ہر کا حق
مقرر کردیا اور ونکا حق اونکو حوالہ کرنے کی تاکید فرمائی کہ يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ الآیہ اور انھون نے
اہل حق کی حق تلفی کی اور مال غیر مین تصرف کیا پس جو آیات واحادیث کہ مال غیر کے تصرف کی مذمت مین واقع ہین
اوس سب کے مخالف کیا اوسی پر عمل نکیا اور ظلم صریح واقع ہوا اور جو آیات کہ باب ظلم مین واقع ہین وہ سب ان پر
صادق آئین کیونکہ حق الناس مین تصرف کرنا ظلم صریح اور گناہ قبیح ہی اور حیرت یہ ہی کہ ان لوگون کو دعوی یہ تھا
کہ بجز قوت ایک دن کے کچھ اندوختہ نہین رکھتے ہین حالانکہ بعد مرنے کے پچاس پچاس فیروزے وغیرہ ترکہ انکا
ان کے پاس نکلتے تھے **ایضاً** ایک روز عالم میان مصنف سال جدیدہ روایت کرتے تھے کہ جب شیخ علی متقی کا
رسالہ رد مذہب مہدویہ مین مکہ معظمہ سے گجرات مین پہونچا میان لاد خلیفہ مہدی نے اپنے مرید عبدالملک سجاوندی کو
اوسکے جواب لکھنے کا حکم کیا اونھون عرض کیا کہ بندہ جب سے آپکا مرید ہوکر کسب وشغل درویشی مین پڑا ہی علم

ایضاً مہدویون کے ملا عبدالملک سجاوندی نے ایک سال تک نیچے ہی سمجھنے مین بھی خطاء فاحش کی اور دعوی میان لاد کا سراسر غلط تھا

فراموش ہو گئے ہین میان نے فرمایا کہ تم لکھنا شروع کرو جس علم کی جو بات لکھنا منظور ہوگی اوس علم کے امام کی روح
حاضر ہو کر بتلایا کرے گی چنانچہ کتاب سراج الابصار اسیطرح پر تمام لکھی گئی انتہی ایہ مؤلف کتاب کہتا ہی کہ یہ دعوی میان ولایت کا
سراسر غلط ہی اسواسطے کہ اوس کتاب مین علم کلام و حدیث و اصول و مناظرہ وغیرہا علوم کے اغلاط موجود ہین چنانچہ
اس رسالے مین بمواضع متفرقہ بعضے اغلاط اوسکے منقول ہین اگر تمام ایمہ علوم کی ارواح کمک پر حاضر ہوئی ہوتین
یہ اغلاط کاہے کو واقع ہوتین علاوہ یہ کہ اگر تمام ایمہ علوم کی ارواح حاضر ہوتین لکھنؤ کی سیر کو کیا عجائب پر لگا تھا
کہ حاضر نہوئی کیونکہ اوس کتاب مین سجاوندی نے بعض مقامات مین ترکیب نحویہ کے سمجھنے مین بھی خطا پائی ہی چنانچہ بطور
نمونہ ایک مقام اوسکا نقل کیا جاتا ہی عبارت شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالے کی یہ ہی فان قیل حدیث
من کذب بالمهدي فقد كفر صريح في ان انكاره كفر فالجواب على التنزل من ان الحديث
احاد ضعيف وعلى تقدير صحته فلا يفيد الا الظن فلا يجزم بكفر جاحده بهذا الحديث
ان الحديث انما يدل على وجوب اعتقاد مهدي مّا لا المهدي المعين انتہی اس عبارت پر سجاوندی
صاحب نہم و کشف نجرق اعتراض کرتے ہین بایں عبارت قلت كان الاولى ان يقول لان الحديث باللام
الجارة ليكون علة لقوله فلا يجزم بكفر جاحده او مع ان الحديث انتہی اہل دانش پر ظاہر ہی
کہ باوجودیکہ عبارت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی نہایت واضح ہی اور اوسمین کسیطرح کا اغلاق نہین ہی مہدویوں کے علما
بالمدد سجاوندی صاحب نہ سمجھ سکے اور اوسکی ترکیب نحوی مین خطائے فاحش کی پس کجا امداد ایمہ علوم اگر کوئی
بچہ کافیہ خوان بھی حاضر ہوتا سمجھا سکتا تھا کہ فالجواب مبتدا ہی اور ان الحدیث اوسکی خبر ہی فلا یجزم کی علت نہین ہی
اور من ان الحدیث متعلق ہی تنزل مصدر سے وہ مبتدا بے مذکور کی خبر نہین واقع ہوا ہی ورنہ تنزل مذکور ہی
اور حرف ان اوسپر کیون ہی ایضًا سید محمود بن خوندمیر کہ شیخ جونپوری کے نواسے اور مہدویوں کے خاتم فرشتہ ارشاد ہیں
ولایت مین انصاف نامہ کے باب ہفتدہم مین لکھا ہی کہ انھون نے نقل کیا کہ قیامت برپا ہوئی اور حق تعالی نے
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ حساب خلق کا کرو اونھون نے میران کو فرمایا میران نے خوندمیر کو فرمایا پس
خوندمیر حساب تمام عالم کا کرتے ہین انتہی یہ کشف بھی نہایت غلط ہی اسواسطے کہ اگر بادشاہ کسی امیر خاص کو فرماوے
کہ تم یہ کام دیکھو اور وہ بذات خود اوسپر التفات نکرکے کسی دوسرے پر ڈالدے اور وہ دوسرا کسی تیسرے پر ڈالدے
یہ امر شعر کمال تہاون اور بے پروائی کا ہوکر موجب عتاب سلطانی ہوگا چہ جائے کہ شہنشاہ عالم صاحب کن
فیکون کہ ملائکہ کروبین اور انبیاے مرسلین جسکی عدول حکمی سے تھرّاتے ہین اور اوسکے ہر امر موکد وغیر موکد کی

بجا آور ہی کو موجب فخر و نجات جانتے ہیں اتنا بڑا کام آپ کرینگے قابل یعنے محاسبہ تمام عالم ایسے بڑے
فرمان بردار خاص رسول یا تمہارے کو فرما کر تشریف بخشے اور وہ اسکو میزان پہ پھیکیں اور میزان اَطِیعُوا اللهَ
پر عمل کریں نہ اَطِیعُوا الرَّسُولَ نہ مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوْہُ پر بلکہ اپنی توجہ کے قابل نہ سمجھ کر اپنے بیان کی
ایک ٹکے پر اڑا دیوین استغفر اللہ العظیم علاوہ یہ کہ نصوص صریحہ مثل اِنَّ اللّٰہَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ و یُحَاسِبْکُمْ
بِہِ اللّٰہُ کے شاہد ہیں کہ حساب مخلوقات کام خالق کائنات کا ہے اور انکو کشف ہوے کہ یہ نہیں کام میرے باپ کا لیکن
نجات کا ہے اور احادیث شفاعت دال ہیں اس بات پر کہ تمام انبیاء و مرسلین اوس روز ہیبت الٰہی سے تھراتے ہونگے
کہ سوائے نفسی نفسی کے اسقدر بھی جرأت نہ کر سکینگے کہ کسی کی شفاعت میں زبان ہلا کر اوسکا حساب جمع کروا دیں
اور حضرت خاتم الرسالت مقام محمود میں اسی درخواست کے واسطے کہ خداوند حساب خلق کا لیکر انکو حالت انتظار سے
نجات دے سر بسجود پڑے ہونگے تب اونکی نہایت تضرع و زاری کے بعد خداوند دادار آپ متوجہ حساب خلائق ہوگا
اور اون احادیث میں کہیں مہدیکا نام و نشان بھی نہیں ہے چہ جاے اسکے کہ شیخ جونپوری کی مہدویت کو بھی ثبوت
نہیں ہے کام خدا کا اپنے خادم و داماد سے کرواوین کَبُرَتْ کَلِمَۃً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاہِہِمْ اِنْ یَّقُوْلُوْنَ اِلَّا کَذِبًا
ایضاً اوسی باب میں لکھا ہے کہ اونھیں بیان محمود نے دوسری بار معاملہ دیکھا کہ میں نے اس عالم سے عروج کیا اور عرش کرسی کا
گذر گیا وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ حق تعالیٰ کے سامنے بیٹھے اصحاب مہدیکے اپنے سروں کے بال کھولے ہوے
ناچ رہے ہیں اور دستکیں بجا رہے ہیں دس بیجا جو کچھ حضرت رسول خدا کو دکھلائی تھی مجھکو بھی دکھلائی گئی تو تعالیٰ
وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی الٰی وَمَا طَغٰی اتنی سوجھ نہ آئی کہ یہ ناچ اور دستک کی کہاں کھلائی گئی تھی جو کہ انکو دکھلائی
گئی اتنا بھی خیال نہیں کرتے کہ جب کوئی عالم پرہیزگار کسی مجلس میں آ رہتا ہے اوسکے ادب سے بھانڈ و ڈوم وغیرہ کا
ناچ موقوف کروا دیتے ہیں چہ جا کہ حضرت رب العزت کے سامنے اسقدر بوڑھے بڑے ریش و داڑھیاں ہلاتے بال
بکھیرے ہوے دھما چوکڑی مچاویں و تالیاں بجاویں استغفر اللہ العظیم کبھی اور بھی اس عرش پر جلسہ ناچ کا ہوا تھا
یا فقط تمہارے مہدیکے عہد میں اس بدعت تازہ کا ایجاد ہوا اور اس رقص سے کیا غرض تھی خدا کو یہ تماشا بتانا منظور تھا
یا اپنا کمال جتانا مقصود تھا اللہ تعالیٰ کی شان لہو اور عبث سے منزہ ہے لَوْ اَرَدْنَا اَنْ نَّتَّخِذَ لَہْوًا لَّاتَّخَذْنٰہُ
مِنْ لَّدُنَّآ اِنْ کُنَّا فٰعِلِیْنَ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَی الْبَاطِلِ فَیَدْمَغُہٗ فَاِذَا ہُوَ زَاہِقٌ وَلَکُمُ الْوَیْلُ
مِمَّا تَصِفُوْنَ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا الآیۃ اور اگر اپنا کچھ کمال بتلانا منظور تھا تو ناچنا اور
دستک بجانا کیا کمال ہے اگر اسیکا نام کمال ہے تو تم سے بڑھکر بھانڈ و قوال و رقاصین اس فن میں کامل ہیں

خدا کے پاس اوس کا عمل پوچھا جاتا ہے غلو و تعصب کا ع اندر رہ حق جملہ ادب باید بود ۔ اب دیکھیے کہ جب اس خاندان کے
بچوں کو ایسی عموم درجے کی معراج ہوتی ہے اگر انکے نانا کے واسطے بھی کہ بمنطوق ع ای باد صبا این ہمہ آوردۂ تست
کے یہ سب کرشمے اونہین کی بدولت ہیں ننگ پکڑے ہیں دعوی معراج کا کرین کیا عجب ہے چنانچہ سید مصطفی نے اپنی کتاب
اثبات مہدویت مؤلفہ ۱۳۳۲ھ مین ایک داستان طویل متضمن معراج مہدی جونپوری کی بیان کی خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ ایک رات
ثلث شب کے وقت ندا سے ہاتف ہوئی کہ ای بندے میرے تم بازی اور میری طرف نقل کرو پس بی بی ملکان کے گھر مین سے
نکلے اور سید سلام اللہ کو بھی ساتھ لیا سبحان اللہ یک شد دو شد پھر مکے اور مدینے کو آئے بعدہ مسجد اقصی کو پہونچے پھر
بیت المعمور پر چڑھے اور تمام ارواح مومنین اولیا و شہدا و انبیا اور ملائکہ حاضر تھی اور بہشتین اور فلک نقش خوب زینت
آراستہ تھے کہ اتنے مین روح کلیم اللہ کی آئی اور میان سلام اللہ نے کہا کہ موسی یہی شخص ہی ہیں پس موسی علیہ السلام نے طمانچہ
اوٹھایا پس مہدی نے کہا کہ ای کلیم اللہ عفو کر دو پھر سلام اللہ نے مستغفار ہو کر کہا کہ یہ مجھسے بڑی خطا ہوئی بعدہ آگے بڑھے
اور رب ذوالجلال سے مشرف ہوے فکان قاب قوسین او ادنی کا مقام ہو گیا اور عابد و معبود میں یہ کلام
ہوا کہ رضی عنک الرحمن انک ماحی البدعة والطغیان ومحی السنن والایمان من یراک له
الامن والامان ومن امن بک وجب علیه الغفران ومن انکر بک حقت له النیران تو میری
درگاہ میں آیا کیا لایا ہے عرض کیا کہ تیرے کلام اور رسول کی اتباع لایا ہوں اور جو کچھ حکم تیرا تھا بطور امانت کے خلق کو
پہونچا دیا جو کہ روز ازل میں مجھ مین تھے مطیع ہوے اور جو کہ روز میثاق میں ہالک تھے گمراہ رہے پس جیسا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو خلعت ہوئے تھے مہدی موعود کو بھی ہوے اور اوسی شب میں اپنے گھر مین واپس آئے انتہی غرض کہ ان خرافات
کی کچھ انتہا نہیں ہے آدمی کہانتک اونکا شمار کرے اور ایسے مقامات کا تعاقب بھی نامفید ہے اسواسطے کہ اہل فہم و انصاف
بادی النظر مین اونکا بطلان بنفسہ روز روشن کے روشن ہو جاتا ہے اس سبب سے یہاں اسیقدر پر اکتفا کیا گیا اور اگر اس سے
زیادہ شوق مطالعے کا ہو تو ابواب اربعۂ مابعد مین شیخ موصوف اور اونکے خلفا کے باقی اقوال و افعال ہر باب کے
آغاز مین جمع کر دیے گئے ہین کہ اون سے انکی مخالفت اخلاق زیادہ تر واضح ہوتی ہے اور اگر بغور ملاحظہ کیا جاوے تو تمام
کتاب بیان اخلاق مخالف قرآن بزرگ مین ہے کہ جس سے انکا کذب بطلان دعوی بخوبی واضح ہوتا ہے کیونکہ جس شخص کے
اقوال و افعال اسقدر مخالف قرآن و سنت و اجماع امت کے ہو وین اوسکے دعوی کی تصدیق کسی پر ہرگز واجب نہین
ہوتی ہے بلکہ جبکہ دعوی ایسا ہو کہ جسمین مخالفت ساتھ صدہا احادیث و آثار صحیحہ کے کہ علامات مہدی مین وارد ہین
لازم آتی ہو تکذیب واجب تی ہے علاوہ یہ کہ جب اوس شخص کی تصدیق مہدویت متضمن تصدیق دوسرے اعتقادات باطلہ

اور اوسکے اقوال کاذب کی ہو مثلاً تمام امت اسلامیہ کو چار سو برس سے اوسکے انکار کے سبب کافر جاننا اور اوسکو برابر
رتبے حضرت خاتم الرسالت کے سمجھنا اور دوسرے تمام انبیاء و مرسلین سے افضل جاننا اور ردیف کلام الٰہی و وحی کا اوسکے
حق میں قائل ہونا الی غیر ذلک کہ خلاف نصوص قرآنی اور احادیث اور اجماع مسلمین کے ہیں تو بالضرور اوسکی تکذیب واجب اور
تصدیق حرام ہوئی اور تصدیق کرنے میں کیا دین کے ایمان و عاقبت کا ضرر ہے پس کہنا عالم میان کا آخر رسالہ معارضہ میں
کہ لو بالفرض ہوا موافق زعم اہل انکار کہ اگر یہ دعوی خطا ہی ہو تو بھی اہل اقرار و تصدیق پر شرع شریف سے کیا الزام و
ضرر ہے بخلاف اہل انکار کے انتہی باطل محض و سخن ابلہ فریب ہے کیونکہ ثابت ہوا کہ اہل اقرار سراسر خسارت اور ضرر میں ہیں
بخلاف اہل انکار کے کہ ان مہمات سے محفوظ و امین ہو کر بطریقہ سواد اعظم اسلامی و عقائد حقہ ایمانی پر ثابت ہیں
یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ ۔ باب چہارم بیان

ان گستاخیوں کا کہ فرقہ مہدویہ نے نسبت حضرت مشائخ اسلام و اولیاء علام کے کی ہیں اول یہ کہ کتاب شواہد الولایت کے
گیارھوین باب مین لکھا ہے کہ جب سید محمد جونپوری کلبرگے کو گئے اور واسطے زیارت خواجہ سید محمد گیسو دراز کے داخل گنبد ہوئے
جوتیاں پاؤں سے نہ اوتاریں اور اندر جاکر دروازہ گنبد شریف کا بند کر لیا جبکہ بعد مدت دراز کے باہر آئے تب لوگوں نے
پوچھا کہ سبب اسکا کیا تھا جواب دیا کہ موافق درخواست روح سید گیسو دراز کے تین بار مع جوتیوں کے اونکی قبر کو روندا تا کہ
گرد نعلین کی قبر پر پڑے اور دعوی مہدویت کا اون کے حیات میں ہم سے نہ پایا تھا اوسکی نجاست سے پاک ہو جاویں
اور اسکے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ ذکر اللہ تعالی مرشد ہمارے کا بتایا تھا جو لوگ کہ انکے ہمعصر تھے اور انہوں نے طالب حق ہونے
او نسے خدا تعالی پوچھے گا کہ ایسا مرشد ہوتے ہوے کیوں تحقیق حق کی انتہی ملخصاً اب محرر اوراق نے پوچھتا ہے
کہ یہ کشف تمہارے مہدی کا موافق شرع مطہر کے تھا یا مخالف اگر مخالف تھا تو کسواسطے اسپر عمل کیا باوجودیکہ خود یہ بات کا
اعتقاد رکھتے تھے کہ کشف مخالف شرع مردود ہے جیسا کہ شواہد الولایت کے چوبیسوین باب مین لکھا ہے کہ انکے
مہدی نے کہا کہ جہاں عنایت شرع محمدی کی نہو اوسکو کشف نہ کہا چاہیے اور یہ عبارات تمہاری تحریر میں پڑیں کہ
خلاف شرع محمدی کے کیا تھے انتہی پس باوجود اس اعتقاد کے کیوں اسکے خلاف کیا اور اپنے معتقدان کے واسطے آئندہ
ڈالا کہ وہ بھی ایسی حرکات کیا کریں چنانچہ ایسی ہوا کہ کتاب پنج فضائل میں لکھا ہے کہ ایک روز شاہ دلاور خلیفہ مہدی کے
کہیں جاتے تھے راہ میں ایک قبر کہنہ نظر کی بولے کہ حق تعالی فرماتا ہے کہ اے دلاور اپنا پاؤں اس قبر پر رکھ کہ تیری ہو جانا
کا گرد سے یہ مستحق عذاب بخشا جاے پس اونہوں نے بھی مطابق سنت اپنے پیر کے اوس قبر کو پامال کیا آئندہ مغفرت کا
حال خدا جانے تعذیب فی الحال میں تو کوتاہی نہ کی اور اگر یہ کشف مہدی کا موافق شرع مطہر کے جانتے ہو تو بیان کرو

جانا حرام ہووے بلکہ اطراف اڑسے کے آگ سمجھکر اوسکے بدعت پاس بیٹھے رہنا اور تینوں قسم کا سوال
یعنی حالاً اور قولاً اور فعلاً حرام ہووے اور اگر عمل ان احکام پر نکرے گروہ مہدی میں قابل شمار قطار کے نرہے اور
اوسکے فلاح و نجات کی امید نہووے جیسا کہ رسالۂ سید میران جی بن سید سلام اللہ میں مسطور ہی باوجود
اس سب باتوں کے اگر ایک شخص ان میں سے پرائی بیل اور پھل بہتے ہوئے دیکھکر غایت حرص نا عاقبت اندیشی سے ندی
میں کود پڑے اور اپنی جان کو پرائے مال پر فدا کر کے ڈوب مرے اوسکو مقام بایزید بسطامی کا کہ سلطان التارکین ہیں
اور کاملین امت انکے حق میں فرماتے ہیں کہ ابو یزید فینا کجبرئیل بین الملائکة ملے اور وہ اپنی حسن خدمت
کے لائق دیکھکر خداوند عالم کی حضور میں بھیڑ بھاڑ شروع کرے اور جانے کہ میری قدردانی اس سرکار میں برابر
نہیں ہوئی کیا جانتا تھا کہ خدائے عالم نے اسکے مرتبے کو برابر نہ پہچانا باوجود پہچاننے کے جزا برابر نہ دی کیا قرآن شریف
کی اس آیت پر اعتقاد نہ تھا کہ فرمایا ہی اِنِّيْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى یعنی میں تم میں سے کسی محنت
کرنے والے کی محنت کو ضائع نکرونگا مرد ہو یا عورت اور فرمایا ہی کہ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا
یعنی جو شخص کہ نیکی لاویگا اوسکو اوس سے بہتر اور بڑھ کر بدلا ملے گا شاشتم شواہد الولایت کے چھبیسویں باب میں لکھا ہی
کہ ایک روز انکے مہدی کے روبرو مذکور ہوا کہ سلطان عبدالقادر جیلانی رحمة اللہ علیہ نے فرمایا ہی کہ قدمي هذه
علی رقبة کل ولي الله جواب دیا کہ ہاں سید عبدالقادر اپنے وقت میں صاحب مان ہوئے ہیں چنانچہ شیخ
صنعانی کہ قدم لگا قبول نکیا خوک بانی کے اور آخر کو قدم خوکوں کا اپنے شانے پر لیا بعد اوسکے بولے کہ سید عبدالقادر
گیلانی نے کہ بوجھ اپنا اولیاء اللہ کے شانے پر رکھا بہتر یوں تھا کہ فرماتے قدم اولیاء اللہ کے میرے شانے پر ہیں
انتہی جواب انصاف کا مقام ہی کہ انھوں نے جو پہلے دعوی ولایت کا کیا پھر مہدویت کا پھر برابری کا ساتھ
رسولوں اولوالعزم اور حضرت خاتم الرسل کے ، اس منصب مساوات کو اپنے یاروں اور مریدوں کے واسطے
تجویز کرکے اپنے واسطے عہدۂ خدائی کی ہوس کی چنانچہ انشاء اللہ تعالی آئندہ معلوم ہوگا یہ سب بیجا اور بیجا معلوم
ہوا اور ایک بات بھی اسمیں سے یاروں کے معتقد قابل انکار نہ سمجھے اور حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمة اللہ
علیہ نے کہ موافق حکم جد آبا و اجداد کے اتنا دعوی کیا کہ میرا قدم میرے زمانے کے تمام اولیاء کی گردن پر ہی سو وہ انکو
ناپسند معلوم ہوا اسمیں کون سی بات مخالف قواعد شرعیہ یا منافی قوانین عقلیہ کے تھی اور بروایت صحیح وکتب
کہ موافق شرائط محدثین کے ہیں ثابت ہوا کہ جناب موصوف نے یہ کلام بحکم حق کہا تھا اور اسکے اعلان کے
مامور تھے بلکہ آپ کے پیدا ہونے سے پہلے بڑے بڑے لوگوں نے خبر دی تھی کہ آپ ایسا فرمائیں گے چنانچہ تھوڑا سا

دین ہے بطور نمونے کے لکھا جاتا ہے کہ عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ یہ جو باتیں لکھی جاتی ہیں یہ سب بواسطہ روایات
صحیح اور اسانید معتبرہ کے موافق شرائط محدثین کے بہجۃ الاسرار میں مروی ہیں لیکن یہاں واسطے اختصار کے
انکے اسانید حذف کر کے متون روایات پر اکتفا کی جاتی ہے **بیان پیش گوئی اولیا کا اس مقدمے میں** شیخ
ابو احمد عبد اللہ بن علی بن موسی الجون نے سنہ چار سے چوسٹھ میں بطور پیش گوئی کے کہا کہ قریب ہے کہ زمین عجم میں
ایک شخص پیدا ہووے کہ اوسکے واسطے ظہور عظیم ہوگا ساتھ کرامات کے اور قبول تام ہوگا نزدیک تمام اولیا کے
کہیگا کہ قدمي هذه علی رقبة کل ولي الله اور اولیا اوس وقت کے اوسکے قدم کے نیچے داخل ہونگے
اور اپنے زمانے کو شرف بخشیگا اور جو اوسکو دیکھیگا فائدہ مند ہوگا **ایضاً** اور شیخ ابو محمد شنبکی بطائحی نے
خبر دی کہ قریب ہے کہ ظاہر ہو ملک عراق میں ایک عجم کا بڑے مرتبے والا خدا کے اور خلق کے پاس نام اوسکا
عبد القادر سکونت اوسکی بغداد میں کہیگا قدمي هذه علی رقبة کل ولي الله **ایضاً** اور شیخ تاج العارفین
ابو الوفا کے پاس حضرت شیخ عبد القادر وقت جوانی کے جب آتے تو وہ بکمال تعظیم پیش آتے انکے لوگوں نے
جب اسکا سبب پوچھا تو جواب دیا کہ اس جوان کو ایک وقت آنے والا ہے کہ خاص و عام اوسکی طرف محتاج ہونگے
اور گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ بغداد میں برملا بطور حقانیت کے بولیگا کہ قدمي هذه علی رقبة
کل ولي الله اور اوس زمانے کے اولیا گردنیں رکھدینگے کیونکہ اونکا قطب ہوگا پس تم میں سے جو شخص یہ
وقت پاوے اوسکی خدمت کا ملازم ہووے **ایضاً** اور شیخ عقیل منبجی سے ایک دن لوگوں نے پوچھا کہ اس زمانے میں
قطب الاقطاب کون ہے بولے مکے میں ہیں اور مخفی ہیں کہ اونکو سوا اولیاء اللہ کے کوئی نہیں پہچانتا ہے اور عراق
کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ قریب ہے کہ یہاں ظاہر ہوگا ایک جوان شریف عجمی کہ وعظ کریگا بغداد میں اور خاص
و عام اوسکی کرامت کو پہچانینگے اور وہ اپنے وقت کا قطب الاقطاب ہوگا کہیگا قدمي هذه علی رقبة
کل ولي الله اور اولیا اپنی گردنیں رکھدینگے اور اگر میں ہوتا تو اپنا سر رکھدیتا **ایضاً** اور شیخ علی بن وہب کے پاس
ایک روز ایک جماعت فقرا کی آئی اون سے پوچھا کہاں سے آئی بولے عجم سے پوچھا کس بستی سے بولے
جیلان سے کہا اللہ تعالی نے روشن کر دیا وجود کو بسبب ایک شخص کے کہ ظاہر ہوگا تم میں سے مقرب اللہ تعالی کا
نام اوسکا عبد القادر جائے ظہور اوسکی عراق ہے کہیگا بغداد میں قدمي هذه علی رقبة کل ولي الله اور
سب اولیا اوس زمانے کے اوسکی فضل و بزرگی کے مقر ہونگے **ایضاً** اور شیخ ابو النجیب عبد القاہر سہروردی نے
کہا کہ میں بیچ سنہ پانسو تین کے بغداد میں خدمت میں شیخ حماد دباس کے تھا اور شیخ عبد القادر اوس دن

اونکی صحبت مین تھے ایک روز ذاکرون کے سامنے مؤدب بیٹھے جب اوٹھ کر گئے تو شیخ حماد دباس نے فرمایا کہ اس عجمی کا قدم ہر
کہ اپنے وقت مین اوس وقت کے اولیا کی گردنون پر ہوگا اور مامور ہوگا کہ کہے قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ
اور کہو دیجا دینگی اوسکے واسطے اوس عصر کے اولیا کی گردنین ایضا اور ابو سعید عبداللہ نے دمشق مین سنہ
روایت کی کہ مین ہنگام جوانی مین بغداد کو گیا اور برفاقت ابن السقا کے مدرسہ نظامیہ مین طلب علم مین مشغول رہا
لیکن ہم عبادت بھی کرتے تھے اور اولیاء اللہ کی ملاقات کے واسطے بھی جایا کرتے تھے اور اوس زمانے مین
بغداد مین ایک شخص تھا کہ اوسکو لوگ کہتے تھے کہ یہ غوث ہین اور کہتے تھے کہ یہ جب چاہتے ہین ظاہر ہو جاتے ہین
اور جب چاہتے ہین نظر سے غائب ہو جاتے ہین صاحب بہجۃ الاسرار نے کہا کہ کہتے ہین کہ نام اونکا ابو یعقوب
یوسف بن ایوب الہمدانی تھا حاصل کلام مین اور ابن السقا اور شیخ عبدالقادر کہ اون دنون جوان تھے اونکی ملاقات کو
گئے ابن السقا نے راہ مین کہا کہ مین ایسا ایک مسئلہ پوچھونگا کہ اوسکا جواب نہ آویگا اور مینے کہا کہ مین ایک مسئلہ
پوچھ کر دیکھونگا کہ کیا جواب دیتے ہین اور شیخ عبدالقادر نے کہا کہ معاذ اللہ کہ مین کچھ پوچھون مین سامنے بیٹھ کر
منتظر اونکی برکات کا رہونگا القصہ جب ہم اونکے مکان مین پہنچے وہان وہ ہمکو نظر نہ آئے اور بعد ایک
ساعت کے دیکھتے ہین کہ وہ بیٹھے ہین پس غضب کی نگاہ سے ابن السقا کو دیکھ کر کہا کہ خرابی تیری اے ابن السقا
تو مجھسے ایک مسئلہ پوچھتا ہے کہ مجھکو اوسکا جواب نہ آوے مسئلہ یہ ہے اور جواب یہ ہے مین دیکھتا ہون کہ کفر کی آگ
تجھ مین بھڑک رہی ہے پھر میری طرف دیکھکر کہا کہ تو مسئلہ پوچھکر دیکھتا ہے کہ مین کیا جواب دیتا ہون مسئلہ
یہ ہے اور جواب یہ ہے اور بسبب اس بے ادبی کے کانون کی لوئون تک تجھ پر دنیا برسیگی پھر نگاہ کی طرف شیخ عبدالقادر
کے اور نزدیک بٹھا کر اکرام کیا اور کہا اے عبدالقادر بسبب اس ادب کے تو نے خدا و رسول کو راضی کیا گویا
کہ مین دیکھتا ہون کہ تم بغداد مین کرسی پر چڑھکر وعظ کرتے ہو اور کہتے ہو کہ قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ
اور گویا کہ مین دیکھتا ہون کہ تمہارے وقت کے اولیا نے تمہارے اجلال کے واسطے اپنی گردنین جھکا دی ہین پس اوسی وقت غائب ہو گئے
اور بعد اسکے ہمنے اونکو نہ دیکھا اور شیخ عبدالقادر کا حال تو ویسا ہی ہوا جیسا کہ کہا تھا اور ابن السقا تمام علوم
مین فائق ہوکر خلیفہ کا مقرب ہوا اور بعد اوسکے خلیفہ کی طرف سے ایلچی بنکر روم کو بادشاہ نصاری کے پاس
گیا اور وہان بادشاہ نصاری نے اوسکا علم و زبان آوری دیکھکر اپنے علما سے مقابلہ کروایا ابن السقا نے سبکو
ساکت اور عاجز کر دیا اور پھر بادشاہ کی بیٹی پر عاشق ہوکر حسب درخواست بادشاہ کے نصرانی بنکر اوس لڑکی سے
عقد کیا اور کہو سے غوث کا یاد کیا اور تاریخ ابن خلکان مین ترجمے مین حضرت ابو یعقوب یوسف ہمدانی کے لکھا ہے

کہ ابن السقا قاری جید تھا مگر بموجب بد دعا حضرت یوسف ہمدانی کے نصرانی ہو گیا ایک شخص نے اوسکو آخر حال
میں شہر قسطنطنیہ میں دیکھا کہ ایک دکان میں بیمار پڑا ہوا اپنے مونھہ پر سے مکھیاں اڑاتا ہے راوی کہتا ہے
کہ میں نے نزدیک جاکر پوچھا کہ اب بھی کچھ قرآن یاد ہی کہا سب بھولا مگر ایک آیت یاد ہی رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا
لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ العیاذ باللہ اور میں دمشق میں آیا اور مجھکو سلطان نور الدین شہید نے جبرا خدمت بیت المال
وادقات کی دی اور دنیا میرے اوپر گری یہ سب حق میں حضرت غوث کا کلام پورا ہوا انتہی

بیان اون اولیاء کرام کا کہ اوسوقت مجلس میں حاضر تھے اور اپنے سر ونکو جھکا دیے اور اونکا کہ اونھوں نے دور سے بطور کشف کے معلوم کر کے تعظیم کی اور سرنگون ہوے

جاننا چاہیے کہ ایک ہزار اور پچاس اولیاء کرام اور مشائخ عظام اوس روز اوس مجلس میں حاضر تھے کہ شیخ علی ابن ہیتی اور
شیخ بقا اور شیخ شریف قیلوی اور شیخ ابو النجیب عبد القاہر سہروردی اور شیخ ماجد کردی اور شیخ صدقہ اور شیخ قضیب البان
موصلی اور شیخ داود کہ ہر روز پانچ نماز مکے میں ادا کرتے تھے اور شیخ ابو عمر وصلوی کہ رجال الغیب سیاروں سے ہیں اور شیخ
مطر جال رضی اللہ عنہم اون میں داخل تھے کہ حضرت سید عبد القادر جیلانی نے کرسی پر عین وعظ میں علی
رؤس الاشہاد فرمایا قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ اور تمام اولیا و مشائخ عراق وغیرہ نے اپنی گردنیں
جھکا دیں بلکہ شیخ علی ہیتی نے کرسی پر چڑھکر قدم شریف کو اپنے سر پر رکھکر پردامن کے نیچے کر دیا اور مجلس اوٹھی
پر جب اونکے مریدوں نے اونسے پوچھا جواب دیا کہ جو میں نے دیکھا تم دیکھتے مر گر پڑتے اوس وقت کی تجلی سے اور
ابو النجیب سہروردی نے ایسا سر جھکایا کہ قریب تھا زمین کو چھو جاوے اور تین بار کہا کہ علی راسی علی راسی علی راسی
اور حضرت کے صاحبزادوں یعنی سید عبد الرزاق اور سید ابو عبد الرحمن اور سید عبد الوہاب اور سید ابو اسحق ابراہیم
سے منقول ہے کہ مشائخ متفرقین نے کہ اطراف امصار بعیدہ میں تھے خبر پوچھی کہ اون سب نے اپنی گردنیں
جھکا دیں اور شیخ ابو سعید قیلوی سے مروی ہے کہ جس وقت شیخ عبد القادر نے کہا کہ قدمی ہذہ علی رقبۃ
کل ولی اللہ حق عز و جل نے اونکے دل پر تجلی فرمائی اور ملائکہ مقربین نے ایک خلعت حضرت رسالت مآب کی طرف سے
لاکر اونکو پہنایا کہ اوسوقت ایک جماعت اولیاء متقدمین و متاخرین سے حاضر تھی زندہ ساتھ اجساد کے اور
مردہ ساتھ ارواح کے اور ملائک اور رجال الغیب مجلس کو گھیرے ہوے ہوا میں صفیں باندھے کھڑے تھے
اور تمام اولیاء روے زمین نے اپنی گردنیں جھکا دیں اور شیخ عدی ابن مسافر اور شیخ احمد کردی اور شیخ مکارم
بھی قریب اسیکے خبر دیتے ہیں اور شیخ سکادہ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ علم قطبیت کا سامنے اوٹھایا گیا اور تاج

غوثیت سر پر رکھا گیا اور خلعت تعریف عالم کے پہنائے گئے یہ معاملہ دیکھکر سب اولیا نے وقت واحد مین سر جھکایا
یہان تک کہ بعض ابدال نے کہ خواص مملکت اور سلاطین وقت ہین آور شیخ خلیفہ نے خواب مین حضرت رسالت سے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ شیخ عبدالقادر نے کہا کہ قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله فرمایا کہ سچ کہا شیخ
عبدالقادر نے اور کیون نہو کہ وہ قطب ہے اور مین اوسکی نگہبانی کرتا ہون آور شیخ عطا نے کہا کہ مین شیخ
لرد وارسنی قطب کے پاس حاضر ہوا اور اوسکا وہ مقام مجھکو نظر آیا کہ اپنے زمانے مین کسی مین مینے نہ دیکھا تھا میرے
دل مین خطرہ گذرا کہ انکو کس شیخ سے نسبت ہوگی اونہون نے فوراً جواب دیا کہ ای عطا میرا شیخ شیخ عبدالقادر ہی
جسنے کہا کہ قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله اور تین سو تیرہ اولیا نے کہ آفاق متفرقہ مین رہتے ہین
سر جھکا دیا اون مین سے اوسوقت حرمین شریفین مین سترہ تھے اور عراق مین ساٹھ اور عجم مین چالیس اور شام
مین تیس اور مصر مین بیس اور مغرب مین ستائیس اور یمن مین چھبیس اور حبش مین گیارہ اور سد یاجوج و ماجوج
مین سات اور وادی سرندیپ مین سات اور کوہ قاف مین سینتالیس اور جزائر بحر محیط مین چوبیس تھے رضی اللہ
تعالی عنہم و عنا بہم اور شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ مقام ام عبیدہ مین اپنے زاویے مین تھے کہ اکا ایک
گردن دراز کر کے بولے کہ میری گردن پر لوگون نے سبب اسکا پوچھا جواب دیا کہ اسوقت بغداد مین شیخ عبدالقادر نے
فرمایا کہ قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله مریدون نے تاریخ لکھ لی اور بعد تحقیق کے برابر پڑی آور
شیخ عبدالرحمن طفسونجی نے کہ اوسوقت مقام طفسونج مین اپنے یارون مین بیٹھے تھے سر جھکایا اور کہا کہ میرے
سر پر اور بعد پوچھنے کے یہی سبب بیان کیا اور مریدون نے تاریخ لکھ رکھی اور برابر نکلی آور شیخ محمد بن
عبد بصری نے بصرے مین حالت وعظ مین قطع کلام کر کے سر زمین پر رکھ دیا آور شیخ حیات بن قیس نے مقام
حران مین گردن دراز کر کے کہا کہ میری گردن پر اور شیخ سوید سنجاری نے اپنے رباط مین مقام سنجار مین
سر جھکا کر کہا کہ میرے سر پر آور شیخ رسلان دمشقی نے شہر دمشق مین اوسدن گردن جھکا دی اور ایک عبارت
دراز آپکی تعریف مین پڑھی کہ آغاز اوسکا یہ ہے لله کم من شرب من بحار القدس وجلس علی
بساط المعرفة آخر تک آور شیخ ابو مدین مغربی نے مغرب مین گردن جھکا کر کہا وانا منهم اللّٰهم
انی اشهدک واشهد ملائکتک انی سمعت واطعت آور شیخ عبدالرحیم قناوی نے مقام
قنا مین گردن دراز کر کے کہا کہ صدق الصادق المصدوق اور شیخ ابو عمرو بطائحی نے مقام بطائح سے
بطون ارض کے بغداد مین آکر داخل اوس مجلس کے ہوئے اور گردن جھکا دی اور وقت برخاست مجلس کے جب

دست بوسی کے واسطے سامنے گئے حضرت نے فرمایا اپنے مکان کو جلد جاؤ پھر تھوڑی سی دیر مین بطائح کو پہونچ گئے

بیان اس بات کا کہ یہ کہنا محض بامر الٰہی تھا نہ اپنے اجتہاد و تخمین سے

شیخ ابوالمفاخر نے کہا کہ مینے اپنے چچا شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ کو معلوم ہی کہ شیخ عبدالقادر سے پہلے کسی اور نے بھی کبھی کہا ہی کہ میرا یہ قدم اوپر گردن ہر ولی اللہ کے ہی بولے نہین مینے کہا پھر انکے کہنے کا کیا مطلب ہی کہا یہ کلام دلالت کرتا ہی کہ انکو اپنے وقت مین مقام فردیت کا ہی مینے کہا ہر وقت مین فرد ہوتا ہر فرمایا ہوتا ہی لیکن سوائے شیخ عبدالقادر کے کسیکو حکم نہوا ہی کہ یہ بات کہے مینے پوچھا کیا انکو اس کہنے کا حکم ہوا تھا کہا ہان حکم ہوا تھا اور اسی سبب سے تمام اولیا نے امر الٰہی پہ سر رکھدیا کیا تمھین نہین معلوم ملائکہ نے جو آدم کو سجدہ کیا محض بسبب امر الٰہی کے اور شیخ ابو سعد قیلوی سے پوچھا گیا کہ کیا شیخ عبدالقادر کو امر تھا کہ کہین قدمي هذه على رقبة كل ولي الله فرمایا ہان ایسا امر تھا کہ اوسمین کچھ شک ہی نہین اور یہ زبان قطبیت کی ہی اور ہر زمانے مین قطب ہی لیکن بعضے قطبون کو حکم سکوت کا ہوتا ہی کہ اونکو سوا چپ رہنے کے کچھ چارہ نہین اور بعضونکو بولنے اور ظاہر کرنے کا حکم ہوتا ہی کہ اونکو نے بولے نہین بنتا ہی اور وہ اکمل ہوتا ہی مقام قطبیت مین اسواسطے کہ وہ زبان شفاعت کی ہی اور شیخ علی بن ہیتی نے کہ سنتے ہی اوس کلام کے کرسی پر جا کر قدم شریف اپنی گردن پر رکھ لیا اون کے لوگون نے سبب پوچھا کہا اونکو اس کہنے کا امر ہوا تھا اور اذن ہو چکا تھا کہ جو کوئی اولیا مین سے انکار کرے اوسکو معزول کردین اسلیے مینے چاہا کہ مین سب سے اول فرمانبرداری پر دوڑون اور سیدی احمد رفاعی سے پوچھا گیا کہ یہ کلام شیخ عبدالقادر نے امر سے کہا تھا یا بے امر کہا بلکہ امر سے اور شیخ ابو محمد قاسم بن عبد بصری نے فرمایا کہ جس دم امر الٰہی ہوا شیخ عبدالقادر کو کہ کہین قدمي هذه على رقبة كل ولي الله مینے دیکھا کہ تمام اولیا مشرق اور مغرب نے تواضع سے سر جھکا دیے مگر ایک شخص نے ملک عجم مین کہ اوسنے نکیا اور اوسیدم اوسکا حال اور مقام غائب ہوگیا اور شیخ ابوالمکارم اکبر اور ابو عبد اللہ ربانی سے مروی ہوا کہ وہ شخص شہر اصفہان مین تھا کہ جسکا حال چھین لیا گیا۔

اور راوی کہتا ہی کہ مین جمعہ کے تیسری رمضان سن پانسو اناسی مین جامع مسجد حران مین پاس شیخ حیات بن قیس کے بیٹھا تھا کہ ایک شخص اون سے ملنیکو آیا بولے تجھپر تو نشانی کسی اور کی معلوم ہوتی ہی اوسنے کہا مین نام لیوا شیخ عبدالقادر کا ہون لیکن خرقہ کسی سے نہین پہنا بولے ہم ایک مدت دراز تک سایے مین شیخ عبدالقادر کے رہے اور انکی عرفان کے چشمون سے جام خوشگوار پیتے رہے اونکی شعاع

نور آفاق مین پھیلتی تھی لیکن لوگ اپنے اپنے حوصلے کے موافق بہرہ یاب ہوتے تھے اور جب اونکو یہ امر ہوا کہ کہین
قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ جب سے اولیاء اللہ کے دلون مین بسبب سر جھکانے کے انوار و برکات
علی نحو سے گئے انتہی ملخصاً یہ جو کچھ کہ مذکور ہوا کتاب بہجۃ الاسرار مین بکمال ضبط و احتیاط موافق شرائط محدثین کے
بواسطہ روایات صحیح و اسانید معتبرہ کے مذکور ہے دوسرے لطائف مشائخ پر اسکو قیاس نکیا جاے اور اسکے
اکثر روایات سے جو قید اولیاے ہمعصر اور اوس لقے کی سمجھی جاتی ہے کچھ مضایقہ نہین ہے اسلیے کہ متاخرین
مین جو اولیا گذرے ہین یا آگے کو ہونگے بالضرور اونکے پیر یا پیرونکے پیر اوس وقت مین موجود تھے جب
سب مامور اور سرنگون ہوے تو اونکے مستفیدون اور مریدون کو کہان سر اوٹھانے کی جاے باقی رہی اور اگر
کوئی بے ادب بولے کہ ہمارے مرشد اپنے پیر اور اون سب پیرون سے افضل ہین وہ قابل خطاب و درخور حساب نہین ہے
شعر بے ادب خود را نہ تنہا داشت بد بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد دیکھو آپ باقی باکلام مہدویون کے میان کے سا
سوان میان سے پوچھا جاتا ہے کہ آپ جو بے تحاشا بول اوٹھے کہ شیخ عبد القادر گیلانی کو یون کہنا بہتر نہ تھا بلکہ
یون بولتے تو بہتر تھا کہ اولیاء اللہ کے قدم میرے شانے پر ہین یہ آپ کسکو اصلاح دیتے ہین شیخ عبد القادر جیلانی کو
یا خداے جاودانی کو اگر شیخ عبد القادر کو بولتے ہو تو وہ تو اس مقدمے مین مامور اور مجبور تھے اگر یہ بات باوجود
ایسے حکم نافذ کے نبولتے تو خوف عتاب کا تھا اور کب شان اولیا سے ہے کہ انکو حق سبحانہ ایک حکم فرماوے اور وہ
بجا نلاوین یا کہ اوسمین اونکی سستی اور کاہلی روا رکھین وہ تو یہ صفت رکھتے ہین کہ ولا یخافون لومۃ لائم
اور مانند فرشتون کے لا یعصون اللہ ما امرہم ویفعلون ما یؤمرون ہوکب اونکی شان سے ہے کہ
اللہ تعالی اپنے فضل بے غایت سے ایک منزلت اور رتبۂ عالی اونکو مرحمت کرے اور چاہے کہ ملک و ملکوت مین
اون کی عزت بڑھاوے اور رفع ذکر کرے اور اونکا شرف دکھاوے اور وہ اس نعمت عظمی اور موہبت کبری
کی قدر نسمجھین اور خلاف رضاے الہی کے کچھہ کا کچھہ بول اوٹھین کیا تمنے اونکو اپنے پر قیاس کیا جیسا کہ کتاب
مطلع الولایت مین لکھا ہے کہ میانکو حضرت ذو الجلال کا حکم بارہ برس تک ہوتا رہا کہ اسنے تجھکو مہدی
موعود کیا اور یہ دفع کرتے رہے کہ شاید یہ وسوسہ شیطانی ہوویگا بعد مدت بارہ برس کے عتاب ہوا کہ ہم
سالنے سے حکم کرتے جاتے ہین اور تو عین حق کو باطل سمجھ رہا ہے ہلاک ہو جائیگا باوجود اس عتاب کے ایک
مدت اور حیلے بہانے کرتے رہے کہ یا خدایا مین اس خدمت کے لائق نہین ہون جب اس تکرار مین بھی ایک مدت گذری
جواب آیا کہ ہم سمیع اور علیم او بصیر ہین لیاقت دیکھکر بوجھ رکھ رہے ہین لکھتا ہے کہ پھر بھی نمانا اور اس حریف طرار

او شاہ حریف مکابرے آئیا در تقریر ملکال کر آخر برس او ٹالا العیاذ باللہ صحیح ہی کہ نادان دوست سے دانا دشمن

بہتر ہی یہ قوم نادان پیرایۂ دوستی مین کیا کیا اوس رنگ بے باندھتے ہین اور اسمین اونکا علو رتبہ اور اپنی خوش اعتقادی

جانتے ہین ع تر ا شد ا گر بود یار غار ٭ از ان بہ کہ جاہل بود غمگسار ٭ اب آیا چاہیے شق دوم پر کہ اگر

غرض اس اعتراض سے اصلاح دینا ہی خداے جاودانی کو تو بھلا کسی مخلوق کو عرش سے فرش تک طاقت ہی

کہ آفریدگار عالم کے معاملے مین دم مارے شعر اوست سلطان ہر چہ خواہد آن کند ٭ عالمی را در دمی ویران

کند ٭ طرفۃ العینی جہان برہم زند ٭ کس نمی آرد کہ آنجا دم زند ٭ ہست سلطانی مسلم مر ورا ٭ نیست کس را

زہرہ چون و چرا ٭ بھلا اگر اس آیت کریمہ کا خیال آپ کو نہ آیا کہ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُونَ

یعنی اوس سے کوئی نہین پوچھ سکتا ہی جو کچھ کہ کرے اور اورون سے پوچھا جائیگا تو یہ مصرع بوستان کا تو بہت

مشہور تھا کہ ع نہ جرف ا و جاے انگشت کس ٭ اب یہ خیر خواہ آپ سے ایک اور سوال کرتا ہی کہ یہ جو تمام

روایات صحیحہ سے اوپر ثابت ہو چکا کہ تمام جہان کے اولیا کے دلونپر منکشف ہوا کہ شیخ عبد القادر خداے عز و جل کی

جناب سے مامور ہین اس کلام کے بولنے پر اسواسطے سب نے سر جھکا دیے یہ آپ کے روشن ضمیر پر بھی کچھ

کھلا تھا یا نہین اگر کھلا تھا تو اس چون و چرا کا کیا موقع ہی اور یہ اعتراض آپکا سر تا پا غلط اور خطا ہو گیا اور اگر

آپ پر اسمین سے کچھ نہین کھلا تو وہ کلام آپکا بالکل غلط ٹھہرا جو کہ کتاب شواہد الولایت کے اکیسوین باب مین

لکھا ہی کہ میانجی نے فرمایا کہ حق تعالی نے بندے کو مرتبے اور مقامات تمام انبیا اور اولیا اور مومنین اور دوستان

اور احوال تمام موجودات کے ایسے تبلا دیے ہین جیسا کہ کسیکے ہاتھ مین ای کا دانہ ہو اور ہر طرف پھرا کر سامنے

پہچان لیوے اور واقف ہو جاوے انتہی اور دونون صورت مین ابطال مہدویت کا لازم آیا اسواسطے

کہ ان لوگون کے نزدیک بھی یقینیات سے ہی کہ مہدی کو ہر قسم کی خطا سے پاک ہونا لازم ہی کہ يَقْفُو اَثَرِي

وَلَا يُخْطِئُ اوسکی شان ہی

باب پنجم مین بیان اون بے ادبیون کا کہ مہدویون نے خدمت مین خلفاے راشدین اور دوسرے اصحاب حضرت خاتم المرسلین کے کی ہین

باب پنجم مین بیان اون بے ادبیون کا کہ مہدویون نے خدمت مین خلفاے راشدین اور دوسرے اصحاب حضرت خاتم المرسلین کے کی ہین

شواہد الولایت کے دسوین باب مین لکھا ہی کہ انکے مہدی کے پاس ایک روز تذکرہ صفات امیر المومنین

ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کا آیا کہ کچھ اوپر تین سو صفتین اون مین تھین انکے خلیفہ نظام نے پوچھا

کہ اوس مہدی سے ہم مین بھی کوئی صفت ہی کہا بلکہ وہ سب صفتین تم مین موجود ہین انتہی آگے ایک اور حدیث نبی

کہ حضور رسالت پناہ مین ایسی گفتگو ہوئی تھی شاید اوسی کی تقلید سے یہ نقل بنائی گئی ہی ایضاً پنج فضائل مین
لکھا ہی کہ ایک دن شاہ نظام اپنا سب گھر لوٹا کر ایک باریک لباس کانٹون سے اٹکا کر پہن کر پیچھے مہدی کے
آ کھڑے ہوئے خدا تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اے سید محمد اوپر دیکھ جب اوپر دیکھا تو نظر آیا کہ تمام فرشتے وہی لباس پہنے
ہین پھر حکم ہوا کہ پیچھے دیکھ جب دیکھا تو نظام کو اوس لباس مین پایا حکم الٰہی ہوا کہ جیسا کہ ابوبکر صدیق نے
کمل پہنا تھا اور علیہ جبرئیل اور سب فرشتون کو کمل پوش بنایا تھا ایسے یہان بھی کیا چنانچہ نظام نے
تین دن تک وہ لباس بدلا اور تمام فرشتے بھی یہی رنگ دکھاتے رہے ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز
سید محمود جونپوری حجرے سے نکل کر اپنے مہاجرون کی جماعت مین آ کر بولے جس شخص نے ابوبکر کو نہ دیکھا ہی
میان لاد کو دیکھ لے ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی کہ انکے مہدی جونپوری نے کہا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہی کہ
شاہ نعمت کے حق مین یہ آیت پڑھو وَلَا یَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ الآیۃ اور یہ بولے کہ مینے
اور میان نعمت نے میدان قتال مین گھوڑے دوڑائے کچھ فرق نہ تھا مگر دو کمان کا اور وجہ اس دو ماریکی
تھی کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر کے ساتھ میدان ہدایت مین گھوڑے دوڑائے تھے
مجکو حکم ہوا کہ میان نعمت کے ساتھ گھوڑ دوڑ کر ایضاً پنج فضائل مین ہی کہ سید محمد جونپوری نے کہا کہ
میان نعمت ہماری ولایت کی عمر ہین اور یہ بھی کہا کہ میان ثانی عثمان ہین یعنی نعمت بھی انکے خلیفہ ہین
ایک بار انھون نے خواب مین دیکھا کہ مین میران کا سر کھاتا ہون انکے میران نے تعبیر کی کہ تم ولایت محمدیہ کا
مغز کھاؤ گے ایضاً کتاب مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ میران نے کہا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہی کہ اگر مین کسی پیغمبر کو
بھیجتا اور کوئی کتاب بھی نازل ہوتا تب بھی سید محمود اور خوندمیر کو یہی مقام اور قرب حاصل ہوتا اور مینے
انکے مرتبے کا کوئی آدمی کسی نبی اور رسول کے پاس پیدا نکیا یہ فقط مجھی پر احسان کیا گیا واضح ہو کہ سید محمود نام
انکے مہدی کے بڑے بیٹے کا اور خوندمیر نام داماد کا ہی چنانچہ بکرات گذر چکا ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی
کہ انکے مہدی جونپوری نے کہا کہ میان سید خوندمیر ولایت کے اسد اللہ الغالب ہین ایضاً پنج فضائل
مین لکھا ہی کہ مہدی کے خلیفہ دلاور کو مراقبے مین معلوم ہوا کہ جیسا کہ جناب رسالت مآب کے چار یار تھے
مہدی کے بھی ہین پھر جب کہ مہدی سے اسکی تصدیق کے طالب ہوئے انھون نے سر مراقبے مین جھکا کر
پھر اوٹھا کر کہا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہی کہ میران سید محمود ہین پھر جھکا کر اور اوٹھا کر بولے کہ میان سید خوندمیر ہین
پھر جھکا کر اور اوٹھا کر بولے کہ میان نعمت ہین پھر جھکا کر اور اوٹھا کر بولے کہ میان نظام ہین پھر

جھکاکر اور اوٹھاکر بولے کہ سائل ہی لیو یہان چار کے پانچ ہو گئے اور اسکی وجہہ یہ بولے کہ زمانۂ رسول مین
نبوت تھی وہان چار اصحاب ہوئے اور بندے پر ولایت ہی بحکم اس حدیث کے کہ الولایۃ افضل
من النبوۃ یہان پانچ ہین ایضًا رسالۂ بشارت نامے مین سالار سید و میان سے نقل کیا کہ جیسا کہ حضرت
رسالت مآب کے اصحاب مین عشرۂ مبشرہ تھے مہدیکے اصحاب مین بارہ شخص ہین انتہی اور تذکرۃ الصالحین
وغیرہ مین اونکی تفصیل بھی دیکھنے مین آئی کہ پانچ یہی ہین جو کہ اوپر مذکور ہوئے اور سات یہ ہین آئین محمد
ملک معروف عبد المجید ملک لوحی یوسف ملک گوہر ملک برہان الدین غرض کہ اسیطرح جو القاب کہ اصحاب
و اہل بیت حضرت خاتم المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ کے حق مین وارد ہوئے سب اپنے لوگون کے واسطے
تراشے ہین چنانچہ مریدونکا لقب اصحاب مہاجرین ٹھہرایا اور مریدون کے مریدونکا نام تابعین و تبع تابعین
قرار دیا اور بیعت کا نام بیعت الرضوان کہا اور خوندمیر کے ہمراہ جو لوگ کہ گجرات مین لڑے یا مارے گئے
اونکو اہل بدر بولتے ہین اور مہدی کی چارون بیبیون یعنی بی بی الاوتی اور بی بی ملکان اور بی بی بون اور
بی بی بھیکا کو ازواج مطہرات اور امہات المومنین لکھتے ہین اور اونکی بیٹی کو فاطمۂ ولایت لقب کرتے ہین
اور پانچ خلیفونکو صحابۂ کرام کہتے ہین بعض ان مین سے صدیق سید محمود اور خوندمیر اور سید نجی بن خوندمیر
نواسۂ مہدی کو خاتم مرشد اور حسین ولایت قرار دیتے ہین بلکہ ایسا اعتقاد رکھتے ہین کہ قطع نظر مہدی سے
اون کے مرید و خادم بھی المبشر بالجنۃ بنا سکتے ہین چنانچہ پنج فضائل مین لکھا ہی کہ میران نے فرمایا کہ جیسا کہ
ہمارے حضور مین بارہ شخص مبشر بالجنۃ ہوئے ہین اے میان لاد تمھارے پاس بھی ہون گے انتہی ختم کلام
اس داستان سرائی سے معلوم ہوا کہ اصحاب و اہل بیت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت
اور توقیر ان لوگون کے دلون مین اتنی بھی نہین ہی کہ سید محمد جونپوری کے مریدون اور بالکون سے اون کو
اعلی اور افضل سمجھین بلکہ اون حضرات کو ایک تختۂ مشق ٹھہرایا ہی کہ جسکو چاہتے ہین اون سے تشبیہ و تفضیل دیتے
چلے جاتے ہین کبھی شیخ نظام اور ملا دلاور اور نعمت کو برابر امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے
ٹھہراتے ہین اور کبھی انھین نعمت کو ہم رتبہ عمر فاروق کا اور ثانی عثمان بتاتے ہین اور خوندمیر کو ولایت
کے اسد اللہ الغالب بولتے ہین اور کبھی کہتے ہین کہ سید محمود اور خوندمیر کے رتبے والا کسی پیغمبر کے اصحاب مین
کوئی شخص نہوا ہی اور کبھی چار کے پانچ اور دس کے بارہ خلیفہ اور مبشر ٹھہراتے ہین اور کسیکو ام المومنین اور کسیکو
حسین ولایت اور کسیکو فاطمۂ ولایت مقرر کر لیتے ہین اور چونکہ ولایت انکے نزدیک افضل ہی نبوت سے

یہ سب ولایت کے عمدہ دار بھی اصحاب اولوالعزم سے نبوت سے افضل ہونگے بلکہ کچھ عجب نہین ہی اسواسطے
کہ فصل آیندہ مین آویگا کہ یہ اونکو انبیاء مرسلین کے برابر سمجھتے ہین العیاذ باللہ کیا جرأت ہی خدا و رسول پر کہ
جو منہ مین آیا سو بول بیٹھتے ہین ورنہ ادنی سی حضرت رسالت مآب کی رعایت سے اونکے اصحاب کا ادب
نہین کرتے ہین اب چند حدیثین عنایت آداب مین اصحاب حضرت رسالت مآب کے اور اونکی فضیلت مین
بیان کیجاتی ہین کہ دین کے سمجھدار سنکر بولین مصرع بہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ✽ صواعق
محرقہ مین لکھا ہی کہ خطیب نے انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ان اللہ اختارنی واختار لی اصحابا واختار لی منہم اصہارا وانصارا فمن حفظنی
فیہم حفظہ اللہ ومن اذانی فیہم اذاہ اللہ تعالی یعنی اللہ تعالی نے مجھکو پسند کیا اور میرے واسطے
اصحاب چنے اور اون مین سے میرے واسطے داماد اور سسر اور مددگار انتخاب کیے پس جو شخص کہ اونکے حق مین
میری پاسداری کریگا اوسکی خدا نگہبانی کریگا اور جو کہ اونکے مقدمے مین مجھکو تکلیف دیگا اللہ تعالی اوسکو تکلیف
پہونچاویگا اور امام بغوی اور طبرانی اور ابن عساکر نے روایت کی ابن عیاض انصاری سے کہ فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے احفظونی فی اصحابی واصہاری فمن حفظنی فیہم حفظہ اللہ فی الدنیا
والاخرۃ ومن لم یحفظنی فیہم تخلی اللہ منہ ومن تخلی اللہ منہ یوشک ان یاخذہ ✽
یعنی میری رعایت کرو میرے اصحاب و اصہار کے مقدمے مین پس جس نے میری رعایت کی اون کے باب مین
محفوظ رکھیگا اوسکو حق تعالی دنیا اور آخرت مین اور جس نے نہ رعایت کی میری اون کے باب مین الگ
ہوگیا اوس سے اللہ تعالی اور جس سے اللہ تعالی الگ ہوگیا قریب ہی کہ گرفت کریگا اوسکو اور دار قطنی نے
روایت کی کہ رسول علیہ السلام نے فرمایا من حفظنی فی اصحابی ورد علی الحوض ومن لم یحفظنی
فی اصحابی لم یرد علی الحوض ولم یرنی یعنی جسنے کہ میری پاسداری کی میرے اصحاب کے باب مین
حوض کوثر پر میرے پاس آویگا اور جسنے میری پاسداری نکی میرے اصحاب کے باب مین میرے پاس حوض کوثر پر نہ
آویگا اور نہ مجھکو دیکھے گا اور ابن ماجہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
احفظونی فی اصحابی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم یعنی میرا خیال رکھو میرے اصحاب کے
باب مین اور اونکے تابعین اور تبع تابعین کے باب مین اور ابن عدی نے عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی
کہ حضرت نے فرمایا ان شرار امتی اجرأہم علی اصحابی یعنی میری امت مین بدتر وہ لوگ ہین کہ میرے

احادیث واردہ در فضائل اصحاب حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم و رضی اللہ عنہم اجمعین

اصحاب زیادہ جرأت کرتے ہیں اور دیلمی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا اذا اراد اللہ برجل من امتی خیرا القی حب اصحابی فی قلبہ یعنی جب اللہ تعالی کسی شخص کے
ساتھ میری امت میں سے نیکی کیا چاہتا ہے میرے اصحاب کی محبت اوسکے دل میں ڈالتا ہے اور ابن عساکر نے
روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ما شانکم وشان اصحابی ذروا لی اصحابی
اصحابی فوالذی نفسی بیدہ لو انفق احدکم مثل احد ذہبا ما ادرک مثل عمل احدہم یوما واحدا یعنی تمکو
میرے اصحاب سے کیا کام ہے چھوڑو میرے اصحاب کو مجھپر چھوڑ دو میرے اصحاب کو مجھپر چھوڑ دو پس قسم ہے اوس ذات کی کہ جان میری
اوسکے ہاتھ میں ہے اگر تم میں سے کوئی شخص احد کے پہاڑ برابر سونا خیرات کرے ایک صحابی کے ایک دن کے
عمل برابر نہ پہونچے اور حاکم نے روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو فرمایا آما انہ
لا یدرک قوم بعدکم صاعکم ولا مدکم یعنی آگاہ ہو کہ نہیں پاویگا کوئی قوم کہ بعد تمھارے آوے
تمھارے صاع اور مد پھر خرچ کرنے کا ثواب اور امام احمد اور بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی کی روایت میں
آیا ہے لو ان احدکم انفق مثل احد ذہبا ما بلغ مد احدہم ولا نصیفہ یعنی اگر دوسروں میں
سے کوئی کوہ احد برابر سونا خرچ کرے صحابی کے نہ ایک مد اور نہ آدھے مد کے درجے کو پہونچے گا مد اور صاع
پیمانے ماپ کے ہیں یہاں سے معلوم ہوا کہ پچھلوں میں سے کوئی کتنی مجاہدہ اور عبادت کرے اور
اعلی درجہ ولایت کو پہونچے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ادنی عمل کی برابری نہیں کرسکتا ہے اسکے دو سبب ہیں ایک
یہ کہ جو کچھ اسلام اور ایمان عالم میں پھیلا اوسکے سبب یہی ہیں کہ نہایت غربت اور ضعف کے وقت میں اپنے
مال اور جان نثار کرکے اور محنتیں سخت سخت اوٹھا کر اور تمام خویش و آشنا سے بیگانہ بنکر دین کو بچایا اور
اسلام کو اطراف و اکناف عالم میں پھیلایا اب قیامت تک جسکو کلمۂ محمد نصیب ہوگا بدولت اونھیں
حضرات کے ہوگا اور جو کچھ اوس کلمے پر مقامات ولایت اور امامت کے متفرع ہونگے اوس سب کے سبب اور
علت یہی حضرات ٹھہرینگے پس بموجب اس حدیث کے کہ من سن سنۃ حسنۃ فلہ اجرہا و
اجر من عمل بہا یعنی نیک راہ نکالنے والے کے واسطے اوس راہ نکالنے کا بھی ثواب ہے اور جو لوگ اوسپر عمل کرینگے
اونکا بھی ثواب جیسا کہ اونکو ملیگا اوسیقدر اسکو بھی ملیگا پس پچھلے زمانے کے لوگ کیسے ہی اونسے زیادہ
یا اونکے برابر نہیں ہوسکتے ہیں دوسرا سبب یہ ہے کہ چونکہ اللہ تعالی صورتوں اور اعمال کو نہیں دیکھتا ہے بلکہ
نیتوں کو دیکھتا ہے خوبی عمل کی بقدر خلوص نیت اور صفائے باطن کے ہے اور بسبب تاثیر صحبت حضرت سالت کے

جسقدر کہ انکے باطن اور نیات کی اوصفا تھے دوسرونکو نصیب نہین ہی اسیواسطے مشائخ طریقت فرماتے
ہین کہ ایک نگاہ کہ جمال مصطفوی پر پڑے وہ کام کرتی ہی کہ چلّون اور خلوتون سے وہ بات حاصل نہین ہوتی
اور یہی سبب ہی کہ قرن نبوت کا سب قرنون سے افضل ہوا جیساکہ ترمذی اور حاکم نے روایت کی کہ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیر القرون قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم یعنی بہترین
قرنونکا قرن میری ہی پھر وہ لوگ کہ اونکے متصل ہین پھر وہ لوگ کہ اونکے متصل ہونگے اور ابونعیم نے حلیہ مین
روایت کی کہ خیر هذه الامة اولها واخرها اولها فیهم رسول الله واخرها فیهم عیسی بن
مریم وبین ذالك فیج اعوج لیسوا منی ولست منهم یعنی بہتر اس امت کے پہلے اور پچھلے ہین
پہلون مین تو رسول اللہ ہین اور پچھلون مین عیسی بن مریم ہین اور درمیان انکے فوج ٹیڑھی ہی کہ وہ لوگ
نہ میرے طریق پر ہین اور نہ مین اونسے راضی ہون اور جاننا چاہیے کہ جیساکہ القران یفسر بعضه بعضا
یعنی قرآن کی ایک آیت کے معنی دوسری آیت سے سمجھ مین آجاتے ہین ایسی حدیثین بھی ایک حدیث
دوسری حدیث کی شرح کردیتی ہی پس اس حدیث مذکور بالا سے معلوم ہوا کہ دوسری حدیثون مین جو آیا ہی کہ مثل
میری امت کا مانند حال باران کے ہی کہ معلوم نہین ہوتا کہ اول اوسکا بہتر اور منفعت ہی یا آخر اوسکا مراد اوس سے
اصحاب عیسی علیہ السلام کے ہونگے کہ اونہون نے باوجود اس شرف کے کہ اتباع اور پیروی حضرت خاتم المرسلین
صلی اللہ علیہ وسلم سے برکات نہایت حاصل کین صحبت اور دیدار حضرت عیسی روح اللہ سے بھی سعادت اندوز
ہوے اسواسطے اون مین دو قسم کے کمال اور دو طرح کے ثواب اکٹھا ہوے جیساکہ حضرت عیسی علیہ السلام
کی پچھلی امت کا حال ہوا کہ جب انہون نے ہمارے حضرت کا زمانہ پایا اور ایمان لائے اونکو دوہرا اجر ملا ایک اپنے پیغمبر
اور کتاب پر ایمان لانے اور اتباع کرنے کا دوسرا ہمارے پیغمبر اور کتاب پر ایمان لانے اور متابعت اور صحبت
اختیار کرنے کا فرق اتنی ہوا کہ ہمارے حضرت نے شریعت عیسویہ کو منسوخ فرماکر اپنی شریعت پر اونسے
عمل کروایا اور عیسی علیہ السلام جب اوترینگے اپنی شریعت پر حکم کرینگے بلکہ خلق کو اسی شریعت محمدیہ پر چلا دینگے
تنبیہ اس راہ سے حضرت عیسی سلام اللہ علیہ اس امت کے اولیا مین سے سب سے افضل ہین لیکن افضل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے
ہین اور قیامت کے روز انکے واسطے دو حشر ہونگے ایک حشر زمرۂ رسولون مین بیچ تلے لواے رسالت کے اور ایک حشر
زمرۂ اولیا مین بیچ تلے لواے ولایت کے جیساکہ کتاب الیواقیت والجواہر مین شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ تعالی
علیہ نے فتوحات مکیہ سے نقل کیا اور کہا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ جیساکہ اس امت کے اولیا سے افضل ہین

پہلی امتون کے اولیاسے بھی افضل ہین سوا عیسی علیہ السلام کے کہ وہ حضرت صدیق سے یقینا افضل ہین اور الیسی
حضرت خضر علیہ السلام بھی کہ مقام اونکا برزخی ہی درمیان ولایت اور نبوت کے چنانچہ شیخ اکبر نے فتوحات مین فرمایا
کہ مقام خضر علیہ السلام کا نبوت سے نیچے اور صدیقیت کے اوپر ہی اور فرمایا کہ مجھے اونھون نے ملنا فرمایا یہ
مقام بیان فرمایا اور اسکو مقام قربت کہتے ہین اور یہ بھی کہا کہ شیخ نے فتوحات مین فرمایا ہی کہ امت محمد صلی اللہ
علیہ وسلم مین کوئی شخص سوا عیسی علیہ السلام کے افضل ابوبکر رضی اللہ عنہ سے نہین ہی انتہی اس مقام سے معلوم
کہ صدیق حقیقی سے بھی ابوبکر رضی اللہ عنہ رتبہ عالی رکھتے ہین چہ جاے صدیق جعلی بھلا اب کہان پتا لگتا ہی
وہ کہ چیا رہین ایکن کا کہ جنکو حضرت ابوبکر کا ہمرتبہ ٹھہراتے تھے اور تسلیم کرنا قول شیخ اکبر کا صدیقون پر ہمہ واجبات
سے ہی اسواسطے کہ انکے صدیق ہونے کا ماہر کہ شیخ محی الدین ابن عربی نے جو کچھ لکھا ہی اول لوح محفوظ پر نظر کرکے
بعد قلم تر کیا ہی جیسا کہ شواہد الولایت کے چوبیسوین باب مین منقول ہی پس اب الزام سے یک الزام ان پر لازم
تمام ہوا اور ہر صورت مین صدیقیت کا بطلان لازم آیا یعنی اگر یہ کشوف کہ جس مین اپنے مریدون کو یا بر تر
صدیق اکبر کا ٹھہرایا ہی صحیح ہین تو وہ کشف غلط ہی کہ شیخ اکبر لوح محفوظ دیکھکر لکھتے تھے اور اگر وہ صحیح ہی تو یہ کشوف
سابق سب غلط ہین اور ہر دو صورت مین یہ صدیق نہوسکے کہ اونکے حق مین تو وارد ہی کہ لا تخلی بعد نبی انا ریکا
جیسا کہ یہ لوگ جا بجا اسکے قائل ہین بلکہ تردید کی کیا جاوے ہر شق ثانی کو تسلیم کرنا چاہیے تاکہ نقطا اسعین کی
تخطیہ پر کہ ہر دو صورت مین گذری اقتصار کیا جاوے اور تخطیہ شیخ اکبر اور جمہور اہلسنت کا کہ افضلیت ابوبکر صدیق
کے قائل ہین لازم نآوے اگرچہ اسقدر انکے الزام کے واسطے کافی تھا لیکن اور بھی چند حدیث تبرکا بیان
کیجاتی ہین صواعق محرقہ مین ہی کہ دارقطنی نے روایت کی کہ عبداللہ محض کے صاحبزادے نے کہ لقب انکا نفس زکیہ
تھا فرمایا ہما افضل عندي من علي یعنی ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالی عنہما نزدیک میرے افضل ہین علی مرتضی
کرم اللہ وجہہ سے اور انکو محض اسواسطے کہتے ہین کہ سب سے پہلے دنیا مین سید حسنی اور حسینی یہی آے ہو گئے اور دارقطنی نے
روایت کی کہ امام جعفر صادق نے فرمایا ما ارجو من شفاعة علي شيئا الا وانا ارجو من شفاعة
ابي بكر مثله ولقد ولدني مرتين یعنی جسقدر کہ مین علی کی شفاعت کی امید رکھتا ہون اسیقدر مجھکو
ابوبکر کی شفاعت کی امید ہی اور ابوبکر سے مین دوبارہ پیدا ہوا ہون وجہ اسکی یہ ہی کہ والدہ امام جعفر کی ام فروہ
بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر ہین اور والدہ ام فروہ کی اسماء بنت عبدالرحمن بن ابی بکر الصدیق ہین رضی اللہ
تعالی عنہم اور فرمایا کہ ان الخبثة من اهل العراق يزعمون انا نقع في ابي بكر وعمر وهما والداي

یعنی خبیث لوگ عراق والے گمان کرتے ہین کہ ہم اہل بیت بدگوئی کرتے ہین حق مین ابوبکر اور عمر کے اور وہ دونو
میرے والدین اور حاکم نے روایت کی کہ فرمایا حضرت رسالت نے کہ ما صحب النبیین والمرسلین اجمعین
ولا صاحب یٰس افضل من ابی بکر یعنی نہ کوئی مصاحب تمام انبیا و مرسلین کا اور نہ صاحب یٰس یعنی
حبیب نجار افضل ہی ابوبکر سے اور ابن عساکر نے روایت کی کہ فرمایا حضرت رسالت پناہ نے اذا کان یوم
القیمة نادی مناد لا یرفعن احد من هذه الامة کتابه قبل ابی بکر یعنی جب دن قیامت کا ہوگا ایک
منادی ندا کریگا کہ کوئی شخص اس امت محمدیہ سے اپنا نامۂ اعمال پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پیش نکرے اور
ابن عساکر نے روایت کی کہ حضرت نے فرمایا خصال الخیر ثلثمائة وستون نیک خصلتین تین سو ساٹھ ہین
ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھ مین اس خصلتون سے کوئی ہی فرمایا کلها فیك فهنیئاً
لك یا ابابکر وہ سب خصلتین تیری ہین ہین پس خوشگوار ہو وین تجھکو ای ابوبکر اور دار قطنی نے روایت کی کہ امام
محمد باقر سے لوگون نے حال شیخین کا پوچھا فرمایا انی اتولّاهما مین اون سے محبت رکھتا ہون ایک شخص اوس
مجلس مین بولا کہ شیعہ گمان کرتے ہین کہ آپ ایسی باتین بطور تقیہ کے فرماتے ہین فرمایا انما یخاف الاحیاء
ولا یخاف الاموات فعل الله بهشام بن عبد الملك كذا وكذا یعنی ڈرا جاتا ہے زندون سے
نہ مردون سے اللہ تعالیٰ ہشام بن عبد الملک کا ایسا اور ایسا کرے یعنی صحابہ کرام مرگئے اب ہم اون سے
کیون ڈرین کہ تقیہ کرین ہم تو ایسے نے خوف ہین کہ ہشام بن عبد الملک کو کہ خلیفۂ عصری ہے برملا برا کہتے ہین
اور سید اسعد مکی نے شہب محرقہ مین نقل کیا کہ ابویعلی موصلی اور ابونعیم اور ابن عساکر وغیرہم نے عبد خیر سے
روایت کی کہ خطب علیٌ فقال ان افضل الناس بعد النبی صلی الله علیه وسلم ابوبکر الصدیق
وافضلهم بعد ابی بکر عمر ولو شئتُ ان اسمی الثالث لسمیتُه فسئل عن الذی لو شئت
ان یسمیه قال المذبوح کما تذبح البقرة یعنی خطبہ پڑھا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے پس فرمایا کہ افضل الناس
بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوبکر صدیق ہین اور بعد ابوبکر کے افضل الناس عمر ہین اور اگر مین تیسرے کا نام بولنا
چاہون تو بول سکتا ہون لوگون نے پوچھا کہ وہ کون ہے فرمایا کہ مذبوح جیسا کہ گائے ذبح کی جاتی ہے یعنی ذات
جناب موصوف اور عبد اللہ بن احمد نے اپنے والد کی مسند مین سبب ابی جحیفہ سے روایت کی کہ کہا خطبنا
علی فقال من خیر هذه الامة بعد نبینا فقلت انت یا امیر المومنین قال لا خیر هذه الامة
بعد نبینا ابوبکر ثم عمر یعنی حالت خطبے مین علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کون شخص اس امت مین افضل ہے

بعد ہمارے پیغمبر کے مینے عرض کیا کہ تم یا امیر المومنین فرمایا نہین افضل اس امت کے بعد ہمارے پیغمبر کے
ابوبکر ہین پھر عمر ہین اور صواعق مین ہی کہ روایت کی ابوبکر الاجری نے کہ کہا ابو جحیفہ نے کہ مینے سنا کہ علی مرتضی
رضی اللہ عنہ کوفے مین اوپر منبر فرماتے تھے ان خیر ھذہ الامۃ بعد نبیھا ابوبکر ثم خیرھم
عمر یعنی افضل اس امت مین بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوبکر ہین پھر عمر ہین ذہبی نے کہا کہ جسوقت کہ جناب
مرتضوی اپنی مملکت مین کرسی خلافت پر تھے یہ حدیث اونسے بتواتر منقول ہوئی یہان تک کہ کچھہ اوپر اسی
آدمی نے اون سے روایت کی اور بعض طرق مین اس لفظ سے روایت ہوئی کہ فرمایا الا وانہ بلغنی ان رجالا
یفضلونی من وجدتہ فضلنی علیھما فھو مفتر علیہ ما علی المفترین یعنی آگاہ ہو کہ مجھکو
خبر پہونچی ہی کہ کچھہ لوگ مجھکو تفضیل دیتے ہین پس جسکو مین پاؤن فضیلت دیتا ہوا اونپر وہ مفتری ہی اور اسکی
وہی سزا ہی جو کہ مفتریون کی سزا ہی غور کا مقام ہی کہ حضرت مظہر العجائب امام المشارق والمغارب علی بن ابی طالب
رضی اللہ عنہ کو تفضیل دینے والا مفتری ٹھہرے اور میان جیو اور اون کے بالکون کو تفضیل دینے والا مفتری ہو
بلکہ اپنا لقب صادق رکھے اور کہے کہ کونوا مع الصّادقین ہمارے واسطے ہی فانھا لا تعمی الابصار
ولٰکن تعمی القلوب التی فی الصدور اور عبد بن حمید اور ابو نعیم نے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے ما طلعت الشمس ولا غربت علی احد افضل من ابی بکر الا ان یکون نبی وفی لفظ
ما طلعت الشمس علی احد بعد النبیین والمرسلین افضل من ابی بکر یعنی آفتاب نے طلوع
وغروب نکیا اوپر ایسے کے کہ افضل ہو ابوبکر سے اور ایک عبارت یون ہی کہ نہ طلوع کیا آفتاب نے بعد انبیا اور مرسلین کے
اوپر کسی کے کہ افضل ہو ابوبکر سے اور طبرانی نے روایت کی کہ فرمایا حضرت نے ان روح القدس جبرئیل
اخبرنی ان خیر امتک بعدک ابوبکر یعنی روح القدس جبرئیل نے مجھکو خبر دی کہ تمہاری امت کا افضل
بعد تمہارے ابوبکر ہی اور دارقطنی نے روایت کی کہ جندب اسدی نے کہا کہ ایک دن کچھہ لوگ کوفے اور جزیرے سے
کے خدمت مین محمد بن عبد اللہ بن حسن رضی اللہ عنہم کے حاضر ہو کر حال ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالی عنہما کا پوچھنے
لگے انھون نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا انظر الی اھل بلادک یسئلونی عن ابی بکر وعمر
لھما عندی افضل من علی یعنی ملاحظہ کر اپنے ملک کے لوگون کو مجھسے سوال کرتے ہین حال ابوبکر و عمر کا
حالانکہ وہ دونون نزدیک میرے افضل ہین علی سے انتہی اور مشکوۃ المصابیح مین بروایت حذیفہ رضی اللہ عنہ
آخر مین ایک حدیث کے ہی کہ فرمایا حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ھذا ملک لم ینزل

الارض قط قبل هذه الليلة استاذن ربه ان يسلم علي ويبشرني بان فاطمة سيدة
نساء اهل الجنة وان الحسن والحسين سيدا شباب اهل الجنة رواه الترمذي یعنی یہ
ایک فرشتہ ہے کہ آج کی رات سے پہلے کبھی زمین پر نہ اترا تھا اپنے رب سے پروانگی مانگ کر آیا کہ مجھکو سلام
کرے اور خوشخبری سناوے کہ فاطمہ سب بیبیوں اہل جنت سے بہتر ہیں اور حسن اور حسین سب جوانوں اہل
جنت سے افضل ہیں اور انس رض سے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر و عمر سیدا
کهول اهل الجنة من الاولين والاخرين الا النبيين والمرسلين رواه الترمذي ورواه
ابن ماجة عن علي رض یعنی ابوبکر اور عمر بہتر کہول بہشتیوں کے ہیں اولین اور آخرین سے سوا انبیا و مرسلین
کے کہول جمع کہل کی ہے اور کہل مرد میانہ سال و مو سیہ کو کہتے ہیں کذا فی الصراح یعنی جو لوگ دنیا میں کہل
ہوے ہیں انکے یہ سردار ہیں ورنہ بہشت میں سب جوان ہونگے صاحب مرقات نے کہا کہ جامع صغیر میں ہے
کہ اس حدیث کو روایت کیا امام احمد نے اور ترمذی نے اور ابن ماجہ نے علی رض سے اور ابن ماجہ نے ابو جحیفہ سے
اور ابو یعلی نے اور ضیا نے مختارہ میں انس رض سے اور طبرانی نے اوسط میں جابر رضی اللہ اور ابو سعید رض سے
اور ریاض میں علی رض سے انتہی اور شیخ عبد الحق نے فرمایا کہ جب مراد بڈھوں کے ہوئے جوانوں کے بدرجہ
اولی ہوئے اور مؤید اس قول کی وہ روایت ہے کہ مرقات میں امام احمد رح سے منقول ہوئی کہ سیدا کہول
اهل الجنة وشبابها بعد النبيين والمرسلين یعنی دونوں سید ہیں بڈھوں اہل جنت اور جوانوں
اسکی کے بعد انبیا اور مرسلین کے یہاں سے معلوم ہوا کہ لفظ کہول حدیث میں واسطے احتراز کے غیر کہول سے
نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ سوائے انبیا و مرسلین علیہم السلام کے سب سے افضل ہیں اسیواسطے مرقات میں لکھا ہے
کہ مراد اولین سے اولیا پہلی امتوں کے ہیں پس افضل ہیں اصحاب کہف سے اور مومن آل فرعون سے
اور حضرت خضر سے بشرطیکہ ولی ہوں اور مراد آخرین سے اولیا اور علما اور شہدا اس امت کے ہیں اور الا النبیین
والمرسلین کی قید سے حضرت عیسی علیہ السلام خارج ہوگئے اور خضر بھی بشرطیکہ نبی ہوں اس تعبیر بلفظ کہول
اسواسطے فرمائی کہ حالات انسانی میں یہ حالت کمال عقل و علم کی ہوتی ہے اور جنت میں وسعہ بقدر عقل کے ہے گا
جیسا کہ خجندی روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے جناب ابو بکر صدیق کو فرمایا کہ جیسے دی طرح طرح کی نیکیوں سے
قرب آلہی ڈھونڈیں تم بانواع عقل قرب پیدا کرو اب سوال کیا جاتا ہے کہ تمہارے مہدی بھی گلگشت
بہشت کا ارادہ رکھتے ہیں یا نہیں اگر رکھتے ہیں تو مہدی اور سیادت حضرت ابوبکر عمر رضی اللہ عنہما کی قبول

کرین اور دعوی برابری اور برتری سے نسبت بحضرت رسالت اور انکے اصحاب کے توبہ کرین تنبیہ
یہ جو صاحب پنج فضائل نے لکھا ہی کہ ہمکو حکم آلہی ہوا کہ جیسا کہ ابوبکر صدیق نے کملی پہنا تھا ویسا تمنے جبرئیل
اور سب فرشتونکو کمل پوش بنایا تھا ایسی بیان بھی کیا انتہی جیسا کہ شروع اس باب مین ضمن نقل مومن
گذر چکا نے اصل محض ہی اسواسطے کہ حضرت ابوبکر صدیق کا سب مال لاکر حضرت رسالت مین صدقہ کردینا
تو متواتر ثابت ہی چنانچہ مشکوۃ مین امیر المومنین عمر رض سے روایت ہی قال امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم ان نتصدق ووافق ذلك عندي مالا فقلت اليوم اسبق ابابكر ان
سبقته يوما قال فجئت بنصف مالي فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما
ابقيت لاهلك فقلت مثله واتى ابوبكر بكل ما عنده فقال يا ابابكر ما ابقيت
لاهلك فقال ابقيت لهم اللہ ورسوله قلت لا اسبقه الى شيء ابدا رواه الترمذی
وابوداود یعنی کہا امیر المومنین عمر نے کہ ہمکو حکم کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہم راہ خدا تعالی
مین کچھ خرچ کرین اور اتفاقا اسوقت میرے پاس مال بھی بہت موجود تھا پس مینے کہا کہ اگر میری تقدیر
مین کسی دن ابوبکر پر غالب ہونا ہی تو آج کے دن ہی اون پر غلبہ لیجاؤنگا پس مینے اپنا آدھا مال لاکر
حاضر کردیا حضرت نے فرمایا کہ تو نے اپنے اہل وعیال کے واسطے کسقدر چھوڑ آیا مینے عرض کیا کہ جسقدر
لایا ہون اسیقدر انکے واسطے بھی چھوڑ آیا ہون اور ابوبکر صدیق نے جو کچھ کہ پاس تھا سب حاضر کیا حضرت نے
پوچھا کہ اپنے اہل وعیال کے واسطے کیا چھوڑ آئے عرض کیا خدا اور رسول کو ان کے واسطے چھوڑ آیا تب مینے
دل مین کہا کہ کسی چیز مین ان پر سبقت نہ لیجا سکونگا کبھی انتہی لیکن جبرئیل اور فرشتونکا مثل ابوبکر صدیق
کی پوشاک بدلنا اسکے ثبوت مین کلام ہی صواعق محرقہ مین لکھا ہی کہ بغوی اور ابن عساکر نے روایت کی
کہ عبد اللہ بن عمر رض نے فرمایا کہ ایک دن مین خدمت مین حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر تھا
اور ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ بھی وہان ایک عبا پہنے ہوے کہ دونون طرف اسکے کانٹون اور کانٹون سے
اٹکا کر ملائے ہوئے حاضر تھے اتنے مین جبرئیل علیہ السلام نے نازل ہوکر اس حال کا حضرت سے استفسار کیا
حضرت نے فرمایا کہ ابوبکر نے قبل فتح مکہ کے سب مال مجھپر خرچ کر ڈالا جبرئیل نے کہا کہ حق تعالی انکو سلام
فرماتا ہی اور پوچھتا ہی کہ اس فقر مین مجھسے راضی ہی یا نہین ابوبکر رض نے کہا کیا مین اپنے پروردگار سے رنجیدہ
ہونگا مین اپنے پروردگار سے راضی ہون اور سند اس حدیث کی غریب ہی جدا اور ابو نعیم نے ابوہریرہ اور ابن مسعود

سے نقل اس حدیث کے روایت کی اور سند اس کی بھی ضعیف ہی اور ابن عساکر نے مانند اسکے روایت
کی ابن عباس رضہ سے اور خطیب نے بواسطے ایک سند کے ابن عباس سے یون روایت کی کہ جبرئیل ایک طنفسہ
یعنی پارچہ گستردنی اوڑھے ہوے اور اسکو کانٹون سے اٹکائے ہوے آئے جب حضرت رسالت پناہ نے
سبب پوچھا تو جواب دیا کہ اللہ تعالی نے فرشتونکو فرمایا ہی کہ تم آسمان مین متخلل بخلال ہو جیسا کہ ابوبکر زمین
مین ہوے ہین ابن کثیر نے کہا کہ یہ حدیث نہایت منکر ہو اور اگر اس حدیث اور اس سے پہلے کی حدیث کو
بہت سے لوگ متداول نکیے ہوتے تو اسی سے اعراض کرنا بہتر تھا اور امام قطب الدین محمد بن محمد
کرمی نے کتاب الکشف والافصاح عن الحدیث الموضوعات الملتبسہ بالصحاح مین لکھا ہی کہ ہذا وضع
ید الاشنانی یعنی اس حدیث کو بنایا ہی وہ ہاتھ اشنانی نے اور حافظ ابن العراق نے اپنی کتاب
اسماء الرجال اور تذکرہ موضوعات مین لکھا کہ یہ حدیث ابن عباس سے بطریق ابی بکر اشنانی کے مروی
ہی وھو مما عملت یداہ یعنی اور وہ منجملہ ان حدیثون کے ہی کہ ابوبکر اشنانی کے دو ہاتھون نے
بنایا ہی انتہی اب غور کرنے کا مقام ہی کہ انکے مہدی اس قسم کے رطب یابس کہین سنکر یا کسی کتاب
مین دیکھکر تقلیدا ویسی باتین اپنے اور اپنے مریدون کے واسطے بنا لیا کرتے تھے اب انکے بلکے
غایت جہل و بے خبری سے اون سب کو قطعیات و یقینیات سمجھتے ہین حاصل کلام حدیث اول یعنی حضرت
ابوبکر صدیق رضہ کا متخلل بعبا ہونا اگرچہ ضعیف ہی لیکن موضوع نہین ہی اور امت نے اسکو قبول کیا ہی
کہ آج تک زائرین مدینہ طیبہ کے جبکہ مرقد انور صدیق اکبر پر سلام پڑھواتے ہین یہ الفاظ بھی اوس مین شریک
کرتے ہین کہ یا من انفق مالہ کلہ فی سبیل اللہ حتی تخلل بالعبا اور حدیث ثانی یعنی جبرئیل اور
ملائکہ آسمانی کا متخلل طنفسہ ہونا موضوع ہی اور اوسکا موضوع ہونا ایسے علم حدیث پر اس قدر ظاہر ہی کہ اوسکے
واضع کا بھی نام معلوم ہی اب سوال کیا جاتا ہی کہ تمہارے مہدیکو اپنے کشف سے کہ عرش سے فرش تک
پھیلا تھا یہ بات منکشف ہوئی تھی کہ یہ قصہ غلط ہی اور ابوبکر اشنانی کی گڑھت ہی کہ خدا اور رسول اور ملائکہ پر
افترا کیا ہی یا بالکل معلوم نہوئی تھی اگر معلوم تھی تو کیون حدیث باطل کی روایت کی اور خداوند عالم کیطرف
ایسے کذب کی نسبت کی اور انکا کیسا تقوی تھا کہ اتنی بڑی معصیت سے اجتناب نکیا کہ حدیث متواتر یعنی
ہی من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار یعنی جس نے کہ جھوٹ باندھا مجھپر قصدا
پس ٹھہرا دے جائے اپنی آگ مین اور مسلم اور ترمذی نے روایت کی کہ فرمایا حضرت رسالت پناہ نے

کہ من حدث عنی حدیثا وھو یری انہ کذب فھو احد الکاذبین اور ابن ماجہ مین یون ہی کہ
من روی عنی حدیثا وھو یری انہ کذب فھو احد الکاذبین اور لفظ کاذبین بصیغۂ جمع اور تثنیہ
دونون طرح سے روایت کیا گیا ہی یعنی جو شخص کہ مجھسے کوئی حدیث روایت کرے اور حالانکہ جانتا ہو
کہ وہ جھوٹ ہی پس وہ روایت کرنے والا بھی جھوٹون مین سے ہی یا ایک دو جھوٹون مین سے ہی یعنی ایک وہ
شخص کہ جسنے اس حدیث کو بنایا یا دوسرا یہ کہ جسنے لوگون کو سنایا اور امام نووی نے شرح مسلم مین
فرمایا کہ حرام ہی حدیث موضوع کا روایت کرنا اوس شخص کو کہ جانتا ہو کہ وہ موضوع ہی یا گمان غالب رکھتا ہو
خواہ وہ حدیث قسم احکام سے ہو یا ترغیب و ترہیب وغیرہ سے ہو سب حرام ہی اکبر کبائر سے اور اقبح القبائح
سے ہی باجماع اون مسلمین کے کہ اجماع مین قابل شمار کے ہین اور اجماع ہی اہل حل و عقد کا کہ عوام الناس کا
جھوٹ بولنا حرام ہی پھر جاے اوس ذات پر کہ قول اوسکا شرع ہی اور کلام اوسکا وحی ہی اور کذب اوسپر
مانند جھوٹ باندھنے کے ہی خداے تعالی پر اسلیے کہ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی
جیسا کہ رسالہ موضوعات مین ملا علی قاری نے نقل کیا اور یہان تو مانند اور تشبیہ کی کیا حاجت ہی بلکہ
بلا واسطہ خداوند عالم پر بھی کذب باندھا گیا کہ بولے کہ حکم الہی ہوا کہ جیسا کہ ابوبکر صدیق نے کمل پہنا
تھا اور ہمے جبرئیل اور سب فرشتونکو کمل پوش بنایا تھا ایسی یہان بھی کیا کہ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى
عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا یعنی پس کون ظالم زیادہ ہی اوس شخص سے کہ باندھے اللہ تعالی پر جھوٹ اور اسی ڈر سے
خلفاے راشدین باوجود اس طول صحبت کے نہایت کم حدیث روایت کرتے تھے اور حضرت ابوبکر
اور عمر رض جب کوئی ایسی حدیث بیان کرتا کہ وہ حضرت رسالت سے نہ سنی ہوتی تو اوس سے گواہ
مانگتے تھے اور ڈرتے تھے اور علی مرتضی قسم کھلواتے تھے اور بعض صحابہ اور تابعین احتیاطا بعد
روایت حدیث کے یہ الفاظ بولتے تھے قریبا من ہذا و نحو ہذا و شبہ ہذا یعنی یہی الفاظ فرمائے ہین یا انکے
قریب و مشابہ فرمائے ہین اور اگر انکے مدعیکو یہ بات بالکل معلوم نہوئی کہ ملائکہ آسمانی کمل پوش ہوگئے
تھے اور ابوبکر شنانی نے یہ افترا کیا ہی بلکہ بھولپنے سے دوسرون سے سنکر بحسن ظن روایت کر دیا تو دو قباحتین
لازم آئین ایک کہ خداوند عالم کیطرف کیون نسبت کی دوسرا یہ کہ وہ کلام انکا غلط ٹھہرا کہ حق تعالی نے بندے
کو احوال تمام موجودات کے ایسے بتلا دیے ہین جیسا کہ کسی کے ہاتھ مین رائی کا دانہ ہو اور ہر طرف سے پھرا کر
کما حقہ پہچان لیوے اور واقف ہو جاوے جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا ہی غرضکہ بر تقدیر بطلان حدیث کا

لازم آیا اسواسطے کہ دانستہ کذب حضرت رسالت پر اور رب العزت پر باندھنا مہدی کی شان نہین ہی
اور اگر نادانستگی سے تھا تو احوال تمام موجودات کی غیب دانی کا دعوی غلط ہوا اور مہدویون کے نزدیک
مہدی کے کشف و دعوے مین خطا ممکن نہین ہی

باب ششم بیان مین اون سخن بے ادبیون کے کہ مہدویون نے جناب مین حضرات انبیا و مرسلین اور حضرت خاتم الرسالہ سید الاولین و الآخرین کے ادا کی ہین

شواہد الولایت کے اونتیسوین باب مین لکھا ہی کہ ایک وزیر اون نے عزیز احمد اور مخدوم کے حق مین کہا
کہ ان دونون کو مقام ابراہیم صلوۃ اللہ و سلامہ علیہ کا دیا گیا ہی اگر جیتے اور آگے کو بڑھ جاتے لیکن یہ کیچ کیا
چاہتے ہین جب وعظ ہو چکا وہ دونون شخص سب سے دست بوس کر کے رخصت ہوے ایک تیسرے دن
مرا اور دوسرا نوین دن **ایضاً** مطلع الولایت مین لکھا ہی کہ ملک سندہ مین بادشاہ اور وہان کے مسلمانون نے
نہایت تنگ کیا یہان تک کہ بھوکون کے مارے چوراسی مرید ہمراہی میران کے مر گئے میران نے بشارت
دی کہ ان سبکو مقامات انبیا و مرسلین اور اولوالعزم کے ملے **ایضاً** شواہد الولایت کے آٹھوین باب مین
لکھا ہی کہ شیخ مہاجر نے مردے کو زندہ کیا اور مہدی نے اوسکو قائم مقام حضرت عیسی علیہ السلام کا فرمایا
مصنف کتاب مذکور کا کہتا ہی کہ البتہ تعین یا ثبات مہدی کو چاہیے کہ عین مقام عیسی علیہ السلام مین
قرار بازن احمد سے احتراز کرے **ایضاً** شواہد الولایت کے چھبیسوین باب مین لکھا ہی کہ ایک دن میران نے
کہا کہ خداوند تعالی نے بندے کے وصف پیغمبرون سے بیان فرمائے اسلیے اکثر پیغمبرون کو تمنا تھی کہ بندے
کی صحبت مین پہونچین اور اکتیسوین باب مین لکھا ہی کہ اکثر انبیا اور مرسلین اولوالعزم دعا مانگتے تھے
کہ بارخدایا ہمکو امت محمدی مین کر کے مہدی کے گروہ مین داخل کر دے اون مین سے حضرت عیسی
کی دعا مقبول ہوئی کہ اب آکر بہرہ یاب ہون گے چنانچہ صاحب دیوان مہدی اون کے نعت مین
لکھتا ہی **شعر** بل چہ عالم کز آدم و عیسی ❊ یحیی و خلیل از موسی ❊ بودہ غایت بعجبتش ہوسے ❊
(یعنی گروہ مہدویہ سے)
ہر چہ ہست از ولایت ست ظہور ولہ نقطۂ آن دائرہ مفضلان ❊ شد تمنا ہمہ مرسلان ❊
خواست زحق ہر یکے از اولین ❊ رب اجعلنی من آخرین ❊ معلوم رہے کہ اس قوم مین کلام خوند میر
اور نقلیات اور کلام مہدی اور مولود اصل الاصول شمار کیا جاتا ہی جیسا کہ زبدۃ بشارت نامے مین لکھا ہی
ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی کہ میران تقاضاے حاجت کے واسطے جاتے تھے حاجی محمد فراہی نے

باب ششم بیان مین اون سخن بے ادبیون کے کہ مہدویون نے جناب مین حضرات انبیا و مرسلین اور حضرت خاتم الرسالہ سید الاولین و الآخرین کے ادا کی ہین

پوچھا کہ میران جیو خدام تو آئے عیسی کب آوینگے میران نے ہاتھ پیچھے کرکے کہا کہ بندے کے پیچھے آوینگے
تو احاجی محمد کو مقام عیسی روح اللہ کا حاصل ہوگیا میران کی زندگی بھر تو چپ رہا بعد مرنے کے سندھ
مین طرف نگر ٹھٹھہ کے جاکر دعوی عیسویت کا کیا وہانکے حاکم نے اوسکا سر کاٹ ڈالا سید محمود نے بھی شخص کو
اوسکے مارنے کے واسطے بھیجا تھا وہ اوسکے قتل کی خبر سنکے راہ سے پلٹے شاہ دلاور نے بشارت دی کہ
اسکے غرغرے کے وقت توبہ قبول ہوگئی سید محمود نے کہا کہ مہدی کی تصدیق کی تھی ضائع نہوا **ایضا**
پنج فضائل مین ہی کہ دلاور نے اپنے میران سے روایت کی کہ آدم علیہ السلام ناک کے نیچے سے بالاے
سر تک مسلمان تھے اور نوح علیہ السلام زیر حلق سے بالاے سر تک مسلمان تھے اور ابراہیم و موسی علیہما السلام
زیر سینے سے سر تک مسلمان تھے اور عیسی زیر ناف سے بالاے سر تک مسلمان تھے دوسری بار جو آوینگے
پورے مسلمان ہوجاوینگے اب آدھے مسلمان ہین اور کہا کہ اس نقل کی صحت پر یہ دلیل ہی کہ میران نے
کہا ہی جو کہ خداے تعالی کو مقید دیکھے وہ مشرک ہی **ایضا** شواہد الولایت کے چوبیسوین باب مین لکھا ہی
کہ میران نے کہا کہ حق تعالی نے ارواح اولین اور آخرین کی حاضر کرکے فرمایا کہ اے سید محمد ان سب ارواح کا پیشوا
بننا قبول کر پہلے مینے اپنی عاجزی پر خیال کرکے عذر کیا پھر عنایت خداتعالی پر کہ میرے حال پر تھی
نظر کرکے کہا اگر سو حصہ اس سے زیادہ ہون تو بھی قبول کیا **ایضا** شواہد الولایت کے چھبیسوین
باب مین لکھا ہی کہ درمیان محمدین کے فرق نہین ہی اور فرق کرنے والے کو زیان ہی یعنی محمد مصطفی صلی اللہ
علیہ وسلم اور سید محمد جونپوری برابر ہین استغفر اللہ العظیم اور جوہر نامے مین لکھا ہی دو ہمرہ نبی و مہدی
یک ذات جانو برابر اجتہاد عقلی ہون پاک ✣ ظاہر باطن تابع متبوع حق بادل ادراک ✣ دیگر آنکہ ولایت
کل نبوت جز کل غیر مخلوق جز مخلوق بعد اوسکے بیان کیا کہ حدیث الولایۃ افضل من النبوۃ کی پانچ وجہ ہین
وجہ اول ولایت صفت خالق کی اور نبوت صفت مخلوق کی دوم ولایت مشغول ساتھ حق کے
اور نبوت مشغول ساتھ خلق کے سوم ولایت امر باطن ہی اور نبوت امر ظاہر ہی چہارم ولایت خاص ہی
اور نبوت عام ہی پنجم ولایت کو نہایت نہین اور نبوت کو نہایت ہی **ایضا** بشارت نامے مین لکھا ہی
کہ مہدی نے کرات و مرات کہا کہ بندے کو مقام و مراتب جملہ انبیا اور اولیا اور مومنین او مومنات کے
بلکہ احوال جملہ موجودات کے ایسے معلوم ہوگئے ہین جیسا کہ مرد اپنے سونے اور چاندی کو ہاتھ مین لیکر
طرف پھراتا ہی اور کماحقہ پہچانتا ہی اور دوسرے رسالے مین یہ بھی ہی کہ میران نے کہا کہ بعد نبوت خاتمین

سے نام انبیا اور اولیا کا ختم ہو گیا لیکن مقامات اور درجہ انبیا اور اولیا کا بندے کے گروہ میں قیامت
تک جاری ہے اور پیغمبر ونکا اس گروہ مین ہونے کی تمنا کرنا بھی لدبی مین مذکور ہے اور یہ بھی لکھا کہ جو کچھہ میران نے
خبر دی سب سچ جاننا اور اپنا اجتہاد چھوڑ دینا نقل میران مین اجتہاد و قیاس و عقل حرام ہے ایضاً
رسالہ صراط مستقیم مین لکھا ہے اوسکی عبارت بعینہا یہ ہے نبی و مہدی علیہما السلام یکذات موصوف بجمیع
صفات سرتاپا مسلمان ظاہر و باطن کلام اللہ سون برابر فرق کرنہارے کا فر مردود انتہی ایضاً رسالہ
درج الاسرار مین لکھا ہے کہ نبی علیہ السلام کے ایک صدیق اور ایک نظیر صدیق ابوبکر رضی اللہ عنہ
اور نظیر ظاہر و باطن کے میران ہین اور میران کے دو صدیق دو نظیر ایک صدیق سید محمود ثانی مہدی
دوسرے صدیق خوندمیر اور نظیر شریعت مین حضرت عیسی علیہ السلام اور نظیر حقیقت مین خوندمیر بس
حضرت عیسی علیہ السلام شریعت مین نظیر ہین لیکن برابر میران کے نہین ہین ایضاً مطلع الولایت مین
لکھا ہے کہ جب سید محمد جونپوری نے مقام فراہ مین انتقال کیا اون کے صحابی الملا حمید نے
ایک مرثیہ بنا کر دسوین کے روز مجمع تمام صحابہ مین پڑھا کہ منجملہ اوسکے یہ شعر تھے قطعہ دورش کہ فضل
داور زمان را بر اولین ؎ دردا کہ چند سال بنایید در عدد ؎ فضلش کہ بر جمیع پیمبر شد از خدا ؎ بادا
بروز حشر شفاعت گر از احد ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہے کہ میران نے کہا کہ اگر بندہ اور محمد مصطفی
اور ابراہیم علیہما السلام ایک تانے مین ہوے کوئی ہرگز فرق نکر سکتا اور اونکے خلیفہ دلاور نے
کہا کہ اگر مجھکو اللہ تعالی ان تینون کو دکھلاوے ہرگز فرق نکر سکون ایضاً شواہد الولایت کے
تیرہوین باب مین لکھا ہے کہ مہدویت اور نبوت مین نام کا فرق ہے اور کام اور مقصود ایک ہے ایضاً
مطلع الولایت مین لکھا ہے کہ سید محمد کو دعوی مہدویت سے پہلے سات برس بیہوش رہے اور بجز
اوقات نماز ہوش مین نآتے تھے ایک دن انکی جورو بی بی الہدیتی نے پوچھا کہ میران جی کیا سبب ہے
کہ اسقدر بیہوش رہتے ہو اور تحمل نہین کر سکتے بولے ایسی لدبی دریا تجلی الوہیت کی ہوتی ہے کہ اگر
ان دریاؤن سے ایک قطرہ کسی ولی کامل یا نبی مرسل کو دیا جاوے تمام عمر ہوش مین نآوے فرمان
حق تعالی کا ہوتا ہے کہ چونکہ تجھکو خاتم ولایت محمدی کا کیا ہے اس سبب سے فرض ادا کر واتے ہین
ایضاً مطلع الولایت مین لکھا ہے کہ سید محمد جونپوری نے کہا کہ بندے کے پاس تصیم ہوتی ہے
کسی نے پوچھا کہ میران جی تصیم کسکو کہتے ہین بولے یہ جو ایک پادشاہ کی جا پہ دوسرا پادشاہ

تخت نشین ہوتا ہی اور لشکر کو ملاحظہ کرتا ہی اسکو کیا کہتے ہین کہا کوئی عرض کہتا اور بعضے آمدہ ونیامدہ بھی
کہتے ہین بولے ایسی ہو رہا ہی تین رات دن ہوئے ہین کہ بندے کو فرصت نہین ہی پہر نجات سے فارغ ہوتے
ہی حکم ہوتا ہی کہ سید محمد خلوت مین جاؤ کر بقیہ ارواح کو بھی دیکھ لیو اور تمام ارواح اولوالعزم اور رسولون
اور انبیا اور اولیا بلند مرتبہ اور تمام مومنین اور مومنات کی آدم سے اس دم تک سب بندے کے
حضور مین عرض کی جاتی ہین کسی نے پوچھا کہ حضرت اپنی خدمات پیغامبری کی ادا کر کے اپنے
مقامات کو پونہچے اب انکے ارواح کے جانچنے اور تصحیح سے کیا فائدہ جواب یا کہ حق تعالی کا حکم ہوتا ہی
کہ جس ترازو سے تمنے تولا تھا پھر اوس محل سے مقابلہ کر کے تصحیح کرو اور یہ بھی خدا تعالی فرماتا ہی
کہ جو شخص یہان مقبول ہوا وہ خدا کے پاس بھی مقبول ہی اور جو یہان سے مردود ہوا وہ عند اللہ بھی
مردود ہی اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ سید محمد نے کہا کہ جیسا کہ بندے کے پاس تصحیح ہوتی ہی میان
خوندمیر کے پاس بھی ہووے گی ایضاً شواہد الولایت کے اکتیسوین باب کی بتیسوین خصوصیت مین
لکھا ہی کہ جناب رسالت مآب نے مہدی کے اصحاب کا مرتبہ اپنے مرتبے کے برابر فرمایا ہی اور اس پر
ایک حدیث سنے اہل بیان کر کے بولتا ہی کہ اول مقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہچاننا چاہیے تا کہ
مقام ان لوگون کا معلوم ہووے اور جب کہ قوم ایسا ہووے اونکا امام ایسا ہووے گا پس ظاہر ہوا کہ
وہ افضل سب سے ہی انتہی وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک دن
میان عبد الرحمن ایک حدیث بروایت ابوذر غفاری کے پڑھ رہے تھے اوس مین اس مقام پر پونہچے
کہ فرمایا ہی حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بھائی میرے کہ وہ برابر میرے مرتبے کے ہین شاہ
نظام نے سنکر کہا کہ یہ صفت عوام اصحاب مہدی کی ہی اور بڑے اصحاب کا مرتبہ اس سے بھی دور اور آگے ہی
استغفر اللہ العظیم ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی کہ ایک روز بعد نماز فجر کے سب بھائی دائرہ بستہ بیٹھے
تھے شاہ دلاور نے اپنی عورت خوندبوا کو بتلا کر کہا کہ دیکھو یہ وہ لوگ ہین کہ رسول خدا نے فرمایا ہی
ہم انحوانی بمنزلتی یعنی وہ بھائی میرے ہم مرتبہ میرے ہین اور ایک روز دکھلا کر کہا کہ یہ مقام مرسلین کے
ہین اور کہا کہ مرسل اوسکو کہتے ہین کہ حضرت جبرئیل اوس پر وحی لاوین لیکن بارہ آدمی اون سے بھی فضلتر
ہین اور ایک روز یوسف کو بتلا کر کہا کہ یہ سب بھائی جو بیٹھے ہین ہم اخوانی بمنزلتی کا مقام رکھتے ہین
یعنی برابر حضرت رسالت پناہ کے ہین مگر چار شخص اس سے بھی بڑھ کر مقام رکھتے ہین اوسنے پوچھا

کہ وہ چار کون ہین کہا تم اور بھائی عبد المجید اور میان عبد الملک و قاضی عبد اللہ العیاذ باللہ **الغرض**
خلاصۂ کلام یہ ہی کہ اس فرقۂ نے باک کے نزدیک اونکے مہدی کے مرید حضرات انبیا اور مرسلین کے برابر
بلکہ برتر ہین بلکہ اس سے بھی زیادہ نے ادبی اور گستاخی پہ کمر باندہ کر مہدی کے مرید اپنے مریدونکو برابر حضرت
خاتم المرسلین کے بلکہ بعضونکو فاضلتر اوس جناب سے جانتے ہین لیکن بعضے ان مین سے جو اپنے
تئین اہل علم جانتے ہین جسوقت کہ انسے یہ باتین پوچھی جاتی ہین تو تھوڑا سا خدا سے شرما کر کہتے ہین
کہ یہ باتین فقط لکھنے کے واسطے ہین اعتقاد اس پر نہین ہی کہ مہدی کے مرید برابر انبیا اور مرسلین کے
یا افضل ان سے ہون فقط اسیقدر اعتقاد ہم رکھتے ہین کہ ذات مہدی افضل ابو بکر صدیق سے اور
برابر ہی ساتھ ذات سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اور اسکو مسئلۂ تسویہ بولتے ہین اور اس مسئلے کو
انکے اگلے اور پچھلے اپنی دانست مین بہت عموم و علم سے مدلل اور مبرہن کرتے ہین کہ **مصرع** فکر ہر کس
بقدر ہمت اوست ❊ بیان سے معلوم ہوا کہ انکے مہدی کا دعوی کرنا کہ مجکو اللہ تعالی نے سب ارواح
اولین اور آخرین کا پیشوا بنایا اور میرے پاس تمام ارواح اولوالعزم اور رسولون اور انبیا اور اولیا اور مومنین کی
آدم سے ابن مریم تک تصحیح ہوتی ہی اور مقبولی اور مردودی ہمارے پاس کی مقبولی اور مردودی خدا کے
پاس کی ہی اور اون کے خلیفونکا اپنے مریدونکو حضرت خاتم الرسالت سے افضل بولنا سب غلط اور
خطا ہی یا دعوی تسویہ کا غلط اور خطا ہی افسوس کہ نظام کو خدا سے شرم نا آئی کہ کہا برابر حضرت سید المرسلین
کے ہونا صفت عوام اصحاب مہدی کی ہی اور خواص کا مرتبہ اس سے بھی دور ہی اور دلاور کو خدا کا خوف
نا آیا کہ کہا میرے لوگون مین چار شخص حضرت سے بھی بڑھ کر مقام رکھتے ہین واللہ المستعان
علی ما تصفون باقی کلام متعلق اس باب کا باب تسویہ مین آوے گا انشاء اللہ تعالی

باب ہفتم مین بیان اون بے ادبیون کا کہ فرقۂ مہدویہ نے بجناب حضرت آفریدگار عالم جل جلالہ کے کی ہین

پنج فضائل مین لکھا ہی کہ خوندمیر نے کہا کہ میرے بیٹے سید نجی نوا نے مہدی کے ساتھ ہمیشہ اللہ تعالی کھیلا
کرتا ہی تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا **ایضا** شواہد الولایت کے اوتیسوین باب مین لکھا ہی
کہ خوندمیر نے کہا مہدی جیسا کہ آیا تھا گیا کسی نے جیسا حق پہچاننے کا تھا اسکو نہ پہچانا کہ وما قدروا
اللہ حق قدرہ فہم من فہم **ایضا** شواہد الولایت کے انیسوین باب مین لکھا ہی کہ جب مہدی کے

لوگون سے ایک راجہ کے ملک مین اپنی گائے یا بیل کو ذبح کر ڈالا اور وہ راجہ واسطے انتقام کے آیا جب نظر اوسکی انپر پڑی معتقد ہو کر سر پاؤن پر رکھ کے بولا کہ گائے کے پیدا کرنے والے نے گائے کو مارا ہم کس سے جنگ کرین اور انھون نے اس کلام پر کچھ انکار نکیا ایضاً شواہد الولایت کے آٹھوین باب مین لکھا ہی کہ ایک روز شاہ بھیک جذبے مین بولے تھے کہ سب حق ہی مہدی نے کہا کہ ہان جاننا ایمان ہی بولنا کفر ہی اونہنے پھر وہی بات کہی کہ سب حق ہی جب دو تین بار ایسی تکرار ہوئی مہدی نے کہا کیا پڑے اپنے خدا پر مقید ہو گئے ہو آگے بڑھو اور یہ بیت پڑھی شعر بیزارم ازان کہنہ خدائے کہ تو داری ہر لحظہ مرا تازہ خدائے دگر ست ہ ایضاً شواہد الولایت کے پندرھوین باب مین لکھا ہی کہ خوندمیر نے کہا کہ میران جیو بچھوٹین وہ آنکھین کہ مہدی کو دیکھین ہون بندے نے اپنے خدا کو دیکھا اور میران جیو نے سب سنکر کہا کہ ہان بھائی سید خوندمیر جو کچھ دیکھا سو تحقیق ہی خدا کے تئین خدا دیکھتا ہی ایضاً شواہد الولایت کے سترھوین باب مین لکھا ہی کہ سلام اللہ نے پوچھا کہ میران جی لوگ آپ پر گمان مہدویت کا کرتے ہین کیا مہدی آپ سے بڑھ کر ہین تبسم کرکے بولے کہ مہدی سے خدا بڑھ کر ہی ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی کہ میرانجیو نے اپنے بیٹے سید محمود سے کہا کہ بھایا مین بندہ ہون خدا نے مجکو بندہ کیا اور تمکو بھی بندہ کیا خدا فی الحال ہو جاتا ہی لیکن بندہ ہونا محال ہی شکر خدا کا کہ مجکو اور تمکو بندہ کیا اور مالک اپنے ملک کا کیا ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی کہ خوندمیر نے کہا کہ جو شخص خدا ہوتا ہی خدا کو پہچانتا ہی ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی کہ مقام فراہ مین ایک روز میرانجیو میان نعمت کے سامنے آکر بولے کہ انا اللہ رب العالمین نعمت نے پوچھا کہ تم ذات اللہ ہو بولے بندہ بندہ ہی لیکن ذات اللہ رب العالمین ہی جب تیسری بار پوچھا تو بولے کہ بندہ بندہ ہی لیکن بندہ ذات اللہ ہی اور تیسری بار مین جواب یا کہ بندہ بندہ لیکن ذات اللہ ہی بعد اوسکے ایک ساعت پھر آنکھ بند کرکے کھڑے رہے پھر اللہ جی بولکر بی بی ملکان کے گھر مین گھس گئے ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی کہ سید محمود نے اپنے باپ سید محمد جونپوری سے روایت کی کہ اونھون نے کہا مین نہ کسی سے جنا گیا اور نہ مین نے کسیکو جنا اور ایک دن وہ انکے خلیفہ دلاور کے سامنے یوسف نے وقت وعظ کے سورۂ اخلاص پڑھا جب لم یلد ولم یولد پر پہنچا دلاور نے کہا یلد یولد پھر یوسف نے کہا لم یلد ولم یولد کہا یلد یولد عبد الملک نے کہا یوسف چپ رہو میان جی ولایت کا شرف بیان کرتے ہین جو کہتے

ہین سچ حق ہی ایضاً پنج فضائل مین لکھا ہی کہ اونکے خلیفہ نعمت نے کہا مین بندہ کیونکہ نعمت ہون کبھی
مین خدا ہو جاتا ہون اور کبھی بندہ ہوتا ہون اور کبھی عین حق ہو جاتا ہون اور عین حق سے نکلین دیکھتا ہون
اور کبھی حق تعالی فرماتا ہی کہ مجھسے تو ہی اور تجھسے مین ہون ایضاً اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ شاہ نظام نے
ایک اپنا لمبا کشف ظاہر کیا اوسکا خلاصہ یہ ہی کہ اللہ تعالی مجھسے پوچھکر بندہ کو سرفراز فرماتا ہی کہ اگر
تو کہے تو یہ درجہ اوسکو دون ورنہ ہرگز نہ دون پس مین سفارش کرکے دلوا دیتا ہون ایضاً پنج فضائل مین
ہی کہ شاہ نظام نے ایک لمبا معاملہ دیکھا حاصل اوسکا یہ ہی کہ نظام پارہ پارہ ہو گیا اور میران انکو نگل گئے پھر
ثابت ہو گیا اور نگل گئے اور اگل دیا پھر میران ٹکڑے ہو گئے اور مین نگل گیا پھر اگل دیا بعد اوسکے محمد مصطفی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ٹکڑے کو نگل گئے پھر اوگل دیے پھر مین ثابت ہو گیا اور مجکو ثابت نگل گئے پھر اگل
دیے پھر حضرت رسالت ٹکڑے ہو گئے اور مین نگل گیا پھر اگل دیا پھر اللہ تعالی کے ساتھ بھی یہی معاملہ
ہوا جب مینے یہ معاملہ اپنے میران سے بیان کیا کہا تمکو تجلی ذات ہوئی اور بندے کی ذات مین تم فنا
ہو گئے انتہی بالجملہ ناظرین بالانصاف پر واضح ہو گا کہ دلیل اخلاق سے یہان تک کسقدر کلمات وحشتناک
ان بزرگوار سے منقول ہوئے کہ سلف سے خلف تک آج تک کوئی مسلمان ایسے کلمات زبان پر
نہ لایا ہو گا باین ہمہ خلفا اونکے کہتے ہین سوا اسکے دوسرے ارشادات مخفیہ میران کے ایسے
وحشت افزا ہین کہ تمام مذکورات سابقہ یہ پاسنگ ہی اوس میزان کا اور کوزہ ہی اوس طوفان کا چنانچہ
جوہر نامے مین لکھا ہی کہ شاہ نعمت نے کہا کہ جو کچھ مہدی نے فرمایا ہی اگر بندہ کما حقہ اسکو بیان کرے
میرا حال تم لوگون مین ایسا ہووے جیسا کہ قصاب گائے کا گوشت برہمنون کے محلے مین لیجا کر بولے
کہ یہ گوشت گائے کا ہی اسکو لیو اور شاہ نظام نے کہا کہ اگر جو کچھ میران سے مین نے سنا ہی بیان کرون
برادران یہی بندے کو سنگسار کرین اور پنج فضائل مین لکھا ہی کہ خوندمیر نے کہا کہ اگر جو کچھ مہدی سے مینے
سنا ہی بیان کرون یقین ہمارے تئین سنگسار کرین اور انصاف نامے کے باب ہفتم مین لکھا ہی کہ
میان لاڈسے چند بار کہا ہی کہ جو کچھ میران سے مینے سنا ہی اگر وہ بروقتے مہاجرون سے بیان
کرون یہی لوگ مجکو سنگسار کرین انتہی سبحان اللہ جو کلمات کہ منقول ہو چکے وہ اسقدر مخالف
مین ملت ہین کہ مخالفین انکے بسبب ان کلمات کے چارسو برس سے آج تک انکو سنگسار اور ہر جا
سے نکال کرتے ہین اور جو کلمات کہ دلون مین خاص خلفا کے پوشیدہ و مستور رہین وہ اسقدر

بدتر و منکر ہین کہ اگر خود مہدوی لوگ بلکہ اون مین اخص الخواص مہاجران مہدی ہین پاوین تو خاص
جانشینان مہدی یعنی میان خوند میر اور میان نظام اور میان لاڑ کو سنگسار کرین العیاذ باللہ یہ کیا
مذہب ہی کہ مخالفین اور موافقین کلہم اجمعین سنگسار کرنے کو تیار ہوتے ہین مقبولیت خلائق علامت ہی
مقبولیت خالق کی اور بغض و انکار خلائق خصوصًا بغض و نفرت اہل دین کی نشانی ہی بغض و انکار الٰہی کی
چنانچہ مشکوٰۃ مین حدیث صحیح مسلم کی ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے
کو دوست رکھتا ہی جبرئیل کو فرماتا ہی کہ مین فلانے سے محبت رکھتا ہون تو بھی محبت رکھ پس جبرئیل اوس سے
محبت رکھتے ہین پھر آسمان مین پکار دیتے ہین کہ اللہ تعالیٰ فلانے شخص سے محبت رکھتا ہی تم بھی محبت رکھو
پس اہل آسمان اُس سے محبت رکھتے ہین پھر رکھدی جاتی ہی اسکے واسطے مقبولیت اہل زمین مین اور جب اللہ
کسی بندے سے بغض رکھتا ہی جبرئیل کو فرماتا ہی کہ مین فلانے شخص سے بغض رکھتا ہون تو بھی اوس سے بغض رکھ
پس جبرئیل اوس سے بغض رکھتے ہین پھر پکار دیتے ہین اہل آسمان مین کہ اللہ تعالیٰ بغض رکھتا ہی فلانے سے
تم بھی بغض رکھو اوس سے پس بغض رکھتے ہین اُس سے اہل آسمان پھر رکھدیا جاتا ہی اوسکے واسطے بغض
زمین مین انتہی منقولات مہدیہ مین چند سوال بطور نمونہ کے کیے جاتے ہین ورنہ اسکے قبائح کا استیعاب
خارج حد بیان سے ہی **سوال اول** نقل اول کے کیا معنی ہین کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ خوند میر کے بیٹے کے
ساتھ کھیلا کرتا ہی تمام اہل ادیان سماوی اور تمام عقلاے عالم کا اتفاق ہی کہ اللہ تعالیٰ عبث اور لعب
اور جمیع عیوب سے پاک ہی اور خود اپنے کلام مقدس مین فرماتا ہی کہ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ
وَمَا بَیْنَہُمَا لٰعِبِیْنَ اور ہمنے نہین بنایا آسمان اور زمین اور جو اونکے بیچ ہی کھیلتے ہوے پس
یعنی کھیل جناب باری پر ثابت کرنا مخالف ہو قرآن اور عقاید جمیع اہل ادیان و ایمان کے **سوال دوم**
نقل چہارم مین اسکے کیا معنی ہین کہ جب شاہ بھیک نے کہا کہ سب حق ہی میران نے کہا کہ ہان جاننا
ایمان ہی بولنا کفر ہی یہ مسئلہ وحدت وجود کا میران سے تو ایک حق ہی یا باطل اگر باطل ہی تو
جاننے کو ایمان کہنا خطا ہی اور اگر حق ہی تو اوسکے بولنے کو کفر کہنا خطا ہی جن اولیا اور علما نے اوسکو حق
جانا ہی صدہا رسائل اور کتابین اوسکے بیان مین تصنیف کی ہین اور اگر بولنا کفر تھا تو خود میران کیون بولتے
کہ انا اللہ رب العالمین چنانچہ نقل نہم مین موجود ہی اور نقل ہجدہم وغیرہ مین میران و خوند میر دونون بھی بول رہے
ہین پس اگر جانتے ہین کہ کفر ہی دیدہ و دانستہ کفریات کیون زبان پر لاتے ہین اگر کہین کہ عوام سے روبرو

بولنا کفر ہی تو وہان عوام کہان تھے وہان سب خاص الخاص جمع تھے یہان تک کہ کتا بھی وہان کا وہ مقام پر کہتا تھا
کہ اصحاب سعدی کو شرماتا تھا چنانچہ بدخلقی ہفتم ہم مین مذکور ہو چکا علاوہ یہ کہ جب حق بات ہو گی اگرچہ
باریک اور دقیق ہو نہایت لامر یہ کہ عوام کے روبرو اوسکا تذکرہ کرنے احتیاطی اور گناہ ہو گا کفر کیونکر ہو گا
بلکہ اعتقاد ایمانی کے کلمہ کو کفر بولنا خود بے احتیاطی اور گناہ سخت ہی سوال سوم ادنی نقل چہارم مین اسکے کیا معنی
ہین کہ کہا پرانے خدا پر سفید ہو گئے ہو گے پڑھو شعر بیزارم ازان کہنہ خدائے کہ تو داری ہر لحظہ
مرا تازہ خدائے دگرست انتہی استغفر اللہ العظیم خدائے عالم واحد ہی اور قدیم ہی اور اسپر اہل وجود
اور اہل شہود سب کا اتفاق ہی کہ سب اسکی وحدت اور قدم کے قائل ہین یہ پرانے سے بیزار ہونا کیا معنی
اور آگے کہان پڑھو اور ہر لحظہ تازہ خدا کیسا کوئی مسلمان بھی حضرت الوہیت مین ایسے کلمات
بیباکانہ زبان پر لاتا ہی سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یَصِفُوْنَ سوال چہارم نقل ہفتم مین اسکے کیا معنی ہین
کہ خدائی المحال ہو جاتا ہی لیکن بندہ ہونا محال یعنی آدمی خدائی المحال بن سکتا ہی لیکن بندہ ہونا محال ہی
اور پھر اسپر شکوہ ہوتا ہی کہ خدا نے مجکو اور تمکو بندہ کیا اور مالک اپنے ملک کا کیا یعنی بندہ ہونا کہ ممکن بالفعل ہی
اوسکے استحالہ اور محال ہونے کے قائل ہوے اور پھر اوسکے فعلیت اور وجود کے بھی قائل ہوے اور
خدا بننا کہ محال ہی اوسکے امکان فعلیت کے قائل ہوے عجیب تعارض و تساقط ہی کہ بیان سے باہر ہی اور یہ
دعوی کہ اللہ تعالی نے مجکو اور تمکو مالک اپنے ملک کیا مالک الملک اللہ تعالی ہی فقط قُلِ اللّٰهُمَّ
مَالِكَ الْمُلْكِ اور کوئی اسکے ساتھ ملک مین شریک نہین ہی وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ
یعنی نہین ہی کوئی اوسکا شریک ملک مین میان نے خود میان اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا سوال پنجم نقل
ہم مین اسکے کیا معنی کہ نہ مین کسی سے جنا گیا اور نہ میں نے کسی کو جنا اور خلیفہ بولا دے کیسی
ولادت کی کہ نص قرآنی لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ مین تحریف کرے اوسکو یلد یولد پڑھا وہ آیت
شان الٰہی مین ہی نہ کوئی شخص اللہ تعالی سے پیدا ہوا نہ اللہ تعالی کسی سے پیدا ہوا جب اوسکو
یَلِدُ یُوْلَدُ پڑھا تو یہ معنی ہوے کہ خدا سے بھی لوگ پیدا ہوتے ہین اور خدا بھی کسی سے پیدا ہوا ہی
سبحان اللہ شیخ جونپور کی شان اسقدر بڑی کہتے ہین مین نہ کسی سے جنا گیا اور نہ میں نے کسی کو
جنا اور خدا بے چون و چگون کی شان اسقدر گھٹائی گئی کہ وہ جنتا بھی ہی اور جنا بھی گیا ہی اِنْ
هِيَ اِلَّا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ سوال اوسکے

اور بہت اعتراضات اور سوالات منقولات مذکورۃ الصدر پر وارد ہوتے ہین کہ اہل خرد بادنیٰ النظر استنباط کر سکتے ہین اسواسطے یہان بطور نمونے کے اسیقدر پر اکتفا کی گئی وَاللّٰہُ یَهْدِی مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

باب ہشتم بیان تسویہ مین مشتمل دو مطلب

یہ عمدہ مطالب اور اہم عقائد مہدویہ ہی کہ بغیر اس اعتقاد کے آدمی کو مومن نہین سمجھتے ہین جیسا کہ بغیر اقرار مہدویت شیخ جونپور کے آدمی کو ایمان سے دور جانتے ہین پس بڑی بحث اونکے مذہب مین دو ہین ایک اثبات اور دوسرا تسویہ بحث اثبات کا کہ بحث دلائل مہدویت تھا بفضل الٰہی بخوبی انجام پذیر ہوا اب بحث تسویہ مین اوسکے فضل پر اعتماد کر کے ابتدا کی جاتی ہی وَعَلَیْهِ تَوَکَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ واضح ہو کہ اس بحث مین دو مطلب ہین مطلب اول کہ قوم مذکور دعوی کرتے ہین کہ شیخ جونپور مہدی موعود ہین اور مہدی موعود افضل ہین امیر المومنین ابوبکر اور امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہما سے مطلب دوم یہ ہی کہ مہدی موعود مساوی ہین جمیع مراتب قرب الٰہی مین ساتھ حضرت سید الاولین و الآخرین خاتم المرسلین ابو القاسم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مطلب اول کا پہلا مقدمہ کہ شیخ جونپور مہدی موعود ہین باب اثبات مین بخوبی تین وجوہ باطل ہو چکا اوسکے اعادے کی حاجت نہین ہی اور بعد بطلان اوس مقدمے کے اگرچہ مقدمۂ ثانیہ اور مطلب دوم بالفرض والتقدیر ثابت بھی ہووے مہدویونکو اصلا مفید نہین ہی کیونکہ یہ بولین گے کہ این مژدہ مرا نیست بلکہ دشمنانم راست پس ابطال مقدمۂ ثانیہ و مطلب دوم کا حقیقت مین بخاطر مہدویون کے نہوا بلکہ اسواسطے کہ وہ دونون امر بھی چونکہ خلاف واقع اور مخالف عقائد اہل سنت ہین خصوصا مطلب دوم کہ منافیت مخالف نصوص و اجماع اہل سلام کے ہی ابطال اور رد اوسکا ضرور معلوم ہوا وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ رَبَّنَا عَلَیْكَ تَوَکَّلْنَا وَاِلَیْكَ اَنَبْنَا وَاِلَیْكَ الْمَصِیْرُ ۝ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ مطلب اول کا مقدمۂ ثانیہ رسالہ اعتقادیات و عملیات مصنفہ سید عیسی ملقب بعالم میان مین لکھا ہی **قولہ** مہدی موعود افضل ہین امیر المومنین ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے دلیل نقلی اسکی یہ ہی کہ شواہد الولایت کے چھبیسوین باب مین لکھا ہی کہ فراہ کے علمائے اون کے مہدی سے پوچھا کہ تم امت رسول اللہ مین داخل ہو کہا ہان داخل ہون علمائے

کہا کہ حدیث مین آیا ہی کہ اگر ایمان ابوبکر صدیق کا ساتھ ایمان امت کے وزن کیا جاوے تو ایمان
ابوبکر رضی اللہ عنہ کا گران ہوگا اس سے معلوم ہوتا ہی کہ ابوبکر صدیق سب امت پر فاضل ہین جواب دیا کہ
ایمان محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گران ہی یا ایمان ابوبکر کا علما نے کہا کہ ایمان محمد مصطفے
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گران ہی جواب دیا کہ ایمان اس بندے کا عین ایمان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی
علما نے کہا کہ تم اس امت مین داخل ہو کس طرح ایمان تمھارا عین ایمان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہوگا جواب
دیا کہ مین اس امت مین داخل ہون جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ اس امت مین داخل ہین جیسا کہ حق تعالے
نے فرمایا ہی وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ **جواب** خلاصۂ کلام یہ ہی کہ علما نے استدلال
کیا کہ جبکہ تم داخل امت ہوا اور ایمان ابوبکر صدیق کا غالب ہی تمام امت کے ایمان سے تو تمھارے
ایمان پر بھی کہ جزو ہی ایمان امت کا غالب ہوا اور میران نے اس استدلال کو یون دفع کیا کہ
امت مین داخل ہونے سے مجھپر ترجیح ایمان ابوبکر صدیق کی لازم نہین آتی جیسا کہ پیغمبر صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کہ ایمان اون کا ابوبکر رض سے افضل ہی حالانکہ امت مین داخل ہین بدلیل اس آیت
کے کہ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ یعنے اور نہین ہی یہ شان اللہ تعالے
کی کہ عذاب کرے اون پر اور حالانکہ تم اے محمد اون مین موجود ہو تعجب زہے کہ مہدوی اپنے
مہدی کی اس تقریر کو غرائب تقریرات اور عجائب جوابات سے جانتے ہین اور حالانکہ یہ بیان
جواب کو سوال سے ذرہ بھی مناسبت نہین ہی اور آیت کریمہ سراسر اونکے مطلب کے مخالف ہی
اس واسطے کہ علما کی غرض یہ تھی کہ تم جزو امت ہوا اور جب جزو ہوے تو کل کی مغلوبیت سے
جزو کی مغلوبیت لازم ہوئی اور انھون نے تمسک کیا آیت سے اور آیت مین ہرگز جزئیت کا ذکر
نہین ہی بلکہ ظرفیت کا بیان ہی سب جانتے ہین کہ فِيهِمْ سے ظرفیت سمجھی جاتی ہی اور جزو کا کل مین ظرفیت
نامعقول ہی ورنہ آپ اپنا ظرف ہونا لازم آوے اور مطلب آیت کا یہ ہی کہ جب تک کہ تم اون مین
رہتے ہو اون پر عذاب آلہی نازل نہ ہوگا اگرچہ وہ اس کی خواہش بھی کرین اسواسطے
کہ عادت آلہی ایسی ہی کہ جب پیغمبر امت سے باہر ہو جاتے ہین تب عذاب اوترتا ہی جیسا کہ
امت صالح اور لوط علیہما السلام کا قصہ مشہور ہی اور افسوس کا مقام ہی کہ اون کے میران
نے یہ غور نکیا کہ پیغمبر کا امت مین داخل ہونا کیا معنی امت دو قسم ہی امت دعوت اور امت

اجابت امت دعوت اوسکو کہتے ہین کہ پیغمبر جنکو خدا کی طرف دعوت کرنے اور راہ بتلانے کے واسطے آئے ہین اور کفار بھی باینمعنی داخل امت ہین انبیا علیہم السلام کا انمین داخل ہونا محال ہے اور امت اجابت اونکو کہتے ہین کہ جنھون نے اس دعوت کو قبول کیا اور پیغمبر ونکے تابع ہوے اور انبیا علیہم السلام باینمعنی بھی داخل امت نہین ہوسکتے اسواسطے کہ تابع اور متبوع مین فرق ضرور ہے اور سب سے زیادہ حیرت اور افسوس اس بات کا ہے کہ یہ مہدی اپنے تئین مین مراد اللہ بولتے تھے اور بیان کلام الٰہی مین اپنے تئین لاثانی جانتے تھے اور اتنا بھی نہ سمجھے کہ اس آیت مین ضمیر فیہم کی طرف کفار کے پھرتی ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تک تم ان کفار مکہ مین رہتے ہو تب تک اللہ تعالیٰ ان پر عذاب نازل کریگا جیسا کہ تفصیل اسکی تفسیر کشاف اور بیضاوی اور معالم التنزیل اور جلالین اور کبیر اور مدارک مین ہے بلکہ جسکو کچھ بھی سمجھ کلام عرب کی ہوگی اوسکو بغیر رجوع تفاسیر کے آیت کے سیاق اور سباق سے یہ مطلب صاف ظاہر ہو جاویگا اسواسطے اوس آیۂ کریمہ کا ماقبل اور مابعد لکھا جاتا ہے وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ ۝ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَا اِنْ هٰذَا اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝ وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الاٰیۃ اونکے مہدی سے اس ظاہر آیت کے فہم مین ایسی خطائے صریح ہونا دال ہے اس بات پر کہ یہ مہدی نہین ہین اسطور سے کہ مہدی اونکے نزدیک معصوم ہین خطا سے اور یہ نجانتا کہ یہ معنی اونکے مہدی سے فقط مفسرین کے خلاف کیے بلکہ نص قرآنی کے خلاف کیے یہ بات اسواسطے لکھی گئی کہ مہدی اپنے مہدی سے نقل کرتے ہین کہ اونھون نے کہا ہے کہ جو بیان مفسرین کا اور جو حدیث کہ بندے کے موافق ہو اوسکو اعتبار کرنا اور جو مخالف ہو اوسکو نمانا اور دعوی کرتے ہین کہ مہدی کا کوئی قول و فعل مخالف امر قطعی یعنی نص قرآنی یا حدیث متواتر کے ہونا محال ہے حالانکہ اس ایک مقام کے سوا مقامات کثیرہ مین

مخالفت قطعیات کی ما قبل مین مسطور ہو چکی تفریع کلام سابق سے ثابت ہوا کہ اونکے مہدی اس
است مین داخل ہین اور استدلال آیت مذکورہ سے غلط ہوا اور حدیث مذکور کو علماے فراہہ سے
سنکر تسلیم کیا ہی اب سوال کیا جاتا ہی کہ اسکے کیا معنی ہین کہ ایمان اس بندے کا عین ایمان نبی صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کا ہی اگر یہ مراد ہی کہ ایمان اس بندے کا قوت اور کیفیت مین ساتھ ایمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے اس قدر مشابہ اور برابر ہی کہ مجازاً اسکو عین بولا جاتا ہی بطریق کانّہ ہُوَ کے تو یہ بات سراسر ناہموار ہی
اسواسطے کہ جب آپکا ایمان ابو بکر صدیق کے ایمان سے کم ٹھہرا تو ایمان حضرت رسالت سے بمراتب
کم ہوا اور اگر عین سے مراد عینیت حقیقی ہی اور مطلب یہ ہی کہ مجکو علحدہ ایمان نہین ہی بلکہ وہ ایمان
کہ حضرت کی روح مقدس کی صفت ہی اوسکو بعینہ مین اپنا سمجھتا ہون اور سوا اوسکے دوسرا ایمان
اپنے نفس مین نہین کہتا ہون تو یہ بات نہایت غلط ہی اسلیے کہ جب تمہارا نفس اور جسم حضرت کے
نفس مقدس اور جسم اطہر سے جدا اور متمایز ہی تو مثل اور اوصاف اور تشخصات کے وصف ایمان بھی
تمہارا علحدہ چاہیے اور حضرت کا ایمان تمہارے کیا کام آویگا اگر ایسی کام آتا تو کوئی ایمان نلاتا اور ایک
حضرت کا ایمان سبکے واسطے کفایت کرتا ایسا ہرگز نہین ہی بلکہ اللہ تعالی بعد تذکرہ انبیا علیہم السلام کے
فرماتا ہی تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُم مَّا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ
عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ یعنی وہ ایک جماعت تھے گذر گیے اونکا ہی جو کما گئے اور تمہارا ہی جو تم کماؤ
اور تم سے پوچھ نہین اونکے کام کی اور اگر یہ مراد ہی کہ ایمان حضرت کا منتقل ہو کر بعینہ مجھ مین آگیا
تو یہ بات عقلاً اور نقلاً باطل ہی اسواسطے کہ ایمان ایک عارض نفسانی سے ہی اور عرض کا منتقل ہونا
ایک محل سے دوسرے محل کو باتفاق عقلاے عالم کے باطل ہی اور بطور فرض محال اگر منتقل ہو تو روح
مقدس کا اس صفت سے خالی ہونا لازم آوے استغفر اللہ العظیم حالانکہ تمام اہل ملت اسلامیہ قائل ہین
کہ روح مقدس جیسا کہ حیات مین با علی صفات و کمالات بشریہ موصوف تھی اب بھی ونہین صفات
سے بلکہ یوماً فیوماً زیادہ اوس سے موصوف ہی چہ جاے ایمان کی کہ اصل اور مبداً تمام کمالات کا ہی اور
اگر کہین کہ وہ ایمان مع اوس روح کے انہین حلول کیا تو پوچھا جاتا ہی کہ تمہاری روح بھی تم مین ہی یا
نہین اگر ہی تو تم دو روحوالے ہوے اور یہ بھی باطل ہی بحکم اس آیت کریمہ کے کہ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ
مِّن قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهِ الآیۃ یعنی اللہ تعالی نے نہین بنائے کسی مرد کے دو دل اوسکے اندر

اور اگر کہین کہ ہم مین دوسری روح نہین ہی بلکہ وہی روح مقدس ہمارے بدن کی بھی روح ہی اور ہم اور
حضرت رسالت دو قالب یکجان ہین تو یہ تناسخ ہوا کہ جسکو ہنود جنم بدلنا کہتے ہین اور اسکو اہل اسلام
باطل جانتے ہین بلکہ حکما بھی اسکو محال کہتے ہین جیسا کہ ایک آدمی مین دو نفس ہونا محال جانتے ہین
جیسا کہ صدرا وغیرہ مین مبرہن ہی اور اگر ایمان بمعنی مومن بہ کے ہی یعنی جن چیزون پر پیغمبر صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ایمان لائے اونہین چیزون پر بعینہا بندے کو ایمان ہی تو اس عقیدے سے تمکو کچھ
فضیلت ابوبکر صدیق پر بلکہ عوام مومنین پر بھی حاصل نہین ہوتی اسواسطے کہ سب مسلمان اونہین
چیزون پر ایمان لائے ہین جن پر حضرات انبیا ایمان لائے ہین قال اللہ تعالی اٰمَنَ الرَّسُوْلُ
بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْہِ مِنْ رَّبِّہٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ کُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ
لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ یعنی ایمان لایا رسول اون چیزون پر کہ اوتاری گئین اوس کی
جانب رب اوسکی سے اور ایمان لائے مومنون سب ایمان لائے اللہ پر اور فرشتون پر اوسکے
اور کتابون پر اوسکے اور رسولون پر اوسکے کہ ہم نہین فرق جانتے ہین کسی ایک مین اوسکے
رسولون سے اور دوسری جاے فرمایا قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓی
اِبْرٰھٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی
وَمَآ اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّھِمْ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ وَنَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ
فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِہٖ فَقَدِ اھْتَدَوْا الآیۃ یعنی کہو تم اے مسلمانون کہ ایمان لائے
ہم اللہ پر اور اوس پر کہ اوتارا گیا طرف ہمارے اور اوس پر کہ اوتارا گیا طرف ابراہیم اور اسمعیل اور
اسحق اور یعقوب اور اولاد یعقوب کے اور اوس احکام پر کہ ملے موسی اور عیسی اور ملے سب
پیغمبرون کو اونکے رب کی طرف سے ہم فرق نہین جانتے ہین کسی ایک مین اون سب سے
اور ہم اوسیکے فرمان بردار ہین پس اگر ایمان لاوین اہل کتاب جسطرح پر کہ تم ایمان لائے ہو
پس مقرر راہ پاوینگے انتہی غرضکہ یہ کلام اونکے مہدی کا کسی وجہ پر خالی خطا سے نہین ہی
پس جب کہ ایسے مطالب عالیہ ایمانیہ مین پاک خطا سے نہووے مہدی معصوم کہان سے ہو
وہو المقصود قولہ اور دلائل شرعیہ سے اسکی یہ بھی ایک دلیل ہی جو مرقاہ شرح مشکوۃ مین
باب اشراط الساعۃ مین مذکور ہی کہ جیسا خاتم انبیا قائم مقام کل انبیا کے ہین خاتم اولیا

قائم مقام کل اولیا کے ہین انتہی جواب باب پنجم مین کثرت سے احادیث صحیحہ صریحہ اس مقدمے
مین گذرین کہ ابوبکر صدیق بعد انبیا علیہم السلام کے تمام خلق سے افضل ہین پس قول صاحب
مرقاۃ کا اونکے مقابل رتبہ استدلال کا نہین رکھتا ہی اور اگر کلام صاحب مرقاۃ کا تمہارے نزدیک
کالوحی من السماء ہی تو تمہارے مذہب کی بالکل بیخ کنی ہو جاوے گی کیونکہ غرض صاحب مرقاۃ کی
اس کلام سے سراسر تمہارے مقصود کے مخالف ہی اب یہان ترجمہ تمام عبارت مرقاۃ کا کہ
متعلق اس مقام سے ہی لکھا جاتا ہی کہ عقلاے انصاف پسند پر حقیقت حال کھل جاوے
مولانا علی قاری صاحب مرقاۃ لکھتے ہین کہ اختلاف ہی اس امر مین کہ مہدی اولاد امام حسن سے
ہین یا اولاد امام حسین سے اور ممکن ہی کہ دونون طرف سے نسب رکھتے ہون اور ظاہر تر یہ ہی کہ جانب
باپ سے حسنی ہو وین اور جانب مان سے حسینی قیاس کرنے کر اوپر احوال حضرت اسمعیل و اسحق
صاحبزادون حضرت ابراہیم علیہم السلام کے کہ جب کہ سب انبیا بنی اسرائیل کے اولاد اسحق علیہ السلام
ہین ہوے اولاد اسمعیل علیہ السلام مین فقط ایک ہمارے پیمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو کر قائم مقام
سبکے اور خاتم الانبیا ہو کر نعم البدل ہوے ایسے ہی چونکہ اکثر ائمہ اور اکابر امت اولاد حسین رضی اللہ
عنہ ہین ہوے مناسب ہوا کہ حسن رضی اللہ عنہ کا اسیطرح پر جبر نقصان کیا جاوے کہ انکو ایک ولی
ایسا دیا جاوے کہ خاتم اولیا اور قائم مقام سائر اصفیا کے ہو وے انتہی آب غور کا مقام ہی کہ مہدی
جونپوری تو اونکے لوگون کے نزدیک حسینی ہین اگر وہ خاتم الاولیا ہوے تو امام حسین کی اولاد مین
اور بھی مالامال افزایش ہو گئی اور امین امام حسن کا جبر نقصان کیا ہوا بلکہ اونکی اولاد کو تو سراسر حرمان ہوا
علاوہ یہ کہ لفظ اولیا کا اگرچہ بمعنی لغوی صحابہ کرام اور انبیا و مرسلین بلکہ ملائکہ مقربین اور کروبین
کو بھی شامل ہی لیکن عرف مین جب اولیا بولتے ہین تو مراد اوس سے وہی اولیا ہوتے ہین کہ سواے
انبیا اور ملائکہ اور صحابہ بلکہ ائمہ اہل بیت کے ہین چنانچہ شیخ عبد الحق دہلوی رحہ نے مختصر بہجۃ الاسرار
مین اوسکی تصریح بھی کی ہی جیسا کہ لفظ دابہ کا کہ اصل مین شامل ہی ہر چیز جاندار کو کہ چلتے ہین
زمین پر لیکن اہل عرف نے اسکو خاص کیا چارپایون پر پھر دوبارہ خاص کیا گھوڑون پر اب
اگر کوئی دابہ بے قرائن کے بولے تو اوس سے فقط معنی عرفی سمجھین گے اور انسان وغیرہ
نہ سمجھین گے اور وہی صاحب مرقاۃ لکھتے ہین کہ ابوبکر صدیق افضل ہین بعد انبیا کے تمام

اولیا اس امت اور امم سابقہ سے چنانچہ باب پنجم مین ذیل مین حدیث دوم سید اکہول اہل الجنۃ کے
گذر چکا اور وہی صاحب مکتوبات تمہارے مہدی اور اونکے گروہ کو نہایت برائی سے یاد کرتے ہین
چنانچہ اس کتاب مین بعد دو ورق کے لکھتے ہین کہ بلاد ہندوستان مین ایک گروہ ظاہر ہوا ہی کہ اونکو
مہدوی بولتے ہین اونمین کچھہ ریاضتین عملی اور کشوف عقلی ہین اور جہالات ظاہر ہین منجملہ اونکی جہالتو کے
ایک یہ ہی کہ اعتقاد رکھتے ہین کہ ہمارے شیخ جو ظاہر ہو کر مرگئے اور مدفون ہوے بعضے بلاد خراسان
مین وہی مہدی موعود تھے اور اب ونکے سوا کوئی مہدی وجود مین نآوے گا اور اونکی گمراہیون مین
سے ایک بات یہ ہی کہ اعتقاد رکھتے ہین کہ جو شخص اس عقیدے پر نہووے وہ کافر ہی اور ہمارے شیخ
عارف باللہ ولی شیخ علی متقی نے ایک رسالہ جامع علامات مہدی مین رسائل سیوطی سے منتخب کرکے
تالیف کیا اور اسوقت جو چارون مذہب کے علما مکہ معظمہ مین موجود تھے اونسے اس باب مین فتوی
پوچھا سب نے فتوی دیا کہ جو شخص کہ حکومت اور قدرت رکھتا ہو اوپر اسکو واجب ہی کہ اونکو قتل کرے
تمام ہوئی عبارت مرقاۃ کی اور اسیطرح ملاے موصوف نے اپنے ایک رسالہ احوال مہدی مین بھی اسقوم کی
تضلیل و تکفیر کرتے ہین اور طرہ یہ ہی کہ جو معنی اوپر مقام خاتم الاولیا کا یعنی مساوات اور امداد علوم انبیا و رسل
کو عیسی میان مہدوی موافق اپنی فہم ناقص کے فصوص الحکم سے سمجھ کر اپنے شیخ جونپوری کے حق مین
جمانے ہین چنانچہ آیندہ آویگا اوسکو ملاے موصوف اس رسالے مین کفر صریح ٹھہراتے ہین اور تحقیق
اس امر کی کہ خاتم الاولیا اصطلاح حادث ہی اور ان اہل اصطلاح کے نزدیک مراد اس سے مہدی نہین ہی
مطلب دوم مین آویگی انشاء اللہ تعالی قولہ سوال یہ خلاف ہی حکم قطعی کا جو اجماع سے ثابت ہی کہ افضل بعد
انبیا علیہم السلام کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہین جواب نور الانوار وغیرہ مین کتب اصول سے مذکور
ہی کہ حکم اجماع کا قطعی ہونیکو رکن شرط یہ ہی کہ تمامی امت کہین کہ اجماع کیا ہمنے اس حکم پر اور متفق ہوئی
تمام امت اس حکم پر اگر اس حکم مین ایک شخص نے بھی اختلاف کیا تو وہ حکم قطعی نہین ہوتا ہی اور اختلاف
اس ایک کا مانند اختلاف اکثر کے ہی جائز ہی کہ صواب اس ایک کی طرف ہو اور باقی تمام خطا پر ہووین
اور اگر کسی نے اختلاف نہین کیا و لیکن بعضے ساکت رہین تو اسکو اجماع سکوتی کہتے ہین اس مین
خلاف ہی حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا کہ یہ اجماع ظنی ہی نزدیک ونکے انتہی آپ ظاہر ہی کہ اس
حکم مین امیہ فرقہ تفضیلیہ وغیرہ کا خلاف قدیم سے چلا آتا ہی اور اسطرحکا اجماع اس حکم تفضیل مین

ممنوع غیر مسموع ہی تمام ہوئی عبارت رسالۂ مذکورہ کی جواب بیان جو تمنے نور الانوار دیکھکر یہ تقریر
طولانی بنائی تمہارے مقصود کے واسطے ہرگز مفید نہین ہی بلکہ مضر ہی اور ہمارے مقصود کے واسطے
مفید اور موافق ہی شرح اوسکی یون ہی کہ تمام امت کا متفق ہونا ہر اجماع مین شرط نہین ہی اسواسطے
کہ اجماع دو قسم ہی ایک وہ بات پر اجماع کرنا کہ جسمین اجتہاد اور رائے کی حاجت نہین ہی بلکہ
ہر خاص و عام اوسکو سمجھ سکتا ہی جیسا کہ اس بات پر اجماع ہی کہ ہر روز پانچ نمازین فرض ہین اور رمضان
کے روزے فرض ہین کہ اگرچہ یہ چیزین نص قطعی سے ثابت ہین لیکن اجماع بھی اسپر منعقد ہوا ایسی
چیزون کے اجماع مین البتہ تمام عام و خاص امت کا متفق ہونا شرط ہی اور مسئلہ تفضیل ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ اس قسم کا نہین ہی دوسری قسم یہ ہی کہ ایسی بات پر اجماع کرنا کہ جسمین رائے اور اجتہاد کی
حاجت ہی جیسا کہ احکام نکاح اور طلاق اور بیع وغیرہ کے اسمین عوام امت کالانعام ہین اونکا متفق
ہونا کچھ ضرور نہین ہی فقط مجتہد لوگ ایک بات کے خواہ عصر صحابہ کرام کے ہون یا کسی اور عصر کے
ہون جب کہ اوس بات پر متفق ہوگئے اجماع قطعی ہوگیا اور اس اجماع مین جو علما کہ مرتبہ اجتہاد کو
نہین پہنچے ہین مثل عوام الناس کے بے اعتبار ہین جیسا کہ فقط متکلم ہو یا فقط مفسر یا محدث ہو
کہ طریق اجتہاد اور قیاس سے بہرہ نرکھتا ہو یہ خلاصہ ہی توضیح اور دوائر اور تحقیق الحسامی اور مسلم الثبوت کا
اور مسئلہ تفضیل کا اسی قسم سے ہی کہ پہچاننا اس بات کا کہ کون افضل البشر ہی بعد انبیا علیہم السلام کے
مجتہدون کا کام ہی کہ اول معنی افضلیت کے پہچانے بعد اوسکے احادیث اور آیات کہ ہر ایک کے حق مین
وارد ہین اسکو جمع کرکے نہایت خوض اور تنقیح کے بعد ایک شخص پر حکم افضلیت کا کرنا پس ایسے نازک
مقدمے مین عوام امت کو کیا دخل بجز تقلید کے اور اس اجماع مین تمام امت کا متفق ہونا جو تمنے
شرط ٹھہرایا نہایت غلط ہی یہ اجماع صحابہ کرام کے عصر مین منعقد ہوا کہ اونسے بڑھکر اس مقدمے کا
پہچاننا دوسرے کو قسم محالات عادیہ سے ہی پس صحابہ مین جو لوگ کہ رتبہ اجتہاد کا رکھتے تھے اونکا اتفاق
کافی ہی اگر ثابت ہو جاوے اور یہ جو تمنے اپنی تقریر کا ثمرہ نکالا کہ امیہ فرقہ تفضیلیہ کا خلاف قدیم سے
چلا آتا ہی تو اجماع ممنوع ہی تمہارے مطلب کو کہ ثابت کرنا افضلیت سید محمد جونپوری کا ہی کمال
مضر ہی بیان اوسکا یہ ہی کہ قرن اول مین کہ خیر القرون ہی جمہور صحابہ نے اجماع کیا کہ بعد انبیا علیہم السلام
کے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ افضل اس امت کے ہین مگر حضرت سلمان اور ابوذر اور مقداد

اور خباب اور جابر اور ابو سعید خدری اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم نے اتفاق اس بات پر کیا ہی کہ علی
افضل امت ہین پس تمام صحابہ مجتہدین اونکے تحقیقاً اور مقلدین تقلیداً اس دو قول پر متفق ہوئے
او اسکو اجماع مرکب کہتے ہین اور اس اجماع کے بعد نیا قول نکالنا باطل ہوتا ہی چنانچہ توضیح مین
لکھا ہی کہ جب صحابہ دو قول پر مختلف ہوئے اجماع ہو گیا اس بات پر کہ قول تیسرا باطل ہی بعضے کہتے
ہین کہ یہ اجماع مرکب فقط صحابہ کے ساتھ مختص ہی اسلیے کہ اصلا جائز نہین ہی کہ اونکے حق مین گمان
جہل کا کیا جاوے اور بعضے کہتے ہین کہ صحابہ کے بعد والے بھی اگر ایسا اختلاف کرین تو بھی اجماع
مرکب ہو جاتا ہی اور نور الانوار اور دائر شرح منار مین بھی ایسی لکھا ہی اور مسلم الثبوت مین لکھا ہی کہ اگر
قول ثالث رافع اور نقیض ہو اون دو قولون کے تو ممنوع ہی اب بیان سے ثابت ہوا کہ جب کہ صحابہ
کرام کا اجماع مرکب کہ ابو بکر صدیق افضل امت ہین یا علی مرتضی مہدویونکے تیسرے قول اختراعی سے
کہ بلکہ سید محمد جونپوری افضل ہین سب سے او ٹھہ جاتا ہی تو یہ قول تیسرا خارج اجماع ہوا پس باطل ہوا موافق
قاعدہ اصولیہ کے بلکہ موافق عقیدہ مہدویہ کے منکر اجماع صحابہ کا کافر ہی چنانچہ سید میران جی بن سید
سلام اللہ نے اپنے رسالہ سلسلہ مین لکھا ہی کہ منکر نص قرآن اور منکر حدیث متواتر نبی اور منکر احکام
مہدی اور منکر اجماع صحابہ نبوت اور صحابہ مہدی و ولایت کافر ہی قولہ شاید کہ اسی سبب سے علامہ تفتازانی
رحمہ اللہ نے شرح عقائد نسفی مین بحث اس مسئلے کی لکھی ہی کہ پائی گئی دلیلین جانبین کی متعارضہ
اور نہین ہی یہ مسئلہ متعلق اعمال سے تاکہ ہووے توقف اسمین محل کسی واجب کا انتہی اور اگر یہ حکم اجماع
قطعی سے ثابت ہوتا تو علامہ رحمہ اللہ ایسا ہرگز نہ لکھتے کیونکہ توقف و تردد حکم قطعی مین سراسر خطا
و خطائے فاحش ہی اور پھیرنا تعلق اس مطلق عبارت کا مخصوص طرف ترتیب یا نہ ترتیب بین الختنین
رضی اللہ عنہما کے تکلف بلا سبب ہی جواب تمکو اس سے کیا کام کہ شیر شاہ کی داڑھی بڑی یا سلیم شاہ
کی اگر فضیلت عثمان اور علی مین دلائل متعارض ہووین یا فضیلت ابو بکر و علی مین دلائل متعارض ہووین
بہر حال صحابہ کرام سوائے فضیلت ابو بکر یا علی کے تیسرے کی فضیلت نہین مانتے ہین اور اسی پر
اجماع مرکب ہوا اب موافق قاعدہ اصول کے کہ اوپر مذکور ہوا یہ ایجاد فقیر کہ مہدی جونپوری سب سے
افضل ہین باطل ہوئی ورنہ صحابہ کا اجماع کہ ان دو مین سے ایک افضل تمام امت پر جانتے تھے
خطا ٹھہریگا اور یہ محال ہی کہ امت حضرت کی خصوصاً صحابہ کرام خطا پر اتفاق کرین اسواسطے کہ

لا یجتمع امتی علی الضلالۃ حدیث متواتر المعنی ہی جیسا کہ مسلم الثبوت مین لکھا ہی اور اوسکی شرح مین بحر العلوم نے محقق کیا ہی قولہ اور قطع نظر اسکے علماے اکابر اس حکم کو مطلق نہین رکھے ہین بلکہ اس مین تاویل و توجیہ کیے ہین جیسا کہ شاہ عبد العزیز دہلوی جز و عم سورۃ اللیل آیۃ کریمہ وسیجنبہا الاتقی کی تفسیر مین لکھے ہین کہ اہل سنت و جماعت حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کی افضلیت و بزرگی سبقت پر بعد انبیا علیہم السلام کے اسی آیت سے نکالے ہین اور یہی آیت اسکی دلیل ہی اور بعد تقریر دلیل اور سوال و جواب اہل خلاف کے لکھے ہین کہ بعضے اہل سنت و جماعت کے بزرگون سے سنا گیا کہ فرماتے تھے کہ یہ خاص اون لوگون کی نسبت ہی جو زندہ ہین اب حضرت ابو بکر صدیق رض آخر عمر مین انکی خلافت کا زمانہ ہی اس کلمے کے مصداق ہو سکتے ہین اور بعد قدرے تفصیل اس مضمون کے لکھے ہین معلوم ہوا کہ اتقی اسکو کہتے ہین جو اپنی آخر عمر مین کہ وہی عملون کے اعتبار کا وقت ہی اپنے زمانے کے لوگون سے جو زندہ ہین افضل ہووے اور تقوی مین زیادہ انتہی جواب یہ جو تمنے کہا کہ علماے اکابر اس حکم یعنی افضلیت ابو بکر صدیق رض کو مطلق نہین کہے ہین بلکہ اسمین تاویل کیے ہین جیسا کہ شاہ عبد العزیز دہلوی الخ اسکے کیا معنی ہین اگر یہ مراد ہی کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کا افضل و اتقی ہونا بہ نسبت انبیا علیہم السلام کے مطلق نہین سمجھے ہین بلکہ بولتے ہین کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سب سے افضل اور اتقی ہین بجز انبیا علیہم السلام کے تو مسلم ہی اور یہی اعتقاد ہمارا ہی اور اس تخصیص سے تمہارے مطلب کو کچھ بہرہ نہین ہی اور اگر یہ مراد ہی کہ سواے انبیا علیہم السلام کے کسی اور شخص کی نسبت بھی مثل مہدی وغیرہ کے مطلق نہین سمجھے ہین تو سراسر اون علماے اکابر کے مقصود کے خلاف ہی بلکہ اون پر ایک بہتان ہی اور ایسا ہرگز یہ اعتقاد یا کسی کلام مین مراد نہین ہی کہ ابو بکر رض فقط اپنے ہم عصرون سے افضل ہین اور اپنے بعد یا قبل والون سے کہ سواے انبیا علیہم السلام کے ہین افضل نہین ہین یہ تخصیص اتقی مین او نہون نے فقط نسبت با انبیا علیہم السلام کے کی ہی اور سبب اوسکا یہ ہی کہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ وسیجنبہا الاتقی الذی یؤتی مالہ یتزکی وما لاحد عندہ من نعمۃ تجزی یعنی اور بچا دیا جاویگا اوس آگ سے وہ شخص کہ اورون سے بڑھ کر پرہیزگار ہی جو کہ دیتا ہی مال اپنا دل پاک کرنیکو اور نہین ہی کسی کا اوسپر احسان کہ جسکا بدلا دیا جاوے امام رازی نے تفسیر کبیر مین فرمایا کہ تمام امت اہل سنت اور شیعہ کا اجماع ہی اس بات پر کہ افضل خلق

بعد رسول اللہ کے یا ابو بکر ہین یا علی ہین اور یہ آیت اون دو مین سے ایک کے حق مین ہی اور ہم کہتے
ہین کہ ممکن نہین کہ یہ آیت علی رضی اللہ عنہ پر محمول ہووے اسلیے کہ اس اتقی کی صفت مین فرمایا
کہ نہین ہی اوسپر کسی کا احسان قابل بدلا دینے کے اور چونکہ علی رضی اللہ عنہ پر حضرت رسالت پناہ کا
حق دنیوی تھا کہ حضرت نے اونکو اونکے والد سے لیکر پرورش فرمایا تھا یہ صفت اونپر صادق نہین
ہوسکتی اسواسطے کہ حقوق دنیوی قابل بدلا دینے کے ہوتے ہین البتہ ابو بکر صدیق پر حضرت کا احسان
دنیوی نہ تھا بلکہ یہ ہمیشہ حضرت پر اپنا مال و متاع نثار کرتے رہے چنانچہ حضرت نے فرمایا کہ مال کسی
مسلمان نے مجکو اسقدر نفع نہ دیا جس قدر کہ مال ابو بکر نے ہان احسان ہدایت اور ارشاد انکا ابو بکر صدیق
پر تھا مگر یہ احسان قابل بدلے کے نہین ہی جیسا کہ قرآن شریف مین ہی مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ
مِنْ اَجْرٍ یعنی نہین مانگتا ہون مین تم لوگون سے اوس ہدایت کا کچھہ بدلا پس ثابت ہوا کہ یہ آیت
ابو بکر صدیق کے حق مین ہی اور وہی اتقی ہین اور چونکہ دوسری آیت مین آیا ہی اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ
اَتْقٰىكُمْ یعنی افضل تم مین اللہ تعالی کے پاس اتقی تمہارا ہی معلوم ہوا کہ ابو بکر صدیق افضل امت ہین
انتہی مگر یہ شبہہ رہا کہ یہان اتقی مطلق ہی اگر ابو بکر صدیق اورون سے اتقی ہین حضرت رسالت مآب سے
کیونکر اتقی ہوینگے سو اس شبہے کو شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرقہ تفضیلیہ کی طرف سے وارد کرکے
دو طور سے دفع کیا ایک یہ کہ یہان کلام سائر الناس مین ہی نہ پیغمبرون مین اسلیے کہ شریعت سے معلوم
ہی کہ انبیا علیہم السلام منزلت مین سب سے ممتاز ہین اونکو سائر الناس پر اور سائر ناس کو اون پر
قیاس نکیا چاہیے پس بموجب عرف شرع کے مقام بیان فضیلت مین اس قسم کے الفاظ مخصوص
بابت ہوتے ہین اور تخصیص عرفی تخصیص ذکری سے قوی تر ہی جیسا کہ کوئی کہے کہ گیہون کی
روٹی بہتر ہی دوسری روٹیون سے ہرگز نہ سمجھینگے کہ بادام کی روٹی سے بھی بہتر ہی اسلیے کہ وہ
معروف نہین ہی اور بحث ایسے مقام مین دانے اور غلے سے ہوتا ہی نہ فواکہ اور میوے سے اور
دوسرا طور دفع شبہہ مذکور کا یون بیان کیا کہ بعضے بزرگون اہل سنت سے سنا گیا کہ اتقی اس جا
اپنے معنی عموم پر ہی یعنی ابو بکر اتقی ہین سب سے لیکن نسبت اون لوگون کی جو قید حیات مین ہوونگے
پس ابو بکر صدیق پر یہ کلمہ آخر عمر مین کہ حضرت رسالت کی رحلت ہو چکی تھی صادق آیا اور ابتدا کا
کا مقام ہی کہ غرض اس تاویل سے یہی ہی کہ انبیا اور حضرت خاتم انبیا پر فضیلت لازم نہ آوے نہ یہ کہ

کہ بعد زمانۂ ابوبکر صدیق رض کے جو لوگ کہ پیدا ہووینگے اون پر بھی فضیلت مراد نہین ہی اسواسطے
کہ یہ بات تو مقررات اہل سنت سے ہی کہ جب کہ ابوبکر صدیق اپنی آخر عمر مین سائر موجودین سے
کہ عمر و عثمان و علی و حسن و حسین رضی اللہ عنہم اونمین داخل ہین افضل واتقی ٹھہرے اور یہ لوگ تمام
متاخرین امت سے افضل ہین اور معلوم ہی کہ افضل سے افضل افضل ہوتا ہی لامحالہ ابوبکر صدیق
تمام امت موجود اور غیر موجود سے افضل ہوے ایسے ظاہر و باہر مقامونکو غیر جابجا کے اپنے
مقصود پر کسی اگلوں اور پچھلوں کے حاشیۂ خیال مین بھی نگذرتا ہوگا جانا نہایت ہٹ دھرمی ہی
قولہ اور معلوم کیجیے کہ موضوعات مین علی بن عراق کے کہ نام اوسکا تنزیہ الشریعۃ المرفوعہ ہی کتاب
الغاتین ابن عدی کی کتاب سے کہ نام اوسکا کامل ہی حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول
ہی کہ ہوگا آخر زمانے مین خلیفہ ایسا کہ نہین فضل ہی اوسپر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو اور سند مین اوسکی
زکریا وقار اور شیخ اوسکا مؤمل بن عبد الرحمن ضعیف ہین پیچھا کیا گیا ہی یعنی اعتراض کیا گیا ہی کہ یہ دونوں
بری ہین اس ضعف سے کیونکہ آئی ہی یہ حدیث سند صحیح سے لایا ہی اس سند کو ابن ابی شیبہ مصنف
مین ابن سیرین سے جواب کہان سے ثابت ہوا کہ بری ہین ضعف سے حالانکہ آپ یہ اس فن کی
تصریح کرتے ہین کہ مؤمل بن عبد الرحمن ضعیف ہی چنانچہ تقریب وغیرہ کتب اسماء الرجال مین موجود ہی
بلکہ یہ بات ابن عراق کی عبارت سے بھی نہین مفہوم ہوتی ہی ورنہ اوس عبارت مین تقریب تمام نہوے
اسواسطے کہ ابن عراق کی عبارت یہ ہی حدیث یکون فی اخر الزمان خلیفة لا یفضل
علیه ابوبکر ولا عمر عد من حدیث ابی هریرة وفیه زکریا الوقار وشیخه مؤمل
بن عبد الرحمن ضعیف تعقب بانهما بریان منه فقد ورد بسند صحیح اخرجه
ابن ابی شیبه فی المصنف عن ابن سیرین قولہ اب غور کیا چاہیے کہ مصنف ابن ابی شیبہ
مین بروایت صحیح آنے سے کیونکر معلوم ہوا کہ مؤمل مذکور ضعف سے بری ہی کیا راوی ضعیف
کبھی کوئی حدیث صحیح نہین بولتا ہی کہ اگر کبھی ایک حدیث بھی اوسکی دوسرونکی روایت سے صحت کو
پہونچ جاتی ہی تو یہ کلیہ متحقق ہو کر وہ راوی ضعف سے بری ہوجاتا ہی هل هذا الا عجاب
بلکہ مطلب یہ ہی کہ ان دونوں شاگرد و استاد کے ضعیف ہونے سے شبہ ہوتا تھا کہ یہ حدیث
بالکل بے اصل ہووے اور ابتداءً سہواً انہین سے سرزد ہوئی ہووے سو کہا کہ یہ دونوں بری ہین

اس بات سے اسواسطے کہ ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح اسکو روایت کیا ہی اور جاننا چاہیے کہ اس تقدیر سے
اگرچہ عبارت موجہ ہو گئی لیکن حدیث کا ضعف دفع نہوا اسلیے کہ ابن ابی شیبہ نے جو روایت کیا ہی وہ
قول ابن سیرین پر موقوف ہی اور حدیث مذکور الصدر مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پر پس صحت کو اسقدر
پونچا کہ یہ قول ابن سیرین کا ہی اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف نسبت کرنا ثابت نہوا اسواسطے کہ راوی
اوسکا مؤمل بن عبد الرحمن سامحہ اللہ تعالی ضعیف ہی اور یہان مصنف رسالہ نے عجب کام سنے
دیانت کا کیا کہ اپنی بات بنانے کے واسطے ابن عراق کی عبارت کے ترجمے مین اسقدر لکھا کہ
لایا ہی اس سند کو ابن ابی شیبہ مصنف مین ابن سیرین سے تاکہ دیکھنے والے سمجھین کہ یہ وہی
حدیث ابوہریرہ کی ہی کہ یہان بواسطہ ابن سیرین کے بسند صحیح روایت کی گئی اور یہ نلکھا کہ ابن ابی شیبہ جو
لایا ہی وہ قول ابن سیرین کا ہی نہ ابوہریرہ یا حضرت رسالت کا جیسا کہ عبارت ابن عراق سے ظاہر ہی
کہ عن ابن سیرین قولہ اور اگر یہ عبارت سمجھ مین نآئی تھی تو کیا کتاب برہان بھی ندیکھی تھی کہ اوسمین
یہ قول مع تمام سند کے مصنف ابن ابی شیبہ سے منقول ہی کہ حدثنا ابو سلمۃ عن عوف
عن محمد ھو ابن سیرین قال یکون فی ھذہ الامۃ خلیفۃ لا یفضل علیہ
ابو بکر و عمر و لیس ھذہ اول قارورۃ کسرت فی الاسلام یہ ایک شمہ ہی اونکی عادت کا
چنانچہ ابواب سابقہ مین معلوم ہو چکا کہ اونکے پیشواؤن نے کسقدر آیات احادیث و عبارات
کتب منقول عنہا مین تحریفات کی ہین اور بے اصل اور موضوع حدیثین اپنے موافق لاکر قطعیات
سمجھے ہین اور احادیث صحیحہ اور اجماع قطعی کو کہ اپنے مخالف پایا پس پشت ڈال دیا ہی قولہ اور دوسرے
اسکے طریق دوسرا بھی ہی لایا ہی اسکو نعیم بن حماد کتاب فتن مین انتہی جواب تمہاری تقریر سے
معلوم ہوتا ہی کہ تم یہ طریق حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطے سمجھے جاتے ہو حالانکہ ایسا
نہین ہی بلکہ یہ دوسرا طریق بھی واسطے قول ابوبکر محمد بن سیرین کے ہی کہ نعیم بن حماد نے دوسری
سند سے اوس قول مذکور کو روایت کیا چنانچہ کتاب برہان مین لکھا ہی کہ اخرج نعیم من طریق
ضمرۃ عن محمد بن سیرین انہ ذکر فتنۃ تکون فقال اذا کان فاجلسوا فی بیوتکم
حتی تسمعوا علی الناس بخیر من ابی بکر و عمر الخ قولہ اور شیخ علی متقی رسالہ برہان کے
بارھوین باب مین لایا ہی اس ابن شیبہ کی روایت اور ذکر کیا ہی اسکی صحت کو اور صاحب عقد الدرر

ساتوین باب مین لکھے ہین کہ روایت ہی عوف بن منبہ سے کہ کہی حدیث کہتے ہین ہم کہ ہوگا اس
امت مین خلیفہ نہین فضیلت ہی اوسپر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی لایا ہی اس روایت کو امام ابوبکر دانی
رحمۃ اللہ علیہ اپنی سنن مین جواب ابن ابی شیبہ کی روایت اوپر مذکور ہو چکی اوس مین عوف محمد بن
سیرین سے روایت کرتے ہین پس معلوم ہوا کہ قول عوف کا مرجع بھی محمد بن سیرین ہین اب ظاہر ہوا کہ
جمیع طرق کا مدار محمد بن سیرین کے قول پر ٹھہرا اور معلوم ہوا کہ یہ بات فقط قول محمد بن سیرین کا ہی اب انصاف
کیا چاہیے کہ اجماع جمہور صحابۂ کرام کا اوپر افضلیت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے اور اجماع مرکب تمام صحابہ
کا کہ مبطل ہی اس قول ثالث کا جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا اور احادیث صحیحہ کہ صحاح ستہ وغیرہا کتب معتبرہ
حدیث مین باسانید معتبرہ مذکور ہین کہ دال ہین اوپر افضلیت شیخین کے کہ باب پنجم مین مذکور ہو چکین
اور آگے بھی آوینگی اور علی مرتضی سے بتواتر قطعی کچھ اوپر اسی راوی کی روایت سے مروی ہوتا
کہ افضل اس امت مین بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابوبکر ہین پھر عمر ہین یہ سب ایک طرف ٹھہرا
اور ایک قول محمد بن سیرین تابعی کا ایک طرف ٹھہرا جسکو ذرہ بھی فہم و شعور امور دین مین ہوگا وہ
بلا تامل جانے گا کہ قوت کسطرف ہی اور قابل استدلال کون ہی اور اس قول کو اوس اجماع و احادیث کے
سامنے کیا رتبہ ہی اسواسطے امت نے اس قول کو آج تک قبول نکیا بلکہ جس وقت محمد بن سیرین نے
یہ بات کہی اوسیوقت اونکے حاضرین مجلس نے بکمال استبعاد پوچھا کہ کیا ابوبکر اور عمر سے افضل ہوگا
اور طرہ یہ ہی کہ محققین مہدویہ کہتے ہین کہ ابن سیرین کے مہدی دوسرے ہین مہدی متنازع فیہ نہین
ہین چنانچہ کنز الدلائل مین شہاب الدین مہدوی نے لکھا ہی نزدیک ابن سیرین مہدی از غیر بنی فاطمہ
مقرر ست چنانچہ ذکر کرد امام احمد بن عبد اللہ بن علی بن یحیی در کتاب خود کہ نام او آثار النیرین است
بعد ذکر حدیث بخاری عن ابی ھریرۃ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتقوم الساعۃ
حتی یخرج رجل من قحطان یسوق الناس بعصاہ قال القحطان ابو الیمن قال المقدسی
اختلف فیہ فقال ابن سیرین القحطانی رجل صالح وھو الذی یصلی خلف عیسی
وھو المھدی ولھذا ابن سیرین ذکر کردہ المھدی من ھذہ الامۃ یؤم عیسی بن مریم
بلا قید از بنی فاطمہ انتہی پس اب مہدویونکا قول ابن سیرین سے تفضیل مہدی فاطمی کی ثابت کرنا
مراد ابن سیرین کو محرف کرنا ہی اور یہ سب ایک طرف رکھو خود تمہارے مہدی کے قول سے کہ جنکو

معصوم جانتے ہو لزوماً نکلتا ہی کہ ابوبکر صدیق کا افضل ہونا لوح محفوظ کی لکیر ہو اسواسطے کہ اوپر مذکور ہوا کہ تمہارے مہدی نے کہا ہی کہ شیخ محی الدین بن عربی نے جو کچھ لکھا ہی اول لوح محفوظ پر نظر کرنے کے بعد قلم بند کیا ہی اور شیخ نے فتوحات مین فرمایا ہی کہ امت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مین کوئی شخص سوائے عیسی علیہ السلام کے افضل ابوبکر رضی اللہ عنہ سے نہین ہی اب اگر تمہارے نزدیک مہدی افضل ہین ابوبکر صدیق سے تو یہ کشف اونکا خطائے فاحش ہوا اور معصومیت مین بٹہ لگا اور عہد و بیعت تمہارے اصول کے موافق غارت ہوگئی پس تمہاری برخورداری اور سعادت مندی اسی مین تھی کہ اپنے بزرگ کو جھٹلاتے اور محمد بن سیرین کے قول کو حضرت عیسی علیہ السلام پر محمول کرتے کہ لفظ خلیفہ کا اونپر بھی صادق ہی جیسا کہ مشکوۃ مین ہی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم واللہ لینزلن ابن مریم حکما عادلا فلیکسرن الصلیب ولیقتلن الخنزیر ولیضعن الجزیۃ الحدیث یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واللہ کہ اوترینگے عیسی ابن مریم اس حال مین کہ حاکم عادل ہونگے پس توڑینگے صلیب کو اور قتل کرینگے خنزیر کو اور اوتارینگے جزیہ یعنی ذمیون کو جزیہ لیکر اونکے دین پر چھوڑ دینا موقوف کرینگے بلکہ یا قتل یا اسلام کا حکم فرماوینگے اور مہدویہ کے ایک رسالہ عربیہ مین دیکھنے مین آیا کہ خلیفہ چھ ہین خلفائے راشدین اور مہدی اور عیسی مگر مہدی اور عیسی جامع ہین خلافت اور امامت کو بخلاف خلفائے راشدین کے کہ فقط خلافت رکھتے تھے اور امام وہ ہی کہ سبب نجات امت ہو جیسا کہ حدیث مین ہی کہ کیف تہلک امۃ انا فی اولہا وعیسی فی اٰخرہا والمہدی من اہل بیتی فی وسطہا بلکہ ابن عدی کی حدیث جو سے شروع مین نقل کی وہ حضرت عیسی سے نہایت مناسبت رکھتی ہی نہ مہدی سے اسلیے کہ اوسمین ہی کہ ہوگا آخر زمانے مین ایسا خلیفہ اور ظاہر ہی کہ آخر زمانے مین خلافت حضرت عیسی علیہ السلام کی ہوگی اور مہدی کی خلافت اونسے پہلے ہوگی کہ اپر لفظ وسط کا صادق ہی جیسا کہ مشکوۃ مین ہی کیف تہلک امۃ انا اولہا والمہدی وسطہا والمسیح اٰخرہا یعنی کیونکر ہلاک ہوگی امت کہ مین اول اسکا ہون اور مہدی وسط اوسکے اور عیسی آخر اوسکے اور قبل اوسکے ایک حدیث بروایت ابونعیم مذکور ہوئی کہ اوسمین یہ الفاظ ہین خیر ہذہ الامۃ اولہا واٰخرہا اولہا فیہم رسول اللہ واٰخرہا فیہم عیسی بن مریم یعنی بہترین اس امت کے

اول والے اور آخر والے ہین اول والون مین رسول اللہ ہین اور آخر والون مین عیسی بیٹے مریم کے ہین
پس مہدویونکو لائق تھا کہ قول محمد بن سیرین کو حضرت عیسی علیہ السلام پر محمول کرتے کہ خلاف اجماع
مفرد جمہور کا اور اجماع مرکب کا نہوتا اور احادیث صحیحہ کی بھی مخالفت لازم نہ آتی اور شیخ محی الدین ابن عربی کا کلام بھی اونکے
مخالف نہوتا اور اونکے واسطے سب سے بڑی یہ بات تھی کہ مہدی ثناخوانی ابن عربی مین سبقت لے
نکلے مگر انھونے مہدی کی فضیلت پر اونکی مہدویت کو فدا کر دیا اور مصداق اس کلام کے ہوے
شعر یکے بر سر شاخ بن می برید ÷ خداوند بستان نگہ کرد و دید ÷ بگفتا کہ این مرد بد میکند ÷ نہ با من
کہ بر نفس خود میکند ÷ اور حیرت کا مقام ہی کہ مہدویہ حمل مطلق کا مقید پر حرام جانتے ہین تا کہ جس حدیث
مین کہ کچھ حال مہدیکا مذکور ہی اور تعبیر مہدی کی بلفظ امیر و خلیفہ وغیرہ کے کی گئی ہی وہان جا ے
گریز باقی رہی اور امیر و خلیفہ مطلق کا حمل مہدی پر نکیا جاے یہان اپنے اوس قرار داد و اصول کے
خلاف خلیفہ مطلق کو مہدی پر کسطرح حمل کرتے ہین **قولہ** اور بعضے تاویل و توجیہ کیے ہین ان روایتون
مین اسطرح سے کہ حضرت مہدی کے وقت مین فتنے اور حادثے زیادہ ہین اون فتنون سے جو
خلافت مین حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ہوے یہ فضیلت اور زیادتی باعتبار حادثون کے
ہی نہ باعتبار ثواب کے کیونکہ صحیح حدیثین اور اجماع اس بات پر ہی کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما
افضل الخلق ہین بعد انبیا علیہم السلام کے **جواب** شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب
برہان مین فرمایا کہ مؤلف کتاب عرف وردی نے کہا کہ جیسا کہ حدیث بل اجر خمسین
منکم مین تاویل کی گئی ہی ویسی لفظ ابن سیرین مین بھی تاویل کرنا مناسب ہی اسواسطے کہ زمانہ مہدی مین
فتنے نہایت سخت ہوینگے اور تمام نصاری اونپر ہجوم کرینگے اور دجال محاصرہ کریگا چنانچہ اون سبکو
اللہ تعالی اونکے ہاتھ سے دفع کرا دیگا اس سبب سے اونکو اس مرتبہ مین فضل ہی ابوبکر
و عمر رضی اللہ عنہما پر اس بات مین کہ اونکا ثواب زیادہ ہو اور مرتبہ خدا کے پاس شیخین سے بلند تر
رکھتے ہون اسواسطے کہ احادیث صحیحہ اور اجماع اسپر ہی کہ ابوبکر و عمر افضل الخلق ہین بعد انبیا اور مرسلین کے
انتہی یہ تاویل کرنا اور اس قول ابن سیرین کو ساتھ دوسرے ادلۂ شرعیہ صحیحہ کے تطبیق اور توفیق دینا
محض تبرع اور رعایت قائل کی ہی ورنہ بموجب قواعد علم اصول حدیث اور فقہ کے یہان تاویل کی
کچھ ضرورت نتھی بلکہ کہہ دینا تھا کہ یہ قول ساقط الاعتبار ہی اسواسطے کہ کتب اصول مین مصرح ہی

درمیان قوی وضعیف کے تعارض نہین ہوتا ہی اور جب قول ضعیف قوی کے مخالف ہوتا ہی ساقط
ہو جاتا ہی اسیواسطے حدیث مشہور متواتر کی معارض نہین ہو سکتی اور خبر واحد مشہور کی معارض
نہین ہوتی البتہ جب دو خبرین برابر مرتبے کے متعارض نظر آتی ہین تو وہان اگر ممکن ہوتا ہی تو اول توفیق
وتطبیق کرکے دونون پر عمل کرتے ہین اور اگر تطبیق نہین ہو سکتی ہی مگر تاریخ معلوم ہوتی ہی تو اول
کو منسوخ اور متاخر کو ناسخ جانتے ہین اور اگر تاریخ معلوم نہو تو کسی وجہ سے ایک کو ترجیح دیکر اوسی پر
عمل کرتے ہین اور اگر ترجیح نہ بن سکے تو توقف کرتے ہین اور حکم دونون کا ساقط ہو جاتا ہی کہ اذا
تعارضا تساقطا تاکہ ترجیح بلا مرجح نہ لازم آوے یہ خلاصہ ہی مسلم الثبوت اور شرح بحر العلوم اور
شرح نخبۃ الفکر اور نور الانوار اور تحقیق الحسامی وغیرہ کا اور ظاہر ہی کہ بیان قول ابن سیرین کا اگرچہ بسند
صحیح مروی ہووے سو برو اجماع اور قول صحابہ کرام اور حدیث سید الانام علیہ السلام سے کیا رتبہ
رکھتا ہی کہ معارض و مناقض کہلاوے بلکہ قول صحابی بھی بمقابل حدیث صحیح کے ترک کیا جاتا ہی
البتہ جب کوئی حدیث کسی مقدمے مین ہاتھ نہ لگے تو قول صحابی کا حجت ہوتا ہی دوسرونکے
واسطے مگر باین تفصیل کہ جو قول صحابی کا کہ صحابہ مین مشہور ہوا اور اونھون نے اوسپر سکوت
کیا تو اوسکی تقلید واجب ہی اسلیے کہ وہ اجماع سکوتی ہوا اور اگر دوسرے صحابہ نے اوسمین خلاف
کیا تو تقلید واجب نہین ہی بلکہ جس صحابی کا قول مجتہد کی رائے کے مطابق ہو اوسپر عمل کرے اب
باقی رہا وہ قول کہ اوسمین اختلاف اور اتفاق اونکا ثابت نہوا خواہ وہ قول قابل اجتہاد ہو یا نہو
امام شافعی کے نزدیک اوسکی تقلید ضرور نہین ہی اور ابو سعید بردعی کے نزدیک ضرور ہی
اور کرخی کے نزدیک غیر اجتہادی مین ضرور ہی جیسا کہ توضیح مین ہی اور قول ایسے تابعی کا کہ صحابہ کرام
اونکے فتوے کو اپنے قول پر ترجیح دیتے تھے یا تسلیم کر لیتے تھے جیسا کہ قاضی شریح اور
مسروق بعضون کے نزدیک مانند قول صحابی کے ہی اور اگر اونکا فتوی صحابہ کے وقت مین نچلا
ہو تو وہ مانند دوسرے مجتہدونکے ہین کہ تقلید واجب نہین ہی اور صاحب مسلم الثبوت اور بحر العلوم
نے اس تفرقہ کو رد کیا اور کہا کہ کسیطرح کا تابعی ہو اوسکی تقلید واجب نہین ہی اور دلائل اہل
تفرقہ کا جواب دیا اور امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ مین تابعی کی تقلید نہین کرتا ہون اسلیے کہ وہ بھی مرد
تھے اور ہم بھی مرد ہین یہ سب چون و چرا اوسوقت ہی کہ اوس مقدمے مین کوئی حدیث ضعیف

یا قوی موجود نہو چہ جائے اس بات کے کہ اجماع اور احادیث صریحہ صحیحہ ہوتے ہوئے قول محمد سیرین تابعی کا سب پر ترجیح دیا جاوے نعوذ باللہ من سوء الفہم **قولہ** اب سمجھیے جیسا کہ تاویل ان روایتوں کی بعض سے ہی ویسا ہی یہ اجماع میں جو گذرا بیان اوسکا شاہ عبد العزیز دہلوی کی تفسیر سے **جواب** مقدمۂ اولی کا جواب اوپر گذر چکا کہ ان روایتوں میں اگر تاویل نکریں تو بھی بسبب مخالف قوی کے اصلا قابل استدلال نہیں ہیں کہ تم اپنے مہدی کی افضلیت میں اوپر تمسک ہو اور مقدمۂ ثانیہ بہتان محض ہے شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ہرگز اس مقام میں اجماع کا ذکر کیا نہ اوسکے تاویل کا حرف زبان قلم پر لائے فقط اسیقدر لکھا ہی کہ اہل سنت وجماعت نے لفظ اتقی سے کہ آیت سیجنبہا الاتقی میں ہی تمسک کیا ہی اوپر افضلیت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد پیغمبر ونکے تمام امت پر بعد اوسکے تقریر تمسک کی بیان کر کے واسطے علحدہ کرنے پیغمبر ونکے دو تاویلیں ایسی کہ وہ جیسا کہ ہمکو مضر نہیں ہیں تمکو کچھ مفید نہیں ہیں چنانچہ مفصلاً مذکور ہو چکا یہاں اجماع کا کیا ذکر تھا اور اوسکی تاویل کجا ابوبکر صدیق کی فضیلت پر دلائل متنوعہ ہیں آیات دلیل علحدہ ہیں اور احادیث صحیحہ دلیل جداگانہ ہیں اور اجماع دلیل برا سہی البتہ تمنے اس اجماع میں باختلاف فرقۂ تفضیلیہ جرح کی تھی سو اوسکا جواب بطور تسلیم کے بغرض قطع نزاع کے اجماع مرکب سے تجویز کیا گیا اور اگر یہ غرض نہوتی تو ہو سکتا تھا کہ کہا جاتا جیسا کہ علمائے اہل سنت نے کہا ہی کہ تمام صحابہ نے اوپر افضلیت ابوبکر صدیق کے اجماع کیا ہی پس افضلیت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی قطعی ہی چنانچہ مذہب شیخ ابو الحسن اشعری کا اور مفاد کلام امام مالک کا یہی ہی اور حکایت اس اجماع صحابہ و تابعین کی امام شافعی وغیرہ اکابر ایسے نے کی ہی اور بعض صحابہ سے جو تفضیل جناب مرتضوی کی منقول ہی مراد اوس سے فضل جزوی ہی باعتبار سبقت اسلام یا قرابت حضرت خیر الانام کے یا مراد تفضیل باقی امت پر ہی سوائے شیخین کے اور اگر بالفرض مراد فضل کلی ہی شیخین پر یعنی کثرت ثواب و عظمت نفع اسلام اور رسوخ تقوی اور قرب حضرت ذو الجلال کے بسبب اوسکے تفضیل شیخین کی نفی ہو جاوے جیسا کہ ابوبکر باقلانی اور امام الحرمین کی مرضی ہی تو بھی اجماع مرکب کہ مبطل افضلیت مہدی کا ہی موجود ہی اور ہر صورت میں مہدویونکا دعوی نابود ہی شعر شادم کہ از رقیبان دامن کشان گذشتی ٭ گو مشت خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد ٭ **تنبیہ** یہ خیال نکیا چاہیے کہ جنکے نزدیک

افضلیت حضرت صدیق اکبر کی ظنی ہوگی احقیت خلافت بھی ظنی ہوگی بلکہ خلافت سب کے نزدیک
قطعی ہی اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ قول حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بسبب متواتر ہونے
کے یا اجماع صحابہ سے بسبب خلاف بعض کے اگر افضلیت صدیق اکبر کی ظنی ہو جاوے لیکن
بسبب متواتر ہونیکے کہ کچھ اوپر اسی راوی ناقل ہین قطعی ہی یہ بات کہ جناب علی مرتضی کا یہی
اقرار اور اعتقاد تھا کہ ابوبکر صدیق مجھسے اور سب امت سے افضل ہین پس جنکے نزدیک جناب
مرتضوی معصوم ہین لامحالہ افضلیت ابوبکر صدیق کی قطعی ہو گئی اور جنکے نزدیک غیر معصوم ہین
اونکے نزدیک یہ امر قطعی ہوا کہ خود جناب مرتضوی تفضیلیون مین نہین ہین اور مفضلین اونکے
اونکے اعتقاد کے مخالف ہین کہ مدعی سست و گواہ چست اور زیادہ تفصیل صواعق محرقہ وغیرہ
مین ہی **قولہ** اور جیسا کہ صحیح حدیثین اس بات پر ہین ویسا ہی صحیح روایت ابن ابی شیبہ سے اوس
بات پر ہی اور یہ صاحب تاویل بھی قائل ہی اوسکی صحت کا جو رسالہ برہان مذکور مین مذکور ہی **جواب**
اوسکا جواب قبل چند ورق کے گذر چکا **قولہ** ولیکن ترجیح باعتبار کثرت ادلہ کے نہین جائز ہی
جواب اس مسئلے مین اختلاف ہی ایمۂ دین کا امام ابوحنیفہ اور ابو یوسف رحمہما اللہ تعالی کے نزدیک
جو خبر کہ حد شہرت اور تواتر کو نہ پونہچی ہو اوسکی ترجیح دوسری اوسی نوع کی خبر پر بکثرت ادلہ اور روات
کے صحیح نہین ہی جیسا کہ شہادت مین صحیح نہین ہی اور امام محمد اور امام شافعی اور امام مالک اور امام
احمد رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک صحیح ہی اور ہر ایک کے دلائل مسلم الثبوت وغیرہ کتب اصول مین کو رہین
مگر یہ سب باتین اوسیوقت بن آتی ہین کہ دونون دلیلین ایک قسم اور ایک رتبے کی ہودین مثلاً
ایک مضمون کی ایک حدیث ہی اور اوسی قسم کی اوسکے مخالف المضمون چند حدیثین ہین یا پہلی
کے تھوڑے راوی ہین اور دوسری کے بہت اس صورت مین شیخین کے نزدیک کثرت سے ترجیح
نہین ہو سکتی ہی اور جمہور جنکے نزدیک ہو سکتی ہی اور اگر دو دلیلین مختلف المرتبہ ہین تو بلا خلاف
اعلی مرتبے والی کو اگرچہ تنہا ہو ادنی مرتبے والی پر ترجیح دینگے چہ جائیکہ وہ اعلی مؤید بکثرت
ہووے وہان ترجیح مین کیا کلام ہی چنانچہ آیت کو حدیث پر ترجیح دیوینگے اور آیات مین ظاہر کو
نص کو اور نص پر مفسر کو اور مفسر پر محکم کو ترجیح دیتے ہین اور احادیث مین متواتر کو مشہور پر
اور مشہور کو خبر احاد پر ترجیح دیتے ہین اور اخبار احاد مین باعتبار متن اور سند کے بہت سے

اسباب ترجیح بین بیان تک کہ اختلافی اور اتفاقی ملاکر بعضون نے پچاس تک اور بعضون نے سو تک
ہونچائے ہین اور حدیث رسول اللہ کی قول صحابی پر بلاشبہہ ترجیح رکھتی ہی اور جہان حدیث نہو
تو قول صحابی کا اگر عقلی ہو ملحق بقیاس کیا جاتا ہی اور اگر غیر عقلی ہو ملحق بسنت کیا جاتا ہی اور اجماع صحابہ
کا صراحتہً جسمین سب زبان سے قبول کرین مانند آیت اور حدیث متواتر کے ہی کہ منکر اوسکا کافر ہوجاتا ہی
اور جسمین بعضے سکوت کرین اگرچہ ہمارے نزدیک قطعی ہی لیکن منکر اوسکا کافر نہین ہوتا ہی اور غیر صحابہ کا
اجماع جس بات مین کہ صحابہ کا اختلاف معلوم نہین ہی بمنزلہ خبر مشہور کے ہی کہ افادہ اطمینان کا کرتا ہی نہ یقین کا
اور جس بات مین کہ صحابہ مثلاً دو قول پر مختلف تھے اور بعد والون نے اونمین سے ایک پر اجماع کیا وہ
اجماع بمنزلہ خبر واحد صحیح کے ہوتا ہی کہ واجب العمل ہی نہ موجب العلم اور مقدم ہی قیاس پر اور اگر ان دو قول کے
سوا بعد والے تیسرا اپنا قول نکالین تو باطل ہی اسلیے کہ اون دو قول پر صحابہ کا اجماع مرکب تھا یہ خلاصہ ہی
تحقیق شرح حسامی اور نور الانوار اور شرح نخبۃ الفکر وغیرہ کا خلاصہ کلام یہ ہی کہ ہمارے دلائل یہ ہین آیات
صریحہ اور احادیث صحیحہ اور اجماع جمہور صحابہ کرام کا بلکہ تمام کا موافق رائے بعض کے افضلیت
امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ پر اور اجماع مرکب صحابہ کرام کا اوپر افضلیت ابوبکر و علی
رضی اللہ عنہما کے کہ ہر ایک دلیل اون دلائل سے بالاستقلال مثبت ہی ہمارے مدعا کی اور مبطل ہی
افضلیت مہدی کی اور تم لوگ اسکے مقابلے مین قول محمد بن سیرین تابعی کا لائے کہ اوسمین نام بھی
مہدی کا نہین ہی بلکہ مطلق لفظ خلیفہ کا ہی کہ محتمل ہی مہدیؑ اور حضرت عیسی علیہ السلام کو بیان تمہاری
دلیل ہماری دلیل سے کے ہم رتبہ کہان ہی کہ قاعدۂ صدر جاری ہووے اور ہمکو کثرت ادلہ سے ترجیح
دینے کی کیا حاجت ہی بلکہ ہر ایک دلیل ہماری بسبب علو رتبہ کے تمہاری دلیل کے ابطال اور اسقاط
کے واسطے کافی ہی بلا اگر ہم کہین کہ تم محض بے دلیل ہو تو ہوسکتا ہی اسلیے کہ ادلہ شرع کے چار مین کتاب
و سنت و اجماع و قیاس قول تابعی کا کچھ دلیل شرعی نہین ہی کہ اوس سے تم اتنا بڑا مطلب اعتقادی
ثابت کرتے ہو کہ سوال از آسمان و جواب از ریسمان **قولہ** اور جیسا کہ احتمال توجیہ و تاویل کا اوس
روایتون مین ہی ویسا ہی اس حدیث مین اقرب ہی آپ سنتے ہین ہم یہ حدیثین اور تاویل اونکی جو شاہ
عبد العزیز نے تفسیر مذکور مین مذکور ہین **حدیث** پر خبر دار کسیکو ابوبکر پر مقدم کرنا اسواسطے کہ وہ
افضل ہی ہم سب کا دنیا اور آخرت مین **حدیث** قسم ہی خدا کی کہ آفتاب طلوع و غروب نہین کیا کسی

بعد انبیا اور رسلین کے کہ وہ بہتر ہوا ابو بکر سے حدیث آفتاب طلوع و غروب نہین کیا ہی بعد پیغمبرون
اور رسولون کے کسی پر کہ بہتر ہو ابو بکر سے حدیث حق تعالی نے میرے بعد اس سے بہتر کسیکو پیدا
نہین کیا اور اسکی شفاعت قیامت کے دن پیغمبرونکی شفاعت کے مانند ہوگی اب ظاہر ہی کہ ان سب حدیثون
کی دلالت اس بات پر ہی کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ افضل ہین اون لوگون سے جو موجود تھے اور جو ملنے
مین یا اوسکے آگے کیونکہ لفظ خطاب کا اول حدیث مین کہ وہ افضل ہی تم سبکا صاف دلالت کرتا ہی شق
اول پر فقط اور لفظ ماضی کا باقی حدیثون مین کہ آفتاب طلوع و غروب نہین کیا کسی پر اور کسی کو پیدا
نہین کیا صاف دلالت کرتا ہی دونون شقون پر اور سوا ان حدیثون کے جو حدیث کہ اس مقدمے
مین ہی اس معنی کا احتمال رکھتی ہی جیسا کہ مشکوۃ شریف مین باب مناقب ابو بکر رضی اللہ عنہ مین صحیح بخاری
سے ہی کہ محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہی کہ پوچھا مین میرے باپ کو کون آدمیون کا بہتر ہی بعد نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانے لگے ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے کہ تھے ہم زمانے
مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ نہین برابر کرتے تھے ساتھ ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کے کسی کو
اور روایت مین ابو داؤد کی یہ روایت اسطرح ہی کہ افضل امت نبی بعدہ ابو بکر ہین الحاصل فضیلت
جناب امیر المومنین ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہما کی حضرت مہدی موعود علیہ السلام پر کسی
دلیل صریح قطعی سے ثابت نہین ہو سکتی ہی جیسا کہ حضرت عیسی علیہ السلام پر بعد نزول کے ثابت نہین
ہی اور باقی دلیلین اس مسئلے کی تفصیل وار رسالہ رد انداد و جواب مین حضرت علماء باللہ عبد الملک سجاوندی
عالم فرقہ مہدویہ
رحمۃ اللہ تعالی سے مذکور ہین جواب اون روایتون کی توجیہ و تاویل کا بسبب و بر بکرات و مرات معلوم
ہو چکا اگر تاویل نکرتے تو بسبب مخالفت اقوی کے بالکل ساقط تھین اور چونکہ اعمال بہتر ہی اہمال سے
بعائے اور تبرعا تاویل کر دی گئی موافق محاورات اور عرف شرع کے نہ جیسا کہ تمنے اس صحیح حدیثون مین
کہ موافق اجماع اور اصول دین کے ہوتے ہوئے خواہ مخواہ تاویل کرکے اصول و اجماع کو برہم کر دیا
اور تاویل بھی ایسی کہ محاورات قرآن و حدیث کے سراسر خلاف اسلیے کہ مدار تمھاری تاویل کا دو بات پر
ٹھہرا ایک یہ کہ جس حدیث مین صیغہ خطاب کا آیا وہان فقط حاضرین مراد ہین نہ بعد پیدا ہونے والے
یہ سراسر مخالف محاورۂ قرآن و حدیث کے ہی اسواسطے کہ قرآن و حدیث مین جبکہ مطلق خطاب طرف
مومنین کے ہوتا ہی تو حاضرین پر اختصار نہین ہوتا ہی بلکہ جمیع مومنین امت مخاطب ٹھہرتے ہین ورنہ لازم

اوسکے کہ خطابات اَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيْمِ وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ وَاِنِّيْ نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ اَنْقِذُوا اَنْفُسَكُمْ مِّنَ النَّارِ لَآ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا ان اللہ عزوجل اجارکم من ثلث خلال ان لا یدعوا علیکم نبیکم فتھلکوا جمیعا وان لا یظہر اہل الباطل علی اہل الحق وان لا یجتمعوا علی ضلالۃ ولکنی لست کاحد منکم اور سوا اوسکے اور بہزارہا خطاب مخصوص اوس عصر کے لوگوں سے ہوجاوین اور تمام امت بعد کی نے خطاب حساب غیر مکلف ہجاوسے کوئی عاقل بھی ایسا ہذیان زبان پر لاوے گا دوسری یہ بات کہ ماضی کا صیغہ جس حدیث مین فقط اونہین لوگون پر دال ہے کہ پیدا ہوچکے ہین خواہ زمانہ تکلم تک زندہ ہون یا نہون اور بعد والے اوسکے مصداق نہین ہین حالانکہ قرآن و حدیث مین یہ محاورہ دائر و سائر ہے کہ ماضی بجا استمرار کے آتا ہے جیسا کہ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اور ایسی یہ بھی دائر و سائر ہے کہ تعبیر مستقبل کی لفظ ماضی سے کرتے ہین جیسا کہ اَتٰى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا الآیات اور قاعدہ مقررہ علم بلاغت ہے کہ جس چیز کے متحقق الوقوع ہونے پر تنبیہ منظور ہوتی ہے وہ اگرچہ مستقبل ہو لیکن بلفظ ماضی تعبیر کرتے ہین اور مطول مین لکھا ہے کہ یہ مجاز کلام عرب مین خصوصًا کلام اللہ مین شمار سے باہر ہے اور طرفہ یہ ہے کہ حدیث محمد بن حنفیہ مین نہ لفظ ماضی کا ہے نہ خطاب کا اسکو بھی اپنے قاعدہ اختراعی مین داخل کردیا اوسکے الفاظ یہ ہین کہ محمد بن حنفیہ فرماتے ہین کہ مین نے اپنے والد ماجد یعنی علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا کہ ای الناس خیر بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ابوبکر یعنی کون آدمی افضل ہے بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمایا ابوبکر بھلا یہ بات کوئی اس بزرگوار سے پوچھے کہ باب ہجم مین جو حدیث امام احمد کی مذکور ہوئی

کہ اوسمین یہ الفاظ ہین سید اکھول اهل الجنة وشبابها بعد النبیین والمرسلین یعنی
ابوبکر و عمر سردار ہین بڈھون اہل جنت کے اور جوانون اہل جنت کے بعد انبیا اور مرسلین کے یہان
کون سا نماز اور کونسا خطاب ہی اور آدمی باب مین حدیث طبرانی کی جو مذکور ہوئی کہ ان روح
القدس جبرئیل اخبرنی ان خیر امتك بعدك ابوبکر یعنی حضرت نے فرمایا کہ روح
القدس جبرئیل نے مجکو خبر دی کہ تمہاری امت کا افضل بعد تمہارے ابوبکر ہی یہان امت سے
بعض مراد ہین یا تمام اگر بعض ہین تو کونسا قرینہ مقصود مرجح ہی کہ اوسکے واسطے کلام ظاہر سے پھیرا
جاتا ہی اور اگر تمام امت مراد ہی تو یہ تمہارے مدعی صدویت بھی اوسمین داخل ہین یا نہین اگر ہین
تو ابوبکر صدیق اونسے افضل ہوسے اور اگر اس خوف سے امت مین بھی داخل نہین ہوتے ہین
تو ہمکو اونسے کیا کام ہم کلام اوس شخص سے کرتے ہین کہ اس امت اجابت مین داخل ہووے اور اوسکو
حدیث و قرآن سے ہمارا الزام تمام ہوتا ہی **حکایت** ایک روز مصنف اس سالہ کر ردوہ سے کہ اپنی
تصنیفات کی داد مانگنے کے واسطے گھر گھر پھیری کیا کرتے تھے مینے کہا کہ اگر ہم کوئی ایسی حدیث
نکالدیوین کہ اوسمین افضلیت صدیق اکبر کی تصریح ہو اولین اور آخرین پر جب تو تسلیم کروگے کہنے
لگے ایسی کہان حدیث ہی مینے کہا ترمذی مین انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے حق مین فرمایا کہ ھذان سیدا کھول اهل الجنة من
الاولین والاخرین الا النبیین والمرسلین الحدیث یعنی یہ دونون مہتر ہین کہول بہشتیون
کے اولین و آخرین سے سوا انبیا اور مرسلین کے کہول جمع کہل کی ہی اور صراح مین لکھا ہی
کہ کہل مرد میانہ سال اشتعال دو مویہ ہونا اور پنج فضائل مین فضیلت سید محمود مین مذکور ہی کہ اونکی داڑہی
مین سیاہی زیادہ تھی جبکہ اونکے باپ مہدی کو دفن کرنے لگے اونکی داڑہی مثل مہدی کے برابر دو مویہ
ہو کر حلیہ مہدی سے کے مشابہ ہو گئی اس سے معلوم ہوا کہ اونکے مہدی دو مویہ تھے اور قطع نظر اسکے
تحقیق اسکی باب پنجم مین ہو چکی کہ مراد کہول سے اس حدیث مین سب بر نا و پیر ہین اور یہ بھی مذکور ہو چکا
کہ اس حدیث کو ابن ماجہ اور ترمذی و امام احمد اور ابو یعلی اور ضیا اور طبرانی نے بطریق متعددہ روایت
کیا ہی القصہ مصنف مذکور نے بعد سماعت اس حدیث کے متحیر ہو کر اس طریق استدلال سے
گریز کیا اور کہا کہ جو احادیث سے دلائل نقل کرتے ہین یہ فقط سویدات ہین ہمارا مدار اسپر نہین ہی

اصل دلیل ہماری یہ ہی کہ ہمارے نزدیک جسکی مہدویت باخلاق نبویہ ثابت ہوئی اوس نے ایسا دعوی
کیا ہی محرر اوراق کو چونکہ اوسوقت انسے یہ غرض متعلق تھی کہ واسطے انکشاف مذہب کے اونکے
پیشواؤن کی کتابین اونسے بلاہت وصول کرے بخوف اس امر کے کہ بھڑک جاوینگے مباحثہ کو
طول نہ دیتا تھا ورنہ اوسکا جواب نہایت معقول تھا کہ کذب سب دیان آسمانی مین اخلاق حسنہ سے
خارج ہی خصوصًا خداوند پاک پر جھوٹھہ باندھنا کہ مجکو فلان اور فلان سے افضل بنایا ہی پس اس
دعوی افضلیت کا صدق جزو اعظم اخلاق ہی کہ مہدویت جسپر موقوف ہی اب اگر اس دعوی کا
اثبات خارج سے نکرکے مہدویت پر موقوف رکھو تو دور لازم آتا ہی کہ قسم محالات بدیہیہ سے ہی
اور سوائے اوسکے دوسری بداخلاقیان بھی باستیعاب تمام باب سوم کی دلیل ہشتم مین
گذرچکین پس ایسے شخص کے دعوے کا ثبوت اوسی کے اعتماد پر محال ہی غرض کہ اس قسم کے واہیات
اس قوم مین حد و حساب سے باہر ہین اور سا اپنے ہمہ یہ جانتے ہین کہ ہمارے دعوے کے دلائل نحال
قطعیات و براہینات ہین جیسا کہ مصنف مذکور اس مقام مین سمجھے ہین کہ ہین مہدی کی افضلیت
حضرت صدیق اکبر پر بخوبی ثابت کرچکا اسواسطے اب آگے اس بات پر کمر باندھتے ہین کہ مہدیکو برابر ہم
رتبہ حضرت سید الاولین والآخرین کے ثابت کرین العیاذ باللہ شعر تو کار زمین را نکو ساختی کہ با
آسمان نیز پرداختی ۱۲ مطلب دوم مسئلہ حضرت سید محمد مہدی موعود علیہ السلام فضیلت و بزرگی مین
ہمسر و برابر ہین حضرت محمد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دلائل نقلیہ و شرعیہ سے لیکن دلائل نقلیہ یہ ہین کہ
کہ منقول ہی ملک سوجن رضی اللہ تعالی عنہ سے کہ احکام و بیان سے حضرت مہدی علیہ السلام کے جو امر اللہ
(ایک شخص پیشواؤن سے فرقہ مہدویہ کے ۱۲)
مراد اللہ ہی اتنی برابری دو محمد کی پائی ہم کہ دو شخص کو اور دو چیز کو روا نہین جواب مہدی حضرت
رسالت پناہ کی اولاد مین ہین اور جسکو ذرا بھی ہوش و حواس ہین جانتا ہی کہ والد اور ولد کا ایک شخص ہونا
محال ہی پس بالبداہتہ حضرت رسالتپناہ اور مہدی دو شخص ہوئے اب یہ کہنا کہ انمین اتنی برابری پائی
ہم کہ دو شخص اور دو چیز کو روا نہین حقیقت مین یہ کہنا ہی کہ مہدی اور حضرت رسالت مین یہ برابری
روا نہین ہی پس تمنے خود اقرار کیا کہ ہمارا دعوی برابری کا ناروا اور ناجائز ہی سبحان اللہ یہ قدرت
الٰہی اور معجزہ حضرت رسالتپناہی ہی کہ ہمارے الزام اور حجہ لپٹنے کے آگے ابتدائے بحث مین
تم باطل و قبیح پر ہونے کا اور ہم حق صریح پر ہونے کا تمہی سے اقرار کرا دیا اوسپر علاوہ یہ بھی کہ کہنے ہو

مطلب دوم
مہدویہ کہتے ہین کہ سید محمد جونپوری بزرگی مین برابر حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہین

[illegible]

کہ یہ برابری ناروا مہدی کے احکام و بیان سے پائی گئی پس اقرار اس امر کا ہوا کہ خود مہدی اس ناروا کا
حکم کرتے تھے اور ناروایات کا حکم کرنا خطائے فاحش ہی بیان معلوم ہوا کہ مہدی موعود تھے اسواسطے
کہ تم بالاتفاق قائل ہو کہ مہدی موعود سے حکم میں خطا سرزد نہو گی کہ یقفو اثری و لا یخطی شان
اونکی ہی بیان خود تمنے در پردہ انکار اونکی مہدویت کا کیا **قولہ** اور حضرت نے فرمایا مہدی سے کوئی
بزرگ نہیں ہی بجز خدا تعالی کے **جواب** تمہارے حضرت کی کون سی بات پر اعتبار کرنا چاہیے بیان تو معلوم ہوا
کہ خدا کی بزرگی کچھ مانتے تھے اور اپنے سے بڑا جانتے تھے او پنج فضائل مین لکھا ہی کہ مقام فراہ مین یہی
بزرگوار میاں نعمت کے سامنے آکر بولے کہ انا اللہ رب العالمین یعنی مین اللہ ہون پروردگار عالمین کا
اور اپنے بیٹے سید محمود سے کہا کہ مین بندہ ہون خدا فی الحال ہو جاتا ہی لیکن بندہ ہونا محال ہی انتہی شاید
مہدوی لوگ اس تعارض کی یون تطبیق دینگے کہ وہ خدا کہ مہدی سے بزرگ ہی وہ اور ہی اور وہ خدا کہ مہدی
اور وہ ایک ہی اور وہ خدا کہ وہ بن جانا آسان ہی وہ اور ہین اسواسطے کہ اونکے مہدی کے اعتقاد مین تنے
پرانے ملا کہ بہت سے خدا ہین جیسا کہ شواہد الولایت کے آٹھوین باب مین لکھا ہی کہ مہدی نے شاہ نعمت
سے کہا کیا پرانے خدا پر مقید ہو گئے ہو آگے بڑھو اور یہ بیت پڑھی **شعر** بیزارم ازان کہنہ خدائے کہ تو
داری ٭ ہر لحظہ مرا تازہ خدائے دگرست ٭ تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا **قولہ**
اور حضرت نے فرمایا کہ جب ہم مشقت زیادہ کرتے ہین تو برابر اونکے ہوتے ہین **جواب** معلوم ہوا کہ مہدویت
واسطے مساوات کے کافی نہین ہی بلکہ جز اخیر اوسکی علت کا زیادت مشقت ہی اور لفظ جب کا کہ دال ہی اس
بات پر کہ مشقت زیادہ ہمیشہ نہین ہوتی ہی پس برابری بھی کہ اوسی پر معلق تھی اوسوقت نہو گی لیکن مقام
مہدویت بھی اوسوقت جاتا رہتا ہی یا نہین اگر نہین جاتا ہی تو باوجود مہدی ہونے کے حضرت رسالت سے
کم رتبہ ہوتے ہین پس یہ کلیہ سابق خطا ٹھہرا کہ مہدی سے کوئی بزرگ نہین ہی بجز خدائے تعالی کے اور اگر
مہدویت سے اوسوقت معزول ہو جاتے ہین تو قطع نظر اس قباحت کے کہ اگر ان اوقات معزولی کو شمار
کرین تو پانچ برس بھی کہ کمترین مدتون مہدویت کی ہی پوری نہین ہوتین بڑی خرابی یہ پڑتی ہی کہ
کہ اونکے اصحاب اور مرید کہ اوسوقت بھی انکو البتہ مہدی اعتقاد کرتے تھے ضلال و خطا مین مبتلا ہوتے
تھے اسلیے کہ جیسا کہ غیر نبی کو نبی جاننا خدائے پاک پر افترا ہی ویسی غیر مہدی کو مہدی سمجھنا اور یہ بزرگوار
اوسوقت اس لقب غیر واقعی پر راضی ہو کر سکوت کرتے تھے اور مصداق اس آیت کے ہوتے تھے

يُحِبُّونَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا کہ اللہ تعالیٰ مذمت فرماتا ہی اون لوگون کی جو وصف اپنے مین
نہو اوسپر اپنی تعریف وثنا ہونے کی خواہش رکھتے ہین اور یہ بھی اس کلام سے معلوم ہوا کہ رتبہ حضرت
خاتم الرسالت کا کہ فائق ہر رتبہ نبوت ورسالت محضہ پر او نکے نزدیک کسبی ہی کہ جب مشقت زیادہ کرتے
ہین تو حاصل ہو جاتا ہی پس اوسکے مستحق ہونے کا سبب یا شرط زیادہ مشقت ہوئی اور یہ مذہب اہل
ایمان کا نہین ہی بلکہ مشرب متقدمین فلاسفہ یونان کا ہی جیسا کہ شرح مواقف مین لکھا ہی کہ رسول ہونے
کے واسطے یہ شرط نہین ہی کہ پہلے خلوت مین بیٹھکر مجاہدہ کرے اور خلق سے منقطع ہو جاوے اور
ریاضتین کرکے احوال عمدہ پیدا کرے اور صفائی جوہر اور پاکیزگی فطرت اوسکی استعداد ذاتی ہوئی
جیسا کہ حکما کا زعم ہی بلکہ نبوت ایک رحمت اور عطاے الٰہی ہی کہ فقط اوسکی مشیت سے متعلق ہی جسکو
چاہتا ہی اوسکو اس رحمت سے سرفراز و مختص فرماتا ہی وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاءُ اور یہ
شرح مقاصد مین لکھا ہی کہ حق یہ ہی کہ پیغمبر ونکا بھیجنا لطف ورحمت الٰہی ہی کہ کیا تو احسان کیا اور اگر
نکرتا تو اوس پر کچھ عیب تھا جیسا کہ اہل سنت کا تمام الطاف الٰہی مین یہی مذہب اعتقاد ہی اور پیغمبری
اس امر پر مبنی نہین ہی کہ پیغمبر مین پہلے کچھ استحقاق ہووے اور کچھ اسباب وشروط اوس مین
جمع ہو دین وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ
رِسَالَتَهٗ انتہی اور انکار اس بات کا کہ مقام نبوت محنت اور مشقت اعمال سے حاصل ہوتا ہی کچھ
بنا متقدمہ نہین ہی بلکہ قدیم سے اتفاق امت اور اجماع اہل سنت اس پر چلا آتا ہی یہان تک کہ جو شخص
ایسی بات زبان پر لاتا تھا اوسکا خون مباح جانتے تھے اور کیسی ہی رتبہ آدمی ہو اوسکو بلا تامل قتل کرتے
تھے چنانچہ اسی حادثے مین ۳۵۴ ہجری مین محمد بن حبان سا محدث کہ شاگرد نسائی کا اور استاد حاکم
کا ہی اور کتاب صحیح بن حبان مشہور آفاق ہی مبتلا ہوا وجہ اوسکی یہ تھی کہ اپنی کسی کتاب مین لکھا تھا کہ
النبوة العلم والعمل اوس عصر کے اہل اسلام نے فقط اتنی بات سے زندیق ٹھہرایا اور ملاقات
اور حدیث پڑھنا بالکل موقوف کر دیا یہان تک کہ خلیفۂ وقت نے موافق فتواے علما کے حکم
قتل کا دیا اور محدثین نے اس کلام کے حق مین کہا کہ ذلك نفس فلسفي اور بعضون نے بسبب
معلوم ہونے صحت اعتقاد انکی کے کچھ تاویلات بھی کین اور یہان تو عقائد الٰہیات ونبوات مین وہ
فسادات کی نوبتین جمع ہو رہی ہین کہ یہ بات اسکے سامنے ایسی ہی جیسا کہ نقار خانے مین طوطی کی آواز کوئی

کہانتک تاویل و توجیہ کریگا اور تاویل کی گنجایش کہان ہی اسواسطے کہ مہدیون کے اعتقاد مین مہدی کے
بیان مین تاویل و تحویل کرنا حرام ہی اور مخالفت کرنا ہی ساتھہ ذات مہدی کے چنانچہ آخر مین عقیدہ کے
کے سید خوندمیر نے لکھا ہی قولہ اور اتفاق حضرت کے اصحاب کا ہی کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مہدی
علیہ السلام یکذات ہین جواب شاید کہ اصحاب نے خیال کیا کہ احکام و بیان مہدی سے دو برابری
پائی جاتی ہی کہ دو شخص اور دو چیز ہین وہ نہین ہی جیسا کہ گذرا تو سب نے مکر لپنے پیر بزرگ کی بزرگی
سنبھال لینے اور بات بنانے کے واسطے اتفاق کیا کہ مہدی اور حضرت رسالت دو شخص نہین ہین کہ اوپر
مذکور ہو انہو وے بلکہ یکذات ہین مگر حیرت کا مقام ہی کہ اتنے بڑے بوڑھے پرانے تمام جمع ہو کے
مگر ایک کے بھی سمجھہ مین اتنا نہ آیا کہ مہدی اولاد مین حضرت رسالت کے ہین اور باپ بیٹے کا ایکذات ہونا
محال ہی اور قطع نظر باپ بیٹے سے مطلق جواہر مین تداخل محال ہی تمام عقلاء دیا جانتے ہین کہ دو
جوہر کا ایک ہو جانا محال ہی چنانچہ صدرا مین لکھا ہی کہ تداخل یعنی متحد ہونا دو جوہر کا کلاً یا بعضاً وضع اور
اشارے مین محال ہی ورنہ جائز ہو جاوے کہ تمام اجزاے عالم ایک رائی کے دانے مین سما جاوین
انتہی اور ایکذات ہونا اسیکو کہتے ہین اور اگر مساوی الاوصاف ہونا مراد ہی تو تساوی وغیرہ نسبت کے
واسطے دو طرف اور دو ذات ہونا ضرور ہی وہان ایکذات اور ایک شخص بولنا خطاے فاحش ہی اور
اگر مراد یہ ہی کہ انکے مہدی بسبب کمال متابعت اور غلبۂ محبت کے حضور ذات رسالت مین اپنی
خودی اور دوئی سے فانی اور غائب ہو گئے جیسا کہ سالکین ہستی حق تعالی مین مستغرق ہو کر اپنی ہستی کو
فنافی اللہ کر دیتے ہین تو یہ اتحاد حقیقی نہین ہی بلکہ اتحاد اعتباری و حکمی کہلاتا ہی اور مغایرت حقیقی
و نفس الامری اور تعین اور تشخص اور جزئیت حقیقت سالک کی موجود رہتی ہی فقط تصور تولی و نفی
دوئی کا کہ فنا اور گم ہونے کے پہلے تھا او ٹھہ جاتا ہی جیسا کہ ماہرین اس مقام کے فرماتے ہین شعر
تو او نشوی ولی اگر جہد کنی ٭ جائے برسی کز تو توئی برخیزد ٭ اور بعضی کاملین اس مقام سے فرمایا ہی کہ
لو غاب عني رسول الله طرفة عين ما عددت نفسي من المؤمنين یعنی اگر حضرت رسالت
ایک پلک بھر مجھسے غائب ہو جاوین مین اپنے تئین مومن کامل نہ سمجھون یہ مقام اعلی ہی کہ خدا نے
لایزال اپنے فضل و کرم سے جسکو چاہتا ہی مرحمت فرماتا ہی اللھم ارزقنا بفضلك العظیم اور یہی گم
ہونا خدا مین یا رسول خدا مین قرب و وصول حق ہی جیسا کہ کہا ہی شعر دور و گم شو وصال اینست و بس

توسباش اصلا کمال انیست وبس ٭ پس اگر یہ مقام نفیس تمہارے مہدی کو نصیب تھا تو حضور حقیقت حضرت رسالت میں کہ جسکو حقیقت الحقائق کہتے ہیں نیست ونابود وناچیز وگم ہو گئے تھے وہاں العیاذ باللہ دعوی مساوات اور ہمسری کا دم بھرنا اور اپنے تئین ہم پہلو اور ہم رتبہ جاننا کیا علاوہ رکھتا ہی یہ کیا لاف زنی اور نخوت اور خود ستائی نفس کی ہی درویشی شکستگی اور خاکساری اور ادب اور تواضع اور نفس کشی کا نام ہی حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ رسالہ قدسیہ مین وصیت فرماتے ہین کہ رباعی اندر رہ حق جملہ ادب باید بود ٭ تا جان باقیست در طلب باید بود ٭ در ہر دم اگر ہزار دریا بکشی ٭ گم باید کرد و خشک لب باید بود ٭ اور بعضے عارفون نے فرمایا ہی حقیقۃ الطریق ان تکون مفلسا ابدا وان تکون طالبا للاعلی ومتی ظننت انك وصلت ما وصلت ومتی ظننت انك ظفرت ما ظفرت ومتی ظننت انك حصل لك حال لا حال لك خلاصہ اس کلام کا یہ ہی کہ جیسا سالک سمجھا کہ مین بھی کچھ ہون جاننا کہ وہ کچھ چیز نہین ہی البتہ بعضے کاملین نے بعض اوقات بامر الٰہی فخر ومباہات کی ہی لیکن نسبت اپنے اقران اور ہمعصرون کے نہ نسبت بحضرت سید کائنات علیہ الصلوۃ والتسلیمات کے کہ بہتر اور بہتر تمام مکونات سے ہین حاشا وسبحان اللہ کوئی شخص بھی ساتھ رسول خدا کے ایسی گستاخی اور حق فراموشی کرتا ہی تمکو اگر بطفیل آن حضرت کے کچھ مقام اور رتبہ حاصل ہوا تھا تو چاہیے تھا کہ حق نعمت کو نہ بھولتے اور دایرۂ ادب سے پاؤن باہر نکالتے اور یون کہتے کہ شعر بلند رتبہ ازین خاک آستان شدہ ام ٭ غبار کوی توام گر بر آسمان شدہ ام ٭ انتہی یہ مراد احمد کی اکثر تقریر منتخب ہی مکتوب شیخ عبد الحق دہلوی رحمۃ سے کہ مجدد الف ثانی صاحب کو لکھا ہی قولہ ولیکن دلائل شرعیہ ہین کہ بنا بر مسئلہ دوم کے اصل نمبر دو سے ثابت ہوا کہ حضرت کا علم و حکم قطعی ہی اور فضیلت مہدی علیہ السلام کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کم یا برابر ہی کہ بجز ظن وقیاس کے کوئی دلیل صریح قطعی نہین ہی پس اس صورت مین حکم اس مسئلے کا حضرت کے بیان پر موقوف رہا جس قدر حضرت فرماوین اسیقدر اعتقاد وصدق پر فرض ہوا جواب معلوم رہا چاہیے کہ مصنف نے اس رسالے کو ایک مقدمے اور ایک باب اعتقادیات اور ایک باب عملیات پر ختم کیا اور مقدمے مین ایک اصل مشتمل اوپر تین مسئلون کے اور ایک فرع کہ اسکے مسائل مسائل اصل پر متفرع ہین بیان کی اور اصل کے پہلے مسئلے پر دوسرے کو متفرع کیا اور اس دوسرے سے

اب یہان تسویے کو ثابت کیا اسواسطے یہان فقط خلاصہ مسئلہ اول اور ثانی کا لکھا جاتا ہی تا کہ اہل
خرد سمجھین کہ پہلے سے دوسرا اور دوسرے سے مطلب تسویہ کہان سے ثابت ہوگیا حاصل مسئلہ اول کا
یہ ہی کہ لمعات مین شیخ عبد الحق دہلوی کے لکھنے سے ثابت ہوا کہ مہدی کا ہونا تواتر معنوی کو پونچا
اور شرح فقہ اکبر مین ملا علی قاری نے نقل کیا کہ انکار خبر متواتر کا شریعت مین کفر ہی پس ظاہر ہی کہ انکا
جس چیز کا کفر ہو تصدیق اوسکی فرض ہی اور خلاصہ مسئلہ دوم کا یہ ہی کہ جب کہ انکار حضرت کی مہدویت کا
کفر ہوا تو ضرور ہوا کہ حضرت کو اپنی مہدویت کا علم قطعی ہو اور قطعی ہو نہین سکتا مگر جب کہ حق تعالی اور
روح رسول اسکی طرف سے حاصل ہو پس ثابت ہوا کہ انکو منصب اخذ علم کا حضرت رسالت اور
حق تعالی سے ہی اب اس دوسرے مسئلے کے موافق جو خبر دیوین سو قطعی ہوگی پس تسویہ بھی کہ
اون اخبار سے ہی قطعی ٹھہرا انتہی اصل سخن یہ ہی کہ خبر خروج مہدی کی بعض علمائے محققین کے
نزدیک خبر واحد ہی جیسا کہ صاحب شرح مقاصد کی رائے ہی اور بعضونکے نزدیک متواتر المعنی
ہی اور غرض انکی یہی ہی کہ احادیث متواتر المعنی سے اس قدر ثابت ہوا کہ امام مہدی قبل قیامت کے
کسی نہ کسی وقت آوینگے پس جو شخص اس امر کا منکر ہو یعنی کہے کہ مہدی ہرگز کسی وقت مین بھی نہ
آوینگے تو اوسنے رسول خدا کو جھٹلایا یا یہ کہے کہ حضرت نے مہدی کے آنے کی خبر ہرگز نہین دی اور
تو حدیث متواتر کو نمانا وہ شخص اس معتقد تواتر کے نزدیک کافر ٹھہرا اور یہ بات ہرگز بتواتر معنوی بلکہ
بخبر واحد بھی ثابت نہوئی کہ ۹۰۵ھ مین سید خان جونپوری کا فرزند خود میر عرف جھجو کا خسر سید محمود کا
باپ سید محمد نام درویش متوکل مظلوم و مجبور سلاطین انام نے کسی و نے بہن مالک ملک لوا اور نہ صاحب
جہاد و غزا مہدی کا کہ اسکا انکار کفر اور تصدیق فرض ہوجاوے اور وہ احادیث کہ اون سب کو جمع
کرکے تواتر معنوی ثابت ہوتا ہی اکثر انکے مشروط بشرط سلطنت مہدی اور خروج سفیانی وغیرہ علامات
کے ہین اور بسبب فوت ہونے اس شرط کے یہ سب حدیثین تمہارے مہدی جونپوری کی تکذیب و ابطال
کرتی ہین بلکہ فقط ایک علامت سفیانی کی قریب بتواتر پہنچی ہی اب کہیے کہ تواتر معنوی تمہارے
پیر و مرشد کے حق مین کیا کام آتا ہی بلکہ اولٹا ہوجاتا ہی اب بنا مسئلہ دوم کی مسئلہ اول پر بناء الفاسد علی الفاسد
ہی اسلیے کہ جب کہ انکار انکی مہدویت کا کفر نہوا بلکہ واجب ہوا کہ انکار احادیث متواتر المعنی کا
لازم نہ آوے تو خود اون حضرت کو اپنی مہدویت کا علم قطعی نہوا بلکہ اپنی غیر مہدویت کا علم واجب ہوا

اور بفرض محال اگر انہیں کی مہدویت کا جاننا قطعی ہوتا تو فقط انہیں احادیث متواتر المعنی سے
انکو بھی اپنی مہدویت پر قطعیت حاصل ہوجاتی جیسا کہ دوسرونکو اس قطعیت کا بلا واسطہ تعلیم
الٰہی یا روح حضرت رسالت پناہی پر موقوف ہونا کیونکر لازم آیا کہ یہ مصنف کہتا ہی کہ قطعی نہیں ہوسکتا
مگر جب کہ حق تعالی اور روح رسول اللہ کی طرف سے حاصل ہو پس جب کہ منصب اخذ علم کا جناب
الوہیت سے لازم نہوا خبر کا قطعی ہونا بھی کہ اسی پر موقوف تھا ثابت نہوا پس خبر تسویہ بھی
کہ مخالف اجماع اور احادیث صحیحہ اور نصوص صریحہ کے ہی کیونکر قطعی ہوئی **قولہ سوال** عقائد اہل سنت
وجماعت سے یہ حکم ثابت ہی کہ ولی مرتبے کو نبی کے نہیں پہونچتا ہی اور حضرت مہدی موعود علیہ السلام
ولی ہین اب کسطرح برابر ہوسکینگے افضل انبیا علیہم السلام کے **جواب** ہان ہمارا بھی یہی اعتقاد ہی ولیکن
مہدی علیہ السلام علماے محققین اہل سنت رضی اللہ تعالی عنہم کے پاس اس حکم مین داخل نہین ہین کیونکہ
علماے مستندین اپنے کتب مین بلا تعرض روایت کیے ہین کہ عقد الدرر کے ساتوین باب مین مذکور ہی کہ فرمایا
ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہ مہدی بہتر ہی ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے اور برابر ہی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
اور دوسری ایک روایت ہی کہ فرمائے کہ متقرر فضیلت رکھتا ہی بعض انبیا علیہم السلام پر لایا ہی ان دونون
روایتونکو حافظ ابو عبد اللہ نعیم بن حماد کتاب الفتن مین انتہی اور یہ دوسری روایت علی متقی کے رسالہ
برہان کے بارھوین باب مین بھی مذکور ہی **جواب** تمام اہل سنت وجماعت صحابہ اور اہلبیت اور تابعین اور تبع
تابعین اور تمام اولیاء کاملین اور علما اور مجتہدین زمانہ حضرت رسالت سے آج کے دن تک یہی اعتقاد
رکھتے ہین کہ انبیا علیہم السلام افضل ہین اپنے امتیون سے اور کوئی شخص انکی امت مین سے ولی ہو
یا غیر ولی مہدی ہو یا غیر مہدی انکے رتبے کو نہین پہونچتا ہی اور افضل ہونے کا کیا مجال ہی اور حضرت خاتم
الرسالۃ صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ افضل ہین تمام انبیا بلکہ تمام مخلوقات علوی و سفلی سے کہ خدا ے پاک کی
بارگاہ عالی مین کوئی نبی یا ولی یا فرشتہ کروبی آن حضرت کے برابر قرب و منزلت نہین رکھتا ہی وللہ در قائل
شعر یا صاحب الجمال ویا سید البشر ✽ من وجہک المنیر لقد نور القمر ✽
لا یمکن الثناء کما کان حقہ ✽ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر ✽ اور شیخ محی الدین ابن عربی کہ
تمہارے مہدی جونپوری انکے حق مین بولے ہین کہ جو کچھ شیخ محی الدین ابن عربی نے لکھا ہی اول لوح محفوظ
دیکھکر بعد تحریر کیا ہی وہ بھی یہی اعتقاد رکھتے تھے چنانچہ تصانیف انکے اس اعتقاد پاک سے مالا مال ہین پس

تم لوگ اپنے مہدی کے کون سے کلام کو خطا جانتے ہو یہ دعوی تسویہ کا کہ مخالف ہی لکھے شیخ اکبر کے اور
نوشتہ لوح محفوظ کے خطا ہی یا یہ بشارت کہ شیخ اکبر کے حق مین دی ہی خطا جانتے ہو اور ہر دو صورت مین تمھارے
اصول پر مہدویت برباد ہو جاتی ہی کہ مہدی معصوم چاہیے ہر خطا سے شرح مقاصد مین لکھا ہی کہ بعضے
کرامیہ سے کہ ایک فرقہ ہی اہل ہوا سے منقول ہی کہ ولی کبھی درجۂ نبی کو پہونچتا ہی بلکہ اعلی ہو جاتا ہی اور بعضے صوفیہ
سے منقول ہی کہ ولایت افضل ہی نبوت سے اور ولی جب کہ نہایت مقام محبت اور صفائی قلب کو پہونچتا ہی
اوس سے امر و نہی الٰہی ساقط ہو جاتی ہی اور یہ سب باتین فاسد و باطل ہین باجماع مسلمین بعد اسکے ہر ہر کا
تفصیل رد کیا اور دوسرے مقام مین لکھا کہ تمام مسلمانون نے اجماع کیا ہی اس بات پر کہ افضل الانبیا محمد ہین
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور شرح مواقف مین بحث دلائل عصمت انبیا مین لکھا ہی کہ غیر انبیا کو انبیا پر فضیلت دینا باطل
ہی بالاجماع اور کسی کو آحاد امت سے افضل کہنا انبیا علیہم السلام پر باطل ہی کہ اسکے بطلان مین کچھ شک
نہین ہی لیکن اب انصاف کا مقام ہی کہ اجماع دلائل قطعیہ سے ہی اور انکے مہدی خود قائل ہین کہ منکر اجماع صحابہ
نبوت کا کافر ہوتا ہی چنانچہ مذکور ہوا باین ہمہ ان تمام احکام اجماعیہ کا انکار کرتے ہین اور اپنے مہدیکو افضل
انبیا سے اور برابر سید الانبیا علیہ و علیہم التسلیمات کے جانتے ہین اور کہتے ہین کہ علماے محققین اہل سنت
کے پاس مہدی اس حکم مین داخل نہین ہین استغفر اللہ العظیم حاشا کہ علماے محققین یہ اعتقاد رکھتے
ہون بلکہ علماے محققین اہل ظاہر و باطن بالتمام اسکے منکر ہین اور اس اعتقاد والون کو زمرۂ اہل اسلام سے
نہین جانتے ہین اور مہدی یا غیر مہدیکو کبھی اس کلیہ سے مستثنی نہین کرتے ہین چنانچہ شیخ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ
علیہ نے مکتوب مجددی مین نقل کیا کہ حافظ نسفی نے تفسیر مدارک مین فرمایا ہی کہ پھسلا ہی قدم بعضی
قوم کا کہ ولی کو نبی پر تفضیل دیتے ہین اور یہ کفر جلی ہی اور تعرف مین کہ اس قوم کے علم مین کتاب معتبر ہی
اور شیخ شہاب الدین سہروردی فرماتے ہین لولا التعرف ما عرفنا التصوف مذکور ہی کہ اجماع
کیے ہین اس بات پر کہ انبیا علیہم السلام افضل بشر ہین اور کوئی بشر ایسا نہین ہی کہ فضل مین برابر انکے ہووے
نہ صدیق نہ ولی اور کوئی اگرچہ بزرگ ہووے قدر اوسکی اور بڑی ہووے شان اوسکی اور بلند ہووے
رتبہ اوسکا اور ابو یزید بسطامی قدس سرہ نے فرمایا ہی کہ آخر نہایت صدیقین کی اول احوال انبیا کا ہی اور نہایت
انبیا کی کچھ حد و غایت معلوم نہین ہو سکتی ہی اور یہی فرمایا ہی کہ مثال معرفت اور علم خلق کی نسبت پیغمبر کے
ایسی ہی جیسے کہ تری کہ مشک دہان بستہ سے نکلتی ہی اور بعض مشائخ نے کہا ہی کہ کسی پیغمبر سے تو عرض

وتسلیم کا کمال سوائے حبیب و خلیل علیہما السلام کے نہیں پایا ہی اس سبب سے اگرچہ حالت مشاہدہ اور قرب
مین ہوا ایس کمال پر پہونچنے سے ناامید ہین اور ابو العباس نے کہا ہی کہ ادنی منازل مرسلین کے اعلی مراتب انبیا
کے ہین اور ادنی منازل انبیا کے اعلی مراتب صدیقون کے ہین اور ادنی مراتب صدیقون کے اعلی مراتب
شہدا کے ہین اور ادنی مراتب شہدا کے اعلی مراتب صالحین کے ہین اور ادنی منازل صالحین کے اعلی مراتب مومنین کے ہین
تمام ہوا کلام تعرف کا اور شرح تعرف مین لکھا ہی کہ مراد بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی کلام مذکور الصدر سے
یہ ہی کہ کوئی شخص خلق مین سے اسرار مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مطلع نہین ہو سکتا ہی اور اگر تمام خلق
جمع ہو وے اور معرفت اور علم اپنا جمع کرین کمال مصطفی کو نہ پہچانین اور اس پہچاننے کو پہچاننا مانند
تری سر مشک کے ہی کہ اوس تری سے اس قدر معلوم ہوتا ہی کہ مشک مین کیا ہی لیکن مقدار و صفات
معلوم نہین ہوتی اور اگر یہ تری نہوتی تو یہ بھی معلوم نہوتا کہ اسمین کیا ہی انتہی یہ علماے محققین اہل ظاہر و
باطن کے اقوال و اعتقاد ہین نہ جیسا کہ تم لوگ سمجھے ہو اور در جواب روایات صاحب رسالہ کا کہ جو یہ دعوی
کیا ہی کہ ان روایات کو علماے متقدین نے اپنے کتب مین بلا تعرض روایت کیا ہی یہ ہی کہ حاصل ان دو روایت
کا نعیم بن حماد اور ایک روایت ابن ابی شیبہ کا کہ بیان تفضیل ابوبکر صدیق رض مین کو ہو چکی یہی ہی کہ تمام اولین
اور آخرین اہل سنت مین سے مہدویونکو ایک ابن سیرین کا قول ہاتھ لگا ہی کہ اوسکے بعضے طریقون روایت
مین تفضیل ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما پر اور بعض مین بعض انبیا پر بھی مذکور ہی اور اس قول کو مخالف
اجماع اہل اسلام کے دیکھکر کسی نے پسند نکیا مگر مہدویون نے اس قول کے اصل کو اپنے دین کا اصل
اصول ٹھہرایا اور آیات قرآنی کو کہ دال ہین تفضیل انبیا علیہم السلام اور افضلیت حضرت خاتم المرسلین پر
اور احادیث صحیحہ کو کہ صریح و نص جلی ہین اس مقدمے مین اور اجماع صحابہ وغیرہ مسلمین کو کہ دلایل قطعیہ
و یقینیہ ہی اس قول کے سامنے ترک کیا اب ان مصنف رسالہ سے کہ اپنے کلام کو نہایت مطابق قواعد
علم اصول کے سمجھتے ہین پوچھا جاتا ہی کہ کس کتاب اصول مین لکھا ہی کہ قول تابعی کو قرآن و حدیث و
اجماع پر ترجیح دینا اور یہ دعوی بھی غلط ہی کہ علماے متقدین نے اس قول کو بلا تعرض روایت کیا ہی
اسواسطے کہ مؤلف کتاب عرف وردی نے نعیم کی روایت کہ جسمین تفضیل علی بعض الانبیا ہی بیان
کرکے کہا کہ فی هذا ما فیہ یعنی اس کلام مین جو قباحت ہی کہ ظاہر ہی پھر مصنف ابن ابی شیبہ کی
روایت محمد بن سیرین سے کہ اسمین فقط فضیلت شیخین پر مذکور ہی لاکر کہا کہ یہ لفظ ضعیف تر ہی پہلی لفظ

سے اور میرے نزدیک دونوں کی وہی تاویل ہے جو کہ حدیث بل اجر خمسین منکم کی تاویل ہے یعنی
حمایت مہدی میں فتنے نہایت سخت ہونگے اور نصاریٰ بالاتفاق ہجوم کرینگے اور محاصرہ دجال کا ہوگا
کہ اسقدر آفات اور مصائب ماسبق میں اور انبیا علیہم السلام میں پیش آئے تھے اس سبب سے مہدیکو ان میں
ایک نوع کا فضل جزئی ہے نہ یہ کہ کثرت ثواب و رتبہ قرب الٰہی میں بھی اون سے افضل ہوں اسواسطے کہ
احادیث صحیحہ اور اجماع اسی بات پر ہے کہ ابوبکر و عمر افضل الخلق ہیں بعد انبیا و مرسلین کے انتہی اور یہی
تقریر رسالہ برہان میں بھی ہے پیچھے روایات مذکورہ کے منقول ہے با این ہمہ مصنف مذکور کے خیال میں آیا کہ
کچھ تعرض ان روایات کا سو یہان تک تو لکھدیا کہ یہ قول احادیث صحیحہ اور اجماع کے خلاف ہے یعنی اگرچہ
نسبت اوسکی ابن سیرین تک روایت صحیح ابن ابی شیبہ سے پہونچتی ہے لیکن متن اس قول کا بسبب مخالفت
مذکورہ کے باطل ہے اب اس سے زیادہ تعرض کیا ہوتا ہے آور یہ بھی معلوم رہے کہ علماے حدیث نے فقط
ابن ابی شیبہ کی روایت کو صحیح کہا ہے کہ اوس میں اسیقدر ہے کہ محمد بن سیرین نے کہا کہ اس امت میں ایک
خلیفہ ہووے گا افضل ابوبکر و عمر سے آور لفظ خلیفہ کا مہدی اور عیسیٰ دونوں پر صادق ہے چنانچہ
تفصیل اسکی بیان تفضیل امیر المومنین ابوبکرؓ میں گذرچکی پس اگر مراد عیسیٰ علیہ السلام ہیں تو کسیطرح اصول پر
کچھ اشکال نہیں ہوتا ہے اسلیے کہ عیسیٰ علیہ السلام بھی جو داخل امت محمدیہ ہیں اونسے افضل ہیں صدیق اکبر سے
چنانچہ یہی منقول شیخ اکبر کا ہے کہ اوپر گذرا اور اگر مراد امام مہدی ہیں تو وہی تاویل کرنا چاہیے جو کہ صاحب عرف
وردی نے کی ہے ورنہ مخالفت کلام شیخ اکبر سے مخالفت لوح محفوظ کی لازم آوے گی یا وہ بشارت
کہ مہدی متنازع فیہ نے شیخ اکبر کے حق میں دی ہے غلط ہو جاوے گی اور بطلان معصومیت کہ مستلزم ہے
بطلان مہدویت کو بھی لازم آوے گا اور روایت نعیم کہ جس میں تفضیل مہدی کی انبیا علیہم السلام پر
مذکور ہے علماے حدیث مثل صاحب عرف وردی وغیرہ کے اوسکے متن کو باطل المضمون بسبب مخالفت احادیث
و اجماع کے جانتے ہیں یا ماؤل جانتے ہیں اور اوسکی سند کو کسی نے صحیح نہیں کہا اور قاعدہ مقرر ہے کہ عدم تعرض مستلزم صحت
کو نہیں ہے اور صحت مستلزم معمول بہ ہونے کو نہیں ہے علماے حدیث اپنی کتابوں میں بہت سی حدیثیں بلا
تعرض لکھتے ہیں حالانکہ اوس میں ضعاف وغیرہ سب ہی ہوتی ہیں مگر بعضے محدث مثل ترمذی وغیرہ کے
کہ اپنے اوپر التزام بیان کا کرلیتے ہیں والبتہ تضعیف حدیث کے ضعف اور وجہ ضعف کو بھی بیان
کردیتے ہیں اور بہت حدیثیں اگرچہ صحیح ہوتی ہیں مگر معمول بہ نہیں ہوتی ہیں کہ بسبب ثبوت نسخ کے

یا مخالفت دلیل اقوی سےکہ اوس پر عمل نہین کرتے ہین پس روایت نعیم مین تفضیل مہدی کی انبیا علیہم السلام پر یا
برابری ساتھ سید الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یا الحاقات بعضے ملاحدہ اور زنادقہ یا روافض سے ہے
کہ ائمہ طاہرین کو افضل انبیا و مرسلین سے سمجھتے ہین یا اگر یہ قول محمد بن سیرین سے صادر ہوا ہی تو مراد وہی فضل جزئی
ہی کہ تاولین نے بیان فرمائی اور مراد برابری سے مشابہت بیچ اخلاق کے ہے جیسا کہ حدیث شریف مین وارد ہے
کہ یشبهه فی الخُلق ولا یشبهه فی الخَلق یعنی امام مہدی مشابہ ہونگے پیغمبر صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے اخلاق محمدیہ مین اور مشابہ نہونگے بیچ شکل وصورت کے شارحین حدیث لکھتے ہین کہ مراد یہ ہے کہ ہیچ
شکل مین مشابہ نہونگے ورنہ بعضی باتون مین ہم شکل حضرت رسالت کے ہونا احادیث مین وارد ہے چنانچہ ابوداؤد مین
ہے کہ فرمایا حضرت رسالت پناہ نے کہ المهدي مني اجلى الجبهة اقنى الانف يملأ الارض قسطا
وعدلا كما ملئت ظلما وجورا يملك سبع سنين یعنی مہدی میری نسل و ذریت سے ہے کشادہ
پیشانی بلند بینی بھر دیگا زمین عدل و انصاف سے جیسا کہ بھری ہوگی ظلم و ستم سے مالک ملک ہوگا سات
برس انتہی پس محمد بن سیرین کے کلام مین لفظ یعدل النبی سے مقصود یہی ہے کہ یشبه النبي في الاخلاق نہ معنی
برابری و مساوات مرتبے کے جیسا کہ مہدوی نے سمجھے ہین کس عاقل کے ذہن مین آوے گا کہ جب صحابہ کا اجماع
جمہوری یا کلی علی اختلاف الاقوال افضلیت ابوبکر صدیق پر یا اجماع مرکب افضلیت ابوبکر و علی پر ہو چکا کہ اوس سے
لازم آیا کہ کوئی شخص اولین و آخرین سے امت محمدیہ مین افضل ابوبکر و علی رضی اللہ عنہما سے نہین ہی چنانچہ
مہدوی متنازع فیہ کے قول سے بھی منکر اجماع صحابہ بثبوت کافر ہوتا ہی جیسا کہ اپنے مقام مین گذر چکا با این ہمہ
محمد بن سیرین سے تابعی جلیل القدر کے حق مین گمان کیا جاوے کہ وہ ایک شخص کو اس امت مین سے
خرق اجماع کرکے امیر المومنین ابوبکر صدیق رض پر تفضیل دیتے تھے بلکہ اس سے بڑھکر انبیا پر تفضیل دیتے تھے
اور سپر طرہ یہ کہ حضرت خاتم المرسلین کے برابر جانتے تھے استغفر الله العظيم كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ
اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا کیا مسائل اجماعیہ پر ابن سیرین کو اطلاع نہ تھی یا آیات قرآنیہ کہ دال
ہین تفضیل انبیا علیہم السلام پر اونکو یاد نہ تھین یا احادیث صحیحہ کہ نص صریح ہین افضلیت حضرت خاتم المرسلین
مین اونکے گوش تک نہ پہنچی تھین کہ ایسا اعتقاد تمام اہل اسلام کے خلاف اختیار کرتے العیاذ
باللہ العظیم اب چند آیات و احادیث اس قسم کی بیان کیجاتی ہین دلیل اول اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى اٰدَمَ
وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ یعنی اللہ تعالی نے چن لیا اور اختیار کیا آدم

فائدہ [illegible]

اور نوح اور آل ابراہیم اور آل عمران کو عالمین پر شرح مقاصد مین لکھا ہی کہ آل ابراہیم اور آل عمران مین سے غیر
انبیا مخصوص ہین بدلیل اجماع پس آدم اور نوح اور تمام انبیا علیہم السلام برگزیدہ ہین عالمین پر اتنی عالمین
مین ملائکہ اور اولیا اور مہدی وغیرہ سب داخل ہین اور کوئی دلیل مخصص کسی کے واسطے موجود نہین ہی
پس انبیا علیہم السلام سب عالم علوی اور سفلی سے افضل ہین اور باتفاق جمیع اہل اسلام حتی کہ مہدوی بھی
اس بات کے قائل ہین کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیا سے افضل ہین اور یہ بھی مسلم ہی کہ افضل کا
افضل افضل ہوتا ہی پس ثابت ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل ہین سب عالم سے **دلیل دوم**
تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ مِّنْهُم مَّن كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ
یعنی ان پیغمبرون مین ہمنے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہی اون مین سے بعضے ایسے ہین کہ اللہ تعالی
نے اونسے کلام کیا اور بعضون کے درجات بلند کر دیے تفسیر کشاف مین لکھا ہی کہ کلام جنسے کیا وہ موسی
علیہ السلام ہین اور درجات بلند کیے یعنی تمام انبیا سے اونکو بلند رتبہ کیا کہ سبب بدرجات کثیرہ افضل ہو گئے ظاہر ہی
کہ اس سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین اسلیے کہ جو آیات و معجزات کہ انکو ملے ہین دوسرون کو نہین ملے
ہین اگرچہ ہزار سے زیادہ آیات انکو ملے ہین مگر ایک قرآن ایسی آیت باہرہ ہی کہ اگر کوئی آیت نہوتی سوا اسکے
تو بھی سب انبیا کے معجزون سے افضل ہوتا چہ جائیکہ سوائے اسکے اور بہت سے معجزات باہرہ اور کمالات
ظاہرہ اور اخلاق طاہرہ کہ متمم اخلاق اولین اور ہادی آخرین کے ہین ذات اقدس مین موجود ہون کیونکر
رتبہ سب سے عالی تر نہو اور شیخ جونپوری کے نقائص اخلاق اور معائب احوال ماقبل مین خصوصاً دلیل اخلاق مین
بخوبی واضح ہو چکے امام رازی نے تفسیر کبیر مین فرمایا کہ امت نے اجماع کیا ہی اس بات پر کہ بعضے پیغمبر افضل ہین
بعض سے اور اجماع کیا ہی اس بات پر کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل ہین سب سے ابتدائے بحث سے یہان تک
سنتے جایے کیسے کیسے انکار اجماع کے ناقل ہین مگر مہدوی ایسے غافل ہین کہ اپنی ترانہ سرائی مین کسی کی
نہین سنتے کہ شعر محبت مہدی ہر گشتہ تمام تن تناتن تن تناتن تن تناتن سو اس ترانے کے اور بہت سے دوہرے
اور چھند انکے بزرگون سے منقول ہین کہتے ہین کہ وہ چھند عرش کے کنگرون پر لکھے ہین مختصر کلام کہ حضرت
امام فخر الدین رازی نے اونمین دلیلین اس امر اجماعی یعنی فضل محمدی پر لکھا ہین کہ یہ چار دلیلین ما بعد کی اونمین مذ
سے ہین **دلیل سوم** فرمانا اللہ سبحانہ وتعالی کا **وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ** یعنی نہین
بھیجا ہمنے تمکو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مگر رحمت واسطے عالمین کے جب رحمت سب عالم کے واسطے ہوئے

تو لازم ہوا کہ افضل سب عالم سے ہووین اور مہدی بھی اعلیٰ عالم ہووین دلیل چہارم کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ
اُخرِجَت لِلنَّاسِ یعنی ہو تم بہتر امت کہ نکالی گئی اور ظاہر کی گئی واسطے آدمیون کے اور امت کو
جو یہ بہتری اور خوبی حاصل ہوئی بسبب متابعت آنحضرت کے ہوئی کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے قُل اِن کُنتُم تُحِبُّونَ
اللّٰہَ فَاتَّبِعُونِی یُحبِبکُمُ اللّٰہُ یعنی کہو اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ اگر ہو تم لوگ محبت رکھتے اللہ تعالیٰ
سے پس میری پیروی کرو خدا تمسے محبت کریگا یہان سے معلوم ہوا کہ مہدی کو جو کچھ مرتبہ ملے گا بسبب پیروی
و تبعیت حضرت کے ملے گا پس جسکی پیروی سے مرتبہ حاصل ہووے اُسکا مرتبہ کیونکر عالی ہوگا دلیل
پنجم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہین طرف جن و انس کے اور حضرت کے پیرو لوگ جس قدر ہین کسی کے
نہین ہین اور بموجب حدیث شریف کے کہ مَن سَنَّ سُنَّۃً حَسَنَۃً فَلَہٗ اَجرُھَا وَاَجرُ مَن عَمِلَ بِھَا
اِلٰی یَومِ القِیَامَۃِ یعنی جسنے ایک سنت اور طریقہ اچھا نکالا اوسکو اس طریقے پر آپ چلنے کا بھی ثواب
ملے گا اور جس قدر لوگ قیامت تک اس طریقے پر چلینگے اون سب کے ثوابون کے برابر بھی ثواب اُسکو ملے گا
اب ثابت ہوا کہ اگر مہدی جونپوری نے مدت العمر جو کچھ ریاضت و عبادت ظاہری اور باطنی کہ دونون مین
دعوی کمال اتباع حضرت رسالت کا رکھتے تھے کرکے ثواب کمایا تھا اوسکے برابر حضرت کو بھی پہونچا اور سوا
اسکے بارہ سو برس مین مشرق سے مغرب تک جس قدر مسلمان علما و اولیا و ائمہ دین و جمہور مسلمین روم و شام
و مغرب و کردستان و بلاد مصر و حبش و عربستان و سیستان و کابلستان و چین و ترکستان و سند و دکن و ہندوستان
و خطا و ختن و تبت و جاپان و عراق و خراسان و بلغار و داغستان و مکران و مازندران و جزائر دریاے شور وغیرہ مین
اعمال صالحہ بجا لاے ہین کہ وہ خلائق اور انکے حسنات حد حساب سے باہر ہین سب آنحضرت کے واسطے
موجب ترقی درجات کے ہین اسیواسطے حضرت نے بجا احادیث صحیحہ مین کثرت امت پر فخر فرماتے ہین
اور مہدی جونپوری کے پیرو اس خلائق بیشمار کے سامنے ایسی نسبت رکھتے ہین جیسے کہ قطرے کو
دریا سے اسلیے کہ وہ تو یہی چند ڈھونڈاری و مارواڑی و گجراتی و دکنی ہین اور بس سو وہ بھی بہتون سے سوا
چند فقیرون اور مسکینون کے باج خوری و ظلم شعاری و دنیاداری مین مشغول ہوکر مرجاتے ہین کہ انکے مہدی کے
اقوال کے موافق نہ ہجرت اور نہ ترک دنیا کی کہ انکا ایمان بھی صحیح کہان ہوتا ہے جیسا کہ باب اول مین معلوم ہوا
اور مرتے وقت کا ترک دنیا اور توبہ کرنا اگر بالفرض مقبول بھی ہو جب بھی تمام مدت عمر گذشتہ مین اعمال صالحہ سے
آپ بھی محروم رہے اور اپنے مہدی کو بھی محروم رکھا اور کچھ انکی ترقی درجات کا سبب نہوئی دلیل ششم

اللہ سبحانہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا کہ قرآن کی ہر ایک سورت سے خلق کا مقابلہ کرو پس
فرمایا کہ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ یعنی اگر اس قرآن مین کچھ شبہہ ہی تو اسکے مانند ایک سورت بنا لاؤ اور
سب سے چھوٹی سورت سورۂ کوثر ہی کہ تین آیت کی ہی پس ہر تین آیتین تمام مخلوق کو مقابلے مین عاجز
کردین اور چونکہ قرآن مین کچھ اوپر چھہ ہزار آیت ہی پس لازم ہوا کہ فقط قرآن مین کچھ اوپر دو ہزار معجزہ ہوا قطع نظر
دوسرے معجزات سے اور جب کہ موسی علیہ السلام کو نو معجزون سے فخر تھا حضرت کو ہزارہا معجزون سے
کیسا کچھہ فخر حاصل ہو گا حالانکہ یہ معجزات قرآنیہ اور انبیا کے معجزون سے کیفیت مین بھی افضل ہین اسواسطے
کہ وہ او نھین کے دم تک تھے اور بعد انکے اب کوئی دیکھا چاہے تو میسر نہین ہین بخلاف معجزات قرآنی کے کہ
جسوقت جسکا دل چاہے دیکھہ لے اور جس سے چاہے مقابلہ کرے کہ کوئی جن و انس ایسا کلام بنا نہین سکتا اگر
اور ظاہر ہی کہ خلعت جسقدر اشرف ہوگا صاحب اُسکا افضل ہوگا اب سنیئے مہدی متنازع فیہ کے
قرآن کا حال کہ انھون نے تمام عمر مین یہ عبارت تیار فرمائی اور دعوی کیا کہ یہ کلام مجھے خدا تعالی
نے بے واسطہ فرمایا ہی مگر اس مطلب کی تقریر ایسی بے ڈھب کی کہ اوسی سے واسطہ بھی نکلتا ہی
اور عبارت حنظل کی ایسی بنائی کہ جو سنتا ہی سو ہنستا ہی شاید کہ خراسان کے سفر مین کہین کشمیر کے قریب
یہ عبارت بنی ہی کہ زعفران زار کی تاثیر رکھتی ہی وہ عبارت یہ ہی کہ سید خوندمیر انکے داماد و خلیفہ نے شرع
عقیدۂ شریفہ مین کہ جسکو مہدوی کلمات مہدی سے نازلات آسمانی سے جانتے ہین نقل کی ہی
بسم اللہ الرحمن الرحیم قال الامام المہدی صلی اللہ علیہ وسلم علمت من اللہ
بلا واسطة جدید الیوم قل انی عبد اللہ تابع محمد رسول اللہ محمد مہدی الزمان وارث
نبی الرحمان عالم علم الکتاب والایمان مبین الحقیقة والشریعة والرضوان
انتہی اب انصاف کرکے خود اور انکے خدا دونون کی عبارت کو بغور ملاحظہ کرنا چاہیے خود کا مقصود یہ ہی
کہ مین بلا واسطہ فرشتون کے خدائے عالم سے تعلیم پاتا ہون اور عبارت سے بمقتضا اس قاعدے
کے کہ نفی مقید مین انتفا قید کا ہوتا ہی نہ اصل مقید کا یہ معنی نہین سمجھے جاتے بلکہ یہ سمجھا جاتا ہی کہ
واسطہ جدید نہ تھا ورنہ لفظ جدید لغو ہو جاتا ہی اور اس سے واسطہ قدیم کے نفی نہ نکلے اب پوچھا جاتا ہی
کہ واسطہ قدیم کون ہی اگر جبرئیل مراد ہین تو کیا سبب کہ ہمیشہ کلام معجز نظام لایا کرتے تھے اور تمھارے
پاس ایسا کلام لائے کہ طلبہ نحو خوان بھی اس سے بہتر بنا سکتے ہین اور اگر سوائے جبرئیل کے کوئی

ف
بیان

دوسرا یہ تو معلوم ہوتا ہی کہ کلام من اللہ نہین ہی ورنہ ایسا ساقط رتبہ بلاغت سے کیون ہوتا اور مہدوی اپنی کتابون مین تیس فرض بیان کرتے ہین اوسمین ایک فرض یہ بھی ہی کہ مہدی کو ہر روز کے واسطے نو تعلیم خدا سے جاننا چنانچہ سید میران جی نے اسی عقیدہ خوندمیر سے یہ احکام مستنبط کیے ہین اس عبارت مین اگر لفظ نو لفظ واسطے سے متعلق رکھو تو اسکا تعرض ہو چکا اور اگر لفظ تعلیم سے متعلق کرو تو یہ معنی عجیب ہونگے کہ جدید منصوب پڑھا جاوے حالانکہ جیسا کہ جدید کے بعد تاے تانیث نہین ہی الف بھی سواے الف الیوم کے کسی نسخے مین نہین ہی اور بالفرض اگر ہو تو بھی عبارت تکلف و سخافت سے خالی نہین ہی اب عبارت آسمانی کو دیکھا چاہیے کہ قطع نظر رکاکت عبارت و ترکیب سے کہ بادی النظر مین معلوم ہوتا ہی کہ کلام کسی عرب یا ادیب کا نہین ہی خطاے لفظی و معنوی سے خالی نہین ہی اسواسطے کہ لفظ علم کا عالم علم الکتاب و الایمان مین نے موقع محض ہی عالم الکتاب لیکن تھا علم کو عالم کا مفعول فی النا غلط یا پر تکلف ہی دوسرے یہ کہ ایمان کا عطف علم پر یا کتاب پر کسی پر زیبا نہین معلوم ہوتا کہ عالم الایمان یا عالم علم الایمان ہر دو نے زیب ہی کیونکہ ایمان خود علم ہی گرویدگی کے ساتھ اور ایسی حال ہی مبین الحقیقت والشریعت والرضوان کا کہ اگر رضوان سے مراد اسباب رضاے الٰہی ہی تو حقیقت اور شریعت اوسکو جامع ہی پس عطف رضوان کا بجز ورشتی اسجاع کے نے معنی ہی اور اگر مراد یہ ہی کہ مبین معنی لفظ رضوان کا ہون تو کچھ حاجت بیان کی نہین ہی کہ سب جانتے ہین غرض کہ کلام کسی درجہ بلاغت کیا بلکہ محاورہ اور روزمرہ سوقیان عرب کے بھی مطابق نہین ہی پس اس کلام کو ساتھ کلام قرآنی کے جو نسبت ہی وہی نسبت مہدی جونپوری کو ساتھ حضرت رسالت کے ہی اور نسبت کلامین مین یہ ہی کہ کلام قرآنی اعلی درجہ بلاغت مین حد اعجاز پر ہی اور یہ کلام بلغا کے نزدیک ادنی درجہ بلاغت سے بھی ساقط اور نیچے ہی کیونکہ جو کلام کہ فی نفسہ صحیح الاعراب اور مفید معنی مقصود کو موافق قواعد عربیت کے ہو لیکن لطائف اور خواص زائدہ سے معرا ہو بلغا اسکو ادنی درجہ بلاغت سے ساقط اور ملحق باصوات الحیوانات کہتے ہین **دلیل ہفتم** قال اللہ تبارک و تعالی عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا یعنی قریب ہی کہ اوٹھاوے تمکو ای محمد رب تمہارا مقام محمود مین مواہب لدنیہ مین لکھا ہی کہ مفسرین کا اتفاق ہی کہ کلمہ عسی کا جناب باری کی طرف سے واجب ہوا کرتا ہی اسواسطے کہ کلمہ عسی دال ہی اطماع پر اور محال ہی کہ جناب باری تعالی کسی کو طمع دیوے اور

امیدوار فرماوے پھر محروم رکھے پس یقینی ہوا کہ حضرت کو اللہ تعالی مقام محمود عنایت فرماویگا اور واحدی
نے کہا کہ مفسرین نے اجماع کیا ہی کہ مقام محمود مقام شفاعت کا نام ہی اور محمود اسواسطے کہتے ہیں
کہ جب ایسی حالت اضطرار میں کہ اولین و آخرین اہل محشر بیقرار ہونگے اور سب انبیا علیہم السلام جواب دیتے ہونگے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کمر ہمت باندھکر شفاعت کرینگے اور مخلوق کو اوس حالت سے نجات دیوینگے تمام
اولین اور آخرین حمد و ثنا میں آنحضرت کی زبان کھولینگے اور سب ادنی اور اعلی پر منکشف ہو جاویگا کہ جو قرب
و منزلت حضرت کو درگاہ بے نیاز میں حاصل ہی کسیکو حاصل نہیں ہی چنانچہ حدیث صحیح امام بخاری اور مسلم کی
اسپر شاہد عادل ہی کہ خلاصہ اسکا یہ ہی کہ فرمایا حضرت نے کہ اَنَا سَیِّدُ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یعنی میں
سردار آدمیونکا ہوں دن قیامت کے تم جانتے ہو کہ کس سبب سے یہ سیادت مجھکو حاصل ہی اللہ تعالی اولین
اور آخرین کو ایک زمین پر جمع کریگا اور آفتاب اونکے سرونکے نزدیک ہو جائیگا اور اسقدر غم اور سختی ہوویگی
کہ طاقت برداشت کی نرکھکر حامی اور شفیع ڈھونڈھتے پھرینگے پہلے آدم علیہ السلام کے پاس آوینگے اور
کہینگے کہ تم تمام البشر کے باپ ہو تمکو اللہ تعالی نے اپنے ہاتھ سے بنایا اور اپنی طرف سے روح تم میں
پھونکی اور ملائک کو تمہارے سجدے میں جھکایا اور بہشت بریں میں تمکو بسایا ذرا ہماری شفاعت اپنے
رب کے پاس نہیں کرتے کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ ہم کس بلا میں گرفتار ہیں حضرت آدم فرماوینگے کہ میرا رب
آج کے روز ایسا غضب میں ہی کہ نہ کبھی ایسا غضب میں ہوا تھا اور نہ ہوویگا اور مجھکو تو ایک درخت سے
ممانعت فرمائی تھی مجھسے نافرمانی ہوگئی ہی نفسی نفسی نفسی میں اپنے نفس کی بخشائش کی فکر میں ہوں کسی
اور کے پاس جاؤ نوح کے پاس جاؤ پھر نوح علیہ السلام کے پاس آوینگے اور وہاں سے بھی ایسی تقریر ہوکر
محروم پھرینگے غرض کہ اسیطرح حضرت ابراہیم اور موسی اور عیسی علیہم السلام کے پاس بدلالت ایک دوسرے
کے جاوینگے اور ہر جاے سے اسی قسم کے عذر و حیلے سنکر مایوس پھرینگے جب آخر کو بدلالت عیسی علیہ السلام
کے حضرت خاتم المرسلین سید الاولین والآخرین کے پاس آکر بولینگے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم رسول اللہ
اور خاتم الانبیا ہو اور تمکو بشرت ہی کہ تمہارے پہلے اور پچھلے گناہ سب معاف ہیں یعنی اگر تمسے بالفرض
کچھ گناہ بھی ہوا ہوتا تو پہلا اور پچھلا سب معاف ہوتا آپ نہیں دیکھتے ہیں کہ ہم کس حالت میں مبتلا
ہیں ہماری سفارش کیجیے اپنے پروردگار کے پاس پس چلونگا میں پس آؤنگا نیچے عرش کے اور سجدے
میں گرونگا اور وہ حمد و ثنا خدا تعالی میرے دل پہ کھولے گا کہ کسی پہ مجھسے پہلے نہیں کھولا ہی اور حکم

ہوگا کہ ای محمد اوٹھاؤ سر اپنا مانگو دیے جاؤ گے شفاعت کرو قبول کی جائے گی پس مین سر اوٹھا کر عرض
کرونگا امتی یا رب امتی یا رب مین اپنی امت کو مانگتا ہون ای رب میرے الحدیث القصہ اگرچہ اصالۃ
امت کا سوال ہی مگر بطفیل انکے سب خلق کا راستہ نکلیگا کہ اس طپش اور انتظار سے نجات پاکر ہر شخص اپنے
مقام کو پہونچیگا کہ لا انتظار الشد من الموت کہتے ہین اوسوقت ایک عالم حضرت کی ثناخوانی مین مصروف
ہوگا کہ جان لیوے گا اس جوش غضب آلہی مین کہ کسی نبی مرسل اور ملک مقرب کو طاقت دم مارنے کی
نتھی حضرت کا وہ جاہ و رتبہ تھا کہ جو مانگا سو دیا گیا اور جو کہا سو سنا گیا کوئی شخص خدائے عالم کے پاس
یہ مقام و منزلت نہین رکھتا ہی جو کہ آپ کو حاصل ہی اور کتب حدیث مین بروایات کثیرہ یہ حدیث وارد ہی
مگر کسی مین یہ نہین ہی کہ خلق اس حالت مین جیسا کہ پیغمبرونکے پاس دوڑے گی مہدی کے پاس بھی
آئے گی یا کہ مہدی بھی حضرت کے ساتھ مقام محمود مین ہونگے پس معلوم ہوا کہ اہل محشر سے جاتے
تھے کہ سوائے انبیا علیہم السلام کے کوئی شخص طاقت استکام کی نہین رکھتا ہی مہدی ہو یا فرشتہ یا ولی
اس سبب سے کسی سے سوائے پیغمبرونکے التجی نہونگے جب امام مہدی حقیقی کو بھی اس مقام مین دخل
نہوگا تو مہدی جونپوری کا کیا حساب ہی اور تو اور نظر اسکے اونکو اوسوقت فرصت کہان ہوگی کہ خلق
خدا کے اس حال ابتر پر رحم کرین یا متوجہ ہووین وہ اپنی کدخدائی کی فکر مین تگ و پو کر رہے ہونگے چنانچہ تحفہ اہل
مین لکھا ہی کہ محشر مین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مہدی نوری ہاتی پر سوار ہونگے کہ نام اوسکا محمود ا
ہوگا اور گرد انکے انبیا اور رسل اولو العزم اور اولیا و شہدا اور حجاج وغیرہم مومنین امت محمدی جاتے
ہونگے اور وقت اس ہاتی کے اسقدر لمبے ہونگے کہ ان پر تمام فرقہ مہدویہ سوار ہوگا غرض کہ
میدان حشر مین کہ خلق اپنے حال مین مبتلا ہی گشت کرکے آگے ذو الجلال کے آکر تجلی اوجلوہ
اسکا دیکھینگے بی بی مریم اور بی بی آسیہ سے ہوگا بعد اسکے عرصات مین آکر دو محمد شفاعت کرینگے انتہی
سبحان اللہ خلق اس حال پریشان مین مبتلا ہو کہ آفتاب سر پر ہی اور مجمع اولین و آخرین سے
ایک کشاکش ہو رہی ہو اور پسینا کسیکے گھٹنون تک کسیکی کمر تک کسیکے مونھہ تک اور دوزخ کو
ملائک کھینچکر سامنے کر دیوین کہ اوسکے شعلے اور سوزش علاوہ تکلیف دے رہی ہو اوسوقت
ان بزرگوار کو اپنی شادی سوجھے اور شفاعت کو شادی کے بعد پر رکھین اور حضرت خاتم الرسالت
اور دوسرے انبیا کا حال تو معلوم ہوا کہ انبیا اپنے اپنے نفسون کی فکر مین ہیبت آلہی سے گھبرا رہے

مہدی جونپوری کی سواری براق کا میدان حشر مین نکلنا اور خود کا فیل محمود پر اور تمام مہدویہ کا اوسکے دانتون پر سوار ہونا

ہونگے اور آنحضرت خلق کے بچانے کی فکر مین سات روز تک سجدے مین پڑے ہونگے کہان یہ
شادی اور فیل سواری اور کہان وہ حضرت **نظم** سینہ صافان انجم محنت کشان بیش از خود ست ٭
آب می نالد ازان باری کہ بر پشت پل ست ٭ بنی آدم اعضاے یکدیگرند ٭ کہ در آفرینش ز یک گوہرند
تو کز محنت دیگران بیغمی ٭ نشاید کہ نامت نہند آدمی ٭ طرہ یہ کہ ہاتی کسی روایت میں اوس عالم کے
مراکب مین سننے مین نہین آیا تھا شاید کہ مارواڑ یا پورب و دکن سے گیا ہوگا کہ وہان کے عالم کا
رنگ دیکھکر نوری بن گیا ہوگا غلط کہا مینے محمود نام اوس ہاتی کا تھا کہ اصحاب فیل کے ہاتون
مین کہ خانۂ کعبہ ڈھانے کو آئے تھے سب سے زیادہ قوی و بڑا تھا اس ہاتی کا بھی یہی نام ہے اغلب
کہ وہی ہے اور سب سواریان براق اور گھوڑے اور اونٹ اور تخت روان چھوڑ کر ہاتی کے اختیار
کرنے کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ شادی ساتھ بی بی آسیہ جورو فرعون کے ہے اور پہلا خاوند کہ ہاتی دانت
کے تخت پر بیٹھا تھا جب تک دوسرا خاوند خود ہاتی پر نہ بیٹھے تو کیا فخر و ترجیح ہوگی اور اسیواسطے
تمام مہدویونکو دانتون پر سوار کیا تا کہ معلوم ہو کہ شوہر نخستین اگر اپنے خود ایک تخت عاج رکھتا تھا
یہان ہر چیلہ اور بالکا آج عاج پر سوار ہے کہ تخت فرعونی اوسکے سامنے نگونسار ہے علاوہ یہ کہ دیلمی نے
حضرت عائشہ سے روایت کیا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالی تزویج کریگا میرے
ساتھ بہشت مین مریم بیٹی عمران اور کلثوم خواہر موسی اور آسیہ عورت فرعون کو اور طبرانی نے بھی
کبیر مین حضرت مریم اور آسیہ کا زوجۂ آنحضرت ہونا روایت کیا جیسا کہ سیرت محمدیہ مین موجود ہے
پس یہ دونون بیبیان مہدی جونپوری کی مان ہوئین بمنطوق اس آیت کے کہ ازواجہ امہاتہم
یعنی جورووان پیغمبر کی مائین ہین مومنین کی پس شیخ جونپور کو اپنی ماں کے ساتھ نکاح کسطرح حلال
ہوسکتا ہے کہ یہ ٹھاٹھ شادی کا باندھا جاتا ہے نعوذ باللہ من سوء الفہم اب اس خرافات کو چھوڑ کر
دلیل ششم کا بیان کیا جاتا ہے **دلیل ششم** عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم انا سید ولد آدم یوم القیامۃ واول من ینشق عنہ القبر
واول شافع واول مشفع رواہ مسلم وابو داود یعنی فرمایا حضرت رسالتپناہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے کہ مین سردار اولاد آدم کا ہون دن قیامت کے اور سب سے پہلے قبر مین سے مین
نکلونگا اور سب سے پہلے شفاعت کرونگا اور سب سے اول میری ہی شفاعت مقبول ہوگی

انتہی شرح عقائد مین علامہ تفتازانی نے کہا کہ استدلال اس حدیث سے ضعیف ہی اسواسطے کہ
اس سے اسیقدر ثابت ہوتا ہی کہ حضرت افضل اولاد آدم سے ہین نہ کہ آدم سے ملا علی قاری نے
جواب دیا کہ اولاد آدم مین بعضے بالاجماع آدم علیہ السلام سے افضل ہین جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام پس
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کہ حضرت آدم کے افضلون سے افضل ہوئے آدم سے بلاشبہ
افضل ہوئے اور علاوہ یہ کہ ابن آدم سے کبھی نوع انسانی مراد ہوتی ہی پس آدم بھی داخل ہوئے اسیواسطے
حدیث شفاعت مین لفظ انا سید الناس کا آیا ہی اور بعضی حدیثون مین جو آیا ہی کہ پیغمبرون مین
ایک کو دوسرے پر تفضیل نہ دیو اور مجھکو موسی پر تفضیل نہ دیو اور کسیکو لائق نہین ہی کہ کہے مین یونس
ابن متی سے بہتر ہون اسکا جواب پانچ طرح سے ہی ایک کہ یہ باتین اوسوقت فرمائی ہین کہ حضرت کو
ابھی معلوم نہوا تھا کہ مین افضل سب سے ہون دوسرے یہ کہ تواضع اور انکسار سے فرمایا ہی
تیسرے یہ کہ اوس تفضیل سے منع فرمایا ہی کہ جس مین دوسرے انبیا کی تنقیص لازم آئے اور بے ادبی ہووے چوتھے یہ کہ
اوس تفضیل سے نہی فرمائی کہ جس مین جھگڑا اور خصومت اوٹھے پانچوین یہ کہ نفس نبوت مین تفضیل نہین
ہی بلکہ تفضیل خصائص اور فضائل زائدہ مین ہی اور نہی کا مدار تفضیل نفس نبوت پر ہی اور اعتقاد تفضیل کا تو ضرور
ہی کہ قرآن شریف مین ہی کہ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ و لَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّيْنَ
عَلٰى بَعْضٍ **دلیل نہم** عن ابی سعید رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
انا سید ولد آدم یوم القیامۃ ولا فخر وبیدی لواء الحمد ولا فخر وما من نبی یومئذ
آدم فمن سواہ الا تحت لوائی الحدیث رواہ الترمذی یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے کہ مین سردار اولاد آدم ہون دن قیامت کے اور نہین ہی یہ بات کچھ فخر سے بلکہ بیان نعمت
الٰہی کا کرتا ہون یا کہ مامور ہون اس امر کے اظہار کا تا کہ اسکے موافق لوگ اعتقاد رکھین اور میرے ہاتھ اور
تصرف مین ہوگا نشان حمد کا اور نہین ہی یہ بات کچھ فخر سے اور نہوگا کوئی پیغمبر اوسدن آدم اور سوائے
آدم مگر سب نیچے نشان میرے کے ہونگے اور تخصیص دن قیامت کی اگرچہ آن سرور سردار سب کے
دنیا اور آخرت مین ہین اسواسطے ہی کہ اوس روز سیادت اور سرداری آپکی بے خلاف اور بلانزاع ظاہر ہوگی
بخلاف دنیا کے کہ یہان ملوک کفار اور نفرلے معہود یہ نزاع بھی رکھتے ہین جیسا کہ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ
اور لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ کے معنی ہین یعنی اگرچہ آج بھی مالک اللہ تعالی ہی اور مالک

سب وسیلا ہی لیکن چونکہ بعضے مجازاً اپنی طرف بھی نسبت کرتے ہین اوس وزیہ نسبت بھی منقطع ہو جاوے
گی **فائدہ** اس حدیث سے ثابت ہوتا ہی کہ آنحضرت افضل ہین سب خلق سے اسواسطے کہ مذہب اہل سنت کا
یہ ہی کہ آدمی افضل ہی ملائک سے اور آنحضرت بموجب اس حدیث کے سب آدمیون سے افضل ہین اور شیخ محمد
صاحب جونپوری بھی آدمی ہین **دلیل دہم** عن ابی هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه
وسلم قال فاكسى حلة من حلل الجنة ثم اقوم عن يمين العرش ليس احد من الخلائق يقوم
ذلك المقام غيري رواه الترمذي یعنی فرمایا خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پس پہنایا جاونگا
مجھکو ایک لباس لباسون بہشت سے پھر کھڑا ہونگا مین سیدھے جانب عرش سے کہ کوئی شخص مخلوقات
الٰہی مین سے سوائے میرے اس مقام مین نہین کھڑا ہو گا اب غور کیجے کہ شیخ جونپوری بھی مخلوقات الٰہی سے
ہین اونکو بھی یہ مقام میسر نہو گا **دلیل یازدہم** عن عبد الله بن عمرو بن العاص ان رسول الله صلى الله
عليه وآله وسلم قال اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما يقول ثم صلوا علي فانه من صلى
علي صلوة صلى الله عليه بها عشرا ثم سلوا الله لي الوسيلة فانها منزلة في الجنة لا تنبغي
الا لعبد من عباد الله وارجو ان اكون انا هو فمن سأل لي الوسيلة حلت عليه الشفاعة
رواه مسلم یعنی فرمایا حضرت رسالتمآب نے کہ جب سنو تم مؤذن کو اذان کہتے پس کہو تم جیسا کہ وہ
کہتا ہی پھر بعد اذان کے درود بھیجو مجھپر اسلیے کہ جو شخص مجھپر ایکبار درود پڑھتا ہی اللہ تعالیٰ اوسپر دس بار رحمت
بھیجتا ہی پھر مانگو اللہ تعالیٰ سے میرے واسطے وسیلہ اسواسطے کہ وہ ایک مقام ہی بہشت مین کہ نہین لائق ہی
مگر ایک بندے کے واسطے بندگان خدا مین سے اور مین امید رکھتا ہون کہ وہ بندہ مین ہو وٗن پس
جو شخص کہ مانگے گا میرے واسطے وسیلہ اوترے گی اوسپر شفاعت مواہب لدنیہ مین لکھا ہی کہ حافظ عماد الدین
بن کثیر نے فرمایا کہ وسیلہ نام ہی ایک نہایت عالی مقام کا جنت مین کہ تمام مکانات بہشت سے قریب تر عرش
کے ہی اور وہ گھر ہی رسول خدا کا بہشت مین کہ اوسکو درجۂ رفیعہ اور بعضے فضیلہ بھی کہتے ہین اور بعد ایک
ورق کے اوسمین ہی کہ قول اللہ تعالیٰ کا طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَآبٍ طوبیٰ نام ہی ایک درخت کا
کہ اوسکو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے بویا ہی زیور اور لباس اوس مین اوگتے ہین اور شاخین اوسکی
دیوارون بہشت کے باہر سے نظر آتی ہین اور جڑ اوس درخت کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر مین ہی اور ہر
مومن کے گھر مین ایک شاخ اوسکی پہونچی ہی تاکہ ہر ولی کا حصہ حضرت کے پاس سے ہووے اور حضرت

سے بہشت کو بھر دیا ہی پس ہر ہر ولی کو جو نعمت بہشتی حاصل ہو حضرت کو وہ سب حاصل ہی اسواسطے کہ
ولی نے جو نعمت پائی ہی بدولت پیروی آنحضرت کے پائی ہی ایسی ابلیس جسنے دوزخ کو بھر دیا ہی کہ جو عذاب کسی
دوزخی کو ہی ابلیس اوس مین شریک ہی انتہی یہ اشارہ ہی طرف اوس حدیث کے کہ مسلم نے ابوہریرہ سے
روایت کی کہ فرمایا حضرت رسالت نے کہ من دعا الی ھدی کان لہ من الاجر مثل اجور من
تبعھم لا ینقص ذلک من اجورھم شیئا ومن دعا الی ضلالۃ کان علیہ من الاثم مثل
اثام من تبعہ لا ینقص ذلک من اثامھم شیئا یعنی جسنے خلق کو بلایا طرف ہدایت کے تو اسکو
اوسکے پیروون کے برابر ثواب ملیگا اور اس سے کچھ اونکے ثواب کم نہو جاوینگے اور جسنے کہ بلایا طرف گمراہی کے
اوسپر اسکے پیروون کے برابر گناہ ہو وینگے اور یہ بات کچھ اونکے گناہون کو کم نکرے گی یہ بھی ایک دلیل قوی ہی
افضلیت حضرت رسالت پر کہ تمام امت مہدیہ وغیرہ کا ثواب حضرت کی ذات جامع الکمالات مین مجتمع ہی
اور ثوابات ذاتی علاوہ اسکے ہین چند ورق پیشتر اسکی بحث ہو چکی ہی اور مواہب لدنیہ مین لکھا ہی کہ آیت
وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ
وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ یعنی جو شخص کہ اطاعت کرینگے خدا و رسول کی وہ اون لوگون کے ساتھ
ہونگے کہ جن پر حق تعالی نے انعام کیا ہی کہ انبیا اور صدیقین اور شہدا اور صالحین ہین اور صحیحین کی حدیث
کہ انت مع من احببت یعنی تو اسکے ساتھ ہوگا کہ جس سے محبت رکھتا ہی اور سوا اسکے اور احادیث
اس مضمون کی ہین ان سب کا یہ مطلب نہین ہی کہ اطاعت کرنے والے اور محبت رکھنے والے پیغمبرون کے
ساتھ ایک درجے مین ہونگے ورنہ لازم آوے کہ فاضل و مفضول اور خادم و مخدوم برابر ہو جاوین
کہ یہ ہرگز جائز نہین ہی بلکہ مراد یہ ہی کہ یہ لوگ جنت میں ایسی جگہ پر ہونگے کہ ہر ایک دوسرے کو دیکھنے کی
اور ملاقات کرنے کی قدرت رکھتا ہوگا اگرچہ مکان دوسرے کا عالی اور مرتبہ بلند ہو اسواسطے کہ جب حجاب
اور پردہ اوٹھ گیا تو ایک دوسرے کو مشاہدہ کرسکتا ہی یہی معنی ہین اس معیت کے دلیل دوازدہم
عن ابی بن کعب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم القیامۃ کنت
امام النبیین وخطیبھم وصاحب شفاعتھم غیر فخر رواہ الترمذی یعنی فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب ہوگا دن قیامت کا ہونگا مین امام پیغمبرون کا اور خطیب انکا اور صاحب شفاعت
انکا بلا فخر طریق استدلال اس حدیث سے یون ہی کہ حضرت کا امام الانبیا ہونا یہان سے ثابت ہوا

اور انبیا باجماع امت اور بمقتضاے آیت اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی اٰدَمَ وَنُوحًا الآیہ کے افضل ہین بنی آدم
بلکہ عالم سے پس حضرت بھی امام اور افضل ہین سب سے **دلیل سیزدہم** عن انس قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا اول الناس خروجا اذا بعثوا وانا قائدھم اذا وفدوا وانا
خطیبھم اذا انصتوا وانا مستشفعھم اذا حبسوا وانا مبشرھم اذا ایسوا الکرامۃ
والمفاتیح یومئذ بیدی ولواء الحمد یومئذ بیدی وانا اکرم ولد آدم علی ربی یطوف
علیّ الف خادم کانھم بیض مکنون او لؤلؤ منثور رواہ الترمذی والدارمی یعنی فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مین سب آدمیون سے پہلے قبر سے نکلونگا جب کہ اوٹھائے جاوینگے
اور مین آگے ہوکر لے چلونگا اونکو جب کہ خداے تعالی کے پاس آوینگے اور مین انکی طرف سے خطبہ
خوانی اور معذرت خواہی کرونگا جب کہ وہ حیران ہوکر چپ ہو جاوینگے اور مجھسے شفیع ہونے کے
خواہان ہونگے جسوقت کہ میدان موقف مین روکے جاوینگے اور مین خوشخبری سنانے والا ہونگا
جسدم کہ نا امید ہو جاوینگے کرامت اور کنجیان اوسدن میرے ہاتھہ مین ہونگی اور نشان حمد کا اوسدن
میرے ہاتھہ مین ہے اور مین بزرگتر اولاد آدم کا ہون اپنے پروردگار کے پاس پھرینگے میرے اطراف
ہزار خادم مانند انڈون صاف اور محفوظ کے یا مانند موتیون بکھرے ہوے کے **دلیل چہاردہم**
انا اول من یحرک حلق الجنۃ فیفتح اللہ لی فیدخلنیھا ومعی فقراء المؤمنین وانا اکرم
الاولین والآخرین علی اللہ ولا فخر یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مین جسنے اول
حلقے دروازے بہشت کے ہلاؤنگا پس کہولے گا اللہ تعالی واسطے میرے پھر داخل کریگا مجھکو اوسمین
اور میرے ہمراہ فقراے مومنین ہونگے اور مین اکرم و افضل اولین و آخرین کا ہون اللہ تعالی کے پاس
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلوۃ وسلاما دائما ابدا یہ ٹکڑا ہے ایک بڑی حدیث کا ترمذی اور دارمی
روایت کی اور مشکوۃ مین بھی موجود ہے اسقدر آیات واحادیث مسلمان با ایمان کے واسطے کافی ہین
اسلیے اسیقدر پر بس کیا ورنہ سواے اسکے اور بہت احادیث اس مضمون کی بروایات مختلفہ کتب حدیث
مین موجود ہین کہ اگر سب کے راویون کو جمع کرکے دیکھا جاوے تو تواتر معنوی ہو جاتا ہے غرض کہ ثابت ہوا
کہ حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل الناس ہین اور کوئی آدمی اولین و آخرین مین حضرت سے
ستجمعے برابر نہین ہے باحادیث متواتر المعنی کہ دلیل قطعی ہوتی ہے اور باجماع اہل اسلام کہ وہ بھی دلیل قطعی ہے

ثابت ہی بلکہ خاص صحابہ حضرت کے اسپر ترقی کرکے حضرت کو تمام اہل زمین اور اہل آسمان سے بھی افضل
جانتے ہین چنانچہ مشکوۃ المصابیح مین بروایت دارمی کے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ری
کہ فرمایا انھون نے کہ ان اللہ فضل محمدا صلی اللہ علیہ وسلم علی الانبیاء وعلی اھل السماء الخ
یعنی تحقیق اللہ تعالی نے فضیلت دی ہی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیغمبرون پر اور اہل آسمان پر اور پیغمبر تو
سب بنی آدم سے افضل ہین باجماع اور بآیت مذکور الصدر پس آنحضرت سب سے افضل ٹھہرے مگر فرقہ
مہدویہ عجیب قوم ہی کہ کتابین انکی بھری ہین اس مطلب سے کہ ہمارے عقائد اور مہدویکے اقوال کوئی
مخالف اجماع اور دلائل قطعیہ کے نہین ہین حالانکہ صدہا باتین انکی مخالف اجماع اور نصوص قطعیہ مین چنانچہ
مقامات گذشتہ مین بخوبی ظاہر ہوچکا اور آگے بھی انشاء اللہ آویگا **قولہ** اور ہر عام ہی نور الانوار مین لکھا ہی
کہ مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہی کہ ہر عام ظنی ہی کہ اس سے کوئی نکوئی فرد خارج ہی اگرچہ ہم واقف نہون
پس عام واجب کرتا ہی عمل کو نہ اعتقاد کو مثل خبر واحد اور قیاس کے انتہی ان امر اختلافی بین المجتہدین
ظنی ہی بالاتفاق اب بنابر اس مسئلے کے ہوا یہ حکم ظنی نہ یقینی **جواب** اگر یہی مطلب امام شافعی کا ہی جو کہ
تم سمجھے ہو تو تم کو لازم ہی کہ بیان کرو کہ اس عام سے کہ اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ وَلِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ کونسا فرد مخصوص ہی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام تو نہایت عالی ہی سوائے تمہارے
کوئی ادنی مسلمان بھی سمجھیگا کہ کسی شئ کو اللہ تعالی نہین جانتا ہی یا کوئی چیز آسمان و زمین مین ایسی ہی
کہ اللہ سبحانہ اسکا مالک نہین ہی تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا حقیقت حال یہ ہی کہ میان مہدوی
نے اپنے مطلب کی دھند مین اندھا دھند کرکے خلط مبحث کر دیا **شعر** چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد
صد حجاب از دل بسوے دیدہ شد ورنہ اگر ذرا بھی تامل کتابون اصول مین مانند تحقیق الحسامی وغیرہ
کے کرتے تو صاف معلوم ہو جاتا کہ ہر عام مین خلاف نہین ہی بلکہ جس عام پر کوئی دلیل عدم تخصیص قائم
نہین ہی اسکو اکثر شافعیہ اور مالکیہ اور بعضے ہم مین سے جیسے امام ابو منصور ماتریدی اور مشائخ سمرقند
ظنی کہتے ہین اور ابو الحسن کرخی اور ابوبکر جصاص اور مشائخ عراق اور عامہ متاخرین قطعی اور یقینی
جانتے ہین اور جس جگہ کوئی دلیل اس بات پر دال ہی کہ یہان اس عام کے جمیع افراد مراد ہین اور کوئی فرد اسکا
اس حکم عام سے مخصوص و خارج نہین ہی اسکو سب اہل سنت بالاتفاق یقینی اور قطعی جانتے ہین
اور ایسی عام مدلل کو کما یقال ما من عام الا وقد خص منہ البعض سے مخصوص کرتے ہین گرنہ

[illegible]

وہ کلیہ خود اپنے نفس کا مبطل ہو جاوے اب خیال کیجیے کہ کوئی ولی مرتبہ نبی کو نہیں پہونچتا ہی اس عقیدۂ
عامہ پر کسقدر کثرت سے دلائل قرآن و حدیث و اجماع و اقوال سلف و خلف سے اوپر کے قول کے
جواب میں مذکور ہو چکے کہ سب دال ہیں اس بات پر کہ اہل اسلام کے نزدیک کوئی فرد اس عام سے مخصوص
نہیں ہی اور کوئی ولی کسی نبی کے درجے کو یا جناب سید العالمین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مقام کو نہیں
پہونچتا ہی پس یہ حکم عام سب شافعیہ و حنفیہ وغیرہم کے نزدیک بالاتفاق قطعی و یقینی ٹھہرا اور یہ بیان مہدویہ کا
ظن فاسد نکلا **قولہ** اور پھر دلیل اس حکم کی کتب کلامیہ میں مثل شرح عقائد نسفی کے اسطرح ہی کہ انبیا
علیہم السلام معصوم ہیں مامون ہیں خوف خاتمہ سے مکرم ہیں وحی اور مشاہدے سے ملک کے مامور ہیں تبلیغ
احکام و ارشاد انام سے انتہی ملخصاً و یہ اوصاف حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے لیے بھی ثابت ہیں
شرع شریف میں بخلاف باقی اولیا کے جیسا کہ اوائل طحطاوی شرح در مختار میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ
کی تعریف کے مقام میں مذکور ہی کہ نہ حکم کریگا مہدی مگر ایسا حکم کہ لایا ہی طرف اسکے فرشتہ نزدیک سے
اللہ تعالی کے جو بھیجا ہی اوسکو اللہ تعالی نے کہ باز رکھے مہدیکو خطا سے اور یہ حکم مہدیکا وہی شریعت پاک
محمدی ہی ایسی کہ اگر ہوتے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم زندہ اور ظاہر ہوتے یہ مسئلے تو نہ حکم کرتے انمیں بحکم
موافق حکم مہدی کے انتہی اب بمقتضائے اس دلیل کے شیخ اجل ہی مہدی علیہ السلام اس حکم میں جواب
خلاصہ کلام طحطاوی کا یہی ہی کہ مہدی علیہ السلام کے ساتھ ایک فرشتہ موکل رہیگا کہ اونکو احکام میں
خطا کرنے سے بچاویگا اور یہ کچھ خاص حضرت مہدیکا نہیں ہی بلکہ ہر حاکم عادل اور قاضی منصف کے
ساتھ کہ بغیر اپنی خواہش و درخواست کے جبراً قاضی کیا جاوے ایک فرشتہ رہتا ہی چنانچہ ترمذی اور
ابو داؤد اور ابن ماجہ نے روایت کی کہ کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
من ابتغی القضاء وسال وکل الی نفسه ومن اکره علیه انزل الله علیه ملکا یسدده
یعنی جسنے کہ خدمت قضا کو خود طلب کیا اوسکو اوسکی ذات پر چھوڑ دیتے ہیں اور جسکو جبر و اکراہ
سے قاضی بنایا اوسپر اللہ تعالی ایک فرشتہ نازل کرتا ہی کہ اوسکو راہ راست پر چلاتا ہی اور احکام میں
خطا سے بچاتا ہی انتہی اب اگر مہدویوں کے مذہب میں اوسی فرشتے کے اوترنے سے آدمی پیغمبر
ہو جاتا ہی تو مہدی جونپوری کیا بلکہ تمام دنیا کے قاضیونکو شاید یہ لوگ اپنے مذہب سے انبیا بنا دینگے
بلکہ توریت شریف میں لکھا ہی کہ قاضی برحق کے ساتھ دہنے اور بائیں دو فرشتے رہتے ہیں

کہ اُنکو احکام دین اور راست بتلاتے ہین اور تائید فرماتے ہین چنانچہ مشکوۃ المصابیح مین بروایت سعید
بن المسیب کے منقول ہے اب منطوق اس مثل کے کہ ہر سیر کو سوا سیر ہے یہ قاضی و فرشتے والا کچھ مہدی
جونپوری سے بھی پلے درجے پر ہی اسکا شاید کہ میان مہدوی اوسکو وہ ہر اپیغمبر جانینگے اور اپنے مہدیکو
اکبر اپیغمبر سمجھینگے اتنا بھی تامل نکیا کہ طحطاوی کی عبارت سے یہ کہان نکلتا ہے کہ مہدی معصوم ہین
مامون ہین خوف خاتمے سے مکرم ہین وحی سے اور مشاہدے سے ملک کے مامور ہین تبلیغ احکام اور ارشاد
تامہ کے او ... بھر کے کہہ دیا کہ یہ سب اوصاف مہدیکے لیے ثابت ہین شرع شریف مین وہ کونسی
تمہاری شرع ہے کہ جسمین یہ سب اوصاف مہدی کے واسطے ثابت ہین اس شرح درمختار کو جو شرع
بنا یا تھا اوسمین تو ان مین سے ایکبات بھی مذکور نہین ہے اور فرشتے کے نازل ہونے سے فرشتے
کا مشاہدہ لازم نہین آتا ہے **قولہ** سوال اگر یہ اوصاف ثابت ہین حضرت مہدی علیہ السلام کے لیے
تو ہوئے حضرت بھی نبی کیونکہ شرع شریف مین نبی ایسے اوصاف والے کو کہتے ہین اور یہ بات مخالف ہے
کتاب و سنت و اجماع کے کہ بعد خاتم انبیا علیہم السلام کے نبی ہونا جائز نہین ہے جواب طحطاوی کے
مقام مذکور مین یہ کور ہے کہ ولیکن حدیث کہ نہین ہے وحی بعد میرے سو یہ حدیث باطل ہے اصل ہے ہان
حدیث ثابت ہے کہ نہین ہے نبی بعد میرے سو معنی اسکے علما کے پاس یہ ہین کہ نہوگا نبی ایسا کہ صاحب
شرع جدید ہو جو منسوخ کر دیوے اس شرع شریف کو انتہی اب اس تقریر سے معلوم ہوا کہ معنی
کتاب و سنت و اجماع کے بھی علماے اہل سنت وجماعت کے پاس یہی ہے کیونکہ تینون ایک معنی پر
وارد ہین پس اب ہونا مہدی علیہ السلام کا ان اوصاف پر متبع اس شرع شریف کے ہو کر نہین مخالف ہے
کتاب و سنت و اجماع کا کیونکہ بنا بر معنی مذکور کے نبی مشرع ہونا شرع شریف سے ممنوع ہے نہ نبی
متبع یا ان حضرت متبع ہین نہ مشرع جیسا کہ طحطاوی مین یہ بات مذکور ہے **جواب** نوطن کج فہمی کا
علاج نہین ہو سکتا یہ میان مہدوی جس کتاب پر ہاتھ ڈالتے ہین ایسا مطلب اُس سے نکالتے ہین
کہ مصنف کی روح کو بھی اُسکی خبر نہ تھی چنانچہ یہان بھی اپنی عادت کے موافق ایسا ہی کیا کہ آج تک
اپنے دل کا حال در پردہ رکھکر اپنے شیخ کو فقط مہدی پکارتے تھے اب کھول کر خلاصہ اپنے مکنون
خاطر کا ظاہر کیا کہ وہ پیغمبر ہین معلوم ہوا کہ محض اتنے واسطے کہ مسلمانون کو پیغمبری جونپوری سنکر
وحشت نہو وسے افشاے راز نہین کرتے ہین نہ پیغمبری کیا پیغمبرون سے اونکو فضل جانتے ہین

ظاہر ہوا کہ مہدوی سید محمد جونپوری کو پیغمبر جانتے ہین

چند روز کے اول ایک عالم اس مذہب کے ملاقات عید کے واسطے آئے تھے مینے اونسے کہا کہ تم لوگ
اپنے پیر کو پیغمبر اعتقاد کرتے ہو نہایت انکار کیا کہ حاشا کہ ہم پیغمبر کہتے ہوں ہم فقط مہدی جانتے ہیں
بندے نے یہی مقام اس کتاب کا دکھلایا بے تامل مصنف اس کتاب کی تکذیب کرنے لگے اور یہ
نہ سمجھے کہ اس بیچارے نے کیا کیا تمہارے سب بزرگوں نے جیسا مہدیکو برابر و مساوی حضرت
خاتم النبیین کے ٹھہرایا البتہ حضرت ابراہیم و موسی و عیسی علی نبینا و علیہم السلام سے افضل جانا
چہ جائے دوسرے انبیا کی اور ہر کہ و مہ کی زبان پر کلمہ نبی مہدیکا جاری رہتا ہی آمدم بر سر مطلب کے علمائے
اہل سنت حضرت امام ہمام مہدی حقیقی کو بھی پیغمبر نہیں جانتے پس تمہارے مہدی جعلی کو کیا مانتے
ہیں اور طحطاوی کا مطلب یہ نہیں ہی جو کہ تم سمجھے ہو بلکہ طحطاوی نے صاحب خائز مہمات سے اور اونے
صاحب اشاعہ سے اور اونے المشرب الوردی فی مذہب المہدی تالیف ملا علی قاری رحمہم اللہ
سے نقل کیا کہ حاصل اسکا یہ ہی کہ بعضے جاہل جو اعتقاد رکھتے ہیں کہ عیسی علیہ السلام تقلید مذہب
امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کرینگے سو سراسر باطل ہی اور جو حکایات اس مقدمے میں وضع کی ہیں وہ
بالکل خطا و ناحق ہیں اور عیسی علیہ السلام صفت نبوت پر برقرار ہیں جو شخص انکے سلب نبوت کا
قائل ہووے وہ کافر ہی یقیناً جیسا کہ امام سبکی نے تصریح کی ہی اسواسطے کہ پیغمبروں سے وصف
نبوت نہیں جاتی ہی نہ حیات میں نہ بعد ممات کے اور امام سبکی نے اپنی ایک تصنیف میں صاف لکھا ہی
کہ عیسی علیہ السلام ہمارے حضرت کی شریعت پر حکم کرینگے موافق قرآن و سنت کے اور اسمیں تحقیق
راجح یہ بات ہی کہ سنت کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بالمشافہ بے واسطہ سیکھینگے یا بطریق وحی
اور الہام کے اونکو پہونچیگی اور حدیث لا وحی بعدی کی باطل و بے اصل ہی ہان لا نبی بعدی صحیح ہی
لیکن معنی اسکے علما کے نزدیک یہ ہیں کہ کوئی نبی صاحب شرع کہ شرع محمدی کو منسوخ کرے بعد
حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حادث نہوگا اور عیسی علیہ السلام پر بعد نازل ہونیکے وحی آنا حدیث
نواس بن سمعان سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ اوسمیں یہ ہی کہ عیسی علیہ السلام دجال کو دروازہ شرقی مقام
لُد کے پاس قتل کرینگے پھر اللہ تعالی حضرت عیسی کیطرف وحی بھیجیگا کہ مینے اب اپنے ایسے بندے
نکالے ہیں کہ تمکو انسے مقابلے کی طاقت نہیں ہی تم اپنے لوگون کو طور پر لیجا کر محفوظ رکھو الخ پھر ظاہر
بلکہ یقینی یہ ہی کہ وحی لانیوالے طرف عیسی علیہ السلام کے حضرت جبرئیل ہونگے اسواسطے کہ یہ خدمت

اونھین کی ہی اور وہی حق سبحانہ اور انبیا علیہم السلام کے درمیان سفیر ہین اور کسی فرشتے کے
واسطے یہ خدمت ثابت و معروف نہین ہوئی اور یہ جو مشہور ہی کہ جبرئیل بعد موت حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے زمین پر نہ اترینگے بے اصل ہی بلکہ وارد ہوا ہی کہ جو شخص طہارت سے مرتا ہی اوسکی موت کے
وقت حاضر ہوتے ہین اور شب قدر مین اُترتے ہین اور دجال کو مکے اور مدینے مین داخل ہونے سے
مانع ہونگے انتہی اب اس تقریر سے صاف ظاہر ہی کہ حدیث لانبی بعدی کی تخصیص اسیواسطے کی ہی
کہ عیسی علیہ السلام کا آنا مقرر ہی اور وہ نبی بلاشک ہین پس فرمانا حضرت کا کہ میرے بعد کوئی نبی
نہوگا باین معنی ہی کہ کوئی نبی صاحب شرع جدید نہوگا اور عیسی و الیاس اور خضر علیہم السلام تابع شریعت
محمدیہ کے ہین کہ اولیاے امت اور خلفاے حضرت خاتم الرسالت مین محسوب ہین اور یہ مراد علماے
اہل سنت کی نہین ہی کہ سواے انبیاے سابقین کے اور کوئی شخص مہدی یا غیر مہدی پیدا ہووے
اور اسکو مرتبہ نبوت کا تازہ بعد حضرت خاتمیت مآب کے ملے سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِیْم
اسیواسطے مفسرین کہتے ہین کہ مراد آیت خاتم النبیین سے یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخر
من نُبّیٔ یعنی حضرت کے بعد کسیکو نبوت ندی گئی نبوت ملنا حضرت سے ختم و منقطع ہوگیا اور جو کہ حضرت
کے ظہور سے پہلے نبوت پاچکے ہین اگر بعد حضرت کے زندہ بوصف نبوت رہین کچھ مضایقہ نہین ہی
البتہ کسی نئے شخص کو یہ وصف بعد حضرت کے ملنا جیساکہ مہدوی سمجھے ہین محال ہی بالاجماع کہ کلام
الٰہی مین کذب لازم آویگا تعالی اللہ عن ذلك علوا کبیرا **قولہ** در بعضے فارسی شروح فصوص الحکم
مین فص شیثی ذکر خاتم اولیا مین مذکور ہی کہ تقیید نبوت و رسالت بتشریعی اشارت ست بآنکہ نبوت و
رسالت غیر تشریعی میباشد و آن انیست کہ متعلق باشد باظہار حقائق الٰہیہ و اسرار غیوب و ارشاد عباد
و غیر ذالک من غیر ان یتعلق بالتشریعی اور بعثت حضرت مہدی علیہ السلام کی واسطے اظہار اسی
حقائق کے ہی کہ قریب مذکور ہوگا **جواب** نہ مصنف فصوص الحکم کی یہ مراد ہی نہ اوسکے شارحین کو یہ خیال
ہی کہ بعد حضرت خاتم الرسالت کے انبیا پیدا ہوتے رہینگے جیساکہ مہدوی سمجھتے ہین بلکہ شیخ اکبر کی
اصطلاح مین ایک قسم کے اولیا کو انبیاء الاولیا بولتے ہین یہان انبیا غیر تشریعی سے وہی اولیا مراد ہین
اور مثل مشہور ہی کہ لا مشاحة فی الاصطلاح یعنی اصطلاح مین کچھ نزاع و دخل نہین ہی جسکا
دل چاہے سو اصطلاح ٹھہراوے اور انبیاے عرفی شرعی مراد نہین ہین چنانچہ مصنف موصوف نے

اس بات کو فتوحات مین بہ بجا بخوبی واضح و شروح کر دیا ہی چنانچہ فتوحات کے چودھوین باب مین فرماتے
ہین کہ نبی وہ شخص ہی کہ اوسکے پاس فرشتہ اللہ تعالی کے پاس سے وحی لاوے کہ متضمن ہو وہ وحی ایک
شریعت پر کہ وہ نبی فقط بذات خود اوس شریعت کے موافق خداے تعالی کی عبادت کیا کرے اور اگر
اوس شریعت پر دوسرونکو بھی چلانے کا حکم ہو وے تو وہ نبی رسول بھی ہوا اور فرشتے کا آنا دو طرح
پر ہوتا ہی کبھی پیغمبر کے دل پر وحی اوتارتا ہی اور کبھی صورت جسدی پکڑکر کان پر یا بصر وغیرہ قواے حسیہ پر
القا کرتا ہی اور پیغمبر کو جیسا کہ کان سے معلوم ہوتا ہی ایسی آنکھ وغیرہ قواے حسی سے بھی حاصل ہوجاتا ہی
اور یہ دروازہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بند کردیا گیا اب کسیکو یہ بات میسر نہین ہی کہ کسی شریعت
ناسخہ سے خدا کی عبادت کرے اور عیسی علیہ السلام جسوقت اوترینگے یہی شریعت محمدیہ پر حکم کرینگے اور
عیسی علیہ السلام خاتم الاولیا ہین اور یہ بھی حضرت کا شرف ہی کہ انکی امت کی ولایت کو اللہ تعالی نے ایک رسول
مکرم پر ختم کیا اب عیسی علیہ السلام کو دن قیامت کے دو طرح کا حشر ہوگا پیغمبرون مین رسول ہو کر محشور
ہونگے اور ہمارے ساتھ ولی تابع محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو کر محشور ہونگے اور الیاس بھی اسی مقام
پر ہین لیکن حالت انبیاء الاولیا کی اس است مین یہ ہی کہ اللہ تعالی ولی کو ایک تجلی بتاتا ہی اور مظہر محمد اور
مظہر جبرئیل کو قائم فرماتا ہی کہ مظہر جبرئیل مظہر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر احکام مشروعہ خطاب کرتا ہی اور
اوس ولی کو سناتا ہی اور یہ ولی بسبب حاضر ہونے کے سب سنکر سمجھ لیتا ہی اور علم الیقین حاصل ہوجاتا ہی
پس یہ ولی مانند اون صحابہ کے ہوا کہ جنھون نے حدیث جبرئیل کہ جسمین اسلام وایمان و احسان کا ذکر ہی
حضرت اور جبرئیل کی زبان سے سنی اور صورت مجلس مشاہدہ کی مگر انھون نے عالم حس مین دیکھا اور
اس ولی اللہ نے کشف مین مشاہدہ کیا پس یہ لوگ انبیاء الاولیا کہلاتے ہین اور کبھی شریعت جداگانہ
انکو حاصل نہین ہوتی ہی اور یہ سب داعی الی اللہ علی بصیرۃ ہوتے ہین اور مانند انبیاے بنی اسرائیل کے
شریعت محمدی کو نگاہ رکھتے ہین اور اعلم الناس ہوتے ہین حال شرع مین مگر فقہا بعضی باتین کہ
اونکو کشفا ثابت ہوئی ہین کہ فقہا و علماے رسوم کے نزدیک وہ بسبب گڑبڑ راویون کے اور طرح پہ
پہونچی ہین نہین مانتے ہین اور یہ اولیا بھی باوجودیکہ اونکی غلطی پہ مطلع ہوتے ہین اون پہ رد نہین کرتے
ہین اور نہ دلیل قائم کرنا لازم جانتے ہین بلکہ اون پہ اپنے مقام کا چھپانا واجب ہوتا ہی انتہی ملخصا
اور فتوحات کے تہترَوین باب کی شروع مین فرماتے ہین کہ یہ باب ہی بیان مین اقسام اولیا کے

اور بیان مین اون مسایل کے کہ اونکو کوئی نہین جانتا سوا سے اکابر عباد اللہ کے کہ وہ اپنے زمانے
مین ایسے ہوتے ہین کہ جیسے انبیا زمانۂ نبوت مین ہوتے تھے اور اوسکو نبوت عامہ کہتے ہین اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو نبوت کہ منقطع ہو گئی ہے وہ نبوت تشریع ہے نہ مقام اوسکا پس اب کوئی شرع حضرت
کی شرع کو نسخ کریگا اور نہ کوئی حکم بڑھاوے گا اور یہی معنی ہین فرمان حضرت کے کہ رسالت اور نبوت
منقطع ہو گئی اب کوئی رسول ہے بعد میرے نہ کوئی نبی یعنی مخالف شرع میری کے کہ یہ دروازہ بند ہو گیا اور نزول
حضرت عیسی علیہ السلام کا اتفاق بلا اختلاف محقق ہے کہ وہ اتر کر ہماری شرع پر حکم کرینگے نہ شرع جدید لاوینگے اور نہ اوس
شرع پر چلاوینگے کہ پہلے جسپر نبی اسرائیل کو چلایا تھا پس معلوم ہوا کہ حضرت کی مراد یہ ہے کہ میرے بعد نبوت
تشریع نہوگی اور اسی مرتبۂ تشریع کو اہل نظر کی اصطلاح مین اختصاص بولتے ہین اور اسیکو غیر کسبی
کہتے ہین اور جو لوگ کہ نبوت کو کسبی کہتے ہین اونکی مراد اوس سے یہی ہے کہ اللہ تعالی کے پاس بندے کو ایک مرتبہ حاصل ہے کہ اوسمین اوسکی
ذات کے واسطے تشریع ہو نہ دوسرونکے واسطے اور ہمنے نام نبوت کا اطلاق اس مقام والے پر اسواسطے
چھوڑ دیا کہ لوگونکو دھوکا نہو اور نبوت تشریع نہ سمجھین جیسا کہ بعضے لوگونکو دھوکا ہو گیا کہ بولتے ہین
کہ امام ابو حامد غزالی کیمیاے سعادت وغیرہ مین اکتساب نبوت کے قائل ہین معاذ اللہ کہ ابو حامد سوا
مذکور الصدر کے کچھہ اور ارادہ رکھتے ہون انتہی ملخصا اور اکیسویں باب مین فرماتے ہین کہ نبوت بشریت
دو قسم پر ہے ایک یہ کہ اللہ تعالی اور بندے مین فرشتے کا واسطہ نہین ہے بلکہ اس جانب اللہ کچھہ اخبار اور تجلیات
اسکے دل پر وارد ہوتے ہین کہ کچھہ تحلیل اور تحریم کا حکم اوس مین نہین ہوتا ہے بلکہ معرفت آلہی اور تصدیق
احکام شرعیہ کی حاصل ہوتی ہے الی غیر ذلک اور یہ شخص تابع و محکوم ہوتا ہے نہ متبوع و حاکم اور اس قسم کے
اولیا جو اس امت مین ہوتے ہین اونکو سنت حسنہ نکالنے کا بھی اختیار ہوتا ہے بموجب فرمانے حضرت کے کہ
مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً الحدیث مگر بشرطیکہ اوسکی اصل احکام مشروعہ مین موجود ہو اور کسی حلال کو حرام
یا حرام کو حلال نہ ٹھہراوین جیسا کہ بلال کا سوال صلوۃ بعد اذان کے اور ہر حدث صغیر و کبیر کے ساتھہ
طہارت تازہ کرنا اور دوگانہ ادا کرنا بعد وضو کے اور با طہارت بیٹھنا اور بعد فراغ طعام کے دو رکعت پڑھنا
اور ہر ادب مستحسن کہ شارع نے اوسکو معین نہین کیا ہے ان لوگون کو اسکی تسنین اور ترویج درست ہے اور اوسپر
عمل کرنے والون کا اجر ان کو ملے گا مگر حکم البتہ اور قطعی پیدا نہین کر سکتے ہین اور قسم ثانی نبوت بشریہ
کے وہ لوگ ہین کہ مانند تلامذہ کے روبرو ملک کے ہوتے ہین کہ روح امین انکی ذات کے حق مین اوپر

شریعت لیکر اُترے ہین اور اُسی طور پر اونسے خدا کی عبادت کرواتے ہین اور تحلیل و تحریم کرتے ہین اور اونکو رسولون کی اتباع لازم نہین ہوتی ہی اور یہ قبل مبعوث ہونے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھا اب اس مقام کا کچھہ اثر بھی باقی نہین ہی مگر مجتہدین البتہ اپنی دلیل و اجتہاد سے تحلیل و تحریم کرتے ہین نہ کشف و وحی الٰہی سے اور صاحب کشف فقط تصحیح شرع محمدی کی کرتا ہی اسکو حکم اجتہاد کا نہین ہی انتہی ملخصاً اور باب ایکسو پانچھ مین فرماتے ہین کہ فرق درمیان نبی اور رسول کے یہ ہی کہ جسکو اُسکی ذات خاص کے واسطے احکام اوترین وہ نبی ہی اور اگر دوسرونکو بھی وہ حکم پونچانے کا فرمان آوے وہ رسول ہی اب اگر اوسکی ذات خاص کے واسطے کچھہ حکم خاص نہین ہی تو وہ رسول محض ہی اور اگر بعض احکام مختص اپنے واسطے رکھتا ہی کہ دوسرونکو اونکے پونچانے کا حکم نہین ہی تو وہ رسول نبی بھی ہوا پس ہر رسول کو نبی ہونا لازم نہوا اور نہ ہر نبی کو رسول ہونا اور انکے وارثین بھی تبلیغ احکام کرتے ہین جیسے معاذ و علی و دحیہ رضی اللہ عنہم اونکو رسول رسول اللہ بھیجتے ہین بعضے بے واسطہ اور بعضے بوسائط اور یہ رسالت منقطع نہین ہوئی بلکہ جو رسالت کہ منقطع ہوئی وہ اوترنا حکم الٰہی کا قلب بشر پر بواسطے روح کے ہی کہ یہ دروازہ بند ہوگیا ہی لیکن القاے بلا تشریع اور تعریفات الٰہیہ کسی حکم شرعی کی صحت یا فساد کے باب مین منقطع نہین ہوا اور ایسی اولیاء اللہ کے دل پر قرآن اوترنا موقوف نہین ہی باوجودیکہ اونکو حفظ ہوتا ہی لیکن ذوق انزال شی دیگر ہی چنانچہ منقول ہی کہ بایزید نے جب تک کہ تمام قرآن بطور انزال مذکور کے حاصل نکیا جان نکلی انتہی ملخصاً اور باب تین سو تریپن مین فرماتے ہین کہ جان تو کہ ہمکو اللہ تعالی کی طرف سے الہام ہی نہ وحی اسلیے کہ راستہ وحی کا ساتھ وفات رسول خدا کے منقطع ہوگیا اور وحی قبل حضرت کے تھی وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ اور کوئی خبر الٰہی اس باب مین نہین آئی کہ بعد حضرت کے بھی وحی ہوگی اور حضرت عیسی علیہ السلام کو بھی مانند اولیاے اس امت کے کشف و الہام ہوا کریگا اور اس الہام مین کچھہ شبہہ جانب غیر کا نہین ہوتا ہی بلکہ وہ اخبار الٰہی ہی بواسطے فرشتے کے اور بلا واسطہ بھی ہوتا ہی اور فرق نبی اور غیر نبی مین یہ ہی کہ نبی اور رسول وقت وحی کے فرشتے کو مشاہدہ کرتے ہین اور برویت بصر دیکھتے ہین اور غیر رسول اوسکے آثار معلوم کرتے ہین اور رویت بصری سے نہین دیکھتے ہین انتہی ملخصاً اور باب تین سو چونتیس کے وصل مین فرماتے ہین کہ ہمارے اصحاب مین سے بعضے مانند امام ابو حامد غزالی وغیرہ کے اودھر گئے ہین کہ فرق درمیان نبی اور ولی کے اوترنا فرشتے کا ہی

کہ ولی پر فقط الہام ہوتا ہی اور نبی پر فرشتہ اترتا ہی اور الہام بھی ہوتا ہی اسلیے کہ وہ جامع نبوت اور ولایت
ہوتا ہی مگر یہ فرق ہمارے نزدیک غلط ہی اور دال ہی اسبات پر کہ قائلین مذکورین کو یہ ذوق حاصل نہوا
تھا بلکہ فرق منزل بہ مین ہی نہ نزول ملک مین اسواسطے کہ جو باتین کہ انبیا اور رسولون پر اوترتی ہین
وہ اور ہین اور اولیا پر جو اوترتی ہین سو اور ہین پس فرشتہ کبھی تابع نبی پر بھی اوترتا ہی اور پیغمبر کی اتباع اور
اقتدا احکام پیغمبر کے کہ ولی کو علم کی راہ سے معلوم نہوے تھے بتلاتا ہی اور بعضی احادیث نبوی کی صحت
وسقم سے خبر دیتا ہی پس بعضی حدیث کہ بسبب ضعف راوی کے علما کے نزدیک متروک ہوتی ہی یہان
صحیح نکلتی ہی یا بالعکس اور کبھی خبر دیتا ہی کہ وہ ولی اہل سعادت اور اہل فوز سے ہی چنانچہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی
لہم البشری فی الحیوۃ الدنیا الآیۃ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملئکۃ
الآیۃ اور زیادت ثقہ عادل کی مقبول ہی اور مگر قبول نزول ملک کا اونکے اول والون یا معاصرون سے اونکو نہوا
ہوتا تو قبول کر لیتے انتہی ملخصا [illegible] یہ مطلب درست ہاے مذکور ہی یہان [illegible] پر کفایت
کی گئی [illegible] کو ولایت کا [illegible] نبوت [illegible] شریعت کا دروازہ بعد رسول خدا کے بند کر دیا گیا کہ
[illegible] قیامت تک کوئی شخص [illegible] نہین پہنچ سکتا ہی مگر عیسی اور الیاس علیہما السلام بھی اس
ولایت محمدیہ [illegible] کہ انکو الہام وکشف مانند اولیا کے ہوا کرے گا [illegible] قیام
[illegible] اور الہام [illegible] ہوتا ہی مگر ایک طور خاص الہام کا ہی کہ مظہر [illegible]
[illegible] شریعت محمدی [illegible] حقائق کو [illegible] ایسے قسم کے الہام والے اولیا
[illegible] قسم سے نہین ہین بلکہ ایک قسم خاص اولیا کے ہین اور نبوت
و رسالت [illegible] تشریع [illegible] کے واسطے نکالے ہین اسواسطے کہ شیخ
کلام سے [illegible] خالی نہین سمجھے ہین خواہ فقط اونکی
ذات کے باب مین ہو جیسا کہ آیت الا ما حرم اسرائیل علی نفسہ سے معلوم ہوتا ہی یا غیر کے واسطے
بھی ہو وہ تشریع ہو جیسا کہ شان رسالت کی ہی چنانچہ جد بجا تشریع خاص و عام کو تعریف نبی و رسول کی
کرنا اور ولی کی تعریف مین غیر تشریع کو جزو فاصل ٹھہرانا اسی بات پر دال ہی اور حکیم ترمذی کے [illegible] مین
فصل ستاون مین صاف فرماتے ہین کہ فان النبوۃ لابد فیہا من علم التکلیف ولا تکلیف
فی حدیث المحدثین جملۃ واحدۃ یعنی نبوت علم تکلیف یعنی تشریع سے خالی نہین ہوتی ہی اور الہام

اولیاے محدثین مین بالکل تکلیف نہین ہی اور جب تشریع ان سب انبیاے عرفی کو عام ہوئی تو غیر تشریع
مین فقط اولیا رہ گئے ولاحرج فیہ اور ولایت چونکہ کسبی ہی پس نبوت اولیا کہ عین ولایت ہی بھی کسبی ہوگی
اوسمین مراد مطلب کلام امام غزالی کا بھی درست ہوگیا ورنہ نبوت عرفیہ کہ جسکی تعبیر باختصاص کرتے ہین
ہرگز کسبی نہین ہی اور نبی اور ولی مین سواے تشریع کے ایک امر بھی فرق ہی کہ نبی پر جب کہ فرشتہ اوترتا ہی
وہ اوس فرشتے کا معاینہ اور مشاہدہ بھی کرتے ہین اور ولی پر اول تو فرشتہ نہین اوترتا ہی بلکہ بلا واسطہ
الہام ہوتا ہی اور اگر اوترتا ہی تو ولی اوسکو رویت بصر سے نہین دیکھتا ہی بلکہ فقط آثار معلوم کرتا ہی اب صاف معلوم
ہوا کہ شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی وہی بات ٹھہری ہی جو کہ تمام مسلمانون کے نزدیک ہی اور مہدویونکی
سمجھہ تمام جہان سے نرالی ہی ید اللہ فوق الجماعۃ ومن شذ شذ فی النار علاوہ یہ ہی کہ مہدوی اقرار کرتے
ہین کہ مہدی جونپوری نبی غیر تشریعی ہین اور نبی تشریعی ہونا بعد حضرت خاتم الرسالت کے مخالف ہی نص قرآنی کا کہ
مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ہی اور مخالف ہی احادیث صحیحہ کا
کہ اوسمین لا نبی بعدی آیا ہی مراد یہی ہی کہ میرے بعد کوئی نبی تشریعی نہوگا اور مخالف ہی اجماع صحابہ اور سارے مسلمین کا
کہ اونکے اصول کے موافق منکر اجماع صحابہ کا کافر ہوتا ہی اور یہاں ہم اپنے مہدی جونپوری کو نبی تشریعی بناتے ہین
اور ہرگز نہین سمجھتے کہ نبی تشریعی کسکو کہتے ہین اب بیان فقط شیخ اکبر کے کلام مذکور الصدر سے کہ انکے
مہدی کے اقرار کے موافق جو کچھہ اونھون نے لکھا ہی لوح محفوظ کے موافق لکھا ہی معنی تشریعی کے معلوم کرنا
چاہیے فتوحات کے چودھوین باب مین فرماتے ہین کہ نبی وہ شخص ہی کہ اوسکے پاس فرشتہ اللہ تعالی کے پاس سے
وحی لاوے کہ متضمن ہو وہ وحی ایک شریعت پر کہ وہ نبی فقط بذات خود اوس شریعت کے موافق خدا تعالی
کی عبادت کیا کرے انتہی عبادت خداے تعالی کی امتثال امر اور اجتناب نہی سے ہوتی ہی پس مطلب
یہ ہوا کہ وہ وحی متضمن ہو کچھہ امر و نہی پر کہ وہ نبی اوس امر و نہی کے موافق عبادت کیا کرے اور اس امر و نہی کو
شریعت فرمایا اور تہتروین باب مین فرماتے ہین کہ جو نبوت کہ بعد رسول خدا کے منقطع ہوگئی ہی وہ نبوت تشریع
ہی نہ مقام اوسکا پس اب کوئی شرع حضرت کی شرع کو نسخ کریگا اور نہ کوئی حکم بڑہا دیگا انتہی معلوم ہوا
کہ حکم بڑھانے کو شرع کہتے ہین اور شرع کے معنی راہ ڈالنے کے ہین منتہی الارب کے قاموس مین ہی
کہ شرع لهم کمنع سنّ پس نسخ کو اسواسطے ذکر کیا کہ اوس مین بھی حکم ہوتا ہی کہ جب کسی حکم کو منسوخ
کیا تو اوسکی اباحت کی یا اعتقاد فرضیت کی نہی ہوئی اور نہی بھی حکم ہی اسواسطے کہ احکام شرعی کے

[illegible]

ہین خطاب اللہ المتعلق بافعال العباد علی وجہ الاقتضاء او التخییر او الوضع کو اور وہ امر ونہی دونون کو شامل ہی پس ثابت ہوا کہ مدار تشریع کا امر ونہی ہی اور ستر وین باب مین انبیا علیہم السلام کی تعریف مین فرماتے ہین کہ روح امین اونکی ذات کے حق مین اونپر شریعت لیکر اوترتے ہین اور اسی طور پر اونسے خدا کی عبادت کرواتے ہین اور تحلیل اور تحریم کرتے ہین انتہی بیان سے بھی معلوم ہوا کہ تحلیل و تحریم اور امر ونہی کو جسپر عبادت کی بنا ہی شریعت کہتے ہین اور ایک سو اونسٹھ وین باب مین فرماتے ہین کہ جو رسالت کہ منقطع ہوگئی وہ اوترنا حکم الٰہی کا قلب بشر پر بواسطے روح کے ہی کہ یہ دروازہ بند ہوگیا ہے لیکن القاے بلا تشریع اور تعریفات الٰہیہ کسی حکم شرعی کے صحت یا فساد کے باب مین منقطع نہین ہوا انتہی بیان سے بھی معلوم ہوا کہ حکم جدید کے اوترنے کو تشریع کہتے ہین اور حکم قدیم کی تعریف اور تصحیح ہوجانا اوسکو القاے بلا تشریع کہتے ہین اور سواے اسکے اور مقامات فتوحات کے اس مطلب پر دال ہین اور فصوص الحکم مین نہایت صراحت سے فص عزیزی مین فرماتے ہین کہ وذلک انک تعلم ان الشرع تکلیف باعمال مخصوصۃ او نہی عن اعمال مخصوصۃ انتہی یعنی شرع اسیکا نام ہی کہ چند اعمال مخصوصہ کرنیکا حکم کرنا یا چند اعمال سے نہی و منع فرمانا اب صاف معلوم ہوا کہ امر ونہی کو تشریع بولتے ہین اور یہ بات حضرت خاتم الرسالت کی ذات باکمالات پر ختم ہوگئی کہ بعد حضرت کے کوئی نبی یا ولی امر ونہی ایجاد کرنے کا اختیار نہین رکھتا اور نہ اوسپر یہ حکم اوترتا ہی چنانچہ فتوحات کے باب ایک سو چھتّر مین لکھا ہی کہ اولیا اس امت کو سنت حسنہ بطور استحباب کے نکالنے کا اختیار ہوتا ہی مگر حکم قطعی ہرگز پیدا نہین کرسکتے ہین انتہی یہی معنی ہین انقطاع تشریع کے سو آپ سنیئے کہ فرقہ مہدویہ سراسر اسکے خلاف کرتے ہین یعنی جانتے ہین کہ مہدی جونپوری کے احکام مثل احکام قرآنی کے فرض ہین اور وہ جس قدر چاہین فرض و واجب بڑھا سکتے ہین اور انکے نکالے ہوئے فرضون پر انکار کرنے بلکہ عمل نکرنے سے کفر لازم آتا ہی چنانچہ سواے پانچ نماز کے چھٹی نماز فرض کی کہ وہ دوگانہ ستائیسوین رات رمضان کا ہی اور بہت فرض دوسرے مہدی کی زبان مقرر ہوئے اسکی تصدیق کے واسطے رسالہ میرانجی کا نقل کیا جاتا ہی وہ یہ ہی بسم اللہ الرحمن الرحیم منکہ سید میرانجی ابن میان سید سلام اللہ ام بر جملہ مصدقان مہدی علیہ السلام واضح و لائح باد کہ حاصل احکام محکمات مہدی ع کہ در عقیدۂ بندگی میان سید خوندمیر آمدند کور ند مجموع سی حکم اند بعضے از ان فرائض اعتقادی و برخی فرائض عملی اند اما احکام فرائض اعتقادی کہ ہر مصدق را

برآن اعتقاد داشتن فرض ست و بجز اعتقاد بران چاره نیست نسبت عدد ندبدین تفصیل اول تصدیق مهدی
با محبت نمودن دوم منکر مهدی را کافر دانستن سوم تسویة الخاتمین حق دانستن چهارم مهدی را نے وا
هر روز نو تعلیم از خدا دانستن پنجم تمام احکام مهدی ثابت بامر الله دانستن ششم منکر یک حرف از بیان مهدی
عند الله ماخوذ دانستن هفتم صحت حدیث نبوی بر موافقت کتاب خدا و بحال مهدی دانستن هشتم ایمان
آوردن و اطاعت کردن هر کسی از روز میثاق ثابت دانستن نهم موافقت چهار صفت یعنی هجرت و اخراج
و ایذا و قتال نشان تصدیق دانستن دهم مخالفت هجرت و صحبت حکم نفاق دانستن یازدهم در تصحیح مقبول
و مردود پیش مهدی موعود حق دانستن دوازدهم حکم مجتهدان و مفسران و جز آن خلاف بیان مهدی ناصحیح
دانستن سیزدهم هر اعمال و بیان مهدی از تعلیم خدا و باتباع مصطفی علیه السلام دانستن چهاردهم تقلید عمل
بر مذاهب ائمه اربع ناروا دانستن پانزدهم خصوصیت بعث مهدی برای ظاهر کردن و بیان نمودن احکام دین
محمدی دانستن شانزدهم ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ این بیان بشان مهدی ثابت دانستن هفدهم وقوع دیدار خدا
در دنیا جائز و ممکن دانستن هیجدهم ایمان ذات خدا دانستن نوزدهم جاودانی دوزخ بحکم آیات قرآن دانستن بستم
وعده در دوزخ با داده در دنیا بحکم آیتها حق دانستن فقط دیگر هر چه ورای اینها احکام و نقول در باب اعتقاد مبنی گر
بنظر تدبر و تفکر آنرا ملحوظ فرمائی تحت همینها مندرج یابی والله اعلم بالصواب و اما احکام فرائض عملی بالجمله
که بر مومن مرد و زن را بران عمل کردن فرض ست بجز اختیار کردن این فرائض چاره نیست و عدد آنها بدین
تفصیل اول ترک دنیا کردن دوم هجرت وطن کردن سوم صحبت با صادقان کردن چهارم پرهیز نمودن عما سوی
الله یعنی عزلت از خلق کردن پنجم ذکر الله دوام کردن ششم طلب دیت الله تا آنکه بچشم سر یا بچشم دل یا در خواب
هفتم به پنج صفات طالب صادق که ایمان حکمی بر وجود حصول آن موقوف است مشرف شدن هشتم جهاد
فی سبیل الله تیر و از آهن یا از شمشیر قهر با نفس نهم توبه در حالت حیات پیش از غرغره مرگ دهم به پنج صفات
که حصر ایمانست حاصل کردن کما قال الله تعالی اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ
الآیة حق که طالب صادق بحکم آن موصوف شده ست چنانکه ترسیدن دل از خوف خدای تعالی و زیاده شدن
ایمان بعد شنیدن آیات قرآن و توکل نمودن بر خدای تعالی در جمیع امور و نماز پنجگانه بر وقت آن ادا کردن
و از آنچه خدای تعالی روزی داده است انفاق کردن یعنی عشر آن کما حقه ادا کردن اما احکام عملی که به حکم
عقیده زیاده می نمایند آن همه تحت همینها داخل اند چنانچه بیعت و نوبت و اجماع و ترک عادت یعنی ...

داخل صحبت و لوازم وی اند و ترک کردن تعین و برات و رطمع در غانہاے موافقان و تدبیر و تردد و میراث و ترک حیات دنیا داخل است و ترک کردن بردن نفس از دائرہ و بیرون دائرہ آتش سوزان دیدہ دست و پاے بستہ و مردن نا منحصر شدن تحت عزلت داخل و ترک سوال کردن از ہر کس یعنی بحال قولی و فعلی و ترک لذات گرفتن و ترک فتوی کردن کہ خبر آن پیش از رسیدن آن میرسد داخل توکل ست و ذکر کثیر کردن و ہر دو وقت سلطان اللیل و سلطان النہار محافظت نمودن داخل ذکر دوام ست کذا باقی در سوالگی داخل اند پس بر مصدق را ایمان آوردن و اعتقاد داشتن و عمل کردن بران و از تاویل و تحویل آن دور بودن فرض عین ست زیرا کہ بر صحت این احکام اجماع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم متفق شدہ اند برین جملہ تمام اعتقاد و ایمان داشتہ اند چنانچہ بندگی میان سید خوندمیر فرمودہ اند ای طالبان حق کہ مہدی را گرویدہ اید معلوم باد تا آخر الغرض باید دانست بجز ایمان آوردن برین جملہ احکام و اعتقاد داشتن و عمل کردن بران و دور بودن از تاویل و تحویل آن شمار در گروہ مہدی نباشد و امیدواری فلاح و نجات ہم نیست انتہی بلفظہ رسالہ تمام ہوا اور کتاب

نبذۃ البراہین تصنیف سید عبد الرحیم بن سید اسحق بن سید عبد الحی مہدوی میں لکھا ہی کہ ساتوان فرض عشر ہی جانکہ میران نے خداے تعالی کے امر سے عشر کو فرض کیا ہی اور عشر اسکو کہتے ہین کہ بندے کو جو کچھ اللہ تعالی نے تھوڑا یا بہت مال سبب یا بلا کسب دیا ہی اوسمین سے دسوان حصہ مستحقون کو پہنچانا یہ عبادت مالی ہی مانند زکوۃ کے اگر زکوۃ اور عشر ادا نکریگا وعید میں داخل ہوگا انتہی اور دوگانہ مذکور الصدر کے فرض ہونے کی کیفیت سید مصطفی نے اپنی کتاب تالیف سنہ بارہ سو تینتیس میں لکھی ہی کہ رمضان کی ستائیسوین رات کو بعد عشا کے میران کو حکم ہوا کہ آسمان کی طرف دیکھ جب اودھر نگاہ کی تو دیکھا کہ تمام آسمان اور بہشتین سات حور و قصور سے آراستہ کی گئی ہین اور تمام ملائک کھڑے ہین تب میران نے فرمایا کہ یہ شب قدر ہی اللہ تعالی کا امر ہوا کہ مین تجھکو یہ دیتا ہون ای سید محمد اسمین دو رکعت نماز پڑھا کر جیسا کہ حضرت آدم نے نماز فجر پڑھی تھی اور حضرت ابراہیم نے نماز ظہر پڑھی تھی اور یونس نے نماز عصر پڑھی تھی اور عیسی نے نماز مغرب پڑھی تھی اور موسی نے نماز عشا پڑھی تھی اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز وتر پڑھی تھی اور تو ای سید محمد شب قدر میں اس نماز کو پڑھا کر پس اسی رات سے اپنے گیارہ اصحاب کے ساتھ امامت کرکے نماز دوگانہ ادا کی رکعت اول مین سورہ ضحی اور رکعت دوم مین سورہ قدر پڑھکر بعد ادا ے نماز یہ دعا پڑھی اللہم احینا مسکینا وامتنا مسکینا واحشرنا یوم القیامۃ فی زمرۃ المساکین برحمتک یا ارحم الراحمین

مہدویوں کی کتابوں سے عشر اور دوگانہ کے فرض ہونے کا بیان

اللهم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه اللهم ارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه برحمتك
یا ارحم الراحمین انتہی مگر افسوس کہ پہلا فقرہ دعا کا مستجاب نہوا ورنہ اتنی تکلیف مسلمانوں کو نہوتی
اب مانند روز روشن کے ظاہر ہوا کہ مہدوی لوگ اپنے مہدی کو رسول تشریعی جانتے ہیں پس یہ عقیدہ
مخالف ہے احادیث صریحہ صحیحہ اور اجماع امت اور نص قطعی قرآنی کا کہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ
وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا اور اگر عناداً اب بھی اصرار کریں کہ تشریع
نے نسخ کے نہیں ہوتی ہے تو باب اول میں عقیدہ شانزدہم کو ملاحظہ کریں کہ بخوبی ثابت ہو چکا ہے کہ احکام
شرع جونپوری ناسخ احکام شرع محمدی کے ہیں پس بہرحال مخالفت نص خاتم النبیین کی لازم ہے کہ جس سے
بطلان مذہب ظاہر و باہر ہے **قولہ** در حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ فصوص الحکم میں فص شیثی میں فرماتے ہیں
کہ نہیں ہے یہ علم مگر واسطے خاتم انبیا و خاتم اولیا کے حتی کہ رسولان نہیں دیکھتے ہیں اوسکو مگر مشکوۃ خاتم اولیا
سے اب کیا حال ہوگا دوسرے اولیا کا اور اگرچہ کہ ہے خاتم اولیا تابع حکم شرع خاتم رسل کا اب یہ تبعیت نہیں
ناقص کرتی ہے مقام کو اوسکے کہ وہ ایک وجہ سے اوپر ہے تو ایک وجہ سے برتر ہے انتہی اور پھر بعد چند
سطر کے فرماتے ہیں کہ ہر ایک نبی حضرت آدم سے آخر نبی تک نہیں لیتا ہے فیض نبوت کا کوئی ایک
دوسرے سے مگر مشکوۃ خاتم النبیین سے اگرچہ کہ آخر ہے وجود عنصری آپکا ولیکن فی الحقیقت آپ موجود ہیں
جیسا کہ فرماتے ہیں کہ تھا میں نبی اور آدم درمیان پانی اور کیچڑ کے تھے اور سوائے آپ کے باقی
سب انبیا نہیں تھے نبی مگر وقت بعثت کے اور اسیطرح خاتم اولیا تھے ولی جب کہ آدم درمیان
پانی اور کیچڑ کے تھے اور سوائے آپ کے اور اولیا نہ ہوئے ولی مگر بعد حاصل کرنے شرائط ولایت کے
اب نسبت خاتم الرسل کی باعتبار ولایت کے ساتھ خاتم اولیا کے مثل نسبت انبیا علیہم السلام کے ہے
ساتھ ختم رسل کے انتہی **جواب** مصنف مہدوی نے اس بحث تسویہ کے آخر میں مولانا جامی رحمۃ اللہ
علیہ سے نقل کیا کہ اونھوں نے نصوص شرح فصوص میں فص شیثی میں خاتم اولیا کی تعریف کے مقام میں
لکھا ہے کہ حقیقت محمدی مشتمل ہے کل حقائق نبوت اور کل حقائق ولایت پر پس احدیت جمیع حقائق نبوت کی
ظاہر ہے اس حقیقت محمدیہ کا اور احدیت جمیع حقائق ولایت کی باطن ہے اوسکا اور خاتم اولیا مظہر ہوا اس احدیت
جمیع حقائق ولایت کا اور یہی احدیت حقیقت ہے اس خاتم اولیا کی پس حقیقت اس خاتم اولیا کی بعض ہے حقیقت خاتم
انبیا کا انتہی اس تقریر سے ظاہر ہوا کہ ذات محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جامع ہے جمیع

کمالات نبوت اور جمیع کمالات ولایت کو اور خاتم اولیا فقط حضرت کے کمالات ولایت کا مظہر ہی پس خاتم اولیا
کو حضرت رسالتمآب کے ساتھ نسبت جزو کی ہی کل کے ساتھ اور تمام عقلاے عالم کا اتفاق ہی کہ الکل اعظم
من الجزو اجل بدیہیات سے ہی اور مساوات جز کی ساتھ کل کے قسم محالات سے ہی پس مہدوی لوگ ہرگاہ کہ
اقرار کرتے ہین کہ مہدی فقط ولایت محمدیہ کے مظہر ہین اور رسالت و نبوت تشریعی سے علاقہ نہین رکھتے ہین اور ذات
حضرت خاتم الرسالت کی جامع ان تمام کمالات کی ہی کہ وہ ولی و نبی و رسول ہین پھر عقیدہ تسویہ اور برابری کا
رکھنا گویا کہ محال عقلی و نقلی کو اپنا عقیدہ بنانا ہی اور شیخ اکبر کی مراد یہ ہی کہ خاتم اولیا مظہر ولایت محمدی کے ہین
گویا کہ خزانچی خزینۂ ولایت کے ہین اور سلطان اگر اپنے خزانچی سے کچھ لیوے عیب نہین ہی کہ وہ خزانہ اوسیکا
ہی چنانچہ قیصری رحمۃ اللہ علیہ نے یہی تمثیل دی ہی اور اس فضل جزئی سے مساوات یا برتری لازم نہین آتی
ہی اسلیے کہ افضل کو ہر وجہ سے افضلیت ضرور نہین ہی چنانچہ بدر کے قیدیونکے مقدمے مین حضرت عمر فاروق
کی تجویز نے حضرت کی تجویز پر ترجیح پائی اور تابیر نخل کے مقدمے مین صحابہ کو فرمایا کہ انتم اعلم بامور دنیاکم بلکہ قطع نظر کلام
نصوص سے اگر بغور و انصاف دیکھیے تو معلوم ہوتا ہی کہ یہان فضل جزوی بھی نہین ہی اسلیے کہ فضل جزئی
اوسے کہتے ہین کہ مفضول مین ایک بات پائی جاوے کہ افضل مین نہو اور یہان ولایت محمدیہ ذات اقدس
محمدی سے منتقل ہوکر خاتم اولیا مین نہین آئی ہی ورنہ ذات اقدس کا اوس صفت سے خالی ہونا لازم آوے اور یہ
کوئی مسلم نکہیگا کہ حضرت کی ذات وصف ولایت سے معرا ہوگئی اور کوئی عاقل نکہیگا کہ وصف ولایت کہ اعراض
نفسانی سے ہی ایک محل سے دوسرے محل کو منتقل ہوگئے بلکہ مطلب یہ ہی کہ خاتم اولیا مقام ولایت مین قدم
محمدی پر ہین اور ولایت انکی ہمرنگ ولایت محمدیہ کے ہی کہ اوسیکا عکس و ظل ہی پس خاتم اولیا کو فضل جزئی
اس مقدمے مین نہوا بلکہ اس صفت خاص مین حضرت رسالت کے شریک ہوے لیکن بطور شرکت طفیلی
تابع کے ساتھ اصل و متبوع کے اور چونکہ اس فرع اور ظل کو ساتھ اصل کے نہایت مشابہت اور ہمرنگی حاصل
ہوئی ہی احکام اصل کے اسپر بھی جاری ہوتے ہین یہان تک کہ جو لوگ کہ اصل سے اصالۃً مستفید ہین اس
فرع کے بھی مستفید کہلاتے ہین بطور مجاز کے یہانتک کہ انبیا و مرسلین بلکہ خود حضرت خاتم المرسلین بھی
کہ ولایت محمدیہ یعنی باطن محمدی سے مستفید ہین اوسکے اس مظہر اور ظل سے بھی مجازاً مستفید کہلاتے ہین
اور مناط افادے کا اصل ہی اور بس اسی سبب سے شیخ اکبر اسی مقام پر فصوص مین لکھتے ہین کہ وھو حسنۃ
من حسنات خاتم الرسل محمد صلی اللہ علیہ وسلم مقدم الجماعۃ وسید ولد آدم

فی فتح باب الشفاعة یعنی خاتم اولیا ایک جہ اونیکی ہین درجات اور حسنات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
ایسے محمد کہ پیشواے جماعت اور سردار اولاد آدم ہین دروازۂ شفاعت کے کھولنے مین انتہی اور ظاہر ہی
کہ جو شخص کہ ایک حسنہ ہوگا حضرت کے حسنات کے برابر کیسے ہوسکتا ہی اور شیخ اکبر گو برابری کا اعتقاد رکھتے
تو حسنہ من حسنات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہیکو کہتے بلکہ فتوحات مکیہ مین اس سے زیادہ بولے ہین کہ باب
تین سو بیاسی مین کہ معرفت منزل الخیم مین ہی خاتم ولایت محمدیہ کا ذکر کرکے فرماتے ہین کہ ومنزلتہ
من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منزلة شعرة واحدة من جسدہ صلی اللہ علیہ
وسلم انتہی یعنی منزلت خاتم اولیا کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت منزلت ایک بال کی ہی
حضرت کے جسد شریف سے اور چوبیسوین باب مین فرماتے ہین وللولایة المحمدیة المخصوصة بھذا الشرع
المنزل علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ختم خاص وھو فی الرتبة دون عیسی لکونہ رسولا
یعنی ولایت محمدیہ کے واسطے کہ خاص ہی اس شرع محمدی کے ساتھ ایک ختم خاص ہی کہ وہ رتبے مین کم ہی عیسی
علیہ السلام سے اسواسطے کہ وہ رسول ہین آپ صاف معلوم ہوا کہ شیخ اکبر جب کہ خاتم اولیاے محمدی کو حضرت عیسی
علیہ السلام سے کم جانتے ہین فصوص الحکم مین حضرت خاتم الرسالت کے برابر یا برتر کا ہیکو لکھینگے الحمد للہ کہ تمام
اہل اللہ بلکہ شیخ اکبر بھی کہ مہدی جونپوری کے اقرار کے موافق لوح محفوظ دیکھکر لکھتے ہین عقائد مہدویون سے
سراسر مخالفت رکھتے ہین **قولہ** اور شارحون سے اسکے اس مسئلے مین خلاف نہین دیکھا گیا اور اگر کسی سے
خلاف ہووے تو ہو یہ مسئلہ درمیان علماے اہل سنت جماعت کے اختلافی ہی جیسا کہ تعیین مین
شخص خاتم اولیا کے اختلاف ہی ملا جامی رحمتہ اللہ تعالی شرح فصوص مین لکھتے ہین کہ ظاہر کلام سے
شیخ مؤید الدین جندی رح کے یہ ہی کہ مراد شیخ اکبر کی خاتم ولایت سے اپنی ذات ہی اور شیخ شرف الدین داؤد
قیصری رسالے کہتے ہین کہ مراد خاتم ولایت سے حضرت عیسی علیہ السلام ہین اور شیخ کمال الدین عبد الرزاق
اشارہ فرماتے ہین کہ خاتم ولایت وہی مہدی موعود علیہ السلام ہین انتہی اور صاحب مفاتیح الاعجاز تحت
اس بیت کے لکھتے ہین **شعر** از عالم شود پر عدل و ایمان * جماد و جانور یابد از و جان * بہت کاملان سابق
ولاحق فرماتے ہین کہ خاتم ولایت ہم ہین جو کمال بینائی سے ان سب کو نظر اس حقیقت مرفہ پڑتے
تعیین ٹھہری ہو انتہی ملخصا لیکن اس صاحب مفاتیح الاعجاز اور اکثر محققون کے پاس خاتم ولایت ذات مہدی
معین اور مقرر ہی جس طرح سے کہ مرقاة شرح مشکوة شریف مین باب اشراط الساعة مین **جواب** فصوص

اور اوسکے شروح سے سوائے فضل جزوی کے خاتم اولیا کو حضرت رسالت مآب پر اور کچھ ثابت نہین ہوتا ہی
بلکہ دوسری تصانیف شیخ اکبر سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ سوائے فضل جزوی کے شیخ کو ہرگز اعتقاد تسویہ وغیرہ کا نہین
ہی اور فضل جزوی سے تسویہ بالکل ثابت نہین ہوتا ہی پس فضل جزوی خواہ علمائے اہل سنت مین اختلافی ہو خواہ
اتفاقی تمھارے مطلب تسویہ کے کیا کام آتا ہی اور یہ فضل جزئی بھی جبھی ہی کہ خاتم اولیا مہدی ہون
اور مہدی سید خان جونپوری کے جنکے تمھارے پیر و مرشد ہون دوسرا مقدمہ سراسر باطل ہی چنانچہ
اس کتاب سے خصوصاً باب سوم سے بطلان اوسکا ظاہر و باہر ہی اور پہلا مقدمہ مشکوک و اختلافی
ہی وتفصیل اوسکی یہ ہی کہ خاتم الاولیا کا لفظ قرآن و حدیث مین نہین ہی اور محدثین کے نزدیک ایسی
یہ نص غلط ہی چنانچہ ابن جوزی کی کتاب الثبات عند الممات کی آخرین فصل ملحق مین لکھا ہی کہ لفظ خاتم
الاولیا کا باطل ہی اور اسکی کچھ اصل نہین ہی اسلیے کہ افضل اولیا اس امت کے صحابہ سابقین اولین
ہین اور اون مین بہتر سب سے ابوبکرؓ ہین پھر عمرؓ اور بہترین قرون امت قرن اول ہی پھر دوسرا قرن
پھر تیسرا قرن اور خاتم اولیا حقیقت مین پچھلا مومن ہی آدمیون مین سے اور وہ سب اولیا سے افضل
نہین ہی بلکہ افضل سب سے ابوبکر ہین پھر عمر رضی اللہ عنہما انتہی اور شیخ مؤید بن محمود شرح فصوص
مین لکھتے ہین کہ مقام خاتم ولایت محمدیہ کا اولیائے متقدمین پر منکشف ہوا تھا پہلے سب سے امام علامہ
محمد بن علی الترمذی الحکیم صاحب کتاب نوادر الاصول جو کہ مشائخ طبقۂ عالیہ سے ہین منکشف ہوا جب اونھون نے
اپنی کتابون مین اس خاتم اولیا کا ذکر کیا اور اوس عصر کے علما و مشائخ مین یہ بات مشہور ہوئی اہل دعوی
نے موقع پایا اور ہر ایک نے اس مقام کا دعوی شروع کیا امام موصوف نے جانا کہ یہ دعوی بلا معنی
انکو لائق نہین ہی بلکہ مضر ہی اسواسطے ایک کتاب تصنیف فرمائی کہ اوس مین سوالات نہایت باریک
جمع کیے اور کہا کہ اسکی شرح جیسا کہ چاہیے کوئی شخص نہ کریگا مگر خاتم اولیا اور اس خاتم اولیا کے نام کا
نام اس حکیم سائل کے نام کے مطابق اور اسکے باپ کا نام اسکے باپ کے نام کے موافق ہوگا جب
اہل دعوی نے یہ حال دیکھا اس دعوے سے پلٹ کر تائب ہوئے اور جب شیخ محی الدین محمد بن علی ابن محمد
بن العربی الطائی الحاتمی الاندلسی ملک مغرب مین مبعوث ہوئے ان سوالات کا جواب جیسا کہ چاہیے
ہی لکھا اور مطابقت نامون کی بھی ظاہر ہوئی پس یہ ایک دلیل ہی شیخ اکبر کے خاتم الاولیا ہونے کی
اور شارح مذکور نے اور دلائل بھی اس دعوے پر نقل کیے منجملہ اسکے ایک یہ ہی کہ خود شیخ اکبر فرماتے ہین انا ختم

الولاية بدون شك لورث الهاشمي مع المسيح اور معلوم رہے کہ جوابات مذکورہ فتوحات مکیہ کے
تہتروین باب مین بہ تفصیل تمام مذکور ہین اور فصوص الحکم مین فص شیثی مین فرماتے ہین کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے نبوت کی مثال یون فرمائی کہ گویا ایک محل ہے اینٹ کا کہ تمام تیار ہو چکا ہے مگر ایک اینٹ کی جاسے
خالی ہے اور مینے اس اینٹ کی جاے ہو کر اوس مکان کو پورا کیا انتہی پس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
جیسا کہ فرمایا ویسی ایک اینٹ کی جاے خالی دیکھی ہے اور خاتم اولیا کو ایسی خواب دیکھنا ضرور ہے لیکن وہ
اوس دیوار مین جاے دو اینٹ کی خالی دیکھیگا کہ ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی جاے خالی
ہے اور آپ بجاے اون دو اینٹ کے منطبق ہو کر دیوار مذکور کو پورا کر دیگا اور خاتم اولیا اپنے تئین دو اینٹ
دیکھنا اور حضرت رسالت ایک اینٹ دیکھنا اسکی وجہ یہ ہے کہ حضرت رسالت مآب چونکہ مستقل محض ہین اور
ایک جہت رکھتے ہین کہ فیض و علوم فقط خداے تعالی سے حاصل کرتے ہین اور بس اسواسطے اپنے تئین ایک
اینٹ ملاحظہ فرمایا بخلاف خاتم اولیا کے کہ بالکل مستقل نہین ہے بلکہ تابع ہے شریعت خاتم المرسلین کا اور
احکام الہی ظاہر مین بواسطے حضرت کے اوسکو پہونچتے ہین اور یہ متابعت اور احکام متبوع ظاہر بشکل چاندی کی
اینٹ کے نظر پڑینگے اور یہ بسبب قرب مقام ولایت کے انھین احکام کو اللہ تعالی سے بھی معلوم اور حاصل
کرتا ہے یہ تعریف والہام الہی بصورت سونے کی اینٹ کے نظر پڑینگے انتہی اب ثابت ہوا کہ شیخ اکبر کی غرض یہ ہے
کہ احکام ایک ہین مگر اوسکے اخذ و تحصیل کے دو طریق ہین ایک یہ کہ بواسطے سلسلے راویون اور استادون
ظاہری کے حضرت رسالت سے خاتم اولیا کو پہونچے دوسرا یہ کہ وہی احکام حضرت حق سے بطور الہام
خاتم اولیا کو پہونچے کہ جس سے تصدیق اور ایمان کو کمال حاصل ہو اور فتوحات کے شروع مین لکھا ہے کہ ابو یزید
بسطامی فرماتے ہین کہ تمنے اپنا علم میت عن میت سے حاصل کیا اور ہمنے علم حی لا یموت سے حاصل
کیا اور پہلے طریق کو چاندی سے تشبیہ دی اور دوسرے کو سونے سے شیخ محب اللہ الہ آبادی فرماتے
ہین کہ شرع ظاہر مانند آفتاب کے روشن ہے اور سب پر ظاہر ہے اسواسطے چاندی سے مشابہ کیا اور
احکام کو معدن سے حاصل کرنا ہر ایک کو دستیاب نہین ہوتا ہے یعنی سواے انبیا اور ملائک اور کمل
اولیا کے اسواسطے اوسکو سونے سے تشبیہ دی انتہی چنانچہ محدثین بھی اگر ایک حدیث کئی طریق
سے روایت کی جاوے اور ایک سند اسکی ائمہ اہل بیت سے ہو اوسکو سلسلۃ الذہب نام رکھتے ہین اور
دوسری سند کو حالانکہ وہ بھی اوسی حدیث کی سند ہے اور دونون رسول خدا تک پہونچتی ہین اس نام کر ملقب نہین کرتے

ایسی اگر شیخ اکبر نے احکام الٰہی جو بواسطہ حضرت رسالت اور اولیاں حدیث کے پہونچے تو اون احکام کو بایں
حیثیت یا اوس طریق اخذ کو چاندی سے تشبیہ دی اور جو بلا واسطہ حق تعالی سے پہونچے تو سونے سے تشبیہ
دی کیا برا کیا چنانچہ جس بات کو حضرت رسالت اپنی طرف نسبت کرتے ہین او سے حدیث نبوی کہتے
ہین اور جسے حق سبحانہ کی طرف نسبت کرتے ہین او سے حدیث قدسی کہتے ہین یہ تطویل اسواسطے کی
گئی کہ بعضے جاہل ایسا سمجھتے ہین کہ شیخ اکبر نے اپنے تئین سونے کی اینٹ اور حضرت رسالت پناہ کو چاندی
کی اینٹ کہا ہی معاذ اللہ یہ ہرگز مراد نہین ہی بلکہ دو طریق علم کو چاندی اور سونے سے تشبیہ دی ہی
علاوہ یہ کہ وجہ شبہ بھی ظاہر ہی جیسا کہ ما قبل مین شیخ محب اللہ کے کلام سے معلوم ہو چکا القصہ شیخ اکبر
فصوص مین یہ خواب خاصہ خاتم اولیا کا لکھا اور پھر فتوحات مین فرمایا کہ مینے یہ خواب دیکھا اور مجھکو
اوسمین کچھ شک نہین تھا کہ مین خواب کا دیکھنے والا ہون اور مین دونون اینٹ کی جاے پر منطبق ہو گیا
اور مجھسے وہ دیوار پوری ہو گئی پس مینے تعبیر کی کہ خاتم اولیا مین ہون بعد مینے اوس زمانے کے مشائخ کے
سامنے یہ خواب بیان کیا مگر دیکھنے والے کا نام نہ لیا سب نے وہی تعبیر کی جو کہ مینے کی تھی علامہ
تیمری فرماتے ہین کہ اس مقدمے مین جو کلام شیخ نے دیکھا تو کل سے یہی ظاہر ہوا کہ شیخ خاتم
ولایت مقیدہ محمدیہ ہین نہ خاتم ولایت مطلقہ کہ وہ عیسی ع ہین اسیواسطے اول فتوحات مین اپ تک
اپنے مشاہدے کے احوال مین فرماتے ہین کہ مجھکو رسول خدا نے پیچھے ختم کے دیکھا بسبب ایک مشارکت
حکمی کے کہ مجھ مین اور اون مین ہی پس حضرت سید نے اون سے فرمایا کہ یہ تمہارا عدیل اور بیٹا اور خلیل ہی اور
تیرہوین فصل جوابات امام محمد بن علی ترمذی مین فرماتے ہین کہ ختم دو طرح کے ہین ایک وہ ختم ہی کہ اوس سے اللہ تعالی
ولایت مطلقا ختم کر دیگا اور ایک وہ ختم ہی کہ جس سے حق سبحانہ فقط ولایت محمدیہ کو ختم فرما دیگا لیکن خاتم ولایت
مطلقہ عیسی ع ہین کہ وہ ولی ہین بہ نبوت مطلقہ اس امت کے عصر مین اور نبوت اور رسالت تشریعی اون پر
بند کر دی گئی ہی پس او ترینگے آخر زمانے مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وارث ہوکر اور خاتم ہوکر
بعد انکے کوئی ولی بہ نبوت مطلقہ نہوگا جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبوت ہین کہ بعد انکے نبوت
تشریعی نہین ہی اگرچہ بعد حضرت کے عیسی ع کہ رسول ذو العزم ہین اترینگے لیکن بمقتضا اس زمانے کے
مقام تشریعی نہ رکھتے ہونگے بلکہ ولی صاحب نبوت مطلقہ ہونگے کہ دوسرے اولیاے محمدی بھی اس صفت
مین انکے ساتھ شریک ہین پس عیسی ہماری قسم مین ہین اور سردار ہمارے ہین پس اول اس امر مین بھی

ایک نبی ہوئے کہ آدم علیہ السلام ہیں اور آخر میں بھی ایک نبی ہوئے کہ عیسیٰ ہیں یہان مراد نبوت اختصاص
ہی یعنی حضرت عیسیٰ کو دو حشر ہونگے ایک حشر ہمارے ساتھ اور ایک حشر رسولون کے ساتھ اور لیکن ختم ولایت
محمدیہ سو یہ مقام ایک مرد کو قوم عرب سے حاصل ہو کہ اکرم ہی اونمین اصالت اور سخاوت مین اور وہ ہمارے زمانے
مین آج کے دن موجود ہی میں نے اوسکو سنہ پانچ سو پچانوین مین پہچانا اور وہ علامت کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے
بندون کی آنکھون سے اوس مین پوشیدہ رکھی ہی مجھپر شہر فاس مین منکشف فرمائی کہ میں نے خاتم الولایت اوسمین دیکھی اور
وہ خاتم نبوت مطلقہ ہی کہ نہیں جانتے ہین اوسکو بہت آدمی اور اللہ تعالیٰ نے اوسکو مبتلا کیا ہی کہ جو اسرار اوسکو
باطن سے متحقق ہوتے ہین لوگ اوسپر انکار کرتے ہین اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
نبوت تشریع ختم کر دی ایسی ختم محمدی سے وہ ولایت ختم کر دی کہ وراثۃً محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل ہوا کرتی تھی نہ وہ
ولایت کہ دوسرے انبیا سے حاصل ہوتی ہی اسلیے کہ بعضے اولیا ابراہیم علیہ السلام کے وارث ہوتے ہین اور بعضے موسیٰ کے اور بعضے عیسیٰ کے
سو یہ اولیا بعد اس ختم محمدی کے بھی پائے جاوینگے لیکن ایسا ولی کہ قلب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہووے بعد اس
خاتم محمدی کے نہ پایا جاوے گا یہ معنی ہین خاتم ولایت محمدیہ کے اور لیکن ختم ولایت عامہ کہ بعد اوسکے کوئی ولی
نہ پایا جاوے وہ عیسیٰ علیہ السلام ہین لوریین ایک جماعت اولیا سے ملا ہون کہ وہ عیسیٰ اور دوسرے رسولون
کے قلب پر تھی اور بعضے عبد اللہ اور اسمعیل بیٹون سودکین کو اس ختم سے ملایا اور انھون نے ان دونون کے
واسطے دعا کی اور یہ دونون مستفید ہووے والحمد للہ انتہی اور معلوم ہو کہ اس عبارت مین جو جو بلفظ نبوت
مطلقہ کا آیا وہ اصطلاح ہی حضرت شیخ کی کہ ایک قسم کی ولایت کو نبوت مطلقہ فرماتے ہین اور اوس قسم کے
اولیا کو انبیاء الاولیا بولتے ہین چنانچہ تفصیل اسکی قبل چند ورق کے گذر چکی اور نبوت اختصاص اور نبوت
تشریع سے مراد نبوت عرفی شرعی ہی کہ جسکو سب جانتے ہین اور چودھوین فصل مین فرماتے ہین کہ جیسا
کہ دنیا کے واسطے ابتدا اور اختتام ہی ایسی اللہ تعالیٰ نے جو چیزین کہ دنیا مین ہین سب کے واسطے ابتدا اور ختم
مقرر فرمایا ہی پس منجملہ اونکے شریعتون کا نازل کرنا ہی اوسکو شریعت محمدی پر ختم فرمایا کہ حضرت خاتم النبیین ہوئے
اور منجملہ اونکے ولایت عامہ ہی کہ اوسکو حضرت آدم سے ابتدا ہوا اور حضرت عیسیٰ پر ختم ہی کہ باری اور خاتم مشابہ ہین
ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم اور چونکہ احکام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوسرے انبیا و رسولون
کے احکام سے مخالف تھے مستحق اس بات کے ہوئے کہ انکی ولایت خاصہ کے واسطے ایک خاتم جدا ہو کہ اوسکا
نام حضرت کے نام کے موافق ہو اور اخلاق محمدی کا جامع ہو اور یہ خاتم محمدی معروف کہ جسکا انتظار ہی

نہیں ہیں اسواسطے کہ مہدی حضرت کے سلالہ اور عترت سے ہیں اور خاتم حضرت کے سلالہ عجمیہ سے نہیں ہو
بلکہ سلالہ اعراق اور اخلاق حضرت سے ہو انتہی مختصراً علامہ قیصری شرح فصوص میں اس مقالات کو نقل کرکے بابے انتہیٰ
کہ شیخ اکبر یہ سب اشارہ اپنے نفس کیطرف فرماتے ہیں رضی اللہ عنہ غرض کہ معلوم ہوا کہ شیخ اکبر کے نزدیک مہدی
خاتم الاولیا نہیں ہیں اور مہدی تابع ہیں جونپوری کہتے ہیں کہ شیخ اکبر جو کچھ لکھتے ہیں لوح محفوظ دیکھکر لکھتے ہیں پس ثابت ہوا کہ شیخ
محمد جونپوری کے نزدیک مہدی کا خاتم اولیا ہونا لوح محفوظ میں لکھا ہے اب بالکل اوسکے ناحق اپنی اوقات
ضائع کرکے صفات خاتم اولیا کے اپنے پیر پر جماتے ہیں الحمد للہ کہ رد مذہب فرقہ مہدویہ کا تمام وکمال کو پہونچا
اور ابتدائے کتاب سے یہاں تک صدہا مخالفات نصوص قطعیہ اور نقائص وعیوب شرعیہ انکے مہدی
کی ذات وصفات میں ثابت ولازم ہوگئے کہ جبتک اون میں سے ایک چیز بھی بلا جواب رہیگی ثبوت
مہدویت کا محال ہوگا وللہ الحجۃ البالغۃ

خاتمہ بحث خاتم ولایت محمدیہ کا کہ وہی خاتمہ اس کتاب ہدیہ مہدویہ کا ہی

جو کہ کلام سابق میں شیخ اکبر سے منقول ہوا کہ معنی ختم ولایت محمدیہ کے یہ ہیں کہ ایسا ولی کہ قلب محمد صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم پر ہووے بعد خاتم اولیائے محمدیین کے نپایا جاوے گا مراد اوس سے یہی ہے جیسا کہ دوسرے مقامات
فتوحات سے ظاہر ہوتا ہی کہ ولی محمدی بعد خاتم ولایت محمدیہ کے بالاستقلال نپایا جاوے گا بلکہ اگر ہوگا تو
یہ مقام بواسطہ خاتم اولیا کے حاصل کریگا اور اونکا تابع اور مستفید رہے گا گویا کہ یہ مقام اب اپنے واسطے
خاتم اولیا کے حاصل کرنا ختم ہوگیا ہی جیسا کہ مقام نبوت حضرت خاتم انبیا پر ختم ہوگیا اب عیسی
اور الیاس حضرت کے تابع رہینگے اور حضرت کے واسطے سے احکام الٰہیہ حاصل کرینگے چنانچہ شیخ اکبر
چوبیسویں باب کے آخر میں فرماتے ہیں کہ واسطے ولایت محمدی کے کہ مختص بشرع محمدی ہی ایک ختم خاص
ہی کہ رتبے میں حضرت عیسی سے کم ہی اسواسطے کہ حضرت عیسی رسول ہیں اور یہ خاتم ہمارے زمانے میں پیدا
ہو چکے ہیں اور میں نے اونکو دیکھا بھی ہی اور علامت ختمیت کی بھی اون میں دیکھی ہی اب کوئی ولی
بعد اونکے نہیں ہی اور اگر ہوگا تو انہیں کی طرف رجوع رہے گا جیسا کہ بعد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے کوئی نبی نہیں ہی اور اگر ہوگا تو انہیں کی طرف رجوع رہے گا جیسا کہ عیسی علیہ السلام
پس نسبت ہر ولی کی کہ بعد اس خاتم کے ہوگا مانند نسبت اوس نبی کے ہی کہ بعد محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے ہوگا مقصود نبوت میں مانند الیاس اور عیسی اور خضر علیہم السلام کے اہل امت میں

انتہی اور باب تین سو بیاسی مین فرماتے ہین کہ خاتم ہر زمانے مین نہین ہوتا ہی بلکہ وہ عالم مین ایک ہی کہ اوسپر اللہ تعالی ولایت محمدیہ ختم کرے گا پس اولیاے محمدیین مین کوئی اوس سے بڑا نہین ہی پھر ایک خاتم اور ہی کہ ولایت عامہ کہ آدم سے آخر ولی تک جسکا سلسلہ ہی اوسپر ختم فرماوے گا وہ عیسی علیہ السلام ہین انتہی اور باب تین سو بیاسی مین فرماتے ہین کہ خاتم ولایت محمدیہ وہ ختم خاص ہی ولایت امت محمدیہ ظاہرہ کا اور اوسکی خاتمیت کے حکم مین عیسیٰ اور الیاس اور خضر اور جو ولی کہ ظاہر ہے سب داخل ہین پس عیسی علیہ السلام اگرچہ خود خاتم ہین لیکن مختوم ہین تحت ختم اس خاتم محمدی کے اور حدیث اس خاتم محمدی کی مجکو شہر فاس مین کہ بلاد مغرب سے ہی سنہ پانچ سو چورانوے مین معلوم ہوئی اور اللہ تعالی نے مجکو اوسکی علامت اور منزلت بتلائی اور مین اوسکا نام نہین بیان کرتا ہون انتہی امت ظاہرہ شاید کہ اسواسطے کہا کہ امت باطنہ مین تمام انبیا علیہم السلام داخل ہین اور ولایت امت سے مراد ولایت محمدیہ ہی اور معلوم ہوا کہ حضرت الیاس اور خضر اور عیسی کو بھی ولایت محمدیہ کہ اس خاتم محمدیکے مختوم ہوئے اور اوپر مذکور ہوا کہ مینے سنہ پچانوے مین اس خاتم سے ملاقات کی اور معلوم ہوا کہ چورانوے مین علامات اور احوال خاتم اولیا کے بتلائے گئے اور پچانوے مین مشاہدہ ہوا اور باب پانسو ستاون مین فرماتے ہین **الاشعار** الا ان ختم الاولیاء رسول ✤ ولیس لہ فی العالمین عدیل ✤ ھو الروح وابن الروح والام مریم ✤ وھذا مقام ما الیہ سبیل ✤ فینزل فینا مقسطا حکما بنا ✤ وما کان من حکم لہ فیزول ✤ فیقتل خنزیرا ویدمغ باطلا ✤ ولیس لہ الا الالہ دلیل **الابیات** جان تو کہ بجملہ کرامت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ ہی کہ اللہ تعالی نے رسولون کو اون کی امت مین کیا پھر ایسے رسول کو امت مین گردانا کہ بشریت سے متجاوز ہوکر آدھا بشر اور آدھا فرشتہ ہی اسواسطے کہ جبرئیل نے اوسے مریم کو بخشا ہی اور اللہ تعالی نے اوسکو اپنی طرف اوٹھالیا پھر اوسکو ولی اور خاتم الاولیا کر کے آخر زمانے مین نازل فرماوے گا کہ شرع محمدی کے موافق امت محمدی مین حکمرانی کرے گا اور ختم کریگا مگر ولایت انبیا ورسل کو اور ختم اولیاے محمدی ختم کریگا ولایت اولیا کو تاکہ فرق مراتب ہے درمیان ولایت ولی اور ولایت رسل کے پس جب کہ عیسی علیہ السلام ولی اور حاکم شرع غیر کے ہوکر اوترینگے اس حیثیت سے خاتم الاولیا اونکو بھی خاتم ہونگے اگرچہ اونکے زمانے مین مقدم ہین جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہین اگرچہ عیسی علیہ السلام بعد اونکے اوترینگے اور رتبہ اونکا میں نے اپنی کتاب عنقاے مغرب مین ذکر کیا ہی کہ اوس مین اونکا بھی ذکر ہی اور مہدی کا بھی انتہی مراد اس نقرے سے کہ ختم کریگا

مگر ولایت انبیا و رسل کو یہ ہی کہ ولایت انبیا و رسل کی ذاتون مین ہو خواہ اون محمدیا مین کہ اونکے
اقدام پر ہین سب کو حضرت عیسی ختم کرینگے اور مراد اس فقرے سے کہ ختم اولیا محمدی ختم کریگا ولایت اولیا کو
یہ ہی کہ ولایت اون اولیا کو کہ قدم محمدی پر ہین اور ولایت محمدیہ کے وارث ہین ختم کریگا اور عیسی بھی جب اس امت
مین داخل ہونگے اسی قسم کی ولایت رکھتے ہونگے کہ یہ خاتم محمدی اونکے خاتم ہونگے اور فرق مراتب ولایت
ولی اور ولایت رسل مین یہ ہوا کہ حضرت عیسی چونکہ رسل مین خاتم ہوسکے ولایت ورثۂ انبیا و رسل کو اور ولایت
ذات انبیا و رسل کو بھی جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونکی نبوت کے خاتم ہوسکے تھے اور خاتم اولیاے
محمدی چونکہ ولی محض ہین فقط ولایت اولیاے وارثین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم ہوسکے نہ ولایت
ذات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مگر باعتبار دوسری ولایت کے ذات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم عیسی
علیہ السلام ہین اسواسطے کہ وہ ولایت جمیع انبیا و رسل کے خاتم ہین اور حضرت بھی اون مین داخل ہین اور جواب
اس شبہے کا کہ جب کہ عیسی ورثۂ انبیا و رسل کے بھی خاتم ہین چاہیے تھا کہ وارثان ولایت محمدیہ کے بھی یہی خاتم
ہوتے ماقبل مین شیخ کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہی کہ چونکہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت سے احکام و
خصائص مین دوسرے رسولون سے ممتاز ہین اسواسطے مناسب ہوا کہ انکے وارثین کی ولایت کا بھی
خاتم علیحدہ اور متمیز ہووے یہ سب تاویلات اسواسطے کی گئین کہ حضرت شیخ کا کلام سابق اور لاحق کہ کئی
مواضع سے اس کتاب مین نقل کیا گیا ہی نسق و نظم واحد پر رہے واللہ اعلم بمراد اولیائہ الکرام
الحمد للہ منزل الکتاب ومجری السحاب وھازم الاحزاب کہ یہ کتاب اوسکی تایید و فضل سے شہر
رجب سنہ بارہ سو پچاسی ہجری مین کمال کو پونچی اور امید قوی ہی کہ جیسا کہ اوسنے اسکی تالیف کی توفیق
اور تکمیل مین تایید فرمائی ہی بموجب اپنی رحمت بے پایان اور فضل فراوان کے قبول فرماکر نافع اور مفید
خلائق کرے اور اس بندۂ ناچار و امیدوار کو مع اہل و احباب کے اسی حیلے اور ذریعے سے اس عالم مین
ہدایت اور عافیت اور اوس عالم مین رحمت و مغفرت سے سرفراز فرماوے آمین یارب العالمین ربنا
اکتب لنا السلامة والعافیة واھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم
وتقبل منا انک انت السمیع العلیم وصلی اللہ وسلم علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

تمت

خاتمة الطبع الحمد للہ کہ یہ رسالہ ہدیہ مہدویہ باواخر جمادی الآخرہ سنہ [illegible] ہجری بمطبع نظامی واقع کانپور مین چھپکر طیار ہوا